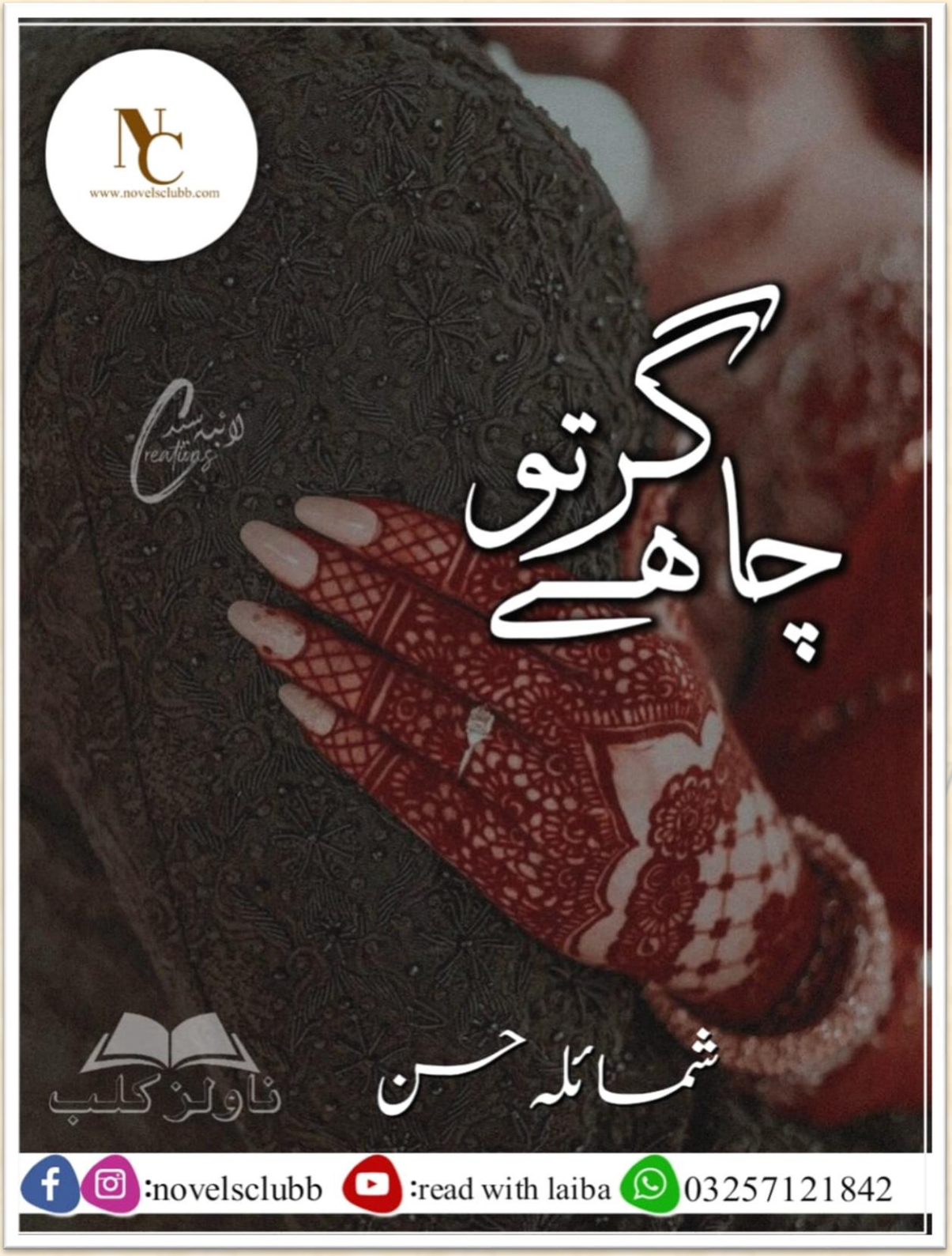
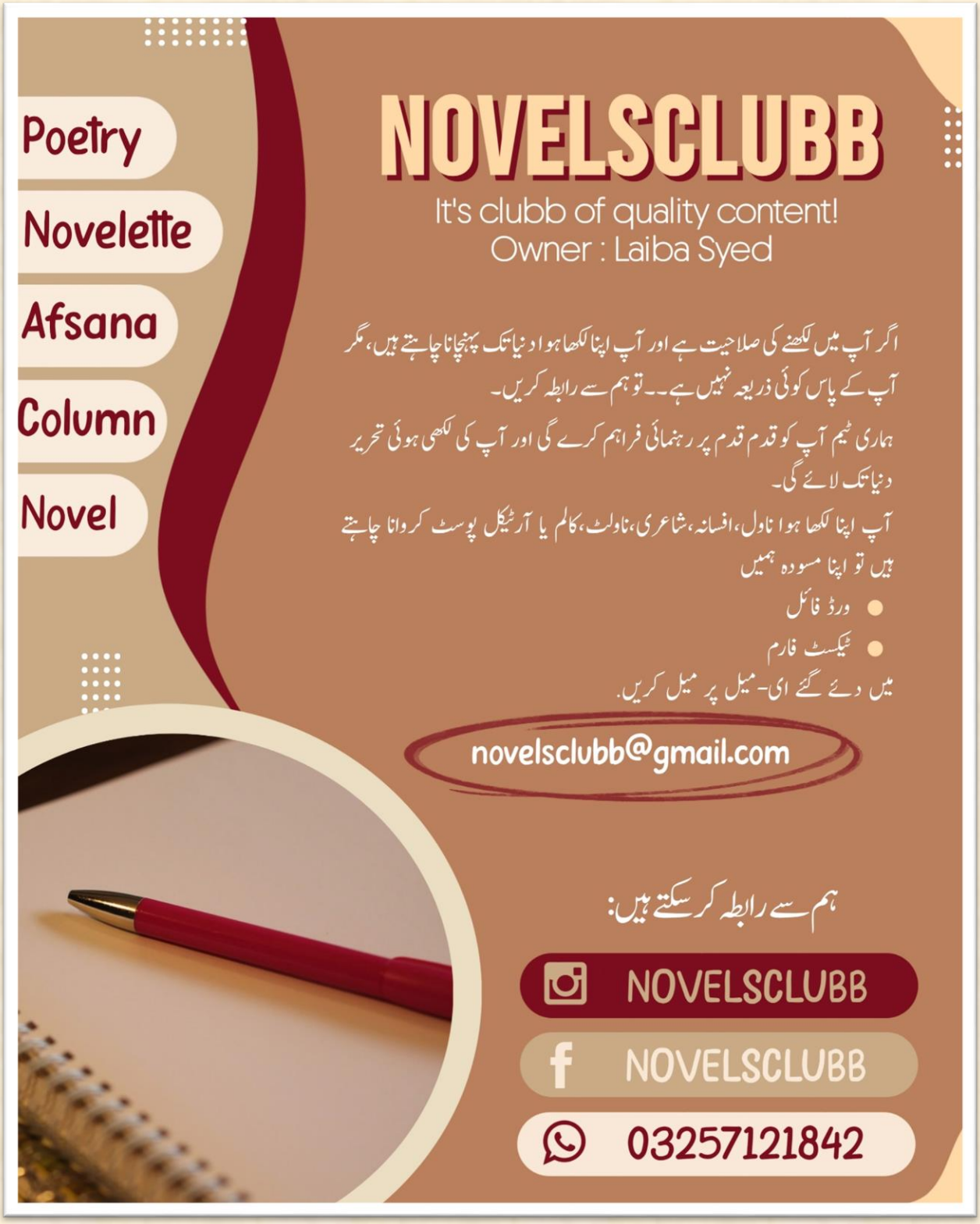

www.novelsclubb.com
گر تو چاہے
شمائلہ حسن
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842


Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

گر تو چاہے

از قلم

شمائلہ حسن

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔)

دریائے سینٹ لارنس اور دریائے اوٹاوا کے سنگم پر واقع جنوبی کیوبک کا سب سے بڑا شہر مونٹریال اس وقت برف کی دبیز چادر اوڑھے محو استراحت تھا۔۔۔ہر سمت یخ بستہ ہواؤں کا زور تھا۔۔ سڑکیں سنسان، عمارتوں کی کھڑکیوں پر جمی برف اور آسمان سے برستے روئی کے گالے۔۔سب کچھ مل کر دور سے ایک خوابناک منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔ مگر یہ خوبصورتی وہاں کے رہائشیوں کے لئے آزمائش بنی ہوئی تھی۔۔۔

اسے شام کی فلائٹ سے ٹرو ڈیو انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے پاکستان کے لئے روانہ ہونا تھا۔۔۔ مگر برفانی طوفان نے جیسے سب راستے مسدود کر دیئے تھے۔۔ جیسے قدرت خود اس کے فیصلے کی راہ میں دیوار بن کر کھڑی ہو گئی ہو۔۔۔۔

اس نے کھڑکی سے باہر جھانکا۔۔۔حدِ نگاہ تک دھند ہی دھند تھی، کچھ بھی واضح نہ تھا۔۔۔ شاید یہ سفر ابھی ممکن نہیں تھا۔۔۔شاید کچھ اور دن اسے یہیں رکنا تھا یا شاید۔۔۔۔قدرت اس سے کوئی اور فیصلہ کروانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

کمرے میں میوزک کا بے ہنگم شور گونج رہا تھا۔۔۔ جھومتے، ہنستے، قہقہے لگاتے چہرے بے فکری کی تصویر بنے ہوئے تھے۔۔۔۔ ہر ہاتھ میں جام تھا، ہر آنکھ میں مدہوشی۔۔۔ کوئی صوفے پر ٹیک لگائے نیم غنودگی میں تھا تو کوئی دیوار کے سہارے جھوم رہا تھا۔۔۔۔ جگہ جگہ کھانے کے پیکٹ، بیئر کے کین اور چپس کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔۔ وہ سب مدہوش تھے جب اچانک میوزک بند ہو گیا۔۔ ساتھ ہی تھرکتے وجود ایکدم ساکت ہوئے۔۔۔ ہنسی ہوا میں تحلیل ہونے لگی۔۔۔

"یہ کس نے؟" پلٹ کر سوال کرنے والی یہ لڑکی مارتھا فرنینڈز تھی۔۔ سپید چہرے، سرمئی آنکھوں اور سنہرے گھنگریالے بالوں بیس سالہ مارتھا کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔۔۔ لیکن اس کا سوال منہ میں ہی رہ گیا۔۔ کالی نیٹ کی لانگ میکسی کے اندر اسے پسینہ پھوٹتا محسوس ہونے لگا۔۔۔

پیچھے کھڑے وجود کو دیکھ کر اس کا نشہ ہرن ہوا تھا۔۔

سنولایا چہرہ، کھچڑی بال، چھوٹا قد اور بھدے جسم والا یہ آدمی اس کا باپ۔۔۔ تھا مس فرنینڈز تھا۔۔۔

چہرے پر چھائی سختی اور چھوٹی اندر دھنسی آنکھوں میں اشتعال کی لہر بخوبی دیکھی جا سکتی تھی۔۔۔

مار تھا کے الفاظ حلق میں اٹکے تھے۔۔۔۔

"ڈیڈ۔۔۔" وہ بمشکل بول پائی۔

"یہ کیا تماشہ لگا رکھا ہے؟" اگلے ہی پل تھامس کی گرج دار آواز نے در و دیوار کو لرزا دیا۔۔۔

"میں نے انہیں اپنی برتھ ڈے پارٹی پر بلایا تھا۔۔۔" گو اس کا لہجہ باغیانہ تھا لیکن لہجے کی لرزش بتاتی تھی کہ وہ اندر سے خوفزدہ تھی۔۔ شاید اس بات کا خوف کہ تھامس اسے ابھی دوستوں کے سامنے ذلیل کرے گا۔۔۔

تھامس نے ایک سرد، زہریلی نگاہ کمرے میں دوڑائی۔۔۔

"دس منٹ کے اندر یہ سب کچھ صاف ہو جانا چاہئیے۔۔۔اور اگر میرے واپس آنے تک یہ دوست یہاں موجود ہوئے، تو یہ تمہارا اس گھر میں آخری دن ہو گا۔۔"انگلی اٹھا کر سخت لہجے میں تنبیہ کرتا وہ پلٹنے گا۔۔

"اور تم سب۔۔۔کیا میں خود تمہیں یہاں سے نکلنے کے لئے کہوں؟"جاتے جاتے وہ ایک بار پھر پلٹا۔۔۔اب کی بار اس کی طنزیہ نگاہیں مار تھا کے دوستوں پر جمی تھیں جو گردن جھکائے، کھسیائے ہوئے بغلیں جھانکنے لگے تھے۔۔

"ڈیڈ! آپ میرے فرینڈز کی اس طرح بے عزتی نہیں کر سکتے۔۔۔"وہ دبا دبا چلائی۔۔۔ تھامس نے ایک پر تپش نظر اس پر ڈالی۔۔

"میرے واپس آنے تک یہ جگہ صاف ہونی چاہئیے۔۔ورنہ تم بھی اپنے دوستوں کے ساتھ باہر ہو گی۔۔۔"یہ کہہ کر وہ پلٹا اور دروازہ زور سے بند کرتا باہر نکل گیا۔

کمرے میں قبرستان جیسی خاموشی چھا گئی۔سب دوست، جو کچھ لمحے پہلے آزادی کے نشے میں جھوم رہے تھے۔۔۔اب کھسیانی صورتیں لئے صفائی میں لگ گئے تھے۔بئیر کے کین،

شیمپین کی بوتلیں، فاسٹ فوڈ کے باکس، سب لپک لپک کر ٹھکانے لگائے جا رہے تھے۔۔۔مارتھا ہاتھ باندھے وہیں کھڑی رہی، لب بھینچے۔۔۔دانت پیستے ہوئے۔۔۔۔

دراصل تھامس چند دن کے لئے شہر سے باہر تھا۔۔۔مارتھا کی ماں مونا تو ویسے بھی گھر میں کم کم ہی پائی جاتی تھی۔۔جبکہ بھائی ایلکس اپنی فیملی کے ساتھ الگ گھر میں رہائش پذیر تھا۔۔۔ویک اینڈ کی فرصت اور خالی گھر کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، اس نے اپنی برتھ ڈے پارٹی کی ٹریٹ دینے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔حالانکہ اس کی سالگرہ گزرے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔۔ لیکن دوستوں کی ضد پر اس نے آج کے دن سب کو ٹریٹ دینے کا سوچا تھا۔۔۔مگر تھامس کے اچانک لوٹ آنے نے سارا مزہ کرکرا کر دیا تھا۔۔۔۔

یہ ایک سرد رات تھی۔۔۔درجہ حرارت غیر معمولی حد تک نیچے گر چکا تھا۔۔۔ہوا میں خشکی اور سردی کا احساس تھا۔۔۔آسمان پر چھائے ہوئے گہرے بادلوں میں چاند کی روشنی دھندلی سی نظر آ رہی تھی، اور دور کہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف کی تہہ چمک رہی تھی۔۔۔

Clubb of Quality Content

سڑکیں سنسان اور خاموش تھیں۔۔۔ایسے میں وہ تیز قدموں سے بھاگتی چلی جا رہی تھی۔۔۔ مسلسل بھاگنے سے اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔۔۔۔ برفیلی ہوا چہرے پر تازیانے برسا رہی تھی، مگر وہ کسی صورت رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔ہر چند لمحوں بعد خوفزدہ نظروں سے پیچھے دیکھنا نہیں بھولتی تھی یوں جیسے کسی کی موجودگی کا اِحساس اسے ڈرا وا دے رہا ہو۔۔جب ہی اچانک سامنے سے آتی کار کی تیز روشنی آنکھوں میں چبھی اور اگلے ہی لمحے وہ کسی بے جان پتلے کی طرح زمین پر جا گری۔۔۔۔خاموشی میں ٹائر کے چرچرانے کی آواز دور تک سنائی دی تھی۔۔۔اگر ڈرائیور لمحہ بھر کی بھی تاخیر کرتا تو وہ بری طرح کچلی جا سکتی تھی۔۔۔۔

"آر یو آل رائٹ؟"اگلے ہی پل گاڑی سے ایک آدمی باہر نکلا۔۔۔اس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار واضح تھے۔۔

"تمہیں مرنے کے لئے میری ہی گاڑی ملی تھی۔۔۔"وہ شستہ فرانسیسی میں مخاطب ہوا۔۔

"مم۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔"درد سے کراہتی،اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں پر لگنے والی خراشوں کو سہلاتی وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

اس کی سرمئی آنکھوں میں دہشت تھی، جیسے کسی ہرنی کو گھیر لیا گیا ہو۔۔۔ سنہری چہرے پر بکھرے بالوں کی چند لٹیں ماتھے سے چپکی ہوئی تھیں۔۔۔ ٹھنڈ سے اس کے ہونٹ نیلے پڑ چکے تھے۔۔ ناکافی ساٹراؤزر اور کندھوں پر لپٹی کالی چادر اس شدید سردی میں ناکافی محسوس ہوتی تھی۔۔۔

"اوہ تم تو کافی زخمی ہو۔۔ چلو۔۔۔ میں تمہیں اسپتال لے چلتا ہوں۔۔۔" اس کی حالت کے پیش نظر گاڑی سے اترنے والا آدمی اچانک ہی نرم پڑا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں اسپتال نہیں جا سکتی، وہ لوگ مجھے ڈھونڈ لیں گے۔۔۔" وہ بدک کر پیچھے ہٹی۔۔ خوف اور سردی کی شدت سے اس کا جسم کانپ رہا تھا۔۔۔۔

"کون لوگ؟ تم بھاگ کیوں رہی ہو؟" آدمی کو اس کی حالت پر ترس آیا تھا۔۔۔ مگر وہ کچھ کہے بغیر دوبارہ بھاگنے لگی۔۔۔ یوں جیسے اسے اس سے بھی خوف آیا ہو۔۔۔

"سنو۔۔ رکو!" اس سے پہلے کہ وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہوتی وہ تیزی سے دونوں کے مابین فاصلہ کم کرتا اس کے نزدیک پہنچا۔۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ وہ جو ہمیشہ اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔۔۔ آج ایک اجنبی لڑکی کے لئے یوں اس وقت بیچ رستے میں کھڑا مدد کی کوشش

کر رہا تھا۔۔اسے خود یقین نہیں آیا تھا۔۔۔لیکن بعض اُوقات چند لمحوں میں لئے گئے فیصلے انسان کی ساری زندگی کا رخ بدل دیتے ہیں۔۔یہ لمحہ بھی اس کی تقدیر کا حصہ بننے جا رہا تھا۔۔

"دیکھو، گھبراؤ مت۔۔۔۔۔مجھے بتاؤ، شاید میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں؟"وہ چند لمحے اسے تذبذب سے دیکھتی رہی۔۔

"تم اس چکر میں نہ پڑو، جاؤ اپنا کام کرو۔۔۔۔"اگلے ہی پل جواب دیتے وہ آگے بڑھنے لگی۔۔۔اب کی بار وہ کندھے اچکا کر پلٹ رہا تھا۔۔۔جب اچانک پیچھے سے اس کی آواز گونجی۔۔

"سنو۔۔تم مسلمان ہو؟"وہ چونک کر رک گیا۔۔۔پلٹ کر بھنویں اچکائیں۔۔۔

"ہاں، کیوں؟"

کچھ دیر بعد وہ اس کی گاڑی میں بیٹھی اپنے دونوں بازو سینے پر لپیٹے، گہری سوچ میں گم کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔آدمی نے گاڑی کا ہیٹر آن کر رکھا تھا، جس کی گرمی سے اس کے زرد پڑتے چہرے میں کچھ رنگ لوٹ آیا تھا۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سنو۔۔۔تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو۔۔۔۔"ونڈ اسکرین پر نظر جمائے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

"بھروسہ؟ بھروسہ مجھے صرف اس ذات پر ہے یا اپنی صلاحیتوں پر۔۔۔میں ٹائیکوانڈو میں بلیک بیلٹ ہوں۔۔۔۔"اس نے انگلی سے اوپر اشارہ کیا۔۔ساتھ ہی اسے یہ باور کرایا کہ وہ اپنا دفاع خود کر سکتی ہے۔

اگلے ہی پل گاڑی میں آدمی کا زوردار قہقہہ گونجا۔۔۔

"تو مطلب اگر میں نے تمہارے ساتھ کچھ غلط کیا تو تم مجھے اپنے داؤ پیچ سے گرادو گی؟ انٹرسٹنگ!"وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔

"ہاں۔۔۔مجھے کمزور مت سمجھنا۔میرے حالات میرے ساتھ نہیں،ورنہ میں کوئی عام لڑکی نہیں ہوں۔۔"جواب دے کر وہ کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی۔۔۔آدمی نے مسکرا کر گردن جھٹکی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد اس نے گاڑی ایک پٹرول پمپ کے سامنے روکی۔۔۔اندر جا کر کافی کے دو کپ لئے۔۔

"یہ پی لو۔بہت سردی ہے۔۔۔"گاڑی میں بیٹھتے اس نے ایک کپ اس کی جانب بڑھایا۔۔۔جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا۔۔۔اس کے چہرے پر سنجیدگی ابھی بھی قائم تھی۔۔مگر آنکھوں میں تشکر کی ایک ہلکی سی جھلک ابھری تھی۔

"شکریہ۔۔"آہستہ سے بولتے اس نے پہلا گھونٹ بھرا اور بے اختیار دل سے دعا دی۔۔۔۔واقعی،اس وقت اسے ایک کپ کافی کی سخت ضرورت تھی۔۔۔

اسلام آباد کے پوش علاقے میں واقع سفید اور سرخ اینٹوں سے بنا خوبصورت "کاشانہ حمید" اپنے پورے وقار اور دلکشی کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔دھوپ میں جھلملاتے اس کے بلند و بالا ستون،سامنے پھیلا وسیع لان اور دیواروں پر چڑھی گولڈن شاور وائن کی بیلوں نے اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا رکھے تھے۔۔۔۔بیل پر جھومتے نارنجی پھول،ہلکی خنک ہوا کے جھونکوں سے ہلتے آنے والوں کو خوش آمدید کہتے محسوس ہوتے تھے۔۔۔

گھر کے اندر جھانکو تو روزمرہ کی مصروفیت کا آغاز ہو چکا تھا۔۔لاؤنج ابھی خاموش تھا۔۔البتہ کچن سے برتنوں کی کھڑپٹر اور باتوں کی مدھم آواز زندگی کے جیتے جاگتے ہونے کا ثبوت

دے رہی تھی۔۔۔گھر کی خواتین، ملازمین کے ساتھ ناشتہ بنوانے میں مصروف نظر آتی تھیں۔

پورے گھر میں ناشتے کی اشتہا انگیز خوشبو رچی ہوئی تھی۔۔۔۔دیسی گھی میں تلے پراٹھوں کی شڑڑ شڑڑ۔۔سنہرے آملیٹ کی خوشبو، فرنچ ٹوسٹ سے اٹھتی ہلکی دار چینی کی مہک، کینو کے جوس کی ترشی اور سوسیجز کی بھاپ مل کر بھوک کو چمکا رہی تھی۔۔

"دلشاد۔۔۔ذرا تیز ہاتھ چلاؤ۔۔۔صاحب نیچے آتے ہی ہوں گے۔۔۔"ملازمہ کو ہدایت دیتی خاتون نے تیار شدہ چائے کیتلی میں انڈیلی۔۔۔

بھاری تن و توش، صاف رنگت اور درمیانے قد والی یہ خاتون صفیہ حمید تھیں۔۔۔جو تیزی سے ناشتے کے لوازمات میز پر سجوا رہی تھیں۔۔وہ ایک سلیقہ شعار اور سمجھدار خاتون تھیں۔۔جنہوں نے گھر کے اُمور بخوبی سنبھالے ہوئے تھے۔۔۔۔

"ماہرہ۔۔۔کیا شعیل بھی ساتھ ناشتہ کرے گا؟"کچھ خیال آنے پر وہ پلٹیں۔۔۔

"نہیں مامی۔۔۔وہ تو آج نیند پوری کریں گے۔۔۔"اورنج جوس کو جگ میں انڈیلتی یہ ماہرہ حمید تھی۔۔۔دراز قد، اجلی رنگت، کندھوں تک آتے شولڈر کٹ بال، دبلا پتلا سراپا دیکھنے

والے پر ایک خوش کن تاثر چھوڑتا تھا۔۔وہ ایک معروف جرنلسٹ تھی اور ایک مشہور چینل سے وابستہ تھی۔۔۔

سیڑھیاں چڑھ کر اوپری منزل پر جاؤ تو بائیں جانب موجود کمرے میں متناسب جسامت اور درمیانے قد کی ایک لڑکی الجھن کے عالم میں کھڑی دکھائی دیتی تھی۔۔۔الماری کے پٹ کھلے تھے۔۔۔کپڑوں کا ڈھیر زمین پر بکھرا اسلامی پیش کر رہا تھا۔۔جبکہ وہ کمر پر ہاتھ ٹکائے بے بسی سے سامان کو تک رہی تھی جیسے مطلوبہ چیز ابھی تک ہاتھ نہ آئی ہو۔۔۔۔۔

"ممی۔۔"اگلے ہی پل وہ جھنجھلاتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

پلٹنے پر اس کا چہرہ واضح ہوا تھا۔۔۔سنہری دمکتی رنگت، غلافی آنکھیں، چھوٹا سا دہانہ اور اٹھی ہوئی ناک۔۔۔وہ درحقیقت بے حد دلکش تھی۔۔۔۔شولڈر کٹ بال گردن پر پونی کی صورت میں بندھے تھے۔۔۔جبکہ گلابی پھول دار نائٹ سوٹ رات بھر پہننے کے باعث شکن آلود تھا۔۔وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی نیچے جا رہی تھی۔۔۔یہ گھر کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی عسیل حمید تھی۔۔۔شوخ، زندہ دل مگر ابھی الجھنوں میں گم۔۔۔آج کل یہ

بحریہ یونیورسٹی سے بی بی اے کر رہی تھی اور زندگی کو اپنی آسانیوں کے حساب سے گزارنے کی عادی تھی۔۔۔۔

اسی کے دائیں طرف والے کمرے میں ایک ادھیڑ عمر صاحب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے مہارت سے ٹائی کی ناٹ باندھنے میں مصروف دکھائی دیتے تھے۔۔ کھچڑی بال اور فرینچ کٹ داڑھی کے ساتھ وہ ایک باوقار شخصیت کے مالک تھے۔۔ چمکدار جوتے، استری شدہ کپڑے اور اسٹینڈ پر لٹکتا کوٹ اس بات کا اشارہ تھے کہ وہ آفس جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔۔۔ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا نظر کا چشمہ اٹھا کر لگاتے انہوں نے ایک نظر آئینے میں خود پر ڈالی اور کوٹ پہننے کی غرض سے اسٹینڈ کی جانب بڑھ گئے۔۔ یہ گھر کے سربراہ عفان حمید تھے۔۔۔ ذمہ داری کا دوسرا نام۔۔۔ یہ اپنے مرحوم والد کی طرح اُصول پسند اور معاملہ فہم تھے۔۔۔

سیڑھیوں کے دائیں طرف بنا ایک اور کمرہ مکمل تاریکی میں ڈوبا تھا۔۔۔ کھڑکیوں پر دبیز پردے، روشنی کے داخلے میں رکاوٹ بن رہے تھے۔۔۔ کمبل میں لپٹا ایک وجود، بے خبر

نیند کی وادی میں تھا۔۔۔ بچپن سے آسمانوں کو تسخیر کرنے کا خواب دیکھنے والا شعیل حمید تھا۔۔یہ پائلٹ تھا اور اسی لئے اکثر گھر سے دور پایا جاتا تھا۔۔۔

شعیل سے چھوٹا۔۔۔شرجیل حمید۔۔۔ہائیر اسٹڈیز کے لئے ملک سے باہر تھا، مگر اس کا وجود اب بھی اس گھر کے ہر کونے میں بسا تھا۔۔۔اس نے پچھلے سال الیکٹریکل انجینئیرنگ مکمل کی تھی اور اب یونیورسٹی آف اٹاوا سے ماسٹرز کر رہا تھا۔۔۔

عبدالباری حمید ایک دور اندیش انسان تھے۔۔۔انہوں نے اپنی زندگی میں ہی گھر کو دو حصوں میں تقسیم کروادیا تھا۔۔بیرونی طور پر نظر آنے والا وسیع و عریض بنگلہ دراصل اندر سے ایک دروازے کے ذریعے تقسیم کروادیا گیا تھا۔۔۔ایک حصہ عفان حمید کا تھا۔۔جبکہ دوسرے میں شارق حمید کی فیملی رہائش پذیر تھی۔۔۔جن کی شریک حیات فلزہ بیگم اور دو عدد بیٹیاں منال اور مزنی ان کے خاندان کا حصہ تھیں۔۔۔

منال۔۔SZABMU سے ڈاکٹریٹ پڑھ رہی تھی۔۔جبکہ مزنٰی گورنمنٹ کالج سے آئی کام کر رہی تھی۔۔۔

عفان حمید اور شارق حمید کی اکلوتی بہن عالیہ اپنے شوہر کے ساتھ آسٹریلیا میں رہائش پذیر تھیں۔۔ان کا بڑا بیٹا اسامہ عدیل، کمپیوٹر انجینئیر تھا۔۔۔جبکہ بیٹی ماہرہ عدیل، عفان حمید کی بہو بن کر خاندانی رشتوں کو مضبوط کرنے کا سبب بنی تھی۔۔۔

سورج کی نرم سنہری کرنیں ہر سو بکھری ہوئی تھیں۔۔۔سڑکوں پر معمول کا ٹریفک رواں تھا۔۔نیلے آسمان پر تیرتے بادل کے چھوٹے ٹکڑے مٹر گشتی پر نکلے ہوئے تھے۔۔۔ایسے میں کاشانہ حمید کے اندر جھانکو تو نک سک سی تیار عسیل، شارق چچا کے پورشن کی طرف بڑھتی دکھائی دے رہی تھی۔۔

"السلام علیکم چچی۔۔۔منال تیار ہو گئی؟" وہ عجلت میں دکھائی دیتی تھی۔۔سلام کرتے ساتھ ہی اس کی بے چین نظریں ادھر ادھر بھٹکنا شروع ہو گئی تھیں۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔منال تو آرہی ہو گی۔۔۔تم بتاؤ کیا آج تمہاری پکنک ہے؟" صوفے پر بیٹھی خاتون نے تسبیح کے دانے گراتے سوال داغا۔۔درمیانہ قد، دبلا پتلا سراپا، سنولائے چہرے کے گرد نماز کے انداز میں دوپٹہ باندھے یہ فلزہ چچی تھیں۔۔ان کا انداز ہمیشہ کی

طرح طنز میں ڈوبا ہوا تھا۔۔ نگاہیں عسیل کی جینز پر ٹکی تھیں جس پر پہنا شارٹ کرتا اور اسٹول انہیں کانوں کو ہاتھ لگانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔اور شاید اسی لئے عسیل کو یہاں سے بھاگنے کی جلدی تھی۔۔

"چچی۔۔۔میں گاڑی میں ویٹ کر رہی ہوں۔ منال آجائے تو بھیج دیجیے گا۔۔۔" بمشکل خود پر قابو پاتے وہ واپس پلٹنے لگی۔۔وہ جانتی تھی کہ چچی کی ان باتوں کا اثر لینے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔جب ہی اکثر ہی وہ انہیں نظر انداز کر دیتی تھی۔۔۔۔

عین اسی وقت سامنے سے سیڑھیاں اترتی ایک لڑکی دکھائی دی۔۔۔۔۔

ہلکے نیلے اور سفید تھری پیس کاٹن کے سوٹ پر لیب کوٹ پہنے، گرم شال کندھوں کے گرد لپیٹے اور سیدھی مانگ میں بالوں کی چٹیا گوندھے وہ یونیورسٹی جانے کے لئے تیار تھی۔۔۔یہ منال شارق حمید تھی۔۔

چچی نے ایک جتاتی، فخریہ نظر عسیل پر ڈالی۔۔جس پر مطلق کوئی اثر نہیں ہونا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں دونوں گاڑی میں سوار اپنی اپنی یونیورسٹی کی جانب گامزن تھیں۔۔۔آج مزنٰی کی چھٹی تھی۔۔ورنہ وہ تینوں ساتھ ہی نکلا کرتی تھیں۔۔

"یار۔۔۔آخر چچی کو مجھ سے پرابلم کیا ہے؟"گاڑی کی خاموشی کو عسیل کی ناراض سی آواز نے توڑا۔۔۔منال نے مسکراتے ہوئے گردن موڑی۔۔۔وہ جانتی تھی کہ اس کی ماں ہمیشہ ہی عسیل کو کسی نہ کسی بات پر ٹوکتی رہتی ہیں۔۔۔ان کا رویہ اب کسی سے ڈھکا چھپا نہیں تھا۔۔۔

"آج پھر امی نے کچھ کہا؟"وہ تحمل سے مستفسر ہوئی۔۔

"میری ڈریسنگ میں تمہیں کوئی مسئلہ نظر آرہا ہے؟"عسیل نے ناگواری سے اپنے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔

منال نے ایک نظر اس کے لباس پر ڈالی۔

"نہیں تو،سادے سے حلیے میں تو ہو۔۔۔"کندھے اچکاتے اس نے عام سے لہجے میں بولا۔۔

کچھ دیر بعد ایک گہرا سانس بھرتے اس نے اپنا ہاتھ عسیل کے گود میں دھرے ہاتھوں پر رکھا۔۔یوں جیسے اسے تسلی دینا چاہتی ہو۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یار۔۔۔امی آج کل کے ماحول سے کچھ زیادہ ہی پریشان رہتی ہیں۔۔۔" عسیل کے سامنے اسے ماں کے رویئے کی ٹھوس وجہ دینی بھی ضروری تھی۔۔ سو دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔۔ انداز محتاط سا تھا کہ عسیل کو برا نہ لگے۔۔

"ان کے حساب سے یہ جینز وغیرہ شریفانہ لباس نہیں ہے۔۔۔ سو غلط نگاہیں اٹھتی ہیں۔۔۔"

"کم آن منال۔۔۔اب جینز پہننا کون سی آوارگی ہو گئی؟" عسیل نے بیزاری سے کھڑکی سے باہر جھانکا، جہاں دھند کی ہلکی سی چادر ہر منظر کو دھندلا کر رہی تھی۔

"جتنی تم اس ٹراؤزر میں چھپی ہوئی ہو، اتنی ہی میں اس جینز میں۔۔۔۔مسئلہ لباس کا نہیں ہے۔۔ مسئلہ چچی کی مجھ سے ذاتی پرخاش کا ہے۔۔۔۔اس نے بے زاری سے گردن جھٹکی اور کھڑکی سے باہر نظریں جما دیں۔۔۔۔ باہر بادلوں کے جھرمٹ میں چھپی دھوپ کی چند بے بس کرنیں دکھائی دے رہی تھیں۔

منال نے گہرا سانس بھرتے ہونٹ بھینچ لئے۔۔۔۔وہ کہنا چاہتی تھی کہ امی کا طریقہ غلط تھا۔۔ مگر حقیقت یہ بھی تھی کہ عسیل کی ٹانگوں سے چپکی چست جینز اس کے خدوخال جس

طرح نمایاں کر رہی تھی۔۔ منال کا ڈھیلا ٹراؤزر وہ کام نہیں کر رہا تھا۔۔۔ مگر وہ جانتی تھی کہ عسیل پہلے ہی اپ سیٹ ہے اور مزید بحث اسے ناراض کر دے گی۔۔۔ سو اس نے خاموشی اختیار کر لی۔۔۔ کچھ دیر بعد دونوں ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہو گئیں۔۔۔ گاڑی کا ماحول ہلکا پھلکا ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

آفس کی عمارت رات کے سناٹے میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔۔ واحد یہ کمرہ تھا جہاں پھیلی روشنی کسی کی موجودگی کا پتہ دے رہی تھی۔۔۔

کمرے کے وسط میں رکھی کرسی پر بیٹھی وہ گہری سوچ میں ڈوبی لگتی تھی۔۔۔ نگاہیں باہر اندھیرے پر جمی تھیں۔۔ دماغ اب تک کچھ گھنٹوں پہلے ہوئے واقعے کو لے کر خوف اور پریشانی کا شکار تھا۔ جس کا اندازہ اس کے چہرے کی وحشت کو دیکھ کر بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔۔۔

اچانک دروازے پر ہونے والی آہٹ پر وہ چونکی۔۔ چہرہ ایک بار پھر خوفزدہ ہوا تھا۔۔ سانس حلق میں اٹکا تھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل مقابل کو دیکھ کر وہ پر سکون ہوئی۔۔

آنے والے کے ہاتھ میں پیکڈ فوڈ، کمبل اور پین کلر تھے۔۔۔۔

"تو اب بتاؤ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ کون لوگ ہیں جو تمہارے پیچھے ہیں؟" تمام سامان میز پر رکھتا وہ گھوم کر واپس اپنی کرسی پر براجمان ہوا۔۔ نظریں سامنے بیٹھی لڑکی کے پریشان چہرے پر جمی تھیں۔۔

اس کے سوال پر لڑکی نے خاموش نظریں اٹھا کر اپنے محسن کو دیکھا۔۔۔ مگر بغیر جواب دیئے تذبذب سے ہونٹ کاٹنے لگی۔۔۔ گاڑی میں وہ جتنی پر اعتماد لگ رہی تھی۔اس کے برخلاف ڈر کی پرچھائی ایک بار پھر چہرے پر چھلکنے لگی تھی۔۔۔۔

"ایسا کرو، ابھی تم سو جاؤ۔۔۔۔ صبح بات کرتے ہیں۔۔۔" آدمی کرسی چھوڑتا کھڑا ہوا۔۔۔ شاید وہ ابھی کچھ بتانا نہیں چاہتی تھی۔۔ سو اس نے بھی زور دینے سے گریز کیا۔۔۔

"یہ میرا اسٹور روم ہے۔۔۔ یہاں میرے علاوہ کوئی نہیں جاتا۔۔۔ تم کل تک آرام سے یہاں رہو۔۔۔" وہ کمرے کے دائیں جانب بنے ایک اسٹور روم کو چابی سے کھولنے لگا۔۔۔ لڑکی ہنوز خاموش بیٹھی تھی۔۔۔

"یہ کچھ کھانے پینے کا سامان میں نے لے لیا ہے۔۔۔اور یہ اس میں کچھ پین کلر ہیں۔۔۔کھا لینا۔۔۔درد میں کمی ہو جائے گی۔۔۔ویسے بھی سردی کی چوٹ زیادہ تکلیف دیتی ہے۔۔۔کل صبح میں تمہارے رہنے کا پراپر بندوبست کرتا ہوں۔۔۔" کھانے کا شاپر اس کے آگے کھسکاتے وہ میز کی دراز کھولنے لگا۔۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" کچھ خیال آنے پر اس نے گردن اٹھائی۔۔۔ذہن میں یہ خیال بھی گردش کر رہا تھا کہ عین ممکن تھا وہ نام بتانے سے بھی گریز کرے۔۔یا پھر غلط نام بتائے۔۔۔کیونکہ وہ بہت محتاط دکھائی دے رہی تھی۔۔

"آں ں۔۔زینب۔۔زینب نور۔۔۔۔۔" توقع کے برعکس اس نے فوراً ہی اپنا نام بتا دیا۔۔۔ اس کا چہرہ اس وقت بہت تھکن زدہ لگتا تھا۔۔آنکھوں کے گوشے بھی اب بھیگنے لگے تھے۔۔۔شاید گزرے وقت کو سوچ کر وہ پریشان ہو رہی تھی۔۔۔

"اچھا زینب۔۔۔اب میں چلوں گا۔۔۔ تمہیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو یہ آفس کے فون سے میرے نمبر پر کال کر لینا۔۔۔" ایک اسٹکی نوٹ پھاڑ کر اپنا نمبر لکھتا وہ شائستگی سے

مخاطب ہوا۔۔زینب نے اب کی بار بھی کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔بس اس کی آنکھیں تشکر دکھائی دیتی تھیں۔۔

وہ کمرے سے نکلا تو زینب نے ایک بوجھل سانس خارج کرتے اپنا سر کرسی سے ٹکا دیا۔۔۔وہ بہت لمبی مسافت طے کر کے آئی تھی۔۔۔۔تھکن اس کے انگ انگ سے نمایاں تھی۔۔۔ وہ صرف آج نہیں بھاگی تھی۔۔۔بہت دنوں سے بھاگ رہی تھی۔۔۔بھاگتے بھاگتے تھک چکی تھی۔۔۔۔اور اب تو چند گھنٹوں پہلے اس کی دنیا ہی اجڑ گئی تھی۔

آنکھیں موندے وہ تھوڑی دیر پہلے کے مناظر سوچ گئی۔پتہ نہیں اس کی ماں زندہ بچی کہ نہیں؟سوچتے ہوئے گرم گرم آنسو ایک بار پھر اس کے گال بھگونے لگے تھے۔۔۔۔۔وہ روتے ہوئے گھر سے نکلی تھی۔۔۔۔مگر راستے میں جان اور عزت بچانے کا خوف باقی ہر احساس کو دبا گیا تھا۔۔۔۔اب ایک بار پھر اپنی ماں شدت سے یاد آرہی تھی۔۔۔۔پل بھر میں کیسے دنیا بدلی تھی،وہ حیران تھی۔۔۔۔

"اگر وہ ان کے ہتھے چڑھ گئی؟؟؟؟"اچانک ہی آنے والے دنوں کے بارے میں سوچتے ہوئے اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔ جھٹکے سے آنکھیں کھول کر وہ ایک بار پھر بہت خوفزدہ دکھائی دینے لگی تھی۔۔۔۔خون رگوں میں منجمد ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

"مجھے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میرے ساتھ میرا اللہ ہے اور وہی مجھے کافی ہے۔۔۔۔"خود کو تسلی دیتی وہ وضو کی غرض سے واش روم کی طرف چل دی۔۔۔۔۔کیونکہ جس وقت وہ عشاء پڑھنے جا رہی تھی۔۔۔۔اسی وقت تو وہ ہنگامہ برپا ہوا تھا۔۔۔۔فی الحال وہ ساری سوچیں جھٹک کر سکون سے نماز پڑھنا چاہتی تھی۔۔۔۔جو ذات اس کو بحفاظت یہاں تک لے آئی تھی۔۔۔وہی آگے بھی اس کی حفاظت کرے گی۔یہ سوچ کر سکون کی ایک لہر اس کے دل میں اتری تھی۔نماز پڑھ کر اس نے اپنی ماں کے لئے بہت دعائیں مانگی تھیں۔۔۔۔اس وقت سب سے زیادہ اگر اس کو کسی چیز کی فکر تھی تو وہ اس کی ماں تھی جو پتہ نہیں اب اس دنیا میں تھی بھی کہ نہیں۔۔۔۔نماز پڑھ کر کھانے کا تھیلا وہیں چھوڑ کر وہ کمبل اٹھاتی اسٹور میں لیٹنے کی غرض سے بڑھ گئی۔

آج چھٹی کا دن تھا۔۔۔ حسب معمول عسیل دیر سے سو کر اٹھی تھی۔۔ منہ دھو کر جس وقت وہ نیچے اتری تو لاؤنج

میں رونق بکھری ہوئی تھی۔۔

سورج کی نرم سی روشنی پردوں سے چھنتی سارے لاؤنج کو منور کئے ہوئے تھی۔۔۔ کھڑکی سے نظر آتے درختوں کے پتے ادھر ادھر ہلتے ہوا کے ساتھ سرگوشی کر رہے تھے۔۔ عفان صاحب لاؤنج کے صوفے پر دراز اخبار پڑھنے میں مگن تھے۔۔ جبکہ صفیہ آئی پیڈ سامنے رکھے کسی سے باتوں میں مشغول تھیں۔۔

"ممی آج ناشتے میں کیا ہے؟" دونوں کے گلے لگ کر باری باری سلام کرتے وہ صوفے پر دراز ہوئی۔۔ اسے ہنوز جمائیاں آ رہی تھیں۔۔ نیند شاید ابھی پوری نہیں تھی۔۔۔

"بینا خالہ کچھ دیر پہلے تمہارا ہی پوچھ رہی تھیں۔۔۔۔ جب تک تم ان سے بات کرو۔۔ میں دلشاد کو تمہارے ناشتے کا کہہ کر آتی ہوں۔۔" آئی پیڈ اس کے حوالے کرتے صفیہ نے صوفہ چھوڑا۔۔۔

"السلام علیکم خالہ۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟" عسیل کی آواز میں چہک نمایاں تھی۔۔۔ کچھ دیر پہلے چھائی سستی ایکدم اڑنچھو ہوئی تھی۔۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ جیتی رہو، خوش رہو۔۔۔۔ تمہیں ایک خوشخبری سنانی تھی۔۔۔" اسکرین کی دوسری جانب سے بھی پرجوش سی آواز سنائی دی۔۔ متوازن جسامت، لمبا قد، سرخی مائل سفید رنگت اور شولڈر کٹ بھورے ڈائی شدہ بالوں والی یہ خاتون بینا خالہ تھیں۔۔ جن کی آواز سے محبت اور شفقت چھلک رہی تھی۔۔۔ عسیل کا چہرہ گلابی پڑا تھا۔۔۔ وہ کسی حد تک جانتی تھی اس خوشخبری کا منبع کیا ہو سکتا تھا۔۔

"کیا آپ لوگ پاکستان آرہے ہیں؟" چمکتی آنکھوں سے سوال کرتے اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔ یہ خبر سننے کے لئے وہ کتنے دنوں سے بے تاب تھی۔۔

"بالکل۔۔۔ اگلے مہینے کی پانچ تاریخ کی ٹکٹ ہے۔۔۔۔ میں نے کہا سب سے پہلے یہ خبر میں اپنی بیٹی کو دوں گی۔۔" عسیل کی نگاہوں کے سامنے ایک دلکش چہرہ گھوما تھا۔۔

تب ہی دلشاد، صفیہ کی ہمراہی میں ناشتے کی ٹرے لئے لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔

"چلو تم ناشتہ کرو۔۔"صفیہ نے آتے ہی اس سے اپنے آئی پیڈ کا تقاضہ کیا۔۔۔دونوں بہنیں دوبارہ باتوں میں مگن ہو چکی تھیں۔اور عسیل کو لگ رہا تھا۔۔دلشاد کے ہاتھ میں اتنا ذائقہ پہلے کبھی نہیں محسوس ہوا۔۔۔وہ یہ بھول رہی تھی کہ یہ محبت تھی۔۔۔جس کی چاشنی ہر چیز پر چڑھ کر اسے خوبصورت اور ذائقے دار بنا گئی تھی۔۔۔

بینا خالہ اور مہروز خالو کا ایک ہی بیٹا تھا۔۔۔۔

حاذق شرجیل۔۔۔۔اس نے میک گل یونیورسٹی سے لاء میں ماسٹرز کیا تھا۔۔اور اب اپنے ڈیڈ کی کمپنی میں بطور چیف لیگل آفیسر کام کر رہا تھا۔۔

پچھلے سال ہی عسیل اور حاذق نکاح کے بندھن میں بندھے تھے۔۔لیکن یہ نکاح فون پر ہی ہوا تھا کہ حاذق کچھ اہم کام کی وجہ سے پاکستان نہیں آسکا تھا۔۔یوں تو فون پر دونوں کی مسلسل بات چیت چلتی رہتی تھی۔۔۔لیکن یہ پہلی بار تھا جب نکاح کے بعد دونوں آمنے سامنے ایک دوسرے کو دیکھنے والے تھے۔۔۔۔۔یوں بھی اس سال بینا خالہ کا ارادہ پاکستان موو ہونے کا تھا۔۔۔۔وہ اتنے عرصے ملک اور اپنوں سے دور رہ کر خود کو بہت اکیلا محسوس

کرتی تھیں۔۔۔چونکہ مہروز صاحب کا سارا بزنس کینیڈا میں ہی پھیلا تھا۔۔اس لئے انہیں سب وائنڈاپ کرنے کے لئے کچھ وقت درکار تھا۔۔۔طے یہی پایا تھا کہ حاذق کی شادی سے پہلے وہ لوگ پاکستان موو ہو جائیں گے۔۔۔شروع میں تو حاذق اس کے خلاف تھا مگر پھر وقت کے ساتھ ساتھ وہ راضی ہو گیا۔۔۔کیونکہ وہ ماں باپ کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔۔۔ابھی وہ لوگ فی الحال شادی کی تاریخ رکھنے آرہے تھے۔۔یوں تو یہ کام فون پر بھی ہو سکتا تھا۔۔لیکن اسی بہانے سب سے ملاقات بھی ہو جاتی سو انہوں نے پاکستان آکر تاریخ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔

اور اس وقت بینا خالہ کے منہ سے یہ خبر سن کر عسیل کا دل ایک الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا۔۔۔

رات کافی گہری اور سیاہ ہو چکی تھی۔۔آسمان پر چاند کی مدھم سی روشنی چھائی ہوئی تھی۔۔درختوں کے پتوں پر ہلکی نمی کی تہہ جمی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔۔۔رستے سنسان تھے۔۔ہلکی زرد روشنی ماحول کو پر سرار بنا رہی تھی۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایسے میں ہیل کی ٹھک ٹھک ماحول میں ارتعاش پیدا کرتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔دور سے کوئی چلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔۔چال میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔۔۔آہستہ آہستہ ہیل کی ٹھک ٹھک قریب سے قریب تر محسوس ہونے لگی۔۔۔مطلوبہ دروازے پر پہنچ کر وہ رکی۔۔سر جھٹکتے بیگ میں ہاتھ ڈالا۔۔چابی نکالنا تو وہ بھول ہی چکی تھی۔۔لیکن اس سے پہلے وہ چابی نکالتی،دروازہ خود بخود وا ہوا۔۔۔سامنے تھامس کھڑا تھا۔۔۔خونخوار نگاہوں سے اسے گھورتا ہوا۔۔۔

"کبھی کبھار ناکارہ چیز بھی کام آ جاتی ہے۔۔۔"کھلکھلاتے ہوئے وہ اس کے کنارے سے ہوتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔تھامس کا چہرہ غصے سے دہکنے لگا تھا۔۔۔

"تمہیں ذرا بھی ہوش ہے۔۔تمہاری اولاد تمہارے پیچھے کیا گل کھلاتی ہے؟"دروازہ بند کرتا وہ غصے سے دھاڑا۔۔

"مجھ سے اتنی اونچی آواز میں بات مت کیا کرو۔۔۔۔"مونا کی ناگوار سی آواز سنائی دی۔۔۔سینڈل سے پاؤں کو آزاد کراتے وہ سخت بدمزہ لگتی تھی۔۔۔

سرخ و سپید رنگت پر زمین کو چھوتی لال میکسی پہنے، ہونٹوں پر لال لپ اسٹک اور آنکھوں میں گہرا کاجل بھرے یہ مونا ولیز تھی۔۔اس کا دراز قد ہیل میں اور بھی دراز لگتا تھا۔۔دنیا کو وہ بہت حسین عورت لگتی تھی۔۔لیکن تھامس کو وہ ایک خون پینے والی ڈائن لگتی تھی۔۔وہ تنفر بھری نظروں سے اسے دیکھے گیا۔۔۔

"میں یہاں محنت سے کماتا ہوں اور تم اور تمہاری اولاد اس کو مفت کے مال کی طرح اڑاتی ہے۔۔"آگے بڑھ کر مونا کے گھنگریالے بالوں کی لٹیں مٹھی میں جکڑتے وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔۔آنکھوں سے نفرت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ورنہ ابھی میں پولیس بلالوں گی اور کتنی محنت سے کماتے ہو، سب جانتی ہوں میں۔۔۔۔اس پیسے پر میرا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا تمہارا۔۔۔۔۔میرے بغیر تم یہ پیسہ خرچ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے ہو۔۔۔۔"مونا درد کی شدت سے کراہتے ہوئے نفرت آمیز لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ سے تھامس کو دھکا بھی دیا۔۔۔۔

تھامس نے اس کو جھٹکے سے چھوڑ دیا۔۔۔نشہ کی وجہ سے وہ اپنے قدموں کا توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور بیڈ سے جا ٹکرائی۔

مار تھا جو اتنی دیر سے دروازے کی درز میں نفرت سے کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی، بھاگتی ہوئی اسے اٹھانے آئی تھی۔۔۔۔مونا کے ماتھے سے خون کی ایک لکیر بہہ رہی تھی۔۔۔۔مار تھا کو اندر آتا دیکھ کر تھامس اس کو گھورتا ہوا کرسی کو لات مار کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔مار تھا نے زیرِ لب اپنے باپ کو گالی دی اور بھاگ کر واش روم سے فرسٹ ایڈ باکس لینے بھاگی۔۔۔۔ماتھے پر لگا زخم صاف کر کے اس نے بینڈاج کی۔۔۔مونا اتنی دیر میں نشے کے زیرِ اثر غنودگی میں جا چکی تھی۔۔۔اسے ٹھیک طریقے سے بیڈ پر لٹاتی وہ لائٹ آف کر کے بھاری دل سے کمرے سے باہر آگئی۔۔۔ایسے ہر واقعے کے بعد اس کے دل میں اپنے باپ کے لئے نفرت کچھ اور سوا ہوتی تھی۔

شہر کی چکاچوند روشنیوں سے ذرا ہٹ کر، ایک خاموش سے علاقے میں وہ فرنشڈ اپارٹمنٹ اپنی جگہ پر پرسکون کھڑا تھا۔۔۔اپارٹمنٹ کی کھڑکی سے باہر شہر کی روشنیاں جھلملاتی نظر آ رہی تھیں۔۔۔مگر زینب نور کے دل کی دنیا اس وقت تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔باہر نظر آتے منظر پر نگاہیں جمائے وہ خاموش کھڑی تھی۔۔۔

"تم یہاں بغیر کسی خوف کے رہ سکتی ہو۔۔۔۔"تب ہی اپنے عقب سے آنے والی آواز نے اسے چونکایا۔۔۔وہ پلٹی تو اپنے محسن کو پیچھے کھڑا پایا۔۔۔وہ آج آفس کے آخری اسٹاف کے جانے کے بعد اسے نکال کر یہاں لے آیا تھا۔۔۔اپارٹمنٹ کا پیشگی کرایہ وہ پہلے ہی ادا کر چکا تھا۔۔۔

"شجاع۔۔۔"اگلے ہی پل اس کی آواز پر ایک مضبوط جسامت والا شخص دروازے پر نمودار ہوا۔۔۔سفاری سوٹ میں ملبوس، تیس کے لگ بھگ عمر، گندمی رنگت، چہرے پر فرنچ بیئرڈ اور آنکھوں پر گہری سنجیدگی لئے نظر کا چشمہ۔۔۔وہ سراپا تابعداری کا مظہر لگ رہا تھا۔۔۔

"شجاع۔۔آج سے میڈم کو کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہونی چاہیئے۔۔۔۔۔ان کا ہر کام تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔۔اور یہ بات ہم تینوں کے علاوہ کسی کے بھی علم میں نہیں ہونی چاہیئے۔۔۔۔کسی کے بھی!!!!"ایک ایک لفظ پر زور دیتا وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔شجاع گردن ہلاتا واپس باہر نکل گیا۔۔

"یہ میرا بہت خاص آدمی ہے۔۔۔۔اس سے بلا جھجک جو بھی کام ہو کہہ دینا۔۔۔۔یہ سامنے والے اپارٹمنٹ میں رہے گا اور تمہاری ایک کال پر فوراً پہنچ جائے گا۔۔۔۔تم اسے اپنا گارڈ

سمجھ سکتی ہو۔ باہر سے کچھ منگوانا ہو تو اسی کو بلا لینا۔ میں ہفتے میں ایک بار چکر لگا لیا کروں گا۔۔۔" زینب نے سر جھکا کر اپنی آنکھوں میں آئی نمی اندر اتاری۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ شخص کیوں اتنا کچھ کر رہا ہے۔۔۔۔ یہ کون سا رشتہ تھا، جو ایک اجنبی اس کے لئے اتنی حد تک جا رہا تھا؟

"آپ کا بہت شکریہ۔۔۔ مسٹر شرجیل۔۔۔" وہ جانے کے لئے پلٹ رہا تھا جب زینب کی آواز نے اس کے بڑھتے قدم روکے۔۔ اس کی آنکھوں میں استعجاب اترا تھا۔۔۔

"کل آپ کے آفس کے دروازے پر لگی نیم پلیٹ پر دیکھا۔۔" گردن جھکائے وہ دھیمے لہجے میں بولی۔۔ سامنے کھڑے آدمی کے ہونٹ دائرے کی صورت میں سکڑے۔۔۔

"میں نہیں جانتی، آپ مجھے بغیر جانے اتنی مدد کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ مگر میں نے جس ذات پر بھروسہ کر کے قدم بڑھائے تھے، اس نے آپ کو میرے لیے ذریعہ بنا دیا۔۔۔ میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔۔۔ چند دنوں میں میں یہاں سے چلی جاؤں گی، میرا ارادہ یہ شہر چھوڑنے کا ہے۔۔۔ کیونکہ یہاں رہتے ہوئے وہ لوگ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔۔۔ بس تھوڑے دن اور آپ کو میری وجہ سے تکلیف ہو گی۔۔۔۔ میں آپ کا احسان تو نہیں

اتار سکتی، مگر وہ جو اوپر بیٹھا ہے، وہ آپ کو اس کا بہترین اجر دے گا۔۔۔"زینب کے لہجے میں پہلی بار خوف کی جگہ یقین تھا۔۔۔آدمی نے اُسے بغور دیکھا وہ انیس بیس برس کے لگ بھگ ایک چھوٹی سی لڑکی تھی لیکن اس کے لہجے میں متانت، سنجیدگی اور ٹھہراؤ اسے اپنی عمر سے بہت بڑا دکھاتے تھے۔۔۔

"شکریہ کی ضرورت نہیں۔۔۔۔مجھے خود نہیں معلوم کہ میں تمہاری مدد کیوں کر رہا ہوں۔۔۔۔بس اتنا جانتا ہوں کہ تم میرے مسلمان ہونے کی وجہ سے میری گاڑی میں بیٹھی تھیں۔میں بہت اچھا مسلمان تو نہیں ہوں، مگر اگر تم اس ایک وجہ سے مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو، تو میں بھی تمہارے مسلمان ہونے کی وجہ سے تمہاری اتنی مدد تو کر ہی سکتا ہوں۔۔۔۔میرے پاس اس کے سوا تمہاری مدد کا کوئی جواز نہیں۔۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے کندھے اچکائے۔۔یوں جیسے وہ خود بے بس ہو۔۔

"اس میں کچھ کپڑے اور ایک موبائل ہے۔۔۔۔جس میں میرا اور شجاع کا نمبر سیو ہے۔۔۔۔کوئی ضرورت ہو تو مجھے واٹس ایپ کر دینا۔۔۔۔اور جہاں تک یہاں رہنے کی بات ہے، تو بے فکر ہو کر جب تک چاہو یہاں رہ سکتی ہو۔۔۔"اپنے ساتھ لایا پیکٹ میز سے

اٹھا کر اس کی جانب بڑھاتا وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔زینب نے ایک ممنون نظر اس پر ڈالی۔۔ مگر اگلے ہی پل وہ اپنی نظریں جھکا گئی۔۔

"دروازہ بند کر لو۔۔اور کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجھک کہہ دینا۔۔۔"دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے وہ نرمی سے کہتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔اس کے نکلتے ہی زینب نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے دروازہ لاک کیا۔۔بھاری قدموں سے چلتی وہ صوفے تک آئی۔۔کچھ دیر بعد وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔۔

گزرے تلخ واقعات اسے دوبارہ اپنی گرفت میں لینے لگے تھے۔۔۔

اسلام آباد انٹرنیشنل ائیر پورٹ کے وسیع ہال میں ہجوم کی رونق تھی۔۔۔مختلف رنگوں کے بیگ اور سوٹ کیس ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کھاتے ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہے تھے۔۔۔جہاں کچھ لوگ اپنے پیاروں کی آمد پر خوشی سے بے قابو تھے۔۔۔وہیں کچھ پروازوں کی تاخیر کی وجہ سے بے چینی کا شکار تھے۔۔ائیر پورٹ کے باہر کہیں الوداعی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ملاقات چل رہی تھی تو کہیں اپنے پیاروں کو خوش آمدید کہتے خوشیوں اور جذبات کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔۔۔

اسی ہجوم میں عسیل بھی شعیل اور صفیہ کے ساتھ کھڑی تھی۔۔وقت کسی صورت کٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔سامنے ڈسپلے بورڈ پر ان کی مطلوبہ فلائٹ کی لینڈنگ کا پیغام جگمگا رہا تھا۔۔مگر اب تک وہ دونوں باہر نہیں نکلے تھے۔۔۔

"لیں نکل آئے وہ لوگ۔۔"تب ہی شعیل کی آواز اس شور میں عسیل کو کسی مدھر دھن جیسی لگی۔۔اس نے تیزی سے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں۔۔۔اور بلآخر دور سے چلتی بینا خالہ اسے نظر آ گئیں۔۔ہاتھ سے ٹرالی بیگ گھسیٹتے وہ ان لوگوں کی جانب بڑھ رہی تھیں۔۔۔لیکن عسیل کی متلاشی نگاہیں اب بھی بے چین تھیں۔۔

اچانک وہ اسے بھیڑ میں سے نکلتا دکھائی دیا۔۔۔سامان کی ٹرالی تھامے، بے نیاز سا۔۔۔عسیل کو محسوس ہوا گویا سارا ائیر پورٹ کہیں پس منظر میں چلا گیا ہو۔۔۔ارد گرد آتی آوازیں تھم سی گئیں۔۔وہ نپے، تلے، مضبوط قدم اٹھاتا ان لوگوں کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

دراز قد، کسرتی جسامت، لاپرواہی سے ماتھے پر بکھرے ریشمی بھورے بال اور بھوری آنکھوں میں چھپے گہرے راز۔۔۔

یہ حاذق شرجیل تھا۔۔ عسیل کی دنیا۔۔۔اس کی زندگی۔۔۔اس کے خوابوں کی تعبیر۔۔۔

نیلی جینز اور پوری آستین کی آف وائٹ شرٹ میں وہ نہایت دلکش لگ رہا تھا۔۔آستینیں کہنیوں تک چڑھائے، مضبوط کلائیوں اور کسرتی بازوؤں کے ساتھ وہ اپنی ہی دنیا میں مگن بے نیازی سے آگے بڑھ رہا تھا۔۔ جیسے جانتا ہو کہ آس پاس چلتے لوگوں کی توصیفی نگاہیں خود بخود ہی اس پر ٹکنے کے لئے مجبور ہو جاتی ہیں۔۔۔ عسیل بھی ارد گرد سے بے نیاز اسے بے خودی کے عالم میں دیکھے گئی۔۔۔

وہ نزدیک پہنچ چکا تھا۔۔ گردن جھکاتے اس نے صفیہ کو سلام کیا۔۔ شعیل سے گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔۔

اور پھر۔۔۔اس کی نگاہیں عسیل کی جانب اٹھیں۔۔۔چہرے پر پھیلی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ عسیل کو لگا وقت نے جیسے اس پل کو ہمیشہ کے لئے قید کر لیا ہو۔۔اس کی ٹھوڑی پر پڑنے والے گڑھے میں اسے اپنا دل الجھتا محسوس ہونے لگا۔۔۔

"السلام علیکم۔۔کیسی ہو؟"حاذق کی آواز میں وہی کھنک تھی۔۔۔جو ہمیشہ عسیل کے دل کی دنیا تہ و بالا کر دیتی تھی۔۔اس کے پرفیوم کی خوشبو اسے چند انچ دور کھڑے بھی اپنے حصار میں لے رہی تھی۔۔اس کا دل ایک پل کو ساکت ہوا۔۔اتنے عرصے بعد اسے سامنے سے دیکھا تھا۔۔۔وہ مزید جاذب نظر ہو گیا تھا۔۔عسیل کو لگا وہ ایک بار پھر اپنا دل اس پر ہار بیٹھی تھی۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔ٹھیک۔۔"جواب دیتے ہی اس نے تیزی سے نظریں جھکا لیں کہ دل کا حال چہرے سے عیاں نہ ہو جائے۔۔حاذق بھی سب کی موجودگی میں زیادہ بات نہیں کر سکتا تھا۔۔۔سو شعیل کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔۔وہ دونوں سامان گاڑی میں رکھنے لگے۔۔۔جبکہ وہ خود بینا خالہ اور ممی کے ساتھ پیچھے سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔۔

گاڑی سڑک پر سبک رفتاری سے رواں تھی۔۔باہر رات اتر چکی تھی۔۔۔لیکن شہر کی روشنیاں ماحول کو منور کئے ہوئے تھیں۔۔۔

"جو بھی کہو لیکن اپنی سرزمین پر قدم رکھتے ہی دل کو جو سکون ملتا ہے وہ دنیا گھوم لو کہیں نہیں ملتا۔۔۔"گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی بینا خالہ نے ایک آہ بھرتے تبصرہ کیا۔۔ان کی نگاہیں سڑک پر جمی تھیں جہاں تیز رفتاری سے گزرتی گاڑیاں، فوڈ اسٹریٹس پر لوگوں کی گہما گہمی، اپنے ہم وطنوں کی شکلیں انہیں جذباتی کئے دے رہی تھیں۔۔۔

"باجی۔۔۔بس ملک کھانے والوں نے اسے برباد کر دیا۔۔۔کہ اب باہر نکلنا جیسے ہر کسی کی مجبوری بن گئی ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ جو ذہنی سکون اپنے ملک میں ہے وہ دنیا کے کسی کونے میں نہیں۔۔۔"صفیہ بھی ایک بے بس سی آہ بھر کر رہ گئیں۔۔پیچھے سیٹ پر بیٹھی دونوں بہنیں اب ماضی کو کرید کرید کر یاد کرنے لگیں۔۔۔جبکہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے حاذق اور شعیل کی گفتگو کا مرکز آنے والا فٹ بال ورلڈ کپ تھا۔۔ایک عسیل ہی تھی جو سارے رستے بور ہوتی آئی تھی۔۔۔

کچھ دیر میں وہ لوگ کاشانہ حمید پہنچ گئے۔۔۔۔جہاں ایک ہلچل کا ماحول تھا۔۔۔ہر چہرے پر مسکراہٹ تھی، ہر دل بے فکر تھا اور ہر شخص اپنی جگہ مطمئن۔۔۔اب سے کچھ عرصے بعد

یہاں خوشیوں کی شہنائیاں بجنی تھیں کہ اس آمد کا مقصد عسیل کی رخصتی کی تاریخ طے کرنا تھی۔۔۔لیکن کون جانتا تھا کہ زندگی ان کے ساتھ کون سا کھیل کھیلنے والی تھی؟؟؟

یہ ایک نیم تاریک بار تھا۔۔۔جہاں نیون لائٹس کی چمک، موسیقی کا بے ہنگم شور اور شراب کی بو نے فضا کو بوجھل کر دیا تھا۔۔۔گلاسوں کی چھنکار اور کاکٹیل شیکرز کی آواز پورے ماحول میں گونج رہی تھی۔۔۔۔

کاؤنٹر کے دوسری جانب کھڑی مارتھا مہارت سے ڈرنکس بنانے میں مشغول تھی۔۔یہ اس کا روز کا کام تھا۔۔

ایک طرف ایک ٹیبل پر چند لڑکے بیٹھے تھے، جن میں سے ایک خاص طور پر زیادہ شراب نوشی کر چکا تھا۔۔۔اس کی نظریں بار بار مارتھا کی طرف اٹھ رہی تھیں، جیسے موقع کی تلاش میں ہو۔۔۔کچھ دیر بعد وہ جھومتا ہوا کرسی سے اٹھا، ایک گھونٹ لیتے ہوئے اپنے دوستوں سے کچھ سرگوشیاں کیں اور پھر قدم گھسیٹتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔۔۔

"ہے۔۔۔مجھے ایک ڈرنک بنا کر دو۔۔۔"اس نے فرانسیسی میں مارتھا کو مخاطب کیا۔۔۔

"ویٹ اے منٹ سر۔۔۔۔"دوسرے آدمی کو کاکٹیل سرو کرتے اس نے معذرت خواہانہ نظر لڑکے پر ڈالی۔۔۔

"یو نیچ۔۔۔آواز نہیں آئی۔۔۔۔پہلے مجھے سرو کرو۔۔۔"لڑکا اچانک طیش میں آگیا۔۔مار تھا کا گریبان پکڑتے وہ مغلظات بکنا شروع ہو گیا۔۔۔اس اچانک افتاد پر مار تھا ایکدم ہی بوکھلائی تھی۔۔۔اتنی دیر میں دوسرا بار ٹینڈر باؤنسرز کو بلا لایا۔۔۔جبکہ لڑکا اب چاقو نکالے اس پر وار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔لیکن اس کی یہ کوشش ناکام گئی۔۔۔دونوں باؤنسرز اسے اپنے ساتھ اٹھا کر باہر لے گئے۔۔

مار تھا کا دل ابھی بھی زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ایسا نہیں تھا کہ اس کا میل ملاپ لڑکوں کے ساتھ نہیں تھا۔۔۔وہ کپڑوں کی طرح بوائے فرینڈز بدلتی تھی۔۔۔مگر اس سے پہلے کسی نے اس کے ساتھ ایسے زبردستی نہیں کی تھی۔۔۔ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر وہ مزید سہم گئی تھی۔۔۔

"جیسن میں گھر جا رہی ہوں۔۔میری طبعیت خراب ہو رہی ہے۔۔۔تم باس کو بتا دینا۔۔۔"ساتھ کھڑے بار ٹینڈر کو بولتی وہ گھبراہٹ میں وہاں سے نکلی۔۔۔اسے بچپن

میں اپنے ساتھ ہونے والی اپنی ماں کے بوائے فرینڈ کی بد تمیزی یاد آگئی تھی۔۔۔۔۔جس کے بعد اس کی ماں نے اپنے بوائے فرینڈز کو گھر بلانا چھوڑ دیا تھا۔۔۔مگر وہ یاد کسی آسیب کی طرح اس کے پیچھے کافی عرصے رہی تھی۔۔۔اور آج پھر بہت عرصے بعد اس کے اندر وہ خوف جاگا تھا۔۔مگر اس بار جان کا خوف بھی سوار ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

مار تھا نے مونٹیریال کے ایک کرسچن گھرانے میں آنکھ کھولی تھی۔۔۔۔۔ہوش سنبھالتے ہی بس اپنے ماں باپ کو ایک دوسرے سے نفرت کرتے دیکھا تھا۔۔۔ان دونوں کا رشتہ بھی عجیب تھا۔۔۔دونوں ایک دوسرے سے شدید نفرت بھی کرتے تھے۔۔۔۔۔مگر پھر بھی ایک دوسرے کو چھوڑتے نہیں تھے۔۔۔۔یہ بات مار تھا کو بعد میں پتہ لگی کہ تھامس کے باپ جان فرنینڈز نے اپنی جائیداد چھوڑتے وقت وصیت میں یہ شرط رکھی تھی کہ مونا سے علیحدگی کی صورت میں تھامس کو ایک پائی نہیں ملے گی۔۔۔اور سب پیسہ خیراتی ادارہ میں چلا جائے گا۔۔۔مونا سے علیحدہ ہوئے بغیر اگر تھامس دوسری شادی کرتا ہے (جس کی ویسے بھی ان کے مذہب اور کینیڈا کے قانون میں اجازت نہیں تھی۔۔۔۔۔مگر تھامس کون سا

بہت مذہبی تھا اور جان فرنینڈز کو اس سے اس بات کا بھی خدشہ لاحق تھا کہ وہ قانون کی اس شق سے چھٹکارا پانے کے لئے کوئی نہ کوئی چور رستہ ڈھونڈ لے گا۔۔۔اس لئے اس نے تھامس کے سب ہی راستے مسدود کر دیئے تھے)تو اس صورت میں ساری جائیداد مونا کے نام ہو جائے گی۔۔۔اس عجیب و غریب وصیت نے تھامس کو ہلا ڈالا تھا۔

مونا، جان فرنینڈز کے عزیز از جان دوست ایرک کی اکلوتی بیٹی اور بچپن سے ہی جان فرنینڈز کی لاڈلی تھی۔۔۔۔ماں اور باپ کا انتقال اس کے بچپن میں ہی ایک ایکسیڈنٹ میں ہو گیا تھا۔۔۔۔اسے جان فرنینڈز نے ہی پالا تھا اور بڑے ہونے پر اس کی شادی اپنے بیٹے تھامس سے کر دی تھی۔۔۔۔۔جو بچپن سے ہی اس کو سخت ناپسند کرتا تھا۔۔۔وجہ جان فرنینڈز کی مونا سے حد سے بھی زیادہ محبت تھی۔۔۔۔جس کی وجہ سے تھامس کو اپنا آپ ہمیشہ ہی غیر اہم لگا تھا۔۔۔شادی کے وقت بھی اس کے انکار پر جان فرنینڈز نے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ مونا سے شادی کرتا ہے تو ہی اسے خاندانی جائیداد میں حصہ ملے گا۔۔۔۔۔بصورتِ دیگر وہ ساری جائیداد مونا کے نام کر کے تھامس کو گھر سے نکال دے گا۔۔۔اس لئے ناچار تھامس نے یہ

شادی کرلی تھی۔۔۔مگر اپنے باپ کی موت کا بے صبری سے انتظار کرنے لگا۔۔۔۔تاکہ جائیداد پر قابض ہونے کے بعد وہ اپنی گرل فرینڈ سے شادی کر سکے۔۔۔۔مگر جان فرنینڈز نے مرنے کے بعد بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔۔۔اور مونا کا مستقبل بچانے کے لئے ایسی عجیب و غریب شرط رکھ کر دونوں کو اس رشتے سے تاعمر باندھ دیا تھا۔۔۔۔اس سب میں دونوں کے دو بچے بھی ہو گئے تھے۔۔۔جو ہر گز بھی ان کی محبت کی نشانی نہیں تھے۔۔۔دونوں لڑتے بھڑتے صرف پیسوں کی خاطر ایک ساتھ رہنے پر مجبور تھے۔۔۔

تھامس ایک سخت مزاج آدمی تھا۔مار تھا نے اپنی زندگی میں اس کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا تھا۔۔۔اور مار تھا کو دیکھ کر تو وہ اس پر اپنا غصہ نکالنے کی وجہ ڈھونڈا کرتا تھا۔بچپن میں مار تھا اس سے ڈرتی تھی۔۔۔اس کے گھر آتے ہی وہ کسی کونے میں چھپ جایا کرتی تھی۔۔۔۔مگر آہستہ آہستہ اس کا ڈر، نفرت اور ہٹ دھرمی میں بدل گیا تھا۔۔۔اب وہ تھامس کے سامنے دھڑلے سے ہر غلط کام کرتی تھی۔۔۔اور اپنی نفرت کا برملا اظہار کرنے سے نہیں چوکتی تھی۔

مار تھا کی ماں مونا ایک عیاش عورت تھی۔۔۔۔ تھامس سے اس نے بچپن سے ہی محبت کی تھی۔۔۔۔۔ مگر تھامس کی بے اعتنائیوں کی وجہ سے بدلے کے طور پر اب وہ جان بوجھ کر اسے جلانے کے لئے گھر سے باہر وقت گزاری کرتی تھی۔۔۔۔۔ وہ اکثر ہی تھامس کی غیر موجودگی میں اپنے بوائے فرینڈز کو گھر میں لایا کرتی تھی اور اسی بنا پر اس کا بیٹا ایلکس اس سے سخت نفرت کرتا تھا۔۔۔۔

ایلکس، ماں کے ساتھ ساتھ مار تھا سے بھی خار کھائے رہتا تھا۔۔۔۔۔ گھر میں محبت اور پیار نام جیسی چیز مار تھا کے نصیب میں کبھی نہیں آئی تھی۔۔۔۔ چھوٹی عمر سے ہی نفرت ، جھڑکیاں اور مار کھا کھا کر وہ ایک چڑچڑی، بدمزاج اور غُصور لڑکی بن چکی تھی۔

ایک دفعہ نشے میں دھت مونا کے ایک بوائے فرینڈ نے بارہ سالہ مار تھا کے ساتھ زیادتی کی کوشش کی تھی۔۔۔۔ وہ تو بروقت ایلکس کے آجانے کی وجہ سے وہ بچ گئی تھی۔ واحد یہی وہ احسان تھا جو ایلکس نے اس کے اوپر کیا تھا۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ ایلکس کے ساتھ جڑی کوئی خوشگوار یاد اس کی یادداشت میں محفوظ نہیں تھی۔

ایلکس سترہ سال کی عمر میں اس جہنم نما گھر کو چھوڑ کر اپنی ایک الگ دنیا بسا چکا تھا۔۔۔۔ مگر اب وقت گزرنے کے ساتھ وہ آہستہ آہستہ ان لوگوں سے ملنا شروع ہوا تھا۔۔۔۔ مگر یہ بات سب جانتے تھے کہ وہ اپنے باپ سے ملنے آتا تھا۔۔ اسے مارتھا یا مونا کی ذات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ تھامس سے دوبارہ راہ و رسم بڑھانے کی وجہ بھی مارتھا خوب سمجھتی تھی۔۔۔ وہ اپنے باپ کی بے تحاشہ دولت کے حصول کے چکر میں تھا۔۔ تھامس بیٹے پر تو دونوں ہاتھوں سے دولت لٹاتا تھا۔۔۔ مگر مارتھا کو گنے چنے پیسے ہی ملتے تھے۔۔۔۔ ہائی اسکول ختم ہونے کے بعد تھامس نے اس کی کسی بھی قسم کی مالی سپورٹ بند کر دی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ چھوٹی موٹی جاب کرنے پر مجبور تھی۔ مارتھا کو ویسے بھی پڑھنے میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ اس لئے اس نے پڑھائی کو خیر باد کہہ کر فل ٹائم جاب شروع کر دی۔۔۔ کیونکہ اسے اچھا کھانے اور پہننے کا بہت شوق تھا اور اسی لئے وہ اپنی ساری کمائی اپنی ذات پر خرچ کرتی تھی۔۔۔ اسے بھی اپنے کسی رشتے سے کوئی انسیت یا محبت نہیں تھی۔۔۔ مگر مونا کے لئے پھر بھی اس کے دل میں ایک نرم گوشہ تھا۔۔۔۔ شاید اس لئے کہ بچپن میں مونا ہمیشہ اس کے باپ کی مار کے آگے اس کی ڈھال بن جایا کرتی تھی۔۔۔ مگر مونا بھی کیوں کہ دونوں ہاتھوں سے پیسہ لٹانے والی عورت تھی۔۔۔ اس

لئے مارتھا کو مونا کی طرف سے بھی کوئی مالی مدد حاصل نہیں تھی۔۔۔۔ان سب کی زندگی کی گاڑی یوں ہی چل رہی تھی۔سب اپنی ایک الگ دنیا بسائے اس کے محور میں گھوم رہے تھے۔۔۔خاندان کیا ہوتا ہے؟محبت،احساس،قربانی،اپنائیت۔۔وہ سب اس سے قطعی نابلد تھے۔۔وہ بس جانوروں کی طرح اپنی خواہشوں کے حصول میں اکیلے ہی تگ و دو کر رہے تھے۔

شام گہری ہونی شروع ہو چکی تھی۔۔آسمان پر تنی جامنی چادر میں سرخی مائل نارنجی دھاریاں اب بھی تیر رہی تھیں۔۔جیسے کسی مصور نے آسمان پر برش پھیر دیا ہو۔۔سڑک پر نصب اسٹریٹ لائٹس روشن ہونا شروع ہو چکی تھیں۔۔۔ایسے میں اس ریستوران میں جھانکو تو ایک کنارے کی میز پر عسیل اور حاذق آمنے سامنے بیٹھے دکھائی دیتے تھے۔۔۔۔دونوں کے چہرے ہی کسی انوکھے احساس کے تحت چمک رہے تھے۔۔۔

"تم بالکل ویسی ہی ہو۔۔۔۔جیسا میں نے تمہیں تین سال قبل دیکھا تھا۔۔"عسیل کے چہرے پر نظریں جمائے وہ محبت سے گویا ہوا۔۔سیاہ جینز اور آدھی آستین کی سیاہ ہی ٹی شرٹ

میں اس کا سراپا مزید جاذب نظر لگ رہا تھا۔۔۔آج بال سلیقے سے سمیٹ کر آڑھی مانگ میں جیل کی مدد سے سیٹ کئے گئے تھے۔۔۔

"مطلب آپ کا کہنا ہے۔۔میں بڑی نہیں ہوئی۔۔"عسیل کے چہرے پر خفگی کے آثار امڈے تھے۔۔حاذق نے اس کے ناراض روپ کو پر شوق نگاہوں سے دیکھا۔۔گہری نیلے رنگ کی ٹاپ میں اس کی رنگت مزید دمکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ریشمی سیدھے بال کندھے کو چوم رہے تھے۔۔جبکہ بھوری آنکھوں میں مصنوعی خفگی کے آثار دکھائی دیتے تھے۔۔۔

"ہاں قد میں بڑی ہو گئی ہو۔۔۔لیکن اب بھی وہ ہی معصومیت تمہارے چہرے کا حصہ ہے جس پر آپ کا یہ نلکھ دل و جان سے فدا ہے۔۔۔۔"اب کی بار کی جانے والی تعریف عسیل کو گلابی پڑنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔چہرے پر جھولتی لٹ کان کے پیچھے اڑستے اس نے نگاہیں چرائیں۔۔

"ویسے میں نے تو سنا تھا کہ گرگٹ رنگ بدلتے ہیں۔۔پہلی بار ایک انسان کو ایسا کرتے دیکھ رہا ہوں۔۔" مسکرا کر کہتے اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔۔عسیل کا منہ بے یقینی سے کھلا تھا۔۔چند لمحے وہ اسے صدماتی نظروں سے دیکھے گئی۔۔۔

"ویسے میں بھی زندگی میں پہلی بار ایسے انسان سے مل رہی ہوں جو اپنی منکوحہ کو ڈنر پر لا کر اسے گرگٹ سے تشبیہ دے رہا ہے۔۔" وہ سچ میں خفا ہوئی تھی۔۔۔یہ تعریف کا کون سا انداز تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔حاذق بھی ایکدم خجالت کا شکار ہوا۔۔وہ واقعی غلط بول گیا تھا۔۔۔اس سے پہلے وہ اپنی صفائی میں کچھ کہتا۔۔ایک ویٹر ان کے نزدیک آرڈر سرو کرنے چلا آیا۔۔دونوں ہی کچھ پل کو خاموش ہوئے تھے۔۔۔

"ویسے جانتی ہو۔۔۔میں تمہیں کافی عرصے سے پسند کرتا تھا۔۔" ویٹر کے جاتے ہی وہ بولنا شروع ہوا۔۔پچھلی غلطی کا ازالہ بے حد ضروری تھا۔۔

"تمہاری شوخ و چنچل طبعیت، تمہاری حاضر جوابی، تمہاری شخصیت کا سحر۔۔۔" اس کی پلیٹ میں اسٹیک کا ٹکڑا ڈالتے وہ ہلکی مسکراہٹ سے گویا ہوا۔۔۔عسیل کے کان کی لوئیں

سرخ پڑی تھیں۔۔۔خود کو چاہے جانے کا اعتراف سننا کتنا مسحور کن ہوتا ہے۔۔اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔دل کر رہا تھا۔۔حاذق بولتا رہے اور وہ سنتی رہے۔۔۔

"اور ایسا کب سے تھا؟" نظریں اٹھاتے وہ متجسس سی گویا ہوئی۔۔آنکھوں میں موجود چمک مزید گہری ہوئی تھی۔۔کچھ دیر پہلی والی خفگی ندارد تھی۔۔۔حاذق کو اطمینان ہوا تھا۔۔۔

"یوں تو تم مجھے بچپن سے اچھی لگتی تھیں۔۔لیکن تین سال پہلے جب شعیل کی شادی پر میں پاکستان آیا۔۔تب مجھے اندازہ ہوا کہ میرے دل میں تمہاری لئے ایک خاص اِحساس ہے۔۔۔"وہ دھیمے دھیمے بول رہا تھا اور عسیل گنگ سی اسے سن رہی تھی۔۔اسے تو کبھی اِحساس ہی نہیں ہوا کہ وہ بھی اسے چپکے چپکے پسند کرتا ہے۔۔۔وہ تو اب تک یہی سمجھتی تھی کہ اسے اپنا یہ کزن بچپن سے عزیز تھا۔۔اور اس کی یہ چاہت اس کی دسترس میں آجائے گی اس کا تو اس نے کبھی گمان بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔

"میں نے سوچ لیا تھا ممی جب بھی میری شادی کی بات کریں گی تو تمہارا نام ہی لوں گا۔۔لیکن مزے کی بات دیکھو۔۔ممی نے مجھ سے میری پسند ہی نہیں پوچھی۔۔۔"فرنچ فرائز کا

ٹکڑا منہ میں ڈالتے وہ دھیمے سے ہنسا۔۔ عسیل کے چہرے پر بھی تجسس کے رنگ نمایاں تھے۔۔۔ حاذق کا یہ انکشاف اسے سچ میں حیران کیے دے رہا تھا۔۔

"دو سال پہلے بس انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں نے تمہارے لئے عسیل کو پسند کیا ہے۔۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟ اور میں نے ممی کا فرمانبردار بیٹا بنتے ہوئے ان کی پسند کو قبول کر لیا۔۔" اب کی بار گردن پیچھے ڈالتا وہ ہلکا سا ہنسا۔۔ عسیل کے ہونٹوں پر بھی دلفریب مسکراہٹ ابھری تھی۔۔

"یعنی آپ بہت گہرے انسان ہیں۔۔ مجھے آپ سے محتاط رہنا چاہیئے۔۔" گلاس اٹھا کر لبوں سے لگاتے وہ مشکوک لہجے میں بولی۔۔ آنکھوں میں شرارت کے رنگ واضح تھے۔۔۔ حاذق کا ایک بے ساختہ قہقہہ فضا میں گونجا۔۔

"نہیں اب ایسی بات بھی نہیں۔۔ دیکھو اپنے اتنے اہم راز میں آخر تمہیں شریک بنایا نا۔۔" مسکراتے ہوئے اس نے ٹشو سے ہونٹ تھپتھپائے۔۔۔ عسیل نے ہامی میں گردن ہلاتے گلاس میز پر رکھا۔۔۔ کچھ دیر دونوں بچپن کے دن یاد کر کے ہنستے رہے۔۔ یوں تو حاذق عسیل سے لگ بھگ چھ سال بڑا تھا۔۔ لیکن وہ لوگ جب بھی پاکستان آتے تھے۔۔

حاذق زیادہ عرصہ صفیہ خالہ کے گھر ہی گزارتا تھا۔۔اور یوں ان کے درمیان بچپن سے ہی بے تکلفی اور دوستی تھی۔۔

"اچھا یہ دیکھو۔۔۔" کچھ دیر بعد جیب سے ایک چوکور مخملی ڈبہ نکال کر اس نے عسیل کے سامنے رکھا۔۔اس کا کھانا ختم ہو چکا تھا۔۔عسیل اشتیاق میں گھری کرسی پر آگے کھسکی۔۔۔

حاذق نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے ڈبہ کھولا۔۔۔ننھے ننھے ہیرے جڑی وائٹ گولڈ کی انگوٹھی عسیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔حاذق کے لبوں پر بھی ایک گہری مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔۔وہ عسیل کے چہرے پر اترتے دھنک کے رنگوں پر نظر جمائے اسے دیکھے گیا۔۔۔

"ممی کی برتھ ڈے آنے والی ہے نا۔۔۔" اس نے گلا کھنکھارتے ڈبہ دوبارہ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔عسیل کی مسکراہٹ لمحوں میں اڑنچھو ہوئی تھی۔۔۔چہرے پر ایکدم خفت کے سائے لہرانے لگے تھے۔۔۔وہ تو کچھ اور ہی سمجھی تھی۔۔۔

"بہت پیاری ہے۔۔" بمشکل اپنے جذبات قابو میں کرتے وہ دھیمے سے مسکرائی۔۔۔

"ان کے لئے گفٹ لینے گیا تھا۔۔تو وہاں یہ انگوٹھی پسند آگئی۔۔۔سو اسے میں نے تمہارے لئے لے لی۔۔۔"ایک بار پھر وہ عسیل کو منہ کھولنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔عسیل نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔۔جہاں چہرے پر شرارت صاف دکھائی دے رہی تھی۔۔وہ اسے صرف چھیڑنا چاہتا تھا۔۔۔

"آاپ۔۔۔بہت برے ہیں۔۔۔"ایک بار پھر وہ خفا ہوئی تھی اور اب کی بار اس میں شرمندگی کے رنگ نمایاں تھے۔۔۔۔

"پہلی بیوی ہو گی جو انگوٹھی دینے پر بجائے شکریہ کے ایسے القابات سے نواز رہی ہے۔۔۔" انگوٹھی ڈبے سے نکالتے حاذق نے بے بس سی آہ خارج کی۔۔عسیل نے ایک خفا سی نظر اس پر ڈالی۔۔۔

"آپ اچھی طرح جانتے ہیں آپ نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔۔۔"اس کے چہرے پر ناراضی اور خجالت کے رنگ ایک دوسرے میں مدغم ہوتے دکھائی دے رہے تھے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مے آئی؟؟"انگلی آگے بڑھاتے وہ مسکرایا۔۔اس کے سوال پر عسیل ایک مرتبہ پھر گلنار ہوئی تھی۔۔۔شرمندہ سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس نے بایاں ہاتھ آگے بڑھا دیا۔۔حاذق نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"آئی لو یو۔۔۔"انگوٹھی اس کی تیسری انگلی میں ڈالتے وہ گہری سرگوشی میں گویا ہوا۔۔۔ عسیل کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔

ریستوران میں مدھم روشنی، پیچھے بجتی ہلکی موسیقی، حاذق کا اِقرار محبت۔۔۔سب نے مل کر نے اس لمحے کو مزید خوابناک بنا دیا تھا۔۔باہر ہوا میں خنکی بڑھ چکی تھی۔۔شیشے پر ہلکی سی دھند جمنے لگی تھی۔۔۔آنے والے خوبصورت دن کے انتظار میں کچھ لمحوں کے لئے دونوں کی خاموشیاں محو گفتگو ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

"بہت خوبصورت ہے۔۔۔"کچھ پل بعد وہ انگوٹھی پر نظر جمائے مسکرائی۔۔چہرے پر پھیلے رنگ دل کا حال بتانے کے لئے کافی تھے۔۔۔

"کون۔۔۔انگوٹھی یا انگوٹھی دینے والا۔۔۔"کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے حاذق نے ابرو اچکائے۔۔عسیل کی مدھر سی ہنسی فضا میں بکھری تھی۔۔

"صرف انگوٹھی!!!"ہنستے ہوئے اس نے پچھلا حساب بے باق کیا۔۔اب کی بار خفا ہونے کی باری حاذق کی تھی۔۔۔

"ویسے انگوٹھی دینے والے کی تعریف بھی بنتی ہے۔۔میں اتنی دیر سے مسلسل جھوٹ بول رہا ہوں۔۔کیا تمہارا فرض نہیں کہ تھوڑی میری بھی تعریف کر دو۔۔۔"کرسی پر آگے ہو کر بیٹھتے اس نے آنکھیں چندھیائیں۔۔عسیل کا منہ بے یقینی سے کھلا تھا۔۔

"حاذق مجھے لگتا ہے کہ ہم کچھ دیر مزید یہاں رہے تو دو چار برتن اپنی آخری سانسیں گننے پر مجبور ہو جائیں گے۔۔"میز پر رکھی چھری پر گرفت مضبوط کرتے وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔۔

"سچ میں؟؟؟چلو پھر چلنا چاہیئے۔۔۔"وہ کرسی دھکیلتا کھڑا ہوا۔۔یوں جیسے واقعی یہ دھمکی کار گر گئی ہو۔۔۔

"ویسے یہ ڈسکلیمر صرف یہاں کے لئے نہیں تھا۔۔گاڑی میں لاگو ہو گا۔۔اس لئے سوچ سمجھ کر بولیئے گا۔۔۔"اس کے قدم سے قدم ملاتے وہ ریستوران کا دروازہ پار کر گئی۔۔شیشے

کے پار جھانکو تو ان کی نوک جھونک کی مدھم آوازیں اب بھی سنائی دیتی تھیں۔۔۔جس میں کبھی کوئی مدھر ہنسی، تو کبھی جاندار قہقہہ فضا میں ٹھہر تا امر ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

کمرے میں دھیمی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔مار تھا صوفے پر بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی۔۔۔سامنے ہی رکھی میز پر اخبار کھلا، پھیلا ہوا تھا۔۔۔اس کی نگاہیں کھڑکی پر جمی تھیں۔۔جس کے شیشے پر پانی کی بوندیں گرتیں تو کمرے میں ایک مدھم سی آواز گونجتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

دل میں ایک انجانا سا ڈر اب بھی موجود تھا۔۔۔دو دن ہو گئے تھے۔۔مگر اس رات کا وہ قصہ اسے بھلائے نہیں بھولتا تھا۔۔۔

"اب وہ اس کلب میں واپس نہیں جائے گی۔۔۔۔" جھرجھری لیتے اس نے دوبارہ نظریں اخبار کی جانب موڑ دیں۔۔کچھ دیر اخبار ٹٹولنے کے بعد بلآخر اس کی نظر ایک اشتہار پر ٹھہر گئی۔۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فاسٹ فوڈ چین میں کیشئر کی ضرورت۔۔۔"زیر لب بڑبڑاتے اس نے ساتھ رکھا مار کر کھول کر اس اشتہار کے گرد دائرہ بنایا۔۔۔کچھ دیر بعد ایک گہرا سانس بھرتے اس نے اخبار تہہ لگا کر میز پر رکھ دیا اور پاس ہی رکھا فون اٹھا کر کسی کو کال ملانے لگی۔۔چہرے پر اب کافی حد تک اطمینان چھلک رہا تھا۔۔۔

"ہائے پیٹر!"دوسری ہی بیل پر فون اٹھا لیا گیا تھا۔۔۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔۔بس ایک فیور چاہیئے تھا۔۔"اگلی جانب سے گرمجوشی سے اس کا حال چال پوچھا گیا تھا۔۔صوفے پر سیدھے ہوتے اس نے تھوک نگلا۔۔

"دراصل میں اب مزید یہاں جاب نہیں کر سکتی ہوں۔۔۔کل صبح اپنا ریگزنیشن لیٹر دے جاؤں گی۔۔۔۔تم بس اتنا فیور دینا کہ میرے ڈیوز جلدی کلئیر ہو جائیں۔۔مجھے پیسوں کی ضرورت ہو گی۔۔۔"بار سپر وائزر جو اس کا اچھا دوست بھی تھا۔۔اس کی جانب سے کچھ تسلی بخش کہا گیا تھا۔۔۔مارتھا کے چہرے پر سکون کی رمق نظر آئی تھی۔۔کچھ دیر وہ اس سے ادھر ادھر کی بات کرتا رہا۔۔اس نے کوشش بھی کی کہ مارتھا اپنا فیصلہ بدل لے۔۔۔لیکن اس معاملے میں مارتھا کا ذہن ایکدم صاف تھا۔۔اسے اب کسی کلب یا بار میں جاب ہر گز

نہیں کرنی تھی۔۔۔کچھ دیر بعد فون رکھتے وہ اطمینان سے الماری سے ایک فائل نکال کر بیٹھی۔۔۔اسے اپنی سی وی اپڈیٹ کرنی تھی۔۔۔کل اسے مختلف جگہوں پر اپلائی کرنا تھا۔۔۔لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اب کی دفعہ ملنے والی یہ جاب اس کی زندگی بدل دے گی۔۔۔

آسمان پر نارنجی اور سنہرے رنگ گھلنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔سورج تھکے ہارے کسی مسافر کی مانند مغرب کے کنارے پر سمٹنے لگا تھا۔۔۔کچھ ہی دیر میں آسمان پر چاند کی راجدھانی ہونے والی تھی۔۔

ایسے میں عسیل کے کمرے میں جھانکو تو سورج کی مدھم کرنیں پردوں سے اندر جھانکتی دکھائی دیتی تھیں۔۔۔

الماری کے سامنے کھڑی عسیل سیاہ ٹریک سوٹ، گلابی اسنیکرز اور گلابی ہیڈ بینڈ پہنے موبائل پر کچھ لکھنے میں مصروف تھی۔۔۔اس کے چہرے پر پھیلی دھیمی مسکراہٹ سے واضح تھا کہ بات کچھ دلچسپ ہو رہی تھی۔۔۔۔

عقب میں الماری کا دروازہ ہلکا سا کھلا تھا، جہاں مختلف رنگوں کے کپڑے سجے نظر آ رہے تھے۔۔۔

تب ہی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔۔۔ عسیل نے گردن اٹھائی۔۔۔ دبلی پتلی، گندمی رنگت والی ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔۔ اس کے چہرے پر نمک تھا جو اسے پرکشش بناتا تھا۔۔ کمر تک گرتے لمبے بال پونی کی صورت میں مقید تھے۔۔ غلافی آنکھوں میں الجھن اور بیضوی چہرے پر جھجھک صاف دیکھی جا سکتی تھی۔۔۔ کاسنی رنگ کے شلوار سوٹ پر ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے یہ مزنٰی شارق حمید تھی۔۔

"ہیلو آپی۔۔" عسیل کو دیکھتے وہ مسکرائی۔۔ عسیل نے بھی ہاتھ ہلاتے گویا اسے خوش آمدید کہا تھا۔۔۔ لیکن اس کی انگلیاں ہنوز تیزی سے کی بورڈ پر چل رہی تھیں۔۔۔ مزنٰی قریب رکھے بین بیگ پر بیٹھ گئی۔۔۔ اس کی نگاہیں مسلسل عسیل پر جمی تھیں جو یقیناً جم سے واپس آ رہی تھی۔۔ دودھیا رنگت میں گھلی سرخی۔۔۔ اس پر اس کا پہناوا۔۔۔ مزنٰی کے دل میں کچھ چبھا تھا۔۔۔ وہ ہر بار عسیل سے ملنے پر یوں ہی مرعوب ہو جایا کرتی تھی۔۔۔

"ہاں بولو مزنٰی کوئی کام تھا؟؟"خیالوں سے وہ عسیل کی آواز پر باہر آئی جو موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اس سے مخاطب تھی۔۔

"آپی میری اسکول فرینڈز کا ری یونین ہو رہا ہے تو مجھے آپ کا وہ اس عید والا ڈریس چاہیئے تھا۔۔"انگلیاں مروڑتے وہ لجاجت سے گویا ہوئی۔۔۔

"مگر اس سوٹ کے ساتھ تو دوپٹہ نہیں ہے۔۔۔۔۔چچی کو اعتراض نہیں ہو گا؟"الماری سے تولیہ نکالتے عسیل نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔۔فلزہ چچی تو کپڑوں کے معاملے میں بڑی سخت تھیں۔۔وہ مزنی کو ایسا جوڑا کیسے پہننے دے سکتی تھیں۔۔وہ حیران ہوئی تھی۔۔۔

"وہ آپی۔۔دراصل میں گھر سے کچھ اور پہن کر جاؤں گی۔۔۔۔آپ کا ڈریس میں اپنی فرینڈ کے گھر سے چینج کر لوں گی۔۔۔واپسی پر پھر اپنا پہن کر آؤں گی۔۔۔۔۔۔امی کو پتہ نہیں لگے گا۔اور ویسے بھی آپ کا نام تو بلکل بھی نہیں آئے گا۔پرامس۔۔۔۔"مزنی کے جواب پر عسیل کا منہ بے یقینی سے کھلا تھا۔۔۔وہ جو بھی پہنتی تھی۔۔۔گھر والوں کے سامنے پہنتی تھی۔۔اور چچی جو اپنی بیٹیوں کے پہناوے پر اتنا فخر کرتی تھیں۔۔ان کی بیٹی ان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی تیاری کر رہی تھی۔وہ بھی اسے ساتھ ملا کر۔۔

"مزنٰی۔۔تم اپنے پیرنٹس کو ایسے دھوکا کیسے دے سکتی ہو؟اگر انہیں تمہارا ایسا ڈریسنگ کرنا نہیں پسند تو میرا نہیں خیال تمہیں ایسا کرنا چاہیئے۔۔۔اور سوری اس کام میں میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی ہوں۔میں ہمیشہ تمہیں اپنی چیزیں دے دیتی ہوں مگر ایسے چوری چھپے۔۔۔نو،نیور۔۔۔۔"قطعیت سے اسے جواب دیتی وہ بنا ٹھہرے واش روم کی جانب بڑھ گئی۔۔جانتی تھی ورنہ مزنی اسے سو دلائل دے کر قائل کرنے کی کوشش کرتی۔۔۔لیکن وہ اس طرح کے کسی کام میں اس کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی۔۔

"ہاں خود کو ہر چیز کی آزادی ہے نا۔۔۔اپنی مرضی سے جو چاہو پہنو،جہاں چاہو آؤ جاؤ،تو خود کو دوسرے کی خواہشوں اور حسرت کا احساس کیسے ہو گا۔۔۔ایک سوٹ دے دیتیں تو پتہ نہیں کون سی ان کے خزانے میں کمی آجاتی۔۔۔"مزنٰی بڑبڑاتی ہوئی عسیل کے کمرے سے نکلی تھی۔۔۔غصے اور جھنجھلاہٹ سے اس کا برا حال تھا۔۔۔اسے عسیل کے اس رد عمل سے سخت دکھ پہنچا تھا۔۔۔وہ شروع سے ہی عسیل سے بہت متاثر تھی۔۔اس کی طرح دکھنا چاہتی تھی۔۔اس کا جیسا پہننا چاہتی تھی۔۔مگر فلزہ چچی کی سختی کے باعث وہ یہ سب نہیں کر سکتی تھی۔۔۔سو وہ اپنے ارمان چھپ کر نکال لیا کرتی تھی۔۔لیکن ابھی وہ کیا کرتی۔۔۔سوچوں میں گھری وہ اپنے پورشن کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔

مارتھا کو بلآخر وہ نوکری مل گئی تھی۔۔۔ جس کا اشتہار اس نے اخبار میں دیکھا تھا۔۔۔ فاسٹ فوڈ کیفے کی یہ جاب اس کے لیے وقتی حل تھی، مگر کم از کم کچھ نہ ہونے سے بہتر تھی۔۔۔۔

آج اس کا پہلا دن تھا۔۔۔ جیسے ہی وہ کاؤنٹر کے پیچھے پہنچی۔۔۔ اس کی نظریں وہاں پہلے سے موجود لڑکی پر پڑیں۔۔ وہ دبلی پتلی سی، گندمی رنگت اور بادامی آنکھوں والی لڑکی تھی۔۔۔ جو کیفے کے یونیفارم کے ساتھ سر پر اسکارف بھی باندھے ہوئے تھی۔۔ وہ قد میں تو چھوٹی سی تھی ہی۔۔۔ عمر میں بھی لگ بھگ اٹھارہ، انیس برس کی لگتی تھی۔۔ مارتھا کی پیشانی پر بے اختیار ہی بل آئے تھے۔۔۔ اسے یہ لڑکی پہلی ہی نظر میں سخت ناگوار گزری تھی۔ شاید اس لئے کہ وہ مسلمان تھی۔ مارتھا کو خود تو مذہب سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ اس کے گھر میں مذہب بس تہواروں اور چند رسمی عبادات تک محدود تھا۔ مگر مسلمانوں کے لئے اس کے دل میں ایک شدید نفرت ہمیشہ سے موجود تھی۔۔۔ بچپن سے ہی اس نے یہ سنا اور دیکھا تھا کہ مسلمان دہشت گرد ہوتے ہیں، معصوم جانیں لیتے ہیں اور دنیا میں صرف فساد

پھیلاتے ہیں۔۔۔اسے فخر تھا کہ وہ ایک عظیم مذہب کی پیروکار ہے۔۔۔لیکن قسمت کی ستم ظریفی یہ تھی کہ اسے اب دن کا آدھا حصہ ایک "دہشت گرد" کے ساتھ گزارنا تھا۔

"ہیلو، میرا نام زینب ہے، اور تمہارا؟" وہ لڑکی مارتھا کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔۔۔دوستانہ انداز میں ہاتھ بڑھاتے اس نے اسے خوش آمدید کہنا چاہا تھا۔۔۔مارتھا نے ایک نظر اس کے بڑھے ہاتھ کو دیکھا۔۔پھر تیوری چڑھا کر رخ پھیر لیا۔۔زینب کے چہرے پر ایک پل کے لئے خفیف سا سایہ لہرایا مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو سنبھال لیا اور دوبارہ کام میں مگن ہو گئی۔۔۔

مارتھا نے اپنے رویئے سے اسے پہلے دن ہی یہ باور کروا دیا تھا کہ وہ لڑکی اسے پسند نہیں آئی تھی۔۔۔اسے بس اب یہاں وقت گزارنا تھا، جب تک کہ کوئی بہتر جاب نہ مل جاتی۔۔اور تب تک اسے اس "دہشت گرد" کو جھیلنا ہی تھا۔۔۔

حاذق کی فیملی کو واپس گئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔۔۔ شادی کی تاریخ سال کے آخر میں رکھی گئی تھی۔۔۔ عسیل کو اب بھی سب کچھ کسی خواب کی مانند محسوس ہوتا تھا۔۔۔ جیسے وہ سب لمحے حقیقت نہیں، بس کسی حسین فریب کا حصہ تھے۔۔۔۔ وہ دوبارہ اپنے معمول کی جانب لوٹ آئی تھی۔۔۔ صبح کا آغاز ایک بار پھر حاذق کی فون کال پر ہونے لگا تھا۔۔۔ وہاں اس وقت کینیڈا میں رات ہوتی تھی۔۔ وہ آفس سے واپسی پر اسے لازمی کال کیا کرتا تھا۔

آج بھی جیسے ہی مخصوص ٹون بجی۔۔۔ عسیل نے نیند سے بوجھل آنکھوں میں چمک لئے مسکرا کر موبائل اٹھایا۔۔۔ کروٹ لیتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر رکھے اسٹینڈ میں فون سیٹ کر کے اس نے کال ریسیو کی۔۔۔

"گڈ مارننگ، وائی فائی!" اسکرین پر حاذق کی مسکراتی ہوئی تصویر ابھری۔۔۔ ساتھ ایک ہاتھ سے وہ اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر رہا تھا۔۔۔ یعنی اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اسے کال ملائی تھی۔۔ عسیل کے ہونٹوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ ابھری تھی۔۔ ہلکی سرمئی پینٹ پر سفید شرٹ پہنے وہ اسے سیدھا دل میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

کچھ دیر قبل اتارا سر مئی کوٹ بیڈ پر برابر میں ہی رکھا نظر آرہا تھا۔۔ بال اب تک سلیقے سے جمے تھے گویا انہیں کچھ دیر پہلے ہی سنوارا گیا ہو۔۔۔

نکاح کے بعد سے وہ اسے وائی فائی پکارتا تھا۔۔اس کے بقول، عسیل کے بغیر اس کا گزارا کسی بھی طرح ممکن نہ تھا۔۔یوں ہی جیسے نیٹ کے بغیر، سوشل میڈیا بیکار۔۔۔۔۔

"مارننگ۔۔کیسے ہیں آپ؟" کہنی تکیے پر ٹکاتے اس نے ہتھیلی پر گال رکھے۔۔آنکھوں میں نیند کا خمار تھا لیکن لہجہ ایکدم بشاش۔۔۔

"رات مجھے ایک بہت ضروری خیال آیا تھا۔۔" اگلے ہی پل وہ متجسس سی گویا ہوا۔۔۔حاذق نے آنکھیں چندھیائی۔۔جیسے وہ اس کے ضروری خیال کی نوعیت کا اندازہ لگانا چاہ رہا ہو۔۔۔

"وہ کیا؟" وہ سیدھا ہوتا بیٹھا۔۔

"آپ کے بقول میں آپ کی وائی فائی ہوں۔۔تو گھر کے باہر تو وائی فائی کام نہیں کرتا۔۔۔ پھر باہر کے لئے کون سا ڈیٹا کنکشن ان ایبل کرتے ہیں؟" اس کے سوال کی ذو معنویت پر حاذق کا جاندار قہقہہ نکلا تھا۔۔کچھ دیر وہ گردن پیچھے ڈالے ہنستا رہا۔۔۔

Clubb of Quality Content

"میری بیوی پر میری صحبت کا رنگ چڑھتا جا رہا ہے۔۔دن بہ دن اسمارٹ ہوتی جا رہی ہو۔۔"اس کی ہنسی تھمی تو اسکرین کی جانب دیکھتا وہ توصیفی انداز میں گویا ہوا۔۔

"زیادہ بات کو گھمائیں نہیں۔۔سیدھے سے میرے سوال کا جواب دیں۔۔" بالوں کو جوڑے میں لپیٹتے وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔ڈھیلے ڈھالے سلیپنگ سوٹ پر کمبل کمر تک چڑھائے وہ لاپرواہ سے حلیے میں موجود تھی۔۔۔لیکن اس بے ترتیب سے حلیے بھی وہ حاذق کو دنیا کی سب سے حسین لڑکی لگی تھی۔۔

"جب تم میرے ساتھ نہیں ہوتیں۔۔تب بھی ہر طرف تم ہی ہوتی ہو۔۔۔۔تمہارا اِحساس، تمہاری خوشبو ہر لمحہ میرے ساتھ ہوتی ہے۔۔۔۔۔تمہاری باتیں، تمہاری ہنسی، تمہارے ساتھ گزارے وہ پچھلے پندرہ دن۔۔۔یہ سب اب میری قیمتی متاعِ ہیں۔۔۔۔" حاذق کا لہجہ جذبات سے بوجھل تھا۔۔۔عسیل کے چہرے پر نرمی کے رنگ گھلنے لگے۔۔۔ وہ سوال کر کے الٹا خود پھنس گئی تھی۔۔حاذق کا یہ گھمبیر لہجہ اسے حیا سے سرخ پڑنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔وہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔

"عسیل، ناشتے کے لئے آجاؤ۔۔۔"صفیہ بیگم کی آواز نے اس سحر کو توڑا۔۔۔جوان دونوں پر چھایا ماحول پر فسوں طاری کئے تھا۔۔۔

"چلو جاؤ۔۔۔۔تیار ہو جاؤ۔۔۔۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتے حاذق نے ایک بے بس سا سانس خارج کیا۔۔اور تب عسیل کی نظر گھڑی پر پڑی۔آج پھر وہ روز کی طرح لیٹ ہو چکی تھی۔۔۔اب اسے بھاگم دوڑ میں تیار کرنی تھی اور پھر نیچے جا کر صفیہ بیگم کی ڈانٹ بھی سننی تھی۔۔۔جلدی سے حاذق کو الوداع کرتے اس نے فون کاٹا۔۔اور واش روم کی جانب بھاگی۔۔

آج چھٹی کا دن تھا۔۔۔اس لئے وہ دیر سے سو کر اٹھا تھا۔۔۔بیڈ پر نیم دراز، سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر وہ کسی سے کال پر مصروف تھا۔۔۔سورج کی نرم روشنی کھڑکی سے چھن کر کمرے میں بکھر رہی تھی، ہلکی ہلکی ہوا پردوں کو جنبش دے رہی تھی۔۔۔۔

اسی لمحے، برابر میں رکھے فون کی اسکرین جگمگائی۔۔۔۔شجاع کی کال تھی۔۔۔۔اس کی پیشانی پر ہلکی سی شکن ابھری۔۔۔شجاع یوں بلاوجہ اسے فون نہیں کرتا تھا۔۔ضرور کوئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خاص بات تھی۔۔۔دماغ میں ڈھیروں خدشے سر سرائے تھے۔۔۔دھڑکتے دل سے اس نے فون کان سے لگایا۔۔۔دوسری طرف سے شجاع کی گھبرائی ہوئی آواز ابھری۔۔۔ایک لمحے کے لئے اس کا سانس اٹکا تھا۔۔۔

"سر۔۔۔ایک ایمرجنسی ہے۔۔۔آپ فوراً آفس آجائیں۔۔۔۔۔میں زینب میڈم کو لے کر آپ کے آفس میں ہوں۔۔۔ان پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔۔۔"اس کا خدشہ ایکدم ٹھیک تھا۔۔۔وہ فوراً بیڈ چھوڑتا اٹھا۔۔۔اب مزید کچھ سننے یا کہنے کا وقت نہیں تھا۔۔۔فوراً فون بند کرتا وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھا۔۔۔نائٹ سوٹ پر ہی اسنیکرز پہنے، کار کی چابی، گھڑی اور موبائل اٹھایا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

"ارے۔۔۔اتنی جلدی میں کہاں جارہے ہو؟ناشتہ تو کرتے جاؤ۔۔۔"

"آتا ہوں۔۔ایک ارجنٹ کام ہے۔۔۔"پیچھے سے آتی آواز پر وہ بنا پلٹے جواب دیتا گھر سے نکل گیا۔۔۔پورے راستے اس کا ذہن الجھا رہا۔۔۔گاڑی بھی وہ تقریباً بھگاتے ہوئے لے جارہا تھا۔۔۔وہ تو شکر تھا دوپہر کا وقت تھا۔۔اس لئے سڑک پر رش کم تھا۔۔۔مگر اس کے اندر بے چینی کی شدت بڑھ رہی تھی۔۔

"کس نے حملہ کیا؟ کیوں؟ زینب آخر ہے کون؟" ایک کے بعد ایک سوال دماغ میں کلبلا رہے تھے۔۔۔

اگلے کچھ ہی دیر میں اپنے آفس پہنچ گیا تھا۔۔۔ پارکنگ میں ہی اسے دور سے شجاع کھڑا نظر آیا۔

"السلام علیکم سر۔۔۔" اسے گاڑی سے باہر نکلتا دیکھ کر وہ اس کے نزدیک چلا آیا۔ لیکن وہ اکیلا ہی تھا۔۔۔ زینب اس کے ساتھ نظر نہیں آ رہی تھی۔

"زینب کہاں ہے؟ کیا ہوا؟" شجاع کو سلام کا جواب دے کر اس نے زینب کی خیریت معلوم کی۔

"سر وہ اوپر آپ کے آفس میں بیٹھی ہیں اور ٹھیک ہیں۔۔۔"

"ہوا کیا؟" وہ بے چینی سے مستفسر ہوا۔

"دراصل آج صبح جب میں میڈم کا منگایا ہوا کچھ سامان لے کر ان کے گھر پہنچا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔۔ اندر داخل ہونے پر مجھے پورے گھر کا نقشہ الٹا نظر آیا۔ ٹیبل، چیئرز الٹی تھیں۔۔۔ ڈیکوریشن پیسز ٹوٹے پھوٹے جابجا پڑے تھے۔۔۔ اندر ڈرائنگ روم سے کچھ

لوگوں کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔اندر داخل ہونے پر میں نے دو پولیس اہلکاروں کو میڈم سے پوچھ گچھ کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔مجھے دیکھ کر انہوں نے مجھے بھی شاملِ تفتیش کر لیا۔۔۔ان ہی کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ دو آدمی بالکونی کے راستے گھر میں داخل ہوئے تھے۔۔۔جو میڈم کو جان سے مار دینا چاہتے تھے۔۔۔مگر میڈم کسی طرح جان بچا کر واش روم میں بند ہو گئیں۔۔۔سیکوریٹی سے پوچھ گچھ کرنے پر پتہ لگا کہ یہ لوگ دو دن سے بلڈنگ کا چکر لگا رہے تھے۔۔۔اور سیکوریٹی نے ان پر خاص نظر رکھی تھی۔یہ آئے تو پیچھے کے راستے سے تھے۔۔۔مگر سی سی ٹی وی کیمرا سے نہیں بچ پائے۔۔۔جو بلڈنگ کے بیک سائیڈ کو بھی کور کرتا ہے۔۔۔ان کے اندر داخل ہوتے ہی سیکوریٹی نے فوراً پولیس کو کال کر دی اور پولیس نے بروقت آکر انہیں اریسٹ کر لیا۔۔۔پولیس کے جانے کے بعد میں میڈم کو وہاں سے لے کر فوراً نکل گیا اور آپ کو کال کر دی۔۔۔اب آپ بتایئے آگے کیا کرنا ہے۔۔۔"شجاع نے لفٹ کے اندر ہی ساری کہانی اس کے گوش گزار کر دی تھی۔۔۔

"زینب اس دوران کہیں باہر نکلی تھی؟"ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ ڈالے وہ پر سوچ انداز میں مستفسر ہوا۔۔

"میڈم کو مارکیٹ سے کچھ لینا تھا تو دو تین دن پہلے وہ میرے ساتھ نکلی تھیں۔۔۔۔۔ مگر بس آدھے گھنٹے میں ہی ہم واپس آ گئے تھے۔۔۔" اگلے ہی پل اس کی گھورتی نگاہیں شجاع کو گردن جھکانے پر مجبور کر گئیں۔۔۔

"تمہیں میں نے کہا بھی تھا کہ احتیاط کرنی ہے اور اگر زینب باہر نکلی بھی تھی تو مجھے کم از کم انفارم تو کرتے۔۔۔۔" اس نے ناراضی سے شجاع کی جانب دیکھتے لفٹ کے باہر قدم نکالے۔۔۔۔۔

"سر۔۔۔ میڈم کے سامان میں پسٹل بھی تھی۔۔۔ وہ پولیس والوں نے فی الحال اپنی کسٹڈی میں لے لی ہے۔۔۔" شجاع کے اس انکشاف پر وہ ٹھٹک کر ایڑیوں کے بل گھوما۔۔۔ اس کی آنکھوں میں تحیر تھا۔۔ جبکہ منہ بے یقینی سے کھلا تھا۔۔۔

"واٹ۔۔۔ مطلب وہ جب سے ہمارے ساتھ ہے اس کے پاس پسٹل ہے۔۔۔۔۔ ان بیلیو ایبل۔۔" ماتھے کو مسلتے ہوئے وہ کچھ پریشان ہوا تھا۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک گہری سانس خارج کرتے اس نے قدم آفس کی طرف بڑھا دیئے۔۔ شجاع آفس کے باہر ہی رک گیا تھا۔۔۔ جبکہ وہ دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہو گیا۔۔۔

جس وقت وہ آفس میں داخل ہوا۔۔۔اس نے زینب کو سہما ہوا پایا۔۔۔اسے دیکھ کر وہ تیزی سے کھڑی ہوئی تھی۔۔

"شرجیل صاحب میں نے کہا تھا نا کہ وہ لوگ مجھے مار دیں گے۔۔۔"اس کی آواز میں خوف تھا۔۔۔

"زینب نور کون ہو تم؟ تمہارے پاس پسٹل کیوں تھی؟"اس کی بات کو نظر انداز کرتا وہ تندی سے مستفسر ہوا۔۔اس لمحے اس کے چہرے پر کچھ تھا۔۔۔جو زینب کو اندر تک پریشان کر گیا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ صرف سیلف ڈیفنس کے لئے تھی۔۔۔وہ liscenced ہے۔۔۔میں نے اس سے کسی کی جان نہیں لی۔۔۔"سرمئی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھرنے لگی تھیں۔۔۔چہرے پر حالیہ لگنے والی خراشوں سے خون رس کر خشک ہو چکا تھا۔۔ہونٹ خوف سے کپکپا رہے تھے۔۔۔وہ اسے گھبراتے ہوئے صفائی دے رہی تھی کہ اس وقت وہ اپنے سر چھپانے کی جگہ نہیں کھونا چاہتی تھی۔

زینب کی حالت دیکھ کر اسے اچانک ہی اس پر ترس آیا۔۔۔اتنی کم عمری میں اتنی مشکل زندگی۔۔۔۔لب بھنیچے وہ اسے کچھ دیر دیکھتا رہا۔۔

"اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہاری کچھ مدد کروں۔۔۔تو تمہیں مجھے سب کچھ بتانا ہو گا۔۔۔شروع سے لے کر آخر تک۔۔ایکدم سچ سچ۔۔"اسے تنبیہی نظروں سے دیکھتا وہ اپنی کرسی تک گیا۔۔زینب کی گردن تیزی سے ہامی میں ہلی تھی۔

"بات پولیس کے ریکارڈ میں بھی آگئی ہے۔۔۔آپ بھی اس سب میں پھنس سکتے ہیں۔۔۔"اسے اب ایک نئی سوچ نے پریشان کیا تھا۔۔۔وہ بے دردی سے آنکھوں کو رگڑتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔جس سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔

"تم میری فکر مت کرو۔۔۔۔مجھے اپنا دفاع کرنا آتا ہے۔۔۔فی الحال تم مجھے سب کچھ سچ سچ بتاؤ۔۔۔تاکہ میں معاملے کی سنگینی کے حساب سے کوئی بھی قدم اٹھاؤں۔۔۔"کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے اس نے ایک بوجھل سانس خارج کیا۔۔۔زینب نے زور سے آنکھیں میچی تھیں۔۔۔اسے ایک دفعہ پھر ہمت مجتمع کر کے اپنی آپ بیتی لفظوں میں سنانی تھی۔۔لیکن یہ اب ناگزیر ہو گیا تھا۔۔۔کہ اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔۔۔

شام ہونے والی تھی۔۔۔مونٹریال کی اسکائی لائن شہر کی جگمگاتی روشنیوں سے منور ہونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔پینٹ ہاؤس کی کھڑکیوں سے سینٹ لارنس ریور کے پر سکون پانیوں کا عکس اندر تک جھلک رہا تھا۔۔۔کمرے کے اندر مدھم روشنی والے بلب روشن تھے۔۔۔۔

وہ دونوں لاونج میں بیٹھے تھے، جہاں ایک طرف اوپن کچن نظر آرہا تھا۔۔جبکہ دوسری جانب شیشے کی دیوار سے پرے، مونٹریال کا اولڈ پورٹ اور اس کے تاریخی چرچز دور تک دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

پینٹ ہاؤس میں اس وقت گہری خاموشی تھی۔۔ایک عجیب سا بوجھل ماحول تھا۔۔۔زینب صوفے پر بے یقینی کی کیفیت میں بیٹھی تھی، جبکہ وہ دونوں ہاتھوں میں سر گرائے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

یہ سب کچھ بہت تیزی سے ہوا تھا۔۔۔کچھ ہی گھنٹوں پہلے زینب کی زبانی اس پر بیتنے والے حالات سن کر وہ دیر تک خاموش رہا۔۔۔پھر شجاع کے مشورے پر بنا مزید سوچے فوراً نکاح

کر لیا۔۔۔اور اب وہ یہاں اس کے ذاتی پینٹ ہاؤس میں موجود تھے۔۔۔جہاں سیکورٹی سخت تھی۔۔کم از کم زینب کو وقتی طور پر یہاں تحفظ مل گیا تھا۔۔۔ہاں۔۔۔یہ سب کچھ وقتی تھا۔۔۔یہ نکاح، یہ رشتہ، یہ ساتھ۔۔۔یہ سب ایک مقصد کے تحت ہوا تھا۔

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اس نے یہ اتنا بڑا قدم گھر والوں کو بتائے بغیر کیوں اٹھایا۔۔۔شاید ہمدردی میں۔۔۔شاید کسی انجانے احساس کے تحت۔۔۔مگر وہ جانتا تھا کہ جب یہ بات سامنے آئے گی۔۔۔گھر میں ہنگامہ برپا ہو جائے گا۔

"میں چلتا ہوں۔۔"وہ یکدم اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔جیسے یہاں مزید رکنا بوجھ لگ رہا ہو۔۔۔شاید ایک دو دن چکر نہ لگا سکوں۔۔۔کوئی ضروری بات ہو تو شجاع کے ذریعے کہلوا دینا۔۔۔"اس کی آواز میں کھردرا پن اور اجنبیت تھی۔۔جیسے وہ اسے یہ باور کروانا چاہتا تھا کہ یہ نکاح ایک وقتی معاہدہ تھا۔۔۔جس میں جذبات کی کوئی جگہ نہیں تھی۔۔۔وہ اس سے کوئی امید نہ باندھے۔۔۔زینب نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

"آپ کا بہت شکریہ۔۔۔"اس کی آواز میں تشکر پنہاں تھا۔۔آنکھوں کے گوشے نرم تھے۔۔۔لیکن جیسے ان میں اب سکون کی ہلکی سی رمق دیکھی جا سکتی تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگرچہ شکریہ کہنا شاید بہت چھوٹا لفظ ہے۔۔۔میں نہیں جانتی کہ آپ کے اس احسان کے بدلے میں کیا کہوں، لیکن۔۔۔۔"وہ کچھ لمحے رکی۔۔جیسے الفاظ ترتیب دے رہی ہو۔۔۔

"ایک اور درخواست ہے۔۔۔۔"اس کے لہجے میں ہچکچاہٹ واضح تھی۔۔۔وہ بنا کچھ کہے رخ موڑے کھڑا رہا۔۔۔

"اگر آپ میری ماں کی خیریت معلوم کروادیں تو۔۔۔"انگلیاں مروڑتے اس نے لب کاٹے۔۔

"پتہ نہیں کیوں۔۔مگر میرا دل کہتا ہے شاید وہ بچ گئی ہوں۔۔۔"اب کی بار اس کی آنکھوں میں امید کی کرن بھی واضح ہوئی تھی۔۔۔یہ واحد بات تھی جو اس کے دل کے کسی کونے میں امید کی مانند روشن تھی۔۔۔۔

"اوکے، کل تک پتہ چل جائے گا۔۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتا وہ دروازے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔نہ کوئی تسلی دی، نہ کوئی نظرِ کرم۔۔۔۔اس کا انداز بالکل اس کی عنایتوں کے برعکس تھا۔۔۔۔بے حس، لاتعلق، رسمی۔۔۔۔زینب نے اسے جاتے دیکھا، مگر کچھ کہہ نہ سکی۔۔۔

Clubb of Quality Content

وہ جانتی تھی کہ اس وقت وہ خود بھی ذہنی دباؤ میں تھا۔ نکاح سے پہلے ہی وہ اس پر اپنے سب حالات واضح کر چکا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی یہ محض پیپر میرج ہے۔۔۔ بس ایک قانونی تحفظ۔۔۔۔ یہ رشتہ صرف اس لئے تھا کہ کسی عدالتی کارروائی کی صورت میں وہ ثابت کر سکے کہ وہ دونوں شادی شدہ ہیں۔

دروازہ بند ہونے کی آواز کے ساتھ ہی ایک بار پھر خاموشی پھیل گئی۔۔۔ وہی بوجھل، گھٹن زدہ خاموشی جو کتنے دنوں اس کے وجود سے چمٹ گئی تھی۔۔۔۔

مارتھا کا یہاں کے اسٹاف سے کافی میل جول ہو گیا تھا۔۔۔ سوائے زینب کے۔۔۔۔۔ وہ لڑکی اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔۔۔۔ مگر ایک بات ضرور تھی جو مارتھا کو زینب کے بارے میں پسند تھی۔۔۔ وہ بلاوجہ اس کے کاموں میں مداخلت نہیں کرتی تھی۔۔۔۔ ہمیشہ اپنے کام سے کام رکھنے والی، نپے تلے انداز میں گفتگو کرنے والی زینب کو مارتھا نے کبھی بھی فضول باتوں میں وقت برباد کرتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔ مگر جو چیز مارتھا کو سب سے زیادہ کھٹکتی تھی وہ زینب کے ہونٹوں پر سجی وہ مستقل مسکراہٹ تھی جو مارتھا کے نزدیک مصنوعی

تھی۔۔۔بناوٹ تھی، محض ایک نقاب۔۔اسے وہ ریاکار لگتی تھی۔۔۔اسے لگتا تھا کہ زینب جتنی معصوم اور نیک دل نظر آتی ہے در حقیقت اتنی ہے نہیں۔۔۔اور شاید اسی بناوٹ، اسی منافقت سے مار تھا کو شدید خار آتی تھی۔۔۔

رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔کیفے میں عام دنوں کے مقابلے میں خاصا سکون تھا۔۔۔جہاں مار تھا گاہکوں کی کمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دیگر ساتھیوں کے ساتھ ہنسی مذاق میں وقت گزارتی۔۔۔وہیں زینب ہمیشہ کی طرح اپنے ہی دائرے میں سمٹی رہتی۔۔۔وہ ایک چھوٹی سی کتاب ہاتھ میں تھامے کاؤنٹر کے پیچھے اسٹول پر بیٹھی رہتی۔۔۔ اس کی نظریں الفاظ میں گم اور انگلیاں نرمی سے صفحات پر رقصاں ہوتیں۔۔۔جیسے ہی کوئی گاہک آتا، وہ نہایت سنجیدگی سے کتاب بند کرتی۔۔اُسے آنکھوں سے لگاتی، پھر احتیاط سے ایک طرف رکھ کر فوراً اپنے کام میں جت جاتی۔۔۔نہ کبھی کسی کو بلاتی، نہ شکایت کرتی، نہ کسی کے کام میں دخل دیتی۔

مار تھا نے جلد ہی کیفے کے مینیجر سے گہری دوستی کر لی تھی۔۔۔جس کی وجہ سے اس پر کسی قسم کی سختی نہیں تھی۔۔۔۔وہ باتوں میں وقت گزارتی، کھلکھلاتی، قہقہے لگاتی۔۔۔لیکن

عجیب بات یہ تھی کہ جتنا وہ زینب کو نظر انداز کرنا چاہتی، اتنا ہی وہ اس کے دماغ پر سوار ہونے لگی تھی۔۔۔وہ کن انکھیوں سے بارہا زینب کو دیکھتی۔۔جو اپنی ہی دنیا میں مگن، خاموش، مگر عجیب سی خوشی کے ہالے میں لپٹی نظر آتی۔۔۔وہ سکون، وہ ٹھہراؤ، جو زینب کے وجود میں تھا۔۔مارتھا کو بے چین کر دیتا تھا۔۔۔وہ خود اتنے لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق کر کے بھی اندر سے مطمئن محسوس نہیں کرتی تھی۔۔مگر زینب کی سادگی اور گہری خاموشی میں ایک ایسا وقار تھا، جو مارتھا کو کھٹکنے کے ساتھ ساتھ شدت سے اپنی طرف متوجہ بھی کر رہا تھا۔۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بیڈ روم کی مدھم زرد روشنی میں گھڑی کی سوئیاں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھیں۔۔۔ لکڑی کے وسیع بیڈ پر بھورے رنگ کی چادر بچھی تھی۔۔۔جس کے کنارے نفاست سے تہہ کیے گئے تھے۔۔۔۔سامنے شوکیس میں ترتیب سے رکھی چند مذہبی اور ادبی کتابیں تھیں، جو وقت کی کمی کے باعث گرد آلود لگ رہی تھیں۔۔۔اسی شوکیس کے کنارے رکھی

میز اور کرسی پر شارق چچا سر جھکائے کسی فائل میں غرق نظر آتے تھے۔۔آہٹ پر گردن اٹھائی۔۔۔فلزہ چچی تازہ چائے بنا کر لائی تھیں۔۔۔ان کا مگ میز پر رکھتے وہ خود پیچھے بیڈ پر بیٹھ گئیں۔۔

"آپ بھائی صاحب سے مزنٰی اور شرجیل کے لیے بات کر لیں نا۔۔۔۔اس سے پہلے وہ لوگ شرجیل کی کہیں اور بات طے کر دیں۔۔۔"شارق چچا نے ان کے مطالبے پر بیزاری سے سر اٹھایا۔۔۔

"ارے کیا اچھا لگوں گا اپنی بیٹی کا خود رشتہ دیتے؟ابھی منال کی باری ہے،اس کے لئے سوچو۔۔۔ویسے بھی،نصیب اللہ پاک کھول دیتا ہے۔۔۔تم زیادہ تین تیرہ میں نہ لگی رہا کرو۔۔۔"چشمے کو ناک پر درست کرتے وہ کچھ خفگی سے گویا ہوئے۔۔انہیں بار بار فلزہ چچی کا رشتے کے لئے خود کو اکسانا پسند نہیں تھا۔۔لیکن وہ بھی اپنے نام کی پکی تھیں۔۔پچھلے کتنے ماہ سے وہ ثابت قدمی سے ان کے پیچھے لگی تھیں۔۔۔

"ویسے آخر اس میں کیا برائی ہے؟حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود رشتہ بھیجا تھا۔۔۔اسلام میں لڑکی والوں کے رشتہ ڈالنے پر کوئی

ممانعت نہیں۔۔۔یہ تو ہم نے انا کا مسئلہ بنالیا ہے۔۔۔"وہ بہت چالاکی سے بات کو دوسرے رخ پر موڑ چکی تھیں۔۔۔شارق چچا نے چائے کا گھونٹ بھرتے مگ میز پر رکھا۔۔۔

"آج کل کون سا ہم ساری سنتیں اور فرائض ادا کر رہے ہیں؟ جہاں فائدہ نظر آتا ہے۔۔ہم فوراً دین کو شامل کر لیتے ہیں۔۔۔اگر اتنا ہی دین پر عمل پیرا ہوتی ہو تو اللہ پر توکل رکھو۔۔۔ جو نصیب میں ہو گا۔۔۔خود آجائے گا۔۔۔ابھی منال کی باری ہے۔۔مزنٰی تک دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔۔۔"فلزہ چچی نے خفگی سے شوہر کی طرف دیکھا۔۔۔وہ ان کی ہر بات کو یوں ہی غیر اہم سمجھتے تھے۔۔ایک بار پھر دل میں شکوہ اٹھا تھا۔۔لیکن فی الحال گفتگو کا رخ موڑنا نہیں چاہتی تھیں سو دل کو سمجھاتے دوبارہ گویا ہوئیں۔۔

"تقدیر اللہ کے ہاتھ میں ہے، مگر تدبیر بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے۔۔۔اللہ نے یہ نہیں کہا کہ بس ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاؤ۔۔۔کچھ کوشش تو کرنی پڑتی ہے۔۔۔"ان کی آواز میں اب ضد شامل ہو رہی تھی۔۔۔وہ یوں ہی ہار ماننے والی نہیں تھیں۔۔۔شارق چچا نے فائل بند کرتے ہوئے ایک گہرا سانس لیا۔۔وہ اب باقاعدہ عاجز دکھائی دیتے تھے۔۔

"فلزہ۔۔یہ تدبیر وہاں لگاؤ جہاں واقعی ضرورت ہو۔۔۔۔رشتے آسمانوں پر طے ہوتے ہیں۔۔۔۔اگر مزنٰی کے نصیب میں شرجیل ہوا تو خود بھائی صاحب بات کر لیں گے۔۔۔جو اللہ نے لکھا ہے، وہی ہو گا۔۔۔"

"میری تو بات آپ کے لئے یوں بھی فضول گوئی کے سوا کچھ نہیں۔۔بیٹا نہیں دے پائی نا صفیہ بھابھی کی طرح۔۔تو مجھے کون پوچھے گا۔۔۔"ان کے خود ساختہ مفروضے ہی ہر دم ان کا دل جلائے رکھتے تھے۔۔جس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔۔وہ ہر وقت اسے گھسیٹ کر شارق چچا کو موردِ الزام ٹھہراتی تھیں۔۔ابھی بھی اپنی بات کی نفی ہوتی دیکھ کر انہوں نے بڑبڑاتے ہوئے جھٹکے سے کروٹ بدلی۔۔اپنی سائیڈ ٹیبل کی روشنی بند کی اور کمبل سر تک کھینچ لیا۔۔۔یہ ان کا خاموش احتجاج تھا کہ وہ اب مزید بحث نہیں کرنا چاہتیں۔چچا نے لب بھینچے گردن دائیں سے بائیں ہلائی۔بارہا وہ انہیں سمجھا چکے تھے کہ یہ اللہ کے فیصلے ہیں۔اور وہ راضی بہ رضا الٰہی ہیں۔۔۔لیکن چچی کا ساری زندگی کا رونا آج بھی جوں کا توں قائم تھا۔۔

کمرے میں خاموشی چھا چکی تھی۔۔ مگر دروازے کے باہر کھڑی مزنٰی کی دنیا ہل چکی تھی۔۔۔۔وہ محض پانی لینے اپنے کمرے سے نکلی تھی۔۔۔ مگر اپنے نام پر ٹھٹھک کر رک گئی تھی۔۔۔۔اور اندر ہونے والی گفتگو نے اسے ہلا ڈالا تھا۔۔۔۔

"ابو نہیں مانے، مگر امی۔۔۔میں انھیں جانتی ہوں، وہ اپنی بات منوا کر ہی دم لیں گی۔۔۔۔ اگر ان کے دماغ میں یہ خیال آ گیا ہے۔۔۔تو جلد یا بدیر وہ اس پر عمل بھی کروا کر چھوڑیں گی۔۔۔"فکر مندی سے سوچتی وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔اسے اب رات بھر نیند نہیں آنے والی تھی۔۔۔

رات کا پہلا پہر تھا۔۔۔۔پینٹ ہاؤس کی وسیع کھڑکیوں سے نیون روشنیوں میں نہایا ہوا شہر نظر آ رہا تھا۔۔۔جہاں گاڑیوں کی سرخ اور سفید لائٹس کسی انجانی منزل کی طرف بھاگتی جا رہی تھیں۔۔۔۔اندر کا ماحول اس کے برعکس، بوجھل اور سنسان تھا۔۔۔۔کھڑکی کے پاس ایک بڑا آرام دہ صوفہ رکھا تھا۔۔۔جس پر زینب بیٹھی ہوئی تھی۔۔اس کا وجود ہمیشہ کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

طرح بڑی سی کالی چادر میں چھپا ہوا تھا۔اس کے سامنے رکھی شیشے کی میز کے دوسری جانب وہ بیٹھا تھا۔۔۔نرم سنہری روشنی میں اس کے چہرے پر سنجیدگی نظر آتی تھی۔۔۔

"تمہارے لئے میرے پاس کچھ اچھی خبر نہیں ہے۔۔۔"زینب کا دل ایک پل کے لئے سکڑ کر پھیلا تھا۔۔وہ جانتی تھی کہ وہ کیا سنانے والا ہے۔۔۔۔وہ حقیقت تو اسی دن سمجھ چکی تھی، جس دن اپنی ماں کے کہنے پر جان بچا کر وہاں سے بھاگی تھی۔۔۔مگر پھر بھی دل کے کسی کونے میں ایک موہوم سی امید چھپی تھی کہ شاید کوئی معجزہ ہو گیا ہو۔۔۔

وہ چپ چاپ اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

"میں نے معلوم کروایا ہے۔۔۔"اس کی آواز مزید دھیمی ہو گئی۔۔۔جیسے ہر لفظ ادا کرنا کتنا بھاری ہو۔۔۔

"تمہاری مدر اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔۔۔وہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئی تھیں۔۔۔لیکن مجرم اب تک دندناتا پھر رہا ہے۔۔۔آس پاس کے لوگوں نے صاف کہہ دیا ہے کہ انہوں نے کچھ نہیں دیکھا۔۔۔اگر تم اس کیس کو فالو کرنا چاہو تو میری پوری مدد تمہارے ساتھ ہے۔۔۔"اس نے گردن جھکاتے ہوئے جملہ مکمل کیا اور پھر آہستہ سے نظریں

اٹھائیں۔۔۔زینب کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو ایک لڑی کی صورت میں بہہ رہے تھے۔۔۔اس کے دل کو بھی کچھ ہوا۔۔جانتا تھا اس خبر نے اسے اندر سے توڑ دیا ہو گا۔۔لیکن وہ اسے چپ کروانے کا حق بھی نہیں رکھتا تھا۔۔شاید قانونی اور شرعی حق تو تھا۔۔لیکن شاید وہ اسے استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔لب بھینچے وہ کچھ دیر گردن جھکائے بیٹھا رہا۔۔

"زینب، مجھے پتہ ہے یہ تمہارے لئے بہت مشکل وقت ہے۔مگر ہمت رکھو۔۔۔اللہ پاک نے ان کا اتنا ہی وقت دنیا میں لکھا تھا۔۔وہ اب اس سے بہتر جگہ پر ہیں۔تم ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔۔۔"کچھ لمحوں بعد میز میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھتے وہ دھیمے سے بولا۔۔زینب نے سر جھکا لیا۔۔آنکھیں بند کر لیں۔۔۔مگر آنسو اب بھی بہہ رہے تھے۔۔

"مجھے کوئی کیس نہیں کرنا۔۔میں نے اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔"بند آنکھوں سے وہ بڑبڑائی۔۔آنسو اب بھی مسلسل اس کے گال کو تر کر رہے تھے۔۔

"مجھے صحیح سے دلاسہ دینا نہیں آتا، مگر۔۔۔"وہ رکا۔۔جیسے الفاظ کا انتخاب کر رہا ہو۔۔۔

"بس اتنا کہوں گا، تم بہت بہادر ہو۔۔۔۔بہت مضبوط۔۔۔صبر کرو۔۔۔کیونکہ اس کے علاوہ انسان کچھ کر بھی نہیں سکتا۔کہتے ہیں، مصیبت پر صبر کرنا، مصیبت کو آسان کر دیتا ہے۔۔۔"اب کی بار وہ جگہ چھوڑتا کھڑا ہو گیا۔۔۔یہاں بیٹھ کر اسے روتا دیکھنا اس کے بس میں نہیں تھا۔۔اور اسے چپ کروانے کا اس میں یارا نہیں تھا۔۔

"اللہ حافظ۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے وہ جانے کے لئے پلٹ گیا۔۔۔پینٹ ہاؤس کے باہر شہر کا ہنگامہ جاری تھا۔گاڑیاں بھاگ رہی تھیں، لوگوں کی زندگیاں چل رہی تھیں، مگر یہاں جیسے وقت جیسے رک گیا تھا۔۔وہ جا چکا تھا۔۔اب زینب تھی اور اس کی تنہائی۔۔۔اس کے نکلتے ہی ایک بار پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

عجیب درد کا رشتہ تھا سب کے سب روئے

شجر گرا تو پرندے تمام شب روئے

کسی کا بھی نہ چراغوں کی سمت دھیان گیا

شب نشاط وہ کب کب بجھے تھے کب روئے۔(طارق نعیم)

---

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ شہر کا ایک مشہور شاپنگ مال تھا۔۔۔ جس کی رونق اپنے عروج پر تھی۔۔۔ برقی سیڑھیوں کی مدھم گونج، ہر طرف چلتے پھرتے لوگوں کی سرگوشیاں، بچوں کی بھاگ دوڑ۔۔۔ سب مل کر ماحول میں شور بپا کئے ہوئے تھے۔۔۔ مختلف برانڈز کی دکانوں پر رش لگا تھا۔ شو کیسز میں رکھے کپڑے اور ماڈلز کے مجسمے آنے جانے والوں کی توجہ کھینچ رہے تھے۔۔۔۔

"بھابھی۔۔۔ آپ اپنا دوپٹہ دیکھ لیں، میں تب تک فوڈ کورٹ سے کچھ آرڈر کر آتی ہوں۔۔۔ تاکہ یہاں سے فری ہوتے ہی کچھ کھا سکیں۔ مجھے تو بہت بھوک لگی ہے۔۔۔۔" عسیل نے ایک مشہور برانڈ کی دکان میں کھڑی ماہرہ بھابھی کو مخاطب کیا۔۔ جو کافی دیر سے ایک شرٹ کے ساتھ میچنگ دوپٹہ تلاش کر رہی تھیں۔۔۔۔

"ہاں، چلو ٹھیک ہے۔۔۔ ایک تو ان برانڈز نے بھی مصیبت ڈال رکھی ہے، ہر چیز الگ الگ ڈھونڈو۔۔۔۔" ماہرہ بھابھی نے بیزاری سے کہتے ہوئے اپنی تلاش جاری رکھی۔۔۔۔ یہ شرٹ ان کی دوست نے انہیں تحفے میں دی تھی، اس لئے اب انہیں اس کے ساتھ ہم رنگ دوپٹہ ڈھونڈنا پڑ رہا تھا۔۔۔ ورنہ وہ ہمیشہ مکمل سوٹ لینا پسند کرتی تھیں تاکہ یہ جھنجھٹ نہ اٹھانی پڑے۔۔۔۔

"اچھا، آپ کے لیے کیا آرڈر کروں؟" شاپ سے نکلتے ہوئے عسیل کو خیال آیا، تو وہ پلٹ کر پوچھنے آئی۔۔۔

"مم۔۔۔ایسا کرو، میرے لیے گرلڈ سینڈوچ اور کافی آرڈر کر دینا۔۔۔" ماہرہ بھابھی نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔۔۔

"اچھا سنیں۔۔۔میں آرڈر دے کر فوڈ کورٹ میں جگہ دیکھ کر بیٹھ جاؤں گی۔۔۔ورنہ یہ بھی ایک مصیبت ہی رہتی ہے، ٹرے لے کر گھومتے پھرو۔ آپ فارغ ہو کر مجھ سے کوآرڈینیٹ کر لیجیے گا۔۔۔" عسیل نے پچھلی بار کے تجربے کو ذہن میں رکھتے ہوئے پلان بنایا۔۔ماہرہ بھابھی اس سے پوری طرح متفق تھیں۔۔انہیں نچلے فلور پر چھوڑ پر عسیل اوپر جاتے ایسکیلیٹر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

فوڈ کورٹ کی رنگ برنگی کرسیاں اور ان کے ارد گرد چلتے پھرتے لوگ، کھانے کی مختلف خوشبوؤں میں لپٹا ماحول۔۔۔ہر چیز معمول کے مطابق تھی۔۔ مگر کچھ ایسا تھا۔۔۔جس سے وہ اب تک انجان تھی۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آرڈر دینے کے بعد وہ فوڈ کورٹ کے بیچوں بیچ خالی جگہ تلاش کرنے لگی کہ اچانک اس کی نظریں ایک ایسے منظر پر جا ٹھہریں، جس نے اسے لمحہ بھر کے لئے ساکت کر دیا۔۔۔سامنے کی میز پر نک سک سی تیار، مزنٰی کسی لڑکے کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔وہ ہاتھ میں چمچہ لئے کچھ کھانے ہی والی تھی کہ اس کی نظر عسیل پر پڑ گئی۔۔جتنی بے یقینی عسیل کی آنکھوں میں دیکھی جا سکتی تھی۔۔اتنا ہی خوف اس وقت مزنٰی کی آنکھوں میں بھی ہلکورے لے رہا تھا۔۔ منہ تک لے جاتا اس کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔۔اس کے چہرے کا رنگ ایکدم فق پڑا تھا۔۔۔۔

"آپی۔۔یہ میرا اسکول فرینڈ ہے۔۔۔میرے اور بھی دوستوں کو آنا تھا مگر وہ کسی وجہ سے نہیں آ سکے۔۔اس لئے بس ہم دونوں لنچ کرنے بیٹھ گئے۔۔۔"اگلے چند ہی سیکنڈز میں مزنٰی خود کو سنبھال چکی تھی۔۔اس نے تیزی سے اپنی جگہ چھوڑتے عسیل کو صفائی پیش کی۔۔وہ لڑکا بھی اب عسیل کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔۔۔اس کی گہری ستائشی نگاہیں عسیل کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔

"ہیلو۔۔مائی نیم از ریحان اینڈ واٹس یورز؟"اگلے ہی پل وہ کرسی چھوڑتا ان کے نزدیک چلا آیا۔۔عسیل نے ایک زہر خند نظر اس کے بڑھے ہاتھ پر ڈالی۔۔۔

"میں انجان لوگوں سے بات نہیں کرتی۔۔۔۔اور تم تو میرے ساتھ چلو۔۔۔"تنفر سے لڑکے کو جواب دے کر وہ مزنٰی کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ گئی۔۔مزنٰی نے پلٹ کر ایک بے بس نظر ریحان پر ڈالی۔۔۔جو دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے ان ہی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ چہرہ احساس ہتک سے سرخ پڑ رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک کنارے کی میز پر جا کر بیٹھ گئیں۔۔اس سے پہلے کہ عسیل اس سے بازپرس کرتی ماہرہ بھابھی اپنی شاپنگ ختم کرتی اوپر آ گئیں۔۔۔

"ارے مزنٰی۔۔۔تم کس کے ساتھ آئی ہوئی ہو؟"مزنی کی رنگت پہلے ہی بحال نہیں ہوئی تھی اوپر سے ماہرہ بھابھی کا سوال سن کر وہ مزید گھبرا گئی تھی۔اس نے مدد طلب نظروں سے عسیل کی جانب دیکھا۔۔۔

"اپنی فرینڈ کے ساتھ آئی تھی۔۔۔۔لیکن اسے میں مل گئی تو اب یہ ہمارے ساتھ واپس جائے گی۔۔۔۔"عسیل کے جواب پر مزنٰی نے گردن جھکائے لب کاٹے۔۔۔

"ویسے چھوٹی مامی نے تمہیں اس طرح دوست کے ساتھ آنے کی اجازت کیسے دے دی؟" کافی کا گھونٹ بھرتے ماہرہ بھابھی نے بھنویں اچکائیں۔۔۔۔مزنٰی نے انگلیاں مروڑیں۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کس طرح وہ یہاں سے غائب ہو جائے۔۔

"آپی، وہ دراصل امی کو پتہ ہے کہ میں ایک فرینڈ کے گھر کمبائن اسٹڈی کر رہی ہوں۔۔۔" ایک گہرا سانس بھرتے اس نے بلآخر آدھا سچ تو ان کے گوش گزار کیا۔۔

"چھوٹی مامی کو لگ رہا ہے کہ تم اسٹڈی کر رہی ہو اور تم یہاں شاپنگ کر رہی ہو؟ اور وہ تمہاری دوست کہاں گئی؟" ماہرہ بھابھی کے لہجے سے تاسف جھلک رہا تھا۔انہوں نے ادھر ادھر ایسے نظریں دوڑائیں گویا اس کی دوست کو ڈھونڈ رہی ہوں۔۔مزنی نے بے دردی سے لب کاٹے۔۔۔

"آپ پلیز امی کو کچھ نہیں بتائیے گا ورنہ وہ تو مجھے کالج سے ہی اٹھالیں گی۔" اس کے لہجے میں لجاجت تھی۔۔ عسیل اس دوران خاموشی سے اپنا بر گر کھاتی رہی۔۔۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے۔۔۔ مگر اس طرح پیرنٹس کو دھوکا دینا غلط بات ہے۔۔۔۔وہ لوگ تم پر بھروسہ کر کے پڑھنے بھیج رہے ہیں اور تم یہاں شاپنگ کر رہی ہو اور تمہاری وہ دوست

Clubb of Quality Content

کہاں ہے؟"ماہرہ بھابھی کو نہ جانے کیوں اس کی دوست پر شک ہو رہا تھا۔انہیں اندازہ ہو گیا تھا بات صرف شاپنگ یا دوستی کی نہیں تھی۔۔۔بات اس سے آگے بڑھ چکی تھی۔ ایک لڑکی صرف شاپنگ کے لئے گھر والوں سے چھپ کر اتنا بڑا خطرہ نہیں مول لے گی اور ظاہر ہے شاپنگ کرنی ہوتی تو وہ تو گھر کے کسی فرد کے ساتھ آ کر بھی کر سکتی تھی۔۔۔۔

"آپی وہ میری دوست کو جلدی تھی تو وہ چلی گئی۔۔۔۔"مزنٰی نے عسیل سے نظریں چراتے ہوئے فراٹے سے جھوٹ بولا۔۔۔عسیل نے منہ روک کر دکھ سے اسے دیکھا جو ایک لڑکے کے لئے دھوکا، جھوٹ سب سیکھ گئی تھی۔

"ایسی دوست کے لئے گھر والوں کو دھوکا دے رہی ہو۔۔۔جو آدھی شاپنگ میں چھوڑ کر چلی گئی تو زندگی کی مشکلات میں کیا وہ تمہارا ساتھ نبھا پائے گی؟"ماہرہ بھابھی نے ذو معنی لہجے میں مزنٰی کو بہت کچھ باور کروانا چاہا تھا۔۔۔مگر کچھ لوگوں کو جب تک ٹھوکر نہیں لگتی انہیں دوسروں کی بات سوائے فضولیات کے کچھ نہیں لگتی۔۔۔۔اور یہی حال مزنٰی کا تھا۔۔۔۔ عشق کی جو پٹی اس کی آنکھ پر بندھی تھی اس کے آگے اسے ہر نصیحت سوائے بکواس کے کچھ نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔اس سفر کی شروعات میں ہر کوئی خود کو بہت سمجھدار سمجھتا ہے مگر

حقیقت کا ادراک اس ڈراؤنے سفر کے اختتام پر ہوتا ہے۔۔۔۔ جس میں اکثریت کے پاس واپسی کی ساری راہیں مسدود ہو چکی ہوتی ہیں۔

کیفے کا اندرونی منظر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔۔۔ چمکتے ہوئے لکڑی کے کاؤنٹرز، دیواروں پر سجی خوبصورت پینٹنگز اور ہر میز پر جلتی مدھم پیلی روشنی نے ماحول کو نہایت دلکش بنا دیا تھا۔۔۔۔ بڑی شیشے کی کھڑکیوں سے باہر شہر کی چمکتی روشنیوں کا عکس اندر پڑ رہا تھا۔۔۔ جبکہ کچن سے نکلتی خوشبوئیں پورے کیفے میں رچی ہوئی تھیں۔

یہ افطار کا وقت تھا اور پورا کیفے گاہکوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ ہر طرف لوگوں کی باتیں، چمچوں کی کھنک اور کبھی کبھار کسی بچے کی ہنسی گونج رہی تھی۔۔۔۔ زینب اور مار تھا دونوں اپنے اپنے کاؤنٹر پر مصروف تھیں۔

زینب کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔۔۔ کسٹمرز کی لائن لمبی تھی۔۔۔ مگر اس کے چہرے پر تھکن یا الجھن کا شائبہ تک نہ تھا۔۔۔ ہر چیز وہ ترتیب سے سنبھال رہی تھی۔ جب ہی ایک لمحے کو اس کی نظریں اپنی گھڑی پر پڑیں۔۔۔ وہ چونکی۔۔۔ افطار کا وقت ہو گیا

تھا۔۔۔اس نے جلدی سے اپنا بیگ کھولا۔۔۔ایک کھجور نکال کر منہ میں ڈالی،اور پانی کا ایک گھونٹ لے کر دوبارہ کام میں لگ گئی۔۔۔۔ایک لمحے کے لئے بھی اس کے چہرے پر کسی کمزوری کے آثار نہ تھے، جیسے وہ روزے کی طوالت سے بے نیاز ہو۔

مار تھا، جو اپنے کاؤنٹر پر ایک گاہک کو بل دے رہی تھی۔۔۔کن انکھیوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"صبح سے بھوکی پیاسی رہ کر بھی یہ لڑکی ایسے کھڑی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو؟میں تو ابھی دو گھنٹے پہلے کھا کر بھی بھوک محسوس کر رہی ہوں اور یہ ایک کھجور پر گزارا کر کے کام میں لگ گئی؟"وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ مسلمانوں کا روزہ سخت ہوتا ہے، مگر زینب کی استقامت دیکھ کر اس کے دل میں عجیب سے خیالات ابھرنے لگے۔۔۔۔وہ ہمیشہ زینب سے ایک عجیب سی جلن محسوس کرتی تھی۔۔۔نہ جانے کیوں؟؟شاید اس لئے کہ زینب ہمیشہ پر سکون اور پر اعتماد رہتی تھی جیسے اسے کسی چیز کی فکر ہی نہ ہو۔۔۔۔

"یہ کیسے ممکن ہے؟کیا اس کے پاس کوئی غیر مرئی طاقت ہے؟"وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ بھوکا رہنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔۔روزہ تو بندہ اللہ کے لئے رکھتا ہے اور اس کی ہمت اور طاقت بھی اسے اسی کی طرف سے ملتی ہے کہ پندرہ سولہ گھنٹے بھوکا پیاسا رہ کر بھی وہ چاق و چوبند ہو کر ہر کام کرتا ہے اور یہ طاقت بھی ان لوگوں کو ہی نصیب ہوتی ہے جو واقعی سچے دل سے اس کے لئے بھوکا رہنا چاہتے ہیں۔۔۔۔کیوں کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

بہت سے سوال اس کے دل میں کلبلاتے تھے۔۔۔۔مگر وہ اس سے پوچھ نہیں سکتی تھی۔۔۔۔کیونکہ اس نے زینب سے کبھی سیدھے منہ ہائے ہیلو بھی نہیں کی تھی۔۔۔۔کجا اس سے اس کی ذاتی زندگی کے بارے میں سوال کرنا۔۔۔۔مگر اس لڑکی کی ذات میں اسے تجسس پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا۔اب مارتھا کے کاؤنٹر پر اکا دکا لوگ ہی بچے تھے۔۔۔۔زینب سب کو فارغ کر چکی تھی سو وہ خاموشی سے اپنا بیگ اٹھاتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔مارتھا جانتی تھی کہ وہ روز کی طرح اپنی عبادت کرنے گئی ہے۔

"یہ لڑکی اتنی مصروفیت کے باوجود بھی وقت نکال کر عبادت کیسے کر لیتی ہے؟ میں تو چرچ جانے کے لیے کبھی وقت نہیں نکال پاتی۔ کیا میں واقعی اپنے مذہب سے اتنی لاپرواہ ہوں؟" مارتھا کا دل ایک لمحے کو ہلکا سا کانپا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد زینب واپس آ گئی۔۔۔اس کا چہرہ تازہ وضو کے بعد مزید نکھر گیا تھا۔۔ایسا محسوس ہوتا تھا کوئی نور ہو جس نے اس کے چہرے کے گرد ہالہ بنا دیا ہو۔۔مارتھا نے غیر ارادی طور پر سامنے لگے آئینے میں اپنی جھلک دیکھی۔۔۔اس کے سنہرے بال، سرمئی آنکھیں، اور سرخ لپ اسٹک اب بھی وہی تھیں۔۔۔مگر کچھ تھا جو اسے کمی کا احساس دلا رہا تھا۔۔۔

"میں تو اس سے کہیں زیادہ حسین ہوں۔۔۔"اس نے خود کو تسلی دینی چاہی لیکن دل نے مطمئن ہونے سے انکار کر دیا۔۔ نفرت سے زینب کو دیکھتے وہ واش روم کی طرف چلی گئی۔۔۔واپس آئی تو اس کا چہرہ دھلا ہوا تھا۔۔۔مگر پھر بھی جو نور زینب کے چہرے پر تھا وہ اسے اب بھی اپنے اوپر نظر نہیں آیا تھا۔۔۔

"میں یہ مہینہ پورا ہوتے ہی جاب چھوڑ دوں گی۔ورنہ یہ لڑکی مجھے پاگل کر دے گی۔۔۔۔"
اس نے خود سے ہمکلامی کی اور زینب کی طرف پیٹھ موڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

پینٹ ہاؤس کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں۔۔۔ہوا میں ایک ہلکی سی ٹھنڈک تھی جو پورے کمرے میں پھیل رہی تھی۔۔۔۔نیچے شہر کی روشنیوں کا جال بچھا تھا۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی مغرب کا وقت ہوا تھا۔۔۔زینب نے کھجور منہ میں ڈالی ہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔میجک آئی سے جھانکتے اس نے تسلی کی۔۔اگلے ہی پل دروازہ کھولتی وہ اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔وہ آج پورے دس دن بعد یہاں آیا تھا۔۔۔

"آئیں،روزہ کھول لیں۔۔"وہ ابھی صوفے پر بیٹھا ہی تھا جب زینب پلیٹ میں کھجور لئے اس کے نزدیک چلی آئی۔۔۔

"میرا روزہ نہیں ہے۔۔۔۔تم آرام سے کھاؤ،میں یہاں بیٹھا ہوں۔۔۔"اس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔کچھ ہی دیر بعد وہ موبائل میں مگن ہو چکا تھا۔۔۔زینب کی نگاہیں بھٹک بھٹک کر اس کی جانب اٹھ رہی تھیں۔۔

"کچھ کہنا ہے؟"اس کی نظروں کی تپش نے اسے چونکا دیا تھا۔۔اپنا چہرہ اٹھا کر زینب کی جانب دیکھتا وہ مستفسر ہوا۔۔۔

"آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے؟"اپنی چوری پکڑی جانے پر زینب ایکدم گڑبڑا گئی تھی۔۔ لیکن توجہ برتن سمیٹنے پر لگاتی دھیمے سے گویا ہوئی۔۔

"ہاں۔۔۔کیوں؟شکل سے بیمار لگ رہا ہوں؟"اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تشویش سے پوچھا۔۔۔وہ ہمیشہ اپنی فٹنس اور پرسنالٹی کے بارے میں حساس رہتا تھا۔۔۔

"نہیں، شکل سے تو نہیں لگ رہے تھے۔۔۔روزہ نہیں رکھا نا۔۔اس لئے پوچھ رہی تھی۔۔۔"زینب نے شرمندگی کے ساتھ جواب دیا اور برتن رکھنے کچن کی طرف چل دی۔۔۔

"واقعی، روزہ تو مسافر اور بیمار نہیں رکھتے ہیں۔میرے روزے چھوڑنے کی کیا دلیل ہے؟"زینب کے جواب نے اسے اندر سے جھنجھوڑا تھا۔۔کتنی دیر وہ صرف اسی نکتے پر سوچ گیا۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نماز پڑھ لوں؟آپ کو جلدی تو نہیں ہے؟"وہ کچن سے واپس آگئی تھی۔۔۔چہرہ ہمیشہ کی طرح سیاہ چادر کے ہالے میں بندھا تھا۔۔

"تم پڑھ لو،میں ابھی بیٹھا ہوں۔۔۔۔"وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔زینب وہیں ایک کنارے جائے نماز بچھاتی کھڑی ہوئی تو وہ ایک بار پھر موبائل پر خود کو مصروف ظاہر کرنے لگا۔۔لیکن نگاہیں بھٹک بھٹک کر اسی کی جانب اٹھ رہی تھیں۔۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے سوچ رہا تھا۔۔۔وہ عام سے حلیے میں رہتی تھی۔۔۔لیکن کچھ تھا اس میں ایسا جو اسے خاص بناتا تھا۔۔۔

"آپ کیا لیں گے؟"اس کی سوچوں کا دھارا زینب کی آواز پر ٹوٹا جو جائے نماز سمیٹتی کھڑی ہو رہی تھی۔۔

کچھ نہیں،تم بتاؤ۔۔تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟"

"نہیں الحمدللہ،سب کچھ ہے۔۔۔"دو لفظی جواب دیتی وہ اس کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔چہرے کے گرد بندھا دوپٹے کا ہالہ اب ڈھیلا ہو چکا تھا۔۔کچھ لٹیں نکل کر اطراف میں پھیلنے لگی تھیں۔۔نکاح سے پہلے اس نے کبھی زینب کا ایک بال بھی نہیں دیکھا تھا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو کیا وہ اس رشتے کو لاشعوری طور پر قبول کر چکی ہے؟"اپنی نظریں جھکاتا وہ صوفہ چھوڑتا کھڑا ہوا۔۔۔کیونکہ اگر ایسی بات تھی تو یہ اس کے حق میں اچھا نہیں تھا۔۔۔۔

"تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔۔میں اب یہاں زیادہ چکر نہیں لگاؤں گا۔۔۔" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔نگاہیں فرش پر گڑی تھیں جن پر وہ جوتے کی نوک سے ضرب لگا رہا تھا۔۔۔۔

"آآآپ کا شکریہ۔۔۔"زینب بھی ساتھ ہی صوفہ چھوڑتی کھڑی ہوئی۔۔۔

"آپ کو میں نے مشکل میں پھنسا دیا ہے۔۔۔۔مجھے اس بات کا بہت اچھے سے اندازہ ہے۔۔۔"چادر چہرے کے گرد پھر سے باندھتی وہ لب کاٹتے گویا ہوئی۔۔نگاہیں اس کی بھی جھکی ہوئی تھیں۔۔اور لہجہ دھیما تھا۔۔

"کچھ دن میں معاملہ ٹھنڈا ہو جائے تو بس ایک آخری احسان مجھ پر یہ کیجیئے گا کہ مجھے اس شہر سے باہر بھجوا دیجیئے گا۔تاکہ آپ اور میں دونوں اپنی اپنی پریشانیوں سے نکل کر اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ سکیں۔۔۔۔"اب کی بار اس نے نگاہیں اٹھائی تھیں۔۔چہرے پر حزن و ملال

صاف دیکھا جا سکتا تھا۔۔وہ اس کے احسان کے بوجھ تلے خود کو دبا محسوس کرتی تھی۔۔اور یہ اس کی باتوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔۔۔

"تم دوسرے شہر میں کسی کو جانتی ہو؟ کہاں جاؤ گی؟"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے بھی گردن اٹھائی۔۔۔اس کی نگاہیں اب چہرے پر ٹھہری ہوئی تھیں جہاں افسردہ سی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔۔۔

"میں جانتی تو کسی کو نہیں ہوں۔۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے لب کاٹے۔۔۔۔

"مگر وہاں مجھے بھی تو کوئی نہیں جانتا نا۔۔۔اور بس یہی میرے حق میں سب سے بہتر ہو گا۔"اتنے دنوں میں شاید وہ اپنے مستقبل کے بارے میں ہی سوچتی رہی تھی۔۔۔اور بلآخر کسی نتیجے پر پہنچ ہی گئی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔یہ کوئی اچھا پلان نہیں ہے۔۔۔فی الحال تم یہاں آرام سے رہو۔۔۔۔بس باہر مت نکلنا۔۔۔باقی یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔۔"وہ جانے کے لئے پلٹ گیا۔۔۔۔اب کی بار زینب نے کچھ نہیں کہا۔۔۔وہ خاموشی سے اس کے پیچھے چلی آئی۔۔وہ گھر سے نکلا تو اس نے

دروازہ بند کر کے ایک بوجھل سانس خارج کیا۔۔۔زندگی ایکدم ساکن ہو گئی تھی۔۔۔اور اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اس سب سے کیسے نکلے؟؟

کیفے میں مدھم سی روشنی بکھری ہوئی تھی۔۔۔ادھر ادھر اکا دکا بیٹھے لوگ نظر آرہے تھے۔۔کچھ ہی دیر میں ان کے ورکنگ آورز ختم ہونے والے تھے۔۔

کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا اسٹیو نوٹوں کو گننے میں مصروف تھا۔۔انگلیاں تیزی سے کاغذی کرنسی کے کنارے پلٹتی جا رہی تھیں۔۔۔

"کیا ہوا اسٹیو، مار تھا دو دن سے آئی نہیں۔۔۔سب خیریت تو ہے؟" زینب کی آواز پر اس نے گردن اٹھائی۔۔۔وہ کم ہی بات کیا کرتی تھی۔۔زیادہ تر خود میں مگن دکھائی دیتی تھی۔۔

"اس کی ممی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، وہ ہاسپٹل میں ہیں۔۔۔" اسٹیو کے ہاتھ لمحہ بھر کو رکے۔۔اگلے ہی پل وہ پھر مہارت سے چلنے لگے تھے۔۔۔زینب کے چہرے پر تفکر کے سائے لہرائے تھے۔۔۔

"اوہ! کیسی ہیں اب وہ؟ کس ہاسپٹل میں ہیں؟" اسٹیو نے ایک آخری نوٹ گن کر دراز میں ڈالا اور کندھے اچکائے۔۔۔۔

"سنا ہے بہتر ہیں۔۔۔ شاید ایک دو دن میں ڈسچارج بھی ہو جائیں۔۔۔۔۔ ہاسپٹل کا نام تو مجھے نہیں معلوم، لیکن ڈیوڈ سر کو پتہ ہو گا۔۔ مارتھا نے ان ہی کو اطلاع دی تھی۔۔۔"

باہر گلی میں کسی کار کے ٹائر چرچرانے کی آواز آئی، شاید کوئی جلدی میں تھا۔۔۔ دونوں ایک ساتھ چونکے۔۔ پھر گردن جھٹکتے اپنے اپنے کاموں میں مگن ہو گئے۔۔۔۔۔ زینب نے سوچ لیا تھا کہ وہ صبح کیفے آنے سے پہلے ہاسپٹل سے ہوتی ہوئی آئے گی۔۔۔ چھٹی سے پہلے اس کا اردہ ڈیوڈ سے مل کر ہاسپٹل کا نام پوچھنا تھا۔۔۔

یہ علی الصباح کا وقت تھا۔۔۔ ہاسپٹل کے کوریڈور میں معمول کے مطابق چہل پہل جاری تھی۔۔ فضا میں اسپرٹ کی بو رچی ہوئی تھی۔۔ جمعدار صفائی کرنے میں مشغول نظر آتے تھے۔۔ ڈیوٹی آورز بدل رہے تھے۔۔۔۔ آنے والا اسٹاف چاق و چوبند تھا۔۔ جبکہ رات بھر

جاگنے والے تھکے ہارے سے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔۔۔اس سب سے بے نیاز اس کمرے کا ماحول ایکدم مختلف تھا۔۔۔تناؤ سے بھرا ہوا۔۔۔ہمدردی اور اپنائیت سے خالی۔۔ بے حسی کی تصویر بنا ہوا۔۔۔۔

"آج میں تمہاری چھٹی کروا رہا ہوں۔۔۔۔میرے پاس اتنے فالتو پیسے نہیں کہ میں تمہیں اس مہنگے ہاسپٹل میں رکھوں۔۔۔۔" تھامس کی آواز میں نہ صرف غصہ تھا بلکہ بے رحمی بھی تھی۔۔۔مونا نے بیزاریت سے چہرہ موڑ لیا۔۔۔اس وقت اس سے بحث کرنے کا نہ اس کا موڈ تھا نہ طاقت۔۔۔

"ہمیں آپ کی ضرورت بھی نہیں۔۔۔۔میں خود اپنی ماں کا خرچہ اٹھا لوں گی۔۔۔۔" یہ آواز مارتھا کی تھی۔۔تھامس نے تند نظروں سے اسے دیکھا۔۔اس کی نگاہوں سے نفرت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔۔۔ایک تنفر بھری نظر تھامس پر ڈالتے وہ دوبارہ مونا کو دلیہ کھلانے لگی۔۔اس سے پہلے کہ تھامس اسے کوئی جواب دیتا۔۔دروازہ ایک ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ کھلا۔۔۔سب کی نگاہیں ہی بے ساختہ اس جانب اٹھیں۔۔

آنے والی زینب تھی۔۔کمرے میں ایکدم خاموشی چھا گئی۔۔۔مارتھا نے ناپسندیدگی سے اسے گھورا۔۔تھامس کی نگاہوں میں بھی اس کے لئے ناپسندیدگی واضح تھی۔۔وجہ اس کا سر پر لپیٹا ہوا اسکارف تھا۔۔اور یہ وہ واحد نکتہ تھا جہاں تھامس اور مارتھا ایک جیسا سوچتے تھے۔۔۔

"کیوں آئی ہو تم یہاں؟"زینب کے بڑھتے قدم مارتھا کی آواز پر تھمے۔۔اس کے چہرے پر خفت کے سائے لہرانے لگے تھے۔۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔دراصل،مجھے پتہ چلا تھا کہ تمہاری ممی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔تو سوچا۔۔۔"ساتھ لائے بوکے کو مونا کے نزدیک رکھی میز پر رکھتے وہ ہکلاتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

"تم ڈاکٹر ہو کیا؟اور ویسے بھی،اگر تم دنیا کی آخری ڈاکٹر بھی ہوتیں نا۔۔تب بھی میں تمہیں یہاں برداشت نہ کرتی۔۔۔"زینب کا چہرہ اس درجے بے عزتی پر سرخی مائل ہوا تھا۔۔تھوک نگلتے اس نے انگلیاں مروڑیں۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میری ممی کے لئے میں کافی ہوں۔۔۔تم ہر جگہ خود کو بہترین ثابت کرنے کی کوشش مت کیا کرو، سمجھیں؟اور جاتے ہوئے یہ پھول بھی ساتھ لے جانا۔۔۔ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں۔۔"زینب نے بے یقینی سے آنکھیں جھپکیں، جیسے اس درجہ بے مروتی پر اسے یقین نہ آیا ہو۔۔۔۔

"مار تھا۔۔۔یہ بری بات ہے۔۔۔"تب ہی مونا نے بیچ میں مداخلت کی۔۔اب وہ زینب کے لائے پھول اٹھا کر ان کی خوشبو اور تازگی اپنے اندر اتار رہی تھی۔۔۔پھولوں کی خوشبو نے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھیر دی تھی۔۔۔۔زینب کو اس اپنائیت پر ایک پل کے لیے سکون محسوس ہوا۔۔۔اس نے زبردستی مسکرا کر مونا کی طرف دیکھا۔۔۔مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ پاتی، تھامس کی زہر میں بجھی آواز گونجی۔۔۔۔

"دیکھ لیا نا؟اب جاؤ۔۔۔اس عورت کو سوائے فضول کاموں اور فضول لوگوں سے ملنے کے کچھ نہیں آتا۔۔۔۔"مونا کو گھورتے ہوئے وہ زینب کی جانب پلٹا۔۔اب کی بار زینب کے لئے وہاں ٹھہرنا ناممکن ہو گیا تھا۔۔وہ وہاں سے تقریباً بھاگتے ہوئے نکلی تھی۔۔جیسے ڈر ہو

کہ اگر ایک لمحہ اور رکی تو یہ لوگ اسے جان سے نہ مار ڈالیں۔۔ہاسپٹل کے دروازے سے باہر نکلتے ہی اس نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔۔

"یااللہ، سارے کا سارا خاندان ہی عجیب ہے۔۔۔۔۔" بڑبڑاتی ہوئی کیفے جانے والی بس کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔

آج موسم ابر آلود تھا۔۔۔اودے، کالے بادل آسمان پر بے چینی سے منڈلا رہے تھے۔۔۔ کسی بھی وقت وہ برسنے کو تیار تھے۔۔ایسے میں کاشانہ حمید میں جھانکو تو فضا میں بظاہر خاموشی گھلی محسوس ہوتی تھی۔۔۔عسیل اپنے کمرے میں یونیورسٹی کا کوئی اسائنمنٹ بنانے میں مشغول تھی۔۔کھڑکی پر بارش کی موٹی موٹی بوندیں تڑتڑ برسنا شروع ہو چکی تھیں۔۔۔ سڑک سے شور کی آوازیں آنے لگیں۔۔۔شاید بچے بارش کا مزہ لینے باہر نکل آئے تھے۔۔ لیپ ٹاپ بند کرتی وہ بھی کھڑکی کی جانب بڑھی جب کمرے کے دروازے پر ہلکی دستک ہوئی۔۔اگلے ہی پل مزنی کمرے میں داخل ہوتی دکھائی دی۔۔۔عسیل گہرا سانس لیتی پلٹی۔۔۔۔کل والی حرکت کے بعد دونوں کا آمنا سامنا نہیں ہوا تھا۔۔۔

"آپی۔۔۔وہ آپ امی کو مت بتایئے گا۔۔۔وہ۔۔۔وہ بلاوجہ زیادہ ہی اوورری ایکٹ کرنے لگیں گی۔۔۔۔"انگلیاں مروڑتے اس نے نگاہیں اٹھائیں۔۔آنکھوں میں باغی پن چھلک رہا تھا۔۔کل والے واقعے کے بعد اسے ڈر لگ رہا تھا کہ اگر اس کا پول کھل گیا تو گھر پر اس کی شامت آجائے گی۔۔۔۔وہ صبح سے ہی عسیل سے بات کرنے کے لئے بے چین تھی۔۔۔۔ مگر فلزہ چچی کو مزنٰی کا عسیل سے زیادہ بات چیت کرنا پسند نہیں تھا۔۔۔۔ان کا کہنا تھا کہ مزنٰی کے اندر جو سرکشی ہے وہ عسیل کو دیکھ کر ہی آئی ہے۔۔۔۔۔اس لئے وہ ان کے دن میں سونے کے بعد آئی تھی۔۔۔۔

"مجھے اگر بتانا ہوتا تو کل واپسی پر سب سے پہلے یہی کام کرتی۔۔۔۔۔ویسے تمہیں نہیں لگتا کہ انسان کو ایسے کام نہیں کرنے چاہئیے۔۔۔جسے اسے اپنے گھر والوں سے چھپانا پڑے۔۔۔۔" ایک گہرا سانس بھرتے اس نے دونوں ہاتھ بازوؤں پر باندھے۔۔

"آپی میں کچھ غلط نہیں کر رہی ہوں۔۔۔۔بلیو می۔۔۔میں اس دن پہلی بار لنچ پر گئی تھی۔۔۔۔اور ریحان بہت اچھے ہیں۔۔۔۔وہ میری بہت عزت کرتے ہیں۔۔۔۔انہوں نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کی۔۔۔۔۔اس دن ان کا برتھ ڈے تھا۔۔۔انہوں نے کہا تھا کہ

ان کے سب دوست آرہے ہیں تو بس اس لئے میں چلی گئی تھی۔۔۔"ریحان کا ذکر کرتے ہوئے مزنٰی کی آنکھوں میں محبت کے دیپ جلے تھے اور الفاظ میں اس کے لئے بے تحاشہ مان تھا۔۔۔عسیل کو اندازہ ہو رہا تھا وہ اس سفر میں کافی آگے نکل چکی تھی۔۔۔باتیں اب ملاقاتوں میں بدلنے لگی تھیں۔۔۔اور یہ خطرے کی گھنٹی تھی۔۔۔اسے اس سے پہلے ہی اسے سمجھانا بہت ضروری تھا۔۔۔

"مزنٰی۔۔۔اگر وہ تمہاری عزت کرتا نا تو تمہیں ایسے اکیلے باہر کبھی نہیں بلاتا۔۔۔۔"عسیل نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے پیار سے سمجھانا چاہا۔۔مزنٰی کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔لیکن وہ خاموشی سے لب بھینچے کھڑی رہی۔۔۔۔

"عزت کرنے والے ایسے کام نہیں کرتے ہیں۔۔۔۔وہ تمہیں اچھائی کے پردے میں دھوکا دینے کی کوشش کر رہا ہے۔۔"دور کہیں زور سے بادل گرجا تھا۔۔بارش کی تڑتڑاہٹ کھڑکی پر مزید زور سے دستک دینے لگی تھی۔۔۔

"اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے کہ اس نے سب کو بلایا تھا۔۔۔ورنہ کوئی ایک تو آتا نا؟ وہ تمہیں ابھی اعتماد میں لے رہا ہے۔۔۔ایسے لوگ اپنا مطلب نکالنے کے بعد بیچ راستے میں چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔"

"آپی وہ۔۔وہ عام لڑکوں سے مختلف ہے۔۔۔"بلآخر اس سے ریحان کی اتنی برائی برداشت نہ ہوئی تو بیچ میں بول پڑی۔۔لہجے میں گھلے یقین پر عسیل ایک بوجھل سانس بھر کر رہ گئی۔۔ بارش کی بوندیں کھڑکی سے پھسلتی منڈیر پر جمع ہونا شروع ہو گئی تھیں۔۔۔

"تم ابھی چھوٹی ہو مزنٰی۔۔۔۔ان باتوں کو نہیں سمجھو گی۔۔۔۔۔مختلف کوئی نہیں ہوتا۔۔۔جو ہوتا ہے وہ یوں موبائل پر باتیں نہیں کرتا۔۔۔یہ شرافت کا ناٹک بس لڑکیوں کو گھیرنے کے لئے رچایا جاتا ہے۔۔۔"اس کے گال پر پیار سے ہاتھ رکھتے وہ نرم لہجے میں بول رہی تھی۔۔مزنٰی کا دل چاہ رہا تھا یہاں سے بھاگ جائے لیکن فی الحال یہ ممکن نہیں تھا۔۔

"میرے لئے تم بلکل میری چھوٹی بہن جیسی ہو۔۔۔اس لئے تمہیں سمجھا رہی ہوں۔۔۔۔ ان چکروں میں نہ پڑو۔۔۔آئندہ اس سے بات مت کرنا۔۔"

"اوکے آپی۔۔۔"عسیل چپ ہوئی اس نے گردن جھکاتے ہامی بھری۔۔وہ عسیل سے ہر گز متفق نہیں تھی۔۔۔۔مگر اس سے بحث بھی نہیں کر سکتی تھی کہ کہیں اگر طیش میں آ کر اس نے اس کی شکایت لگا دی تو فلزہ چچی تو اسے کالج سے اٹھوانے میں ذرا بھی دیر نہ لگاتیں۔۔۔۔اس نے شکر ادا کیا کہ عسیل کو اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ برتھ ڈے ٹریٹ اس نے ریحان کی فرمائش پر اسے دی تھی۔۔۔۔ورنہ عسیل اس سے اور ناراض ہوتی۔۔۔۔ وہ خاموشی سے اثبات میں گردن ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔۔عسیل کی نگاہوں نے اسے باہر تک جاتے دیکھا۔۔۔وہ جانتی تھی کہ مزنٰی نے اسے بس بہلانے کے لئے اس سے بحث نہیں کی ہے۔۔۔ایک گہرا سانس بھرتے اس نے مزنٰی کے راہ راست پر آنے کی دعا کی۔۔۔اب وہ دوبارہ اپنے کام کی جانب متوجہ ہونے جا رہی تھی۔۔باہر اب بھی بارش برس رہی تھی۔۔۔جو تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

صبح کا وقت تھا۔۔سورج کی کرنیں کھڑکی سے چھن کر کمرے میں بکھر رہی تھیں۔۔۔۔ عسیل آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کو سائیڈ بریڈ میں لپیٹ رہی تھی۔۔۔۔عنابی پھول

دار شرٹ، سیاہ پینٹس اور ہلکے سے میک اپ میں وہ نہایت تر و تازہ لگ رہی تھی۔۔۔ مگر چہرے پر ایک ہلکی سی بے چینی بھی تھی۔۔۔۔ بار بار موبائل کی اسکرین پر نظریں دوڑاتی، مگر اب تک حاذق کا کوئی میسج نہیں آیا تھا۔۔ آج اس نے کال بھی نہیں کی تھی۔۔ وہ ایک دو دفعہ کوشش کر چکی تھی لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔ نہ جانے وہ کہاں مصروف تھا۔۔ آخر ایسا کیا کام آ گیا تھا جو وہ اسے بھول گیا؟

"کیا میں ایک بار پھر کال کروں؟ نہیں۔۔۔ اتنی دفعہ کوشش کر چکی اب نہیں کر رہی۔۔۔ موصوف کو خود خیال ہونا چاہئیے۔۔۔" اب کی بار اس کا غصہ عود آیا تھا۔۔۔ موبائل ہاتھ میں تھامے وہ ادھر ادھر بے چینی سے ٹہلنے لگی۔۔۔

ٹھک ٹھک۔۔۔ تب ہی دروازے پر دستک ہوئی۔۔ منال کی آواز سنائی دی۔۔۔۔

"عسیل۔۔ کب تک ریڈی ہو گی۔۔ ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔" عسیل نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔۔۔ گہرا سانس بھرتے بیگ کندھے پر ڈالا اور دروازے کی جانب بڑھ گئی۔۔ دروازہ کھولتے ساتھ ہی موبائل کی اسکرین روشن ہوئی تھی۔۔۔ حاذق کالنگ جگمگانے لگا تھا۔۔۔

"منال۔۔۔تم گاڑی میں بیٹھو۔۔۔میں دو منٹ میں آئی۔۔۔"فون ریسیو کرتے اس نے منال کی جانب منت بھری نظریں اٹھائیں۔۔۔

"سنو۔۔۔ہمیں آج کی ہی تاریخ میں یونیورسٹی جانا ہے۔۔۔یہ یاد رکھنا۔۔"منال مسکراہٹ دبائے ہوئی آگے بڑھ گئی۔۔اس نے موبائل کی جلتی اسکرین پر حاذق کا نام دیکھ لیا تھا۔۔۔ اور جانتی تھی عسیل اتنی آسانی سے اب نیچے نہیں آنے والی۔۔۔

"کہاں تھے؟کب سے انتظار کر رہی ہوں۔۔۔پتہ بھی ہے کہ بات کئے بنا یونیورسٹی نہیں جاتی ہوں۔۔۔"کال ریسیو کرتے ہی عسیل نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔۔لہجے میں خفگی واضح محسوس کی جاسکتی تھی۔۔۔۔

"ارے تھوڑا سانس لے لو لڑکی۔۔۔بس کچھ اہم معاملے میں پھنس گیا تھا۔۔اس لیے لیٹ ہو گیا۔۔۔"حاذق نے ہنستے ہوئے اس کے خفا چہرے کی جانب دیکھا۔۔

"ویسے ناراضی میں تیار زیادہ اچھا ہوتی ہو۔۔۔"عسیل کے سرخی مائل ناراض چہرے پر مزید گلابی پن گھلا تھا۔۔۔

"آپ یوں بات ختم نہیں کر سکتے۔۔"وہ فون تھامے بیڈ پر دھپ سے بیٹھی تھی۔۔

"اچھا تو پھر کیسے ختم ہو گی؟" وہ اشتیاق سے مستفسر ہوا۔۔

"مجھے بتائیں کہاں غائب تھے؟" ہاتھ میں پہنی گھڑی پر نظر دوڑاتے وہ ایک بار خفا ہوئی۔۔

"دوسری بیوی کے پاس گیا تھا۔۔اب ایک وقت میں ایک پر ہی توجہ دے سکتا ہوں۔۔۔۔" سنجیدگی سے کہتے اس نے کندھے اچکائے۔۔

"حاذق آپ کو ابھی بھی مذاق سوجھ رہا ہے۔۔مجھے یونیورسٹی سے لیٹ ہو رہا ہے۔۔۔۔" وہ زچ ہوئی تھی۔۔

"اچھا۔۔۔سوری۔۔۔تم آرام سے یونیورسٹی جاؤ۔۔آج میں تمہیں رات میں بھی کال کرتا ہوں۔۔پھر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔۔" کانوں کی لوئیں پکڑتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔عسیل کے ہونٹوں پر مبہم مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

"اوکے۔۔میں رات کو ویٹ کروں گی۔۔" انگلی اٹھاتے وہ تنبیہی انداز میں گویا ہوئی۔۔

"لیکن ابھی مسکرا تو دو میری وائی فائی۔۔۔۔ورنہ مجھے رات کو نیند نہیں آئے گی۔۔" اس کی بیچارگی پر عسیل کی ہنسی چھوٹی تھی۔۔۔

"ٹیک کیئر۔۔میں فون رکھ رہی ہوں۔۔"وہ بیڈ چھوڑتی کھڑی ہوئی۔۔دل تو اس کا ابھی بات کرنے کا تھا۔۔۔لیکن منال کی اس بیچ دو بار کال آچکی تھی۔۔

"اوکے۔۔لوویو۔۔"حاذق کا جملہ ایک بار پھر اس کے گال پر سرخی پھیلانے کی وجہ بنا تھا۔۔ تیزی سے فون کاٹتے وہ مسکرائی۔۔چہرے پر اب اطمینان پھیلا ہوا تھا۔۔

کمرے میں ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔جو بیڈ کے برابر رکھے سائیڈ لیمپ سے نکل رہی تھی۔۔۔۔باہر رات پوری طرح سے گہری ہو چکی تھی۔۔۔۔

مزنٰی اپنے بیڈ پر لیٹی ریحان سے محو گفتگو تھی۔۔۔

"کیا ہوا تمہاری کزن نے دن والی بات گھر پر بتائی تو نہیں؟"ریحان کا میسیج پڑھتے ہی مزنٰی کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر چلنے لگیں۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔وہ ایسی نہیں ہیں۔۔۔مگر پھر بھی میں نے دن میں ان سے بات کر لی تھی۔۔۔"

ویسے تمہاری کزن کا نام کیا ہے؟ تم سے تو بہت مختلف لگ رہی تھی۔۔۔۔۔"ریحان کی عسیل میں دلچسپی پر مزنٰی کے دل میں ایک عجیب سا بوجھل پن اترا تھا۔۔ نجانے کیوں اسے عدم تحفظ کا احساس ہوا تھا۔۔۔اس دن بھی وہ عسیل کو جن ستائشی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔ مزنٰی کو وہ الجھن کا شکار کر گیا تھا۔۔۔

"ان کا نام عسیل ہے۔۔۔۔ویسے وہ مجھ سے چار سال بڑی ہیں۔تایا تائی،امی ابو کی طرح کنزرویٹو نہیں ہیں نا۔۔۔اس لئے وہ آرام سے سارے فیشن کر لیتی ہیں۔۔۔اور اسی لئے سب سے الگ نظر آتی ہیں۔۔۔"مزنٰی کو خود سمجھ نہیں آیا تھا کہ اس نے آخر ریحان کو اتنی تفصیل کیوں دی تھی۔۔۔۔۔بہر حال جو بھی تھا اس کو ریحان کا عسیل کے بارے میں پوچھنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔۔۔

"ویسے کل آپ کی برتھ ڈے کے دن وہ سب ہوا مجھے بہت افسوس ہے۔۔۔۔۔مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ ان کا کل شاپنگ کا پلان ہے۔۔۔"فوراً ہی اس نے گفتگو کا رخ موڑا۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ویسے بھی تم سے ملاقات ہو گئی تھی تو برتھ ڈے تو اچھی گزر گئی تھی۔۔۔۔"اگلی جانب سے جواب پڑھ کر اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔۔۔وہ بلاوجہ ہی اسے لے کر حساسیت کا شکار ہو رہی تھی۔۔

"اووو۔۔آپ بہت سوئیٹ ہیں۔آئی ایم ویری لکی۔۔۔۔"چہرے پر پھیلی نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے اگلا میسیج بھیجا۔۔

"اچھا سنو۔۔۔تمہاری اس کزن عسیل کا نمبر مل سکتا ہے؟اس سے بنا کر رکھوں گا تاکہ ہمارے رشتے کے لئے کوئی تو ہمارے فیور میں ہو نا۔۔۔"ایک بار پھر ریحان بات کو گھما کر عسیل پر لے آیا تھا۔۔مزنٰی کے دل کو دھکا لگا تھا۔۔

"ویسے وہ غصے کی تھوڑی تیز ہیں۔۔۔۔ہو سکتا ہے آپ کی بے عزتی بھی کر دیں۔۔۔۔اگر آپ کو ہمارے لئے دوستی کرنی ہے تو منال آپی سے آپ کی بات کروا دیتی ہوں۔۔۔۔۔امی تو ویسے بھی عسیل آپی پسند نہیں کرتیں۔۔۔وہ ہمارے رشتے میں کسی کام نہیں آ سکتیں۔۔"مزنٰی کے چہرے سے مسکراہٹ ایکدم غائب ہوئی تھی۔۔۔چند سیکنڈز تک اسکرین دیکھنے کے بعد اس نے فیصلہ لیا تھا کہ وہ ریحان کو عسیل کا نمبر نہیں بھیج رہی۔۔

"نہیں۔۔۔سب میں بات مت پھیلاؤ۔۔۔۔تمہاری کزن نے تو ہمیں دیکھ لیا تھا اس لئے اس سے بات کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔۔۔اگر تمہیں نمبر دینا ہے تو صحیح ہے ورنہ مشورے نہ دو۔۔۔"ریحان کا میسج پڑھ کر مزنٰی تھوڑی پریشان ہو گئی تھی۔۔۔۔۔اگر نمبر نہیں دیتی تو ریحان ناراض ہو گا۔۔۔دیتی ہے تو عسیل تو اس کی ٹھیک ٹھاک کلاس لے گی اور پھر ویسے بھی عسیل کو وہ اس بیچ لانا بھی نہیں چاہ رہی تھی۔۔۔۔عسیل کا ذکر نہ جانے کیوں اسے عدم تحفظ کا اِحساس دلا رہا تھا۔۔

"کیا ہوا کہاں گئیں؟"وہ تذبذب میں گھری بیٹھی تھی جب ریحان کا اگلا میسیج ابھرا۔۔

"وہ۔۔پتہ نہیں مجھے لگ رہا یہ ٹھیک نہیں ہے۔۔"وہ واقعی کشمکش کا شکار تھی۔۔۔۔

"اوکے۔۔۔تمہاری مرضی۔۔۔تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں تو اس سے آگے تو ساری بات ہی ختم ہو جاتی ہے نا۔۔۔"وہ جانتا تھا مزنٰی سے کوئی بھی کام کیسے کروانا ہے۔۔۔سو تاک کر نشانہ لگایا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔مجھے آپ پر بھروسہ ہے۔۔بس عسیل آپی کے رد عمل کا نہیں پتہ۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے جواب کے ساتھ عسیل کا نمبر بھی اسے

بھیج دیا۔۔ریحان کو خوش کرنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔۔اس حبس زدہ ماحول میں وہ ہی تو تھا جو اسے سمجھتا تھا۔۔اس کی تعریفیں کرتا تھا۔۔اس کے خوابوں کو تعبیر دینے کا وعدہ کرتا تھا۔۔وہ کم از کم اسے ہر گز ناراض نہیں کر سکتی تھی۔۔

"اوکے۔۔لوویو۔۔کل بات کرتے ہیں۔۔۔۔ابھی رات بہت ہو گئی۔۔"اگلی جانب سے فوراً ہی گفتگو سمیٹی گئی۔۔۔

"گڈ نائٹ۔۔آئی لو ویو ٹو۔۔"بھاری دل سے میسیج لکھتے مزنٰی کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔۔۔نہ جانے کیوں دل بہت افسردہ ہو رہا تھا۔۔اس نے کچھ غلط تو نہیں کیا تھا؟؟ سوچتے ہوئے موبائل تکیے کے نیچے رکھتی وہ آنکھیں موند کر لیٹ گئی۔۔

صبح کی ہلکی روشنی کیفے کے شیشوں سے اندر جھانک رہی تھی۔۔اندر کا خنک ماحول ایکدم خاموش تھا۔۔۔معمول کی اٹھا پٹخ اس خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔۔۔

Clubb of Quality Content

مار تھا آج چار دن بعد جاب پر آئی تھی۔۔۔وہ کاؤنٹر پر کھڑی، حسبِ معمول اپنی شفٹ شروع کرنے کی تیاری کر رہی تھی۔۔ مگر اس بار زینب نے اس سے بات کرنا تو دور، اس کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔۔

"ہیلو مار تھا۔۔۔ کیسی ہو؟ اور ممی کی طبیعت کیسی ہے اب؟" جیمز کی خوش اخلاقی بھری آواز پر مار تھا نے گردن اٹھائی۔۔۔

"بہتر ہیں۔۔۔ شکریہ۔۔۔" تکلف سے جواب دیتی وہ دوبارہ کام میں مگن ہو گئی۔۔دل میں عجیب سی یاسیت اتری ہوئی تھی۔۔۔اس کی یہاں سب سے اتنی دوستی تھی مگر اتنے دن وہ غائب رہی تو کسی نے اسے ایک فون تک نہیں کیا۔۔۔اور اب جب وہ واپس آئی تھی، تو سب ایک ایک کر کے آ رہے تھے۔۔۔اسے دل میں کہیں نہ کہیں زینب کی قدر ہوئی تھی لیکن وہ اس سوچ کو جھٹکتے کام میں لگی رہی۔۔۔

"سرپرائز!" تب ہی اسٹیو کی آواز نے سب کو چونکا دیا۔۔۔وہ ابھی مینیجر کے روم سے نکلا تھا۔۔چہرے سے لگتا تھا جیسے سب کے لئے کوئی خاص پیغام ہو۔۔۔

"ڈیوڈ سر نے ویک اینڈ پر کیفے بند ہونے کے بعد بار میں گیٹ ٹو گیدر رکھا ہے۔۔۔۔دو ڈرنکس سر کی طرف سے ہوں گی۔۔۔اس سے زیادہ جس کو پینی ہو گی۔۔وہ اپنے خرچ پر پیے گا۔۔۔۔"

"یہ کس خوشی میں؟"کچن کی کھڑکی سے جھانکتی ریچل حیرت سے مستفسر ہوئی۔۔۔۔

"بس، ویسے ہی۔۔۔تم سب بہت محنت کرتے ہو تو تھوڑا ریلیکس ہونا تم لوگوں کا ہے۔۔۔۔اور ویسے بھی، یہاں سب ایک ساتھ وقت نہیں گزار پاتے۔۔۔تو ایک اچھی شام اکٹھے گزاریں گے۔۔۔۔" یہ کہتے ہوئے ڈیوڈ خود بھی کاؤنٹر کے قریب آ گیا۔۔۔۔ سب کے چہروں پر خوشی بکھر گئی تھی۔

"مس زینب، آپ بھی چلیں گی نا؟"ڈیوڈ کے لہجے میں زینب کے لیے عزت واضح تھی اور اس چیز نے مارتھا کو چونکایا تھا۔۔۔۔۔

"سوری سر۔۔۔مگر میں ایسی پارٹیز میں نہیں جاتی۔آپ لوگ انجوائے کیجیے گا۔۔۔۔"نرمی سے کہتے وہ دوبارہ اپنے کام میں لگ گئی۔۔مارتھا نے بے زاری سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس لڑکی کی زندگی میں کوئی چارم نام کی چیز ہے بھی کہ نہیں؟ اتنی بورنگ لائف گزار کر یہ زندہ کیسے ہے؟" اس نے سر جھٹکا اور سسٹم آن کرنے میں مصروف ہو گئی۔۔۔ مگر دل میں چاہنے کے باوجود وہ اس بار زینب کے کردار کو لے کر کوئی مزید منفی بات نہیں سوچ سکی۔۔

سورج کافی دن سے منظر سے غائب تھا۔۔ برف نے سارے شہر کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔۔ وہ کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔۔ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں پھنسے ہوئے تھے۔۔۔ نگاہیں تاحد نگاہ نظر آتی برف پر جمی تھیں۔۔ لگتا تھا شہر نے سفید چادر اوڑھ رکھی ہو۔۔ ذہن میں بار بار ایک ہی میسیج گردش کر رہا تھا۔۔۔

"کافی دنوں سے آپ کی کوئی خیریت نہیں ملی۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے؟" صبح سے کتنی بار وہ اس میسج کو پڑھ چکا تھا۔۔۔ مگر جواب اب تک نہیں دیا تھا۔۔۔ وہ اس سے ملنے اور بات کرنے سے کترا رہا تھا۔۔ شاید اسے یہ یقین ہو چلا تھا کہ اس سے تعلق رکھنے کی صورت میں وہ اپنی بیوی سے بے وفائی کا مرتکب ہو جائے گا۔۔ وہ ایک باوفا مرد تھا۔۔۔ اپنی بیوی کو دھوکا دینے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

"مگر اس لڑکی کا کیا۔۔۔یہ بھی تو تمہاری بیوی ہے۔۔۔تمہارے نکاح میں ہے۔۔۔۔تم پر اس کے حقوق و فرائض بھی تو ہیں۔۔۔"چپکے سے دل کے کسی کونے سے آواز ابھری تھی۔۔

"یہ نکاح بس ایک معاہدہ ہے۔۔ایک مجبوری ہے۔۔۔اس کا مقصد کسی کو وقتی سہارا دینا تھا۔۔۔بس یہ عارضی رشتہ ہے۔۔۔جو کاغذ کی حد تک رہے گا۔۔۔"اس نے خود ہی اپنے آپ کو مضبوط دلائل دیئے۔۔اور واقعی یہی وجہ تھی جو وہ بار بار اس کے پاس جا کر اسے خوش فہم نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا وہ عورت تھی۔۔اس کے نکاح میں تھی۔۔اس کی توجہ کو محبت سے نتھی کرنے لگے گی اور وہ ایسے کسی بھی موڑ کے آنے سے بچنا چاہتا تھا۔۔۔

"لیکن نکاح، نکاح ہوتا ہے۔۔۔خوشی سے کیا ہو یا مجبوری میں۔۔۔اسے نبھانا ہوتا ہے۔۔۔وہ لڑکی اب تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔ایسے کب تک اس سے بھاگتے رہو گے؟ اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم دونوں کے ساتھ انصاف نہیں کر پاؤ گے تو تمہیں اسے فوراً چھوڑنا ہو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گا۔۔یوں اسے اپنے نام پر باندھ کر انتظار کی سولی پر لٹکانا اس کے ساتھ زیادتی ہے۔۔۔۔"

اس سوچ کے آتے ہی اس نے فیصلہ لے لیا تھا۔۔۔۔

ہاں اسے زینب کو چھوڑنا ہو گا۔۔یہ اس کے ساتھ حق تلفی ہے۔۔۔اگر وہ اسے اس کے حقوق نہیں دے سکتا تو یوں کاغذی رشتے میں باندھ کر رکھنا بھی جائز نہیں۔۔ویسے بھی کینیڈا میں رہتے ہوئے اسے زینب یا عسیل میں سے کسی ایک کو ہی چننا تھا۔۔۔۔کیونکہ یہاں پولی گیمی یعنی ایک سے زیادہ شادیاں کرنا ال لیگل تھا۔۔۔۔خلاف ورزی کرنے والے کو کرمنل کوڈ آف کینیڈا ایکسپلسٹی دفع ۲۹۳ کے تحت پانچ سال قید کی سزا کاٹنی پڑتی اور کینیڈا کے قانون کو اس سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا۔۔۔ابھی فی الحال تو عسیل کے ساتھ نکاح کے کوئی کاغذات یہاں رجسٹرڈ نہیں تھے۔۔۔اس لئے وہ زینب سے نکاح رکھ سکتا تھا۔۔۔۔

مگر بہر حال اسے دونوں میں سے کسی ایک کو چننا تھا اور وہ فوراً ہی نتیجے پر پہنچا تھا۔ مگر اس سے پہلے وہ ایک بار زینب سے بات کرنا چاہتا تھا۔اسے یوں بیچ منجدھار میں چھوڑنا اسے کچھ مناسب نہیں لگ رہا تھا۔۔۔وہ اسے کسی محفوظ جگہ پہنچا کر پھر اسے چھوڑ دے گا۔۔۔یوں بھی انہوں نے جس وجہ سے شادی کی تھی اس کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی۔۔۔زینب

کے گھر والوں نے اس پر کوئی کیس نہیں کیا تھا۔۔وہ شاید خود بھی قانونی کاروائی سے بچنا چاہتے تھے۔۔۔اور یہ اس کے حق میں بھی اچھا تھا۔۔۔

"بس اب مجھے زینب کو چھوڑنا ہو گا!!!" پیچھے پلٹ کر اس نے میز پر رکھے لیپ ٹاپ کو بند کیا۔۔اور تیز قدموں سے باہر کی جانب لپکا۔۔۔

سڑک کنارے کھڑے لیمپ پوسٹ کی پیلی روشنی برف کے قطروں پر پڑتی اسے سنہرا رنگ بخش رہی تھی۔۔وہ خاموشی سے ڈرائیونگ پر توجہ مرکوز کئے تھا۔۔ونڈ اسکرین پر گرتے ننھے ننھے برف کے ذرات مسلسل چلتے وائپر سے ادھر ادھر بکھر رہے تھے۔۔۔مگر باہر کے دھندلکے میں ہر چیز غیر واضح محسوس ہو رہی تھی۔۔اندھیرے اور برف کے اس کھیل میں اس کی زندگی بھی دوراہے پر کھڑی تھی۔۔۔گاڑی مطلوبہ جگہ پہنچی تو وہ سوچوں کے حصار سے باہر آیا۔۔۔ایک گہرا سانس بھرتے اس نے لیپ ٹاپ کے بیگ پر ہاتھ پھیرا۔۔کچھ دیر پہلے بنوائے ڈائیورس پیپر اندر رکھے تھے۔۔۔بیگ اٹھاتا وہ گاڑی سے نکلا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ پینٹ ہاؤس کے باہر کھڑا تھا۔۔ بیل دی جا چکی تھی۔۔اور دروازہ کھلنے کا انتظار تھا۔۔۔

"السلام علیکم۔۔۔۔"اگلے ہی پل اسے زینب کی خوشگوار سی آواز سنائی دی۔۔۔وہ اسے خلافِ توقع اس وقت دیکھ کر بہت خوش اور حیران ہوئی تھی۔۔۔۔ سنجیدگی سے سلام کا جواب دیتا وہ اندر داخل ہوا۔۔۔

"کیا لیں گے ؟"وہ صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔ جبکہ زینب عین اس کے سامنے ہنوز کھڑی تھی۔۔ خوشی اس کے لہجے سے واضح تھی۔۔

"کچھ نہیں۔۔ بیٹھو۔۔میں تم سے بہت ضروری بات کرنے آیا ہوں۔۔۔" نظریں چراتے ہوئے اس نے تمہید باندھی۔۔۔۔زینب کا پورا وجود کان بن گیا۔۔۔۔کچھ تو تھا اس کے انداز میں۔۔۔زینب کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔وہ خاموشی سے اس کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

"جیسا کہ میں تمہیں پہلے بتا چکا ہوں کہ میرا نکاح اپنی کزن سے ہو چکا ہے۔۔۔سال کے آخر تک رخصتی متوقع ہے۔۔۔۔ایسی صورت میں میرا تم سے کسی بھی قسم کا تعلق اس کے لئے

تکلیف دہ ہو گا۔۔۔"شیشے کی میز پر نظر جمائے وہ دھیمے دھیمے بولنا شروع ہوا۔۔۔زینب ساکن سانس سے اسے دیکھے گئی۔۔

"میں اسے بہت چاہتا ہوں اور اپنی ذات سے اس کو کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا۔۔۔ساتھ ہی تمہیں بھی ایسے کسی بے نام رشتے کی ڈور میں باندھ کر تمہاری زندگی بھی خراب نہیں کرنا چاہتا۔۔۔اس لئے آج ڈائیورس پیپر ساتھ لایا ہوں۔۔"بیگ اٹھاتے جیسے اس نے زینب کی سماعت پر دھماکہ کیا تھا۔۔۔

"تم سے یہ رشتہ جوڑنے کی وجہ سے تم اچھی طرح واقف ہو۔۔۔وہ بس تمہیں اور خود کو کسی بھی قانونی چارہ جوئی سے بچانے کی ایک کوشش تھی۔۔اور اب جب سب معاملہ ٹھنڈا ہو گیا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ ہمیں اس زبردستی کے رشتے کو بھی ختم کر دینا چاہئیے۔۔۔"بیگ سے خاکی لفافہ نکال کر اس نے زینب کے سامنے بڑھایا۔۔لہجہ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھا۔۔آج بھی وہ اس کی جانب دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔۔زینب نے لفافہ تھامنے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھائے۔۔وہ گم صم سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔اس نے لفافہ میز پر ہی رکھ دیا۔۔

"تم ایک بہت اچھی، مضبوط اور بہادر لڑکی ہو۔۔۔ تمہیں کوئی بہت اچھا زندگی کا ساتھی مل جائے گا۔۔۔ میں تمہاری حق تلفی کر کے تمہیں ایسے باندھ کر نہیں رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ کچھ عرصے میں میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ میری فیملی پاکستان موو ہو رہی ہے۔۔۔ تو تمہیں ساتھ رکھنا میرے لئے ویسے بھی مشکل ہو جائے گا۔۔۔" زینب کے دل کے حال سے بے خبر وہ بس اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔۔۔ جبکہ زینب کو لگ رہا تھا۔۔ آس پاس بس دھماکے ہی دھماکے ہو رہے تھے۔۔

"ہم اپنی ساری پراپرٹی سیل کر کے جائیں گے تو مجبوراً مجھے یہ پینٹ ہاؤس بھی سیل کرنا پڑے گا۔۔۔ مگر تم پریشان مت ہونا میں یہاں تمہارا کوئی بندوبست کر کے ہی جاؤں گا۔۔۔" اب کی اس نے نگاہیں اٹھائی تھیں۔۔۔ ان میں نہ جانے کتنے جذبے ٹھہرے ہوئے تھے۔۔ ندامت، پچھتاوا یا پھر بے بسی۔۔۔ زینب چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتی رہی۔۔ حاذق نے نظریں چرائی تھیں۔۔

"مسٹر شرجیل آپ کو پورا حق ہے۔۔۔ آپ جو بھی فیصلہ لیں۔۔۔" وہ اسے اب تک از راہ تکلف اس کے سیکنڈ نیم سے ہی پکارتی تھی۔۔

"آپ نے میرے لئے جتنا کیا ہے۔۔۔اس سے زیادہ کا حق میں آپ سے مانگوں گی بھی نہیں۔۔۔لیکن میری ایک گزارش ہے۔۔۔" حاذق نے چونک کر نگاہیں اٹھائیں۔۔۔ زینب کی آنکھیں نم تھیں۔۔آواز بھی بھرائی ہوئی تھی۔۔

"بس آپ اپنا نام میرے نام کے ساتھ جڑا رہنے دیں۔۔۔۔مجھے پتہ ہے آپ کو اپنی بیوی سے بہت محبت ہے۔۔۔میں آپ دونوں کے بیچ کبھی بھی نہیں آؤں گی۔۔۔" نظریں جھکائے وہ ناخن کھرچنے لگی۔۔آواز پہلے سے زیادہ دھیمی ہو چکی تھی۔۔۔شاید حلق میں اٹکا آنسو کا گولہ بولنے میں رکاوٹ بن رہا تھا۔۔

"آپ سے نکاح کرنے کے بعد میں خود کو محفوظ سمجھنے لگی ہوں۔۔۔مجھے شاید زندگی میں ایسے ہی ہمسفر کی تلاش تھی۔۔۔جو بلند کردار ہو۔۔۔اور آپ سے زیادہ بلند کردار کون ہو گا جو اپنی ہی بیوی پر نگاہ ڈالنا حرام سمجھتا ہے۔۔۔" وہ شاید ہلکے سے ہنسی تھی۔۔یا کم از کم حاذق کو ایسا ہی محسوس ہوا تھا۔۔

"آپ بلکل پریشان نہ ہوں کہ میں آپ سے عسیل کے برابر حقوق مانگنے کھڑی ہو جاؤں گی۔۔۔وہ آپ کی محبت ہے اور یہ آپ کا احسان۔۔۔۔" حاذق نے بے چینی سے پہلو بدلا۔۔

وہ تو سوچ کر آیا تھا۔۔اسے طلاق نامہ پکڑا کر چلا جائے گا۔۔لیکن زینب کی باتیں اسے عجیب کیفیات سے دوچار کر رہی تھیں۔۔

"جہاں تک بات آپ کے پاکستان جانے کی ہے تو میں دنیا کے کسی بھی کونے میں آپ کے ساتھ رہنے کو تیار ہوں۔۔۔۔شاید اس ملک کو چھوڑ دینے میں ہی میری بہتری بھی ہے۔۔۔مگر پھر بھی آپ کو لگتا ہے کہ آپ میری وجہ پریشان رہیں گے۔۔۔تو جو آپ کا فیصلہ ہو گا مجھے منظور ہو گا۔۔۔میں اپنے محسن کی پریشانی کی وجہ ہر گز نہیں بن سکتی ہوں۔۔۔"زینب خاموش ہو گئی تھی۔۔لیکن حاذق کو عجب مشکل سے دوچار کر گئی تھی۔۔۔کمرے میں اب گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔دونوں ہی لا متناہی سوچوں کے حصار میں ڈوبے ہوئے تھے۔۔حاذق کی سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا کرے۔۔۔

زینب کے بقول وہ صرف اس کا نام مانگ رہی تھی۔۔۔لیکن کیا واقعی وہ اس کے نام کے سہارے زندگی گزار سکتی تھی؟یہ عملی طور پر ممکن نہیں تھا۔۔۔

تو کیا وہ اسے اپنا کر عسیل کو دھوکا دے؟؟؟نہیں یہ بھی ممکن نہیں تھا۔۔۔عسیل تو یوں بھی اس کے معاملے میں اتنی حساس تھی کہ وہ کبھی بھی نہیں مانتی۔۔اس نے نگاہیں

اٹھائیں۔۔۔سامنے بیٹھی عورت بھی اس کی بیوی تھی۔۔۔بے بس،لاچار، مظلوم۔۔دنیا میں تن و تنہا۔۔۔کیا وہ اسے یوں ہی بیچ منجدھار میں چھوڑ جائے؟؟؟اس کے دل نے گوارہ نہیں کیا۔۔۔وہ کتنی دیر اس کے چہرے پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔۔زینب نے جھینپ کر گردن جھکائی تھی۔۔وہ پہلی بار اسے یوں بغور دیکھ رہا تھا۔۔لیکن در حقیقت وہ اب بھی اسے نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ دل و دماغ کی جنگ میں سوچوں کے گرداب میں پھنسا تھا۔۔۔

"میں تمہارے لئے کوئی اچھا رشتہ دیکھتا ہوں۔۔جانے سے پہلے تمہیں کسی محفوظ ہاتھوں میں دے کر جاؤں گا۔۔۔تب تک تم نہ تو مجھے کال کرنا نہ ہی میسیج۔۔۔"سامنے پڑے خاکی لفافے کو اٹھاتا وہ صوفہ چھوڑ کر کھڑا ہوا۔۔۔اگلے ہی پل بنا اس کی جانب دیکھے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا گھر کی دہلیز پار کر گیا۔۔۔پیچھے بیٹھی زینب کی آنکھوں سے آنسو کا ایک ریلا نکلا تھا جن پر وہ بہت دیر سے بند باندھے بیٹھی تھی۔۔۔

تم میری کون ہو، تم سے ہے تعلق کیسا؟

تم کسی دھند میں لپٹی ہوئی تنہائی ہو

میری شہرت ہو دعا ہو میری رسوائی ہو

بات کرتی ہو کبھی چپ میں بکھر جاتی ہو

کیوں میری روح کے گوشوں پر ستم ڈھاتی ہو

تم میری کون ہو تم سے ہے تعلق کیسا؟

گنگناتی ہو تو محسوس یہ ہوتا ہے مجھے

جیسے دریاؤں کے ساحل سے صدا آتی ہو

پاس آتا ہوں تو خوابوں میں اتر جاتی ہو

دور جاتا ہوں تو دامن سے لپٹ جاتی ہو

تم میرے پاس ہو نہ دور ہو میرے دل سے

تم میرے پاس ہو نہ دور ہو میرے دل سے

تم میری کون ہو تم سے ہے تعلق کیسا؟(وصی شاہ)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج موسم خوشگوار تھا۔۔سورج کی نرم سی دھوپ گاڑی کی کھڑکیوں سے چھن کر اندر آ رہی تھی۔۔۔۔سڑک پر چلتی گاڑیوں کے مدھم ہارن اور ٹائرز کے رگڑنے کی آوازیں ایک ہلکے شور کی صورت میں ارد گرد پھیلی ہوئی تھیں۔۔۔۔عسیل ڈرائیونگ سیٹ پر تھی،اس کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔۔۔ڈرائیور کی غیر موجودگی میں وہ اکثر ہی گاڑی چلا لیا کرتی تھی۔۔منال برابر میں بیٹھی،موبائل کی اسکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔۔کبھی کبھار گردن ہلا کر کچھ جواب دیتی اور دوبارہ اپنی اسکرین میں گم ہو جاتی۔۔۔۔پچھلی سیٹ پر مزنٰی بیٹھی تھی۔۔ایکدم خاموش۔۔گم صم۔۔اس کا ذہن ریحان کی جانب لگا تھا۔۔جس کا سرد رویہ آج کل اسے پریشان کر رہا تھا۔۔وہ گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔مگر آنکھوں میں ایک خالی پن تھا،جیسے دماغ کسی گہری سوچ میں الجھا ہوا ہو۔۔۔

"یار قسم سے۔۔اتنے خبیث قسم کے لوگ ہوتے ہیں،کیا بتاؤں؟اس منحوس نے رات سے تنگ کر کے رکھا ہوا ہے۔۔۔"عسیل کی آواز نے گاڑی میں چھائی خاموشی کو توڑا۔۔اس کی نگاہیں ڈیش بورڈ پر رکھے موبائل کی جانب تھیں جہاں ایک میسیج ابھرا تھا۔۔منال نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

"کس نے؟"اس کے سوال پر عسیل نے موبائل اٹھا کر اس کے ہاتھ میں پکڑایا۔۔

"ہیلو۔۔جواب تو دو۔۔۔قسم سے جب سے تمہیں دیکھا ہے راتوں کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں۔۔" میسیج پڑھ کر منال نے جھرجھری لی۔۔۔

"عجیب کوئی بے غیرت قسم کا انسان ہے۔۔اور یہ اسے تمہارا نمبر کہاں سے ملا؟" منال کے جواب پر مزنٰی کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔اس نے تیزی سے آگے ہوتے منال کے ہاتھ سے موبائل لیا۔۔۔نمبر پر نظر پڑتے ہی اس کا سانس حلق میں اٹکا تھا۔۔۔یہ ریحان کا نمبر تھا۔۔۔بھاری دل سے منال کو موبائل واپس تھماتے وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔دل ایکدم ڈوبنے لگا تھا۔۔وہ خاموشی سے لب بھینچے کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی۔۔

"پتہ نہیں یار۔۔بہت ہی فالتو عوام ہے ہماری۔۔۔میں نے تو فیس بک کا میسنجر بھی اسی لئے ڈی ایکٹیویٹ کر دیا۔۔۔انفیکٹ میں نے تو پروفائل پکچر تک لگانا چھوڑ دی۔۔خبیث لوگ تصویر دیکھ کر ریکوئیسٹ بھیجنے اور تعریفیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔۔" عسیل کا پارہ اس وقت ہائی تھا۔۔۔مزنٰی نے بمشکل تھوک نگلا۔۔گر عسیل کو پتہ لگ جاتا کہ اس کا نمبر مزنٰی

نے ریحان کو دیا ہے۔۔تو وہ اس کا کیا حشر کرتی۔۔۔اس سے آگے وہ سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔

"ہاں کہہ تو تم بلکل صحیح رہی ہو۔۔۔۔بس لڑکی کے نام کی پروفائل ہونی چاہئیے۔۔۔۔اور ساری فارغ عوام مکھیوں کی طرح بھنبھنانے لگتی ہے۔۔"منال نے بھی ابھی کچھ دن پہلے والے تجربہ کی بنیاد پر تبصرہ کیا۔۔۔۔وہ دونوں باتوں میں مگن جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھیں۔۔۔جبکہ مزنٰی کھڑکی کے باہر دیکھتی عجب کیفیات کا شکار تھی۔۔

"تو کیا واقعی ریحان مجھ سے سنسئیر نہیں ہے؟؟؟عسیل آپی صحیح کہتی تھیں وہ مجھے دھوکا دے رہا ہے۔۔۔۔"آنسو حلق میں اتارتے اس نے بے دلی سے سوچا۔۔۔وہ تو منال اور عسیل باتوں میں مگن تھیں۔۔۔۔اس لئے دونوں نے مزنٰی کے اوپر زیادہ دھیان نہیں دیا۔۔۔۔ورنہ اس کی اڑی رنگت دیکھ کر دونوں ہی ضرور ٹھٹھکتیں۔اس نے سوچ لیا تھا وہ آج ریحان سے سارے رابطے ختم کر دے گی۔۔۔۔مگر جب حرام منہ کو لگ جائے تو وہ چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔۔۔۔۔پھر چاہے وہ رشتہ ہو یا رزق۔۔۔۔۔

(جس دن زینب پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا)

پاکستان میں اس وقت رات کے بارہ بجنے والے تھے۔۔۔ سڑکوں پر ہنوز روشنیوں کا ایک سمندر تھا۔۔۔ گلیاں دھند میں لپٹی تھیں۔۔ ہوا میں ہلکی نمی گھلی محسوس ہوتی تھی۔۔

کاشانہ حمید میں جھانکو تو لاؤنج میں رکھے گھڑیال نے بارہ بجے کا عندیہ دیا تھا۔۔ عین اسی وقت عسیل کا موبائل بھی گنگنا اٹھا۔۔ حاذق کی کال تھی۔۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو، ہیپی برتھ ڈے ڈیئر وائی فائی، ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔۔" فون ریسیو ہوتے ہی وہ گنگنانے لگا۔۔۔ اس کا لہجہ خوشگوار تھا۔۔۔ آنکھوں میں نیند کے آثار تھے۔۔ مگر وہ الارم لگانا نہیں بھولا تھا۔ کیونکہ اگر وہ وقت پر وش نہ کرتا، تو عسیل کی ناراضگی مول لینا پڑتی۔۔۔ اس دن ہی اس نے کتنی مشکل سے اسے منایا تھا۔۔ اب مزید کوئی غلطی کر کے اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"تھینک یو سو ویری مچ۔۔۔ کیا ٹائمنگز ہیں آپ کی، بالکل ٹھیک بارہ بجے کال کی ہے۔۔۔" مسکراتے ہوئے وہ بیڈ پر بیٹھی۔۔ تب ہی عفان صاحب دروازہ کھٹکھٹاتے کمرے میں داخل ہوئے، ہاتھ میں ایک بڑا پارسل تھا۔۔۔۔

"بیٹا، یہ تمہارے لئے کچھ آیا ہے اور سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔۔۔ہمیشہ خوش رہو۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے اس کا سر تھپتھپا کر واپس پلٹ گئے۔۔۔۔کیونکہ وہ دیکھ چکے تھے کہ عسیل کسی سے بات کر رہی ہے۔۔۔۔عسیل نے حیرت سے پارسل کو گھما کر دیکھا۔۔وہ کافی بڑا تھا۔۔۔۔

"کیا آیا ہے؟"حاذق نے انجان بنتے سرسری سوال کیا۔۔۔

"پتہ نہیں، پیک ہے۔۔۔۔کھولنے پر ہی معلوم ہو گا اور بھیجا بھی کس نے ہے۔۔یہ بھی نہیں پتہ۔۔"وہ بے ساختہ پارسل کو گھما کر دیکھنے لگی۔۔۔اس کے چہرے پر بچگانہ تجسس تھا۔۔۔

"ہو سکتا ہے کسی چاہنے والے نے تمہیں سرپرائز دیا ہو۔۔۔۔"حاذق کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔

"سرپرائز؟میرے لئے۔۔۔میرے کون سے کریزی فینز ہیں جو مجھے ایسے گفٹ بھیجیں گے۔۔۔۔"عسیل نے مذاق اڑاتے ہوئے باکس پر لگا ربن کھولا۔۔۔۔

"کیا پتہ، کوئی ہو جو تمہارے لئے بہت کریزی ہو؟"حاذق کا انداز جتاتا ہوا تھا۔۔مگر عسیل کا دھیان اس وقت مکمل طور پر گفٹ کی طرف تھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ربن کھلتے ہی چاروں طرف سے اس کے کنارے زمین پر بکھر گئے۔۔۔اندر موجود مختلف چاکلیٹس، رنگین کارڈز، اور ہیلیم غبارے اوپر کو اٹھے۔۔۔۔

"Incredible!" حیرت اور خوشی سے دونوں ہاتھ گالوں پر رکھے وہ سرگوشی میں گویا ہوئی۔۔۔اس کے چہرے پر ایک معصومانہ خوشی تھی۔۔اندر ایک اور ڈبہ تھا، جس میں اس کا فیورٹ کیرٹ کیک رکھا تھا۔۔۔۔اوپر وائٹ فروسٹنگ پر "ہیپی برتھ ڈے ڈیئر وائی فائی" کے ساتھ فونڈنٹ کی بنی ننھی ننھی گاجریں سجی تھیں۔

"حاذق۔۔۔آپ نے یہ سب کیسے کیا؟" جذبات کی شدت سے آواز لرزنے لگی تھی۔۔۔۔ آنکھوں میں خوشی کے آنسو چمک رہے تھے۔۔۔۔

"سنو، لاسٹ باکس کے لڈ پر ایک اور باکس اٹیچ ہے۔۔۔اسے بھی کھولو۔۔" وہ جو دوبارہ اسکرین کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔۔حاذق کی نشاندہی پر ایک بار پھر پلٹی۔۔خوشی سے کانپتے ہاتھوں سے اس نے آخری باکس کھولا۔۔۔اندر ایک چھوٹا سا ہارٹ شیپ پینڈنٹ تھا، جو درمیان سے کھلتا تھا۔۔۔اس میں دونوں کی نکاح کے دن لی گئی تصاویر لگائی گئی تھی۔۔

"حاذق۔۔۔لٹرلی میرے پاس الفاظ ختم ہو گئے ہیں۔۔" وہ واقعی رو دینے والی ہو رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ نے کیسے کیا یہ سب؟" وہ اب تک حیران تھی۔۔۔اتنی دور سے، ٹھیک بارہ بجے رات وہ یہ سب کیسے کر پایا۔۔۔

"خاص لوگوں کے لئے خاص تحفے، خاص طریقے سے بھیجے جاتے ہیں۔۔۔" اس کا لہجہ محبت سے چور تھا۔۔وہ مزید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اچانک اس کے موبائل کی رنگ ٹون بجی۔۔۔۔ اس نے چونک کر اسکرین دیکھی۔۔۔شجاع کا نمبر تھا۔۔۔۔۔

"عسیل، ویٹ آمنٹ۔۔۔۔" اس کی کال کاٹتے اس نے شجاع کی کال ریسیو کی۔۔۔۔چند لمحے بعد اس کے چہرے کا رنگ بدلا۔۔زینب پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔۔یہ سنتے ہی وہ جھٹکے سے کھڑا ہوا۔۔۔تیزی سے نائٹ سوٹ میں ہی ملبوس گھر سے نکل گیا۔۔۔۔

کیفے کی چمکتی روشنیوں کے نیچے لوگوں کی گہما گہمی عروج پر تھی۔۔۔۔کھانے کی خوشبو، برتنوں کی کھڑ پڑ اور ہنسی مذاق کا شور فضا میں گھلا ایک خوش کن تاثر پیش کر رہا تھا۔۔۔ہر طرف مصروفیت ہی مصروفیت تھی، مگر زینب کے اندر ایک کہرام مچا ہوا تھا۔۔۔بظاہر وہ

Clubb of Quality Content

معمول کے مطابق کام میں لگی ہوئی تھی، مگر دماغ پر کچھ دیر پہلے سنے گئے الفاظ ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔۔۔

وہ ہاتھ میں پکڑی رسیدوں کو ایک بار پھر ترتیب دینے لگی۔۔۔ مگر نظریں بار بار گھڑی کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ کیفے بند ہونے میں آدھا گھنٹہ باقی تھا۔۔۔ اگر اسے کچھ کرنا تھا، تو ابھی کرنا تھا۔۔۔ اس نے اپنی نظریں اٹھا کر مارتھا کی طرف دیکھا، جو ایک کسٹمر کو کھانا سرو کر رہی تھی۔۔ زینب نے فوراً موقع دیکھ کر ڈسپنسر سے کولڈ ڈرنک نکالی اور جان بوجھ کر مارتھا کے کپڑوں پر گرادی۔۔۔۔

"اندھی ہو؟ نظر نہیں آتا؟ پاگل عورت۔۔۔" مارتھا نے غصے سے جھنجھلا کر اسے گھورا۔۔۔ اگلے ہی پل اپنی شرٹ جھاڑتی ہوئی واش روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ زینب نے ایک نظر اسٹیو پر ڈالی، جو قریب ہی کھڑا تھا۔۔۔ وہ فوراً اپنا پیٹ پکڑ کر کراہنے لگی۔

"میرا پیٹ خراب ہو رہا ہے۔۔۔ پلیز کچھ دیر کے لیے میرا کاؤنٹر دیکھ لو، میں بس ابھی آتی ہوں۔۔۔" اسٹیو نے بیزاری سے کندھے اچکائے اور اس کی جگہ سنبھال لی۔۔۔۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر وہ بھی تیزی سے واش روم کی جانب لپکی۔۔ اندر مارتھا واش بیسن کے آگے

کھڑی اپنی شرٹ پر لگے دھبے صاف کر رہی تھی۔۔۔زینب تیز قدموں سے آگے بڑھی اور ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

"مارتھا۔۔میری بات غور سے سنو۔۔۔"اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔۔۔

"اب کیا مسئلہ ہے؟کیوں میرے پیچھے۔۔۔"اس سے پہلے مارتھا کی بات مکمل ہوتی زینب نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلی ہونٹوں پر رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

"بالکل چپ۔۔ایک لفظ بھی مت بولنا۔۔۔تمہاری عزت اور جان خطرے میں ہے۔۔۔"اس نے تیزی سے بات مکمل کی۔۔۔مارتھا کی آنکھوں میں بے یقینی اتری تھی۔۔زینب نے آہستہ سے اس کے لبوں سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔

"ڈیوڈ نے ریچل کو تمہاری ڈرنک میں نشہ آور گولیاں ملانے کو کہا ہے۔۔۔جیسے ہی تم بے ہوش ہو گی،وہ تمہیں اپنے آدمیوں کے ساتھ کسی ہوٹل لے جانے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔۔۔وہاں تمہاری ویڈیوز بنائی جائیں گی،تاکہ تمہیں ہمیشہ کے لئے بلیک میل کیا جا سکے۔۔۔"

اس انکشاف پر مارتھا کی رنگت فق پڑی تھی۔۔۔آنکھوں میں بے یقینی،صدمہ اور خوف ایک

ساتھ ابھر آیا تھا۔۔۔اس کے لب کانپ رہے تھے، جیسے کچھ بولنا چاہتی ہو مگر الفاظ جیسے گلے میں ہی اٹک گئے تھے۔۔۔

"ریچل اس کی وجہ سے پریگننٹ ہے۔۔۔۔۔اور وہ شادی کا وعدہ اسی شرط پر کر رہا ہے کہ وہ تمہیں اس تک پہنچائے۔۔۔۔۔"زینب خاموش ہو گئی تھی۔۔مارتھا کو لگ رہا تھا کسی نے زمین اس کے قدموں سے کھینچ لی ہے۔۔۔اس نے دیوار کا سہارا لیا۔۔اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔زینب نے نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

"دیکھو، ابھی کچھ نہیں بگڑا۔۔۔تم چھٹی ہونے سے پہلے کسی بہانے یہاں سے نکل جاؤ۔۔۔اور یاد رکھو، میرے بارے میں کسی کو کچھ مت بتانا۔۔۔ڈیوڈ خطرناک آدمی ہے، مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا کر سکتا ہے۔۔۔میں جلد ہی یہ جاب چھوڑ دوں گی، تم بھی کوئی اور جگہ دیکھنا شروع کر دو۔۔۔"اپنی بات مکمل کرتی وہ جانے کے لئے پلٹنے لگی۔۔۔جب مارتھا نے اسے کھینچ کر خود سے لگایا۔۔وہ جس سے نفرت کرتی تھی۔۔۔وہ ہی اس کی عزت کی حفاظت کر رہی تھی۔۔۔اور اس کا ہم مذہب اس کی عزت کو سرِ عام بیچنے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔۔۔دو موٹے آنسو اس کی آنکھ سے گر کر زینب کی شرٹ میں جذب ہوئے تھے۔۔۔

"میں کاؤنٹر پر واپس جا رہی ہوں۔۔۔ تم بھی آ کر معمول کے مطابق اپنا کام کرو۔۔۔۔ کسی کو شک نہیں ہونا چاہیئے کہ تمہیں سب معلوم ہے۔۔۔" زینب نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔اس کے دل کی دھڑکن اب بھی تیز تھی۔۔۔ مگر چہرہ اب پر سکون تھا۔۔۔۔

باہر سب کچھ معمول کے مطابق تھا۔۔ڈیوڈ ابھی تک اپنے آفس میں تھا اور ریچل کچن میں۔۔۔۔۔ کسی کو بھی ان لوگوں کی غیر موجودگی کا علم نہیں ہو پایا تھا۔۔۔۔ لیکن یہاں سے کہانی کا وہ موڑ آنے والا تھا۔۔ جس کا کبھی زینب یا مارتھا نے سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔

کمرے میں ہلکی نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔ کمفرٹر میں لپٹی مزنٰی نے موبائل کی چمکتی اسکرین پر نظریں جما رکھی تھیں۔۔۔اس کی انگلیاں تیزی سے کی پیڈ پر چل رہی تھیں، مگر دل جیسے کسی گہرے کنویں میں ڈوب رہا تھا۔۔۔۔ شام سے اس کا دماغ الجھا ہوا تھا۔۔۔۔ وہ مال میں بھی سارا وقت گم صم ہی رہی تھی۔۔۔اور جب سے گھر آئی تھی۔۔۔ سر درد کا بہانہ بنا کر کمرے میں بند ہو گئی تھی۔۔۔

گہرا سانس اندر کھینچتے اس نے ایک بار پھر موبائل کی اسکرین پر نظریں جمائیں اور دل تھام کر میسج ٹائپ کیا۔۔۔۔

"ریحان، آپ نے عسیل آپی کو کس قسم کے میسجز کئے تھے؟ میں تو آپ کو بہت شریف انسان سمجھتی تھی۔۔۔۔اگر میں نے اپنی آنکھوں سے وہ سب نہ پڑھا ہوتا، تو کبھی یقین نہ کرتی کہ آپ ایسے میسج بھی بھیج سکتے ہیں۔۔۔" پیغام بھیجنے کے بعد وہ بے چینی سے اسکرین کو گھورتی رہی۔۔۔۔کچھ ہی لمحوں میں ریحان کا جواب آگیا۔۔۔۔

"یار، میں تمہاری آپی کو بس چیک کر رہا تھا کہ جتنی شریف بنتی ہیں، اتنی ہیں بھی یا صرف دکھاوا کرتی ہیں۔ان کی کریڈیبلٹی چیک کئے بغیر میں کیسے فیصلہ کرتا کہ ان سے دوستی کرنی چاہیئے یا نہیں؟ کہیں وہ بیچ میں ہمارا بھانڈا نہ پھوڑ دیتیں۔۔۔۔" ریحان نے بے شرمی سے قبول کیا تھا کہ اس نے ہی وہ میسیجز عسیل کو بھیجے تھے۔۔۔لیکن انہیں بھیجنے کا مقصد سن کر مزنٰی کو کچھ تسلی ہوئی تھی۔۔اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو آنکھیں بند کر کے حقیقت سے نظریں چرا لیتے ہیں۔۔اور خود کو "سب اچھا ہے" کہہ کر تسلی دیتے ہیں۔۔۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟"اس نے لرزتے ہاتھوں سے ٹائپ کیا۔۔۔شاید وہ خود کو یقین دلانا چاہتی تھی کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔۔۔اور ریحان نے جو کیا وہ واقعی ان کے مفاد میں تھا۔۔

"میں تم سے جھوٹ کیوں بولوں گا؟اور ویسے بھی، مجھے معلوم تھا کہ میں ایسا میسج کروں گا تو وہ تمہیں ضرور دکھائے گی۔میں بس یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میرے بارے میں کیا سوچتی ہو۔۔۔مگر تمہیں تو مجھ پر اعتبار ہی نہیں۔۔۔فائدہ ہمارے ان دعوؤں کا کہ ہم ایک دوسرے پر جان دیتے ہیں جب ہم ایک دوسرے پر بھروسہ ہی نہیں کر سکتے؟"ریحان نے الٹا اس پر چڑھائی کر دی تھی۔۔اس کا میسیج پڑھ کر مزنٰی بوکھلا گئی۔۔۔وہ جو صفائی مانگنے آئی تھی۔۔۔خود ہی کٹہرے میں کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

"سوری ریحان۔۔۔بس میں آپ کے لئے بہت پوزیسیو ہوں۔مجھے نہیں اچھا لگے گا کہ آپ میرے علاوہ کسی سے بھی بات کریں۔۔۔اور پلیز، عسیل آپی کو اب دوبارہ میسج مت کیجئیے گا۔وہ بہت الگ ٹائپ کی ہیں۔۔۔ویسے بھی، اب تو وہ آپ کے دونوں نمبر بلاک کر چکی ہیں۔۔۔"اس نے جلدی سے اپنی غلطی مانتے ہوئے صفائی دی۔۔۔

"اوکے۔۔۔آئندہ خیال رکھنا۔۔۔ویسے بھی، تمہاری کزن مجھے پسند نہیں آئی۔۔۔بہت مغرور ہے۔۔۔میں تو ویسے بھی اسے مزید میسج نہیں کرنے والا تھا۔۔۔"اس کی زبانی یہ سن کر عسیل اس کے دونوں نمبر بلاک کر چکی ہے ریحان نے دل میں اسے ایک گالی دی تھی۔۔۔کچھ دیر بعد دونوں عسیل کو چھوڑ کر اپنی باتوں میں مگن ہو چکے تھے۔۔۔اس وقت مزنٰی کو اپنی امی کی بات سو فیصد درست لگی تھی۔

"یہ لڑکی تو جہاں چلی جائے وہاں دوسروں کے بنے بنائے کاموں کا ستیاناس ہو جاتا ہے اور خود اپنی قسمت سونے کے تاروں سے لکھوا کر لائی ہے۔۔۔"مزنٰی کو آج عسیل کے لئے اپنی ماں کی ناپسندیدگی کی وجہ صحیح سے سمجھ آئی تھی۔خیر فی الحال وہ مطمئن ہو گئی تھی کہ ریحان نے عسیل کا پیچھا چھوڑ دیا تھا۔۔اس نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا اور ایک بار پھر دونوں کے بیچ محبت بھری باتیں شروع ہو چکی تھیں۔۔۔موبائل سے نکلتی نیلی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔جس کے باعث ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ واضح طور پر دیکھی جا سکتی تھی۔۔ریحان ایک بار پھر اسے چکنی چپڑی باتوں سے پھسلا چکا تھا۔۔۔

رات کے سائے ہر چیز کو اپنے اندر سموئے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔۔۔وہ بیڈ پر لیٹی بے قراری سے کروٹیں بدل رہی تھی۔۔۔نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔کمرے میں مدھم پھیلی روشنی میں گھڑی پر نظر دوڑاؤ تو رات کے ایک بج رہے تھے۔۔وہ عشاء پڑھ کے بنا کھانا کھائے لیٹ گئی تھی۔۔ذہن پر ایک ہی سوچ حاوی تھی۔۔۔دل کے نہاں خانوں میں ایک ہی نام گونج رہا تھا۔۔۔حاذق شرجیل!!!

"کیا میں ان کے ساتھ زیادتی کر رہی ہوں؟اس طرح تو لوگ کسی کے ساتھ نیکی کرنا ہی چھوڑ دیں گے۔۔۔۔۔مجھے ایسے ان کے گلے نہیں پڑنا چاہئیے تھا۔۔۔۔"کہنے کو وہ حاذق سے دل کا حال کہہ گئی تھی لیکن اب سخت پشیمان تھی۔۔اس نے زندگی میں کسی مرد سے کبھی کوئی تعلق نہیں بنایا تھا۔۔۔ہمیشہ خود کو لئے دیئے رہی تھی۔۔اور پہلی بار ایک مرد سے رشتہ بن جانے پر اسے سکون اور تحفظ کا احساس ہوا تھا۔۔۔وہ تھا ہی ایسا۔۔۔خیال کرنے والا، عزت کرنے والا، تحفظ دینے والا۔۔اسے اس کی آنکھوں کی حیا بھاتی تھی۔۔۔اس کا اپنی بیوی کو لے کر احساس فکر اسے اس عورت پر رشک کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔اور اب جب قسمت نے اسے اس کے نصیب میں لکھ دیا تھا تو دل باغی ہوا جاتا تھا۔۔چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھا۔۔

بلھے شاہ زہر دیکھ کے پیتا تے کی پیتا

عشق سوچ کے کیتا تے کی کیتا

دِل دے کے دِل لین دی آس رکھی

وی بلھیا پیارا ہو جیا کیتا تے کی کیتا (بھلے شاہ)

"شاید یہ خود غرضی ہے۔۔۔اپنے ذاتی فائدے کے لئے کسی کو آزمائش کی دو دھاری تلوار پر چلوانا کہاں کا انصاف ہے؟ وہ اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔" وہ اس وقت خود احتسابی کے عمل سے گزر رہی تھی۔۔دل کو گھرک رہی تھی۔۔خود کو سرزنش کر رہی تھی۔۔

"تمہیں اس نے صرف سہارا دیا تھا۔۔۔تم کیوں اس کا ایمان، احسان اور نیکی سے اٹھوانا چاہتی ہو اور اتنی عزت نفس تو تم میں بھی ہونی چاہیئے کہ کسی پر زبردستی مسلط نہ ہو۔۔۔" ضمیر مسلسل کچوکے لگا رہا تھا۔۔۔

"ہاں میں آپ پر بوجھ نہیں بنوں گی۔۔۔۔۔میں اپنا راستہ الگ کر لوں گی۔۔۔۔۔میں اپنے دل سے آپ کو نہیں نکال سکتی۔۔۔۔مگر زندگی سے نکال کر آپ کی زندگی آسان کر دوں گی۔۔۔۔" فیصلہ کر کے وہ آنکھیں موند کر لیٹ گئی۔۔۔۔دو آنسو آنکھوں سے نکل کر تکیے

میں جذب ہوئے تھے۔۔۔۔ مگر وہ پہلے دو آنسو تھے۔۔۔۔ پھر ایک سیلِ رواں تھا جو اس کی آنکھوں سے جاری ہوا اور اسکی تکیہ بھگو گیا۔۔۔۔۔ اسے احساس بھی نہیں ہوا کہ اس نے پوری رات یوں ہی روتے اور خود سے جنگ کرتے گزاری ہے۔۔۔۔ الارم کی آواز پر وہ چونکی۔۔۔ تہجد کا وقت ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ وہ بوجھل قدموں سے اٹھ کر کچن تک گئی۔۔۔۔ چائے کے چند گھونٹ اتار کر، وضو کر کے تہجد کی نوافل ادا کرنے لگی۔۔۔۔ نوافل سے فارغ ہو کر وہ وہیں جائے نماز پر تلاوت کرنے بیٹھ گئی۔

رمضان کا آخری عشرہ چل رہا تھا اور اس کا دوسرا قرآن پاک مکمل ہونے کے قریب تھا۔۔۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح قرآن کو بمع معنی پڑھ رہی تھی۔۔۔۔ جب سورہ والضحیٰ کی اس آیت نے اسے ایک لمحے کے لئے ٹھٹکنے پر مجبور کیا۔

"نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہو گیا ہے۔۔۔۔ یقیناً تیرے لئے انجام آغاز سے بہتر ہو گا۔۔۔۔۔ تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (و خوش) ہو جائے گا۔۔۔ کیا اس نے تجھے یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی۔ (سورہ الضحیٰ ۳۔۷) الفاظ تھے کہ مرہم۔۔۔۔ وہ ایکدم ہی اس بے کیفی کی صورت سے نکلنے

لگی۔۔۔جو کچھ دیر پہلے اس پر سوار تھی۔۔۔ویسے تو قرآن پاک پڑھتے ہوئے ہمیشہ ہی اس کے دل کی کیفیت بدل جاتی تھی۔۔۔۔ایسا نہیں تھا کہ وہ یہ سورت پہلی بار پڑھ رہی ہو مگر اس بار اس سورہ نے اس کے دل پر الگ ہی طرح اثر کیا تھا۔۔۔اس وقت جس طرح دلاسہ اس کو یہ سورہ پڑھ کر ملا تھا شاید دنیا کی کوئی طاقت، رشتہ، مال و دولت اس کو وہ سکون اور خوشی فراہم نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

"اے میرے اللہ! واقعی تو نے میرے اوپر بہت کرم کیا ہے۔ مگر پھر بھی میں ابھی ناامید اور مایوس ہو رہی تھی۔۔۔۔مجھے معاف فرمادے۔۔۔میں بندہ بشر ہوں میں جب بھی بھٹکنے لگوں میرے مالک۔۔۔مجھے یوں ہی سیدھی راہ دکھا دینا۔۔۔میں نے کیسے سوچ لیا کہ تیری محبت کے ہوتے میں اکیلی رہ جاؤں گی۔۔۔الٰہی مجھے دنیا کی عارضی لذت اور محبت کی خواہش سے بچا لینا۔۔۔مجھے صراطِ مستقیم پر چلانا اس راہ پر جس پر تیرے نیک بندے چلتے ہیں۔۔۔تو نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے۔۔۔اب بھی جو میرے حق میں بہتر ہو، مجھے اس راہ پر ڈال دینا۔۔۔اگر حاذق شرجیل کی محبت مجھے تجھ سے دور کرتی ہے۔۔۔تو میرے دل سے اس کی محبت کو نکال پھینک۔۔۔میرے مالک تو ہی دلوں میں محبتیں پیدا کرتا ہے۔۔۔۔اگر وہ شخص میرے لئے بہتر ہے تو اس کے دل میں بھی میرے لئے محبت قائم

کر دے۔۔۔ورنہ میرے دل کو اس کی محبت سے آزاد کر دے۔۔۔۔اور دنیا میں سب ممکن ہے۔۔۔۔ گر تو چاہے۔۔۔۔" دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے وہ زار و قطار رو رہی تھی۔۔۔۔۔

اندر کا سارا غبار آنسوؤں کے ریلے میں بہہ چکا تھا۔۔۔۔وہ چہرے پر ہاتھ پھیر کر فارغ ہوئی تو اندر سے بہت پر سکون تھی۔۔۔۔اس بات سے بے خبر کہ اس کی دعا کو قبولیت کی سند مل چکی تھی۔۔۔اسے نوازا جا چکا تھا۔۔اس کی جھولی بھر دی گئی تھی۔۔۔

کیونکہ کچھ دعائیں اللہ پاک پہلے آسمان پر آ کر سنتا اور قبول فرماتا ہے۔۔۔۔۔

ابھی فجر کی اذان میں وقت تھا سو وہ مزید اذکار میں مشغول ہو گئی۔۔۔۔۔ مگر دل پر چھائی بے کلی میں کمی آ گئی تھی۔۔۔۔۔

Clubb of Quality Content

(زینب سے نکاح کے بعد)

حاذق گھر میں داخل ہوا تو اسے اچانک ہی عسیل کا خیال آیا۔۔۔

"شٹ مین! عسیل کا موڈ آف ہو گیا ہو گا۔۔۔۔" وہ دن کا نکلا رات کے اس پہر گھر گھسا تھا۔۔۔اس نے موبائل کھول کر میسیجز چیک کئے۔۔۔ مگر وہاں کوئی بھی میسج نہیں تھا۔۔اور

تب اسے خیال آیا کہ جس وقت وہ گھر سے نکلا تھا۔پاکستان میں اس وقت رات کے ایک بج رہے تھے۔۔۔عسیل شاید اس کا فون رکھنے کے بعد سو گئی ہو گی۔۔۔جب ہی اس نے پورا دن اس کو کوئی میسج نہیں کیا۔۔۔یہ خیال آتے کی اس نے سکون کا سانس لیا۔۔فی الحال وہ اپنے تھوڑی دیر قبل ہونے والے نکاح کی وجہ سے پریشان تھا۔۔۔گو وہ زینب کو عسیل سے اپنے نکاح کے بارے میں بتا چکا تھا۔اور یہ بھی بول چکا تھا کہ وہ یہ نکاح صرف کاغذی حد تک کر رہا ہے۔۔۔مگر پھر بھی اس کے اندر سوچوں کا ایک طوفان برپا تھا۔۔۔وہ بیڈ پر بغیر جوتے اتارے ہی آنکھ بند کر کے لیٹ گیا۔ابھی عسیل کو کال کرنے میں ایک گھنٹہ باقی تھا۔۔اس وقت تک اسے خود کو کمپوز کرنا تھا۔تاکہ وہ معمول کے مطابق اس سے بات کر سکے۔۔۔

کیفے کی فضا میں کھانے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔دوپہر کے وقت گاہکوں کی آمد و رفت کم ہو گئی تھی۔۔اس لئے محض چند لوگ ہی بیٹھے نظر آ رہے تھے۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب ہمیشہ کی طرح اپنے سامنے چھوٹی سی کتاب کھولے بیٹھی تھی۔۔۔جب کہ مارتھا خاموشی سے اسٹول پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

"تم نے ریزائن دینے کی بات کی ہے؟"مارتھا کے سوال پر زینب نے چونک کر گردن اٹھائی۔۔مارتھا کے چہرے پر بکھری اداسی اور آنکھوں میں منتشر سوچیں واضح تھیں۔

"ہاں۔۔میں نے ڈیوڈ کو بتایا تھا، مگر اس نے کہا کہ یہاں کے رولز کے مطابق مجھے ایک مہینے کا نوٹس پیریڈ سرو کرنا ہو گا۔۔۔میں ایسے ہی چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔۔۔"اس نے لب بھینچتے گردن جھٹکی۔۔۔۔

"چلو۔۔۔ایک مہینے کی ہی تو بات ہے۔۔۔۔۔تم بس احتیاط سے کام لینا۔۔۔"اس کا کندھا تھپتھپاتی زینب دوبارہ کتاب کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔مارتھا نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، مگر وہ جانتی تھی کہ یہ ایک مہینہ آسان نہیں ہو گا۔۔ڈیوڈ نے اسے گھیرنے کے لئے ہی روکا تھا۔۔

اس دن وہ اسٹیو سے بہانہ بنا کر جلدی نکل گئی تھی۔۔۔۔۔ڈیوڈ ابھی اپنے آفس میں تھا۔۔۔کیونکہ ورکنگ آورز ختم ہو چکے تھے سو ڈیوڈ اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔اگلے دن اس

کی چھٹی تھی۔۔ لیکن آج جب وہ واپس آئی، تو بھی اس کے دل میں ایک عجیب سا خوف تھا۔۔ مگر وہ خود پر قابو کئے اس سے بہت خوش اسلوبی سے ملی تھی۔ ڈیوڈ نے اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھا تھا۔ مگر وہ اس کو کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔۔۔ جب مارتھا نے اس سے جاب چھوڑنے کی بات کی تو اس کی آنکھوں میں شک کی لہر ابھری تھی۔۔۔ مگر مارتھا نے اپنے انداز کو نارمل رکھتے ہوئے اسے اپنی فیملی کے شہر چھوڑنے کا عذر دیا۔ جو اس نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا تھا کہ وہ ایک مہینے کا نوٹس دیئے بغیر جاب نہیں چھوڑ سکتی اور ڈیوڈ کے ساتھ یہ ایک مہینہ تو گویا اسے پھونک پھونک کر گزارنا تھا۔ کیونکہ وہ اچانک غائب ہو کر اسے اپنی طرف سے مشکوک بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

دراصل ڈیوڈ پہلے بھی دو تین بار مارتھا کو اپنے ساتھ ڈنر پر لے جانے کی آفر کر چکا تھا۔۔۔ مگر بار والے واقعے کے بعد مارتھا کو فی الحال ایسے جاتے ہوئے خوف آ رہا تھا سو اس نے اسے ٹال دیا تھا۔۔۔ کچھ روز پہلے اس کے آفس میں زبردستی کرنے پر مارتھا نے اسے تھپڑ مار دیا تھا۔ جب کہ بعد میں وہ اس سے معافی مانگ چکا تھا اور مارتھا نے دل سے اسے معاف بھی کر دیا تھا۔۔۔ مگر وہ یہ بات بھولا ہرگز نہیں تھا۔۔۔

وہاں کام کرنے والی لڑکیاں اس کے ساتھ جانے کو بخوشی راضی ہو جاتی تھیں۔۔۔ مگر مارتھا نے نہ صرف اسے منع کیا تھا بلکہ اسے بے عزت بھی کیا تھا اور اب اسے سبق سکھائے بغیر ڈیوڈ کو چین نہیں آنے والا تھا۔۔ وہ جانتا تھا کہ سب کے ساتھ جانے میں مارتھا کو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔۔۔ اسی لئے اس نے پورے اسٹاف کی پارٹی رکھی تھی۔۔۔ مگر مارتھا خوش قسمتی سے اس کے پلان سے بچ نکلی تھی اور اسی بات کا اسے غصہ تھا۔

مارتھا اپنی سوچوں سے باہر نکلی۔۔۔۔ تب بھی زینب اپنی کتاب پڑھنے میں مگن تھی۔۔۔۔ اسے تجسس ہوا تھا کہ آخر اتنی دلچسپی سے زینب کون سی کتاب پڑھ رہی ہے۔۔۔۔ کچھ اس واقعے کے بعد اس کا دل زینب کی طرف سے صاف ہو گیا تھا۔۔۔ اس لئے بھی اسے اب اس کی ذات میں دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔

"تم ہر وقت کیا پڑھتی ہو؟" زینب کو مخاطب کرتے اس نے سرسری لہجہ اپنایا۔۔

"یہ ہماری مقدس کتاب قرآن پاک کی ٹرانسلیشن ہے۔۔۔ بس آج کل وہی پڑھ رہی ہوں۔۔۔" زینب نے عقیدت سے کتاب کو آنکھوں سے لگاتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔ اس

کے ہونٹوں پر وہی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی جس سے پہلے مارتھا کو چڑ ہوتی تھی۔۔لیکن آج اسے اس کی مسکراہٹ خوبصورت لگی تھی۔۔۔

"جیسے ہمارے لئے بائبل مقدس ہے تو تم لوگوں کے لئے یہ قرآن مقدس ہے؟"

"نہیں۔۔۔ہمارے لئے خالی قرآن پاک مقدس نہیں ہے۔ہم چاروں آسمانی کتابوں کو مقدس مانتے ہیں۔۔۔اللہ پاک نے اپنے انبیاء پر جتنے بھی صحیفے اتارے وہ سب کے سب حق اور سچ پر مبنی،اپنے اپنے دور کے لوگوں کی ہدایت و نصیحت اور دنیا اور آخرت کی فلاح و نجات کا ذریعہ تھے۔۔۔۔ہم چاروں کتابوں پر ایمان لائے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتے۔۔۔ہاں لیکن ہم اپنی زندگی قرآن پاک کی تعلیمات کے مطابق گزارتے ہیں۔کیونکہ اب باقی تمام کتب اللہ پاک کی طرف سے منسوخ کی جا چکی ہیں۔۔۔۔"

"مگر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟اتنی ساری کتابوں پر ایمان لا کر تم لوگ کنفیوز نہیں ہوتے ہو؟کیوں کہ ہر پیغمبر کی تعلیمات الگ ہوتی ہوں گی؟"مارتھا نے حیرت سے سوال کیا۔

"ہر نبی کی تعلیم یہی تھی کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔۔۔ہم تب تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک ہم اللہ کو وحدہ لاشریک، حضرت

محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خاتم النبین اور قرآن پاک کو اللہ کی آخری کتاب تسلیم نہیں کرتے۔۔۔ مگر ساتھ ہی باقی صحیفوں اور کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، روز جزا پر ایمان، مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان اور اچھی بری تقدیر پر ایمان ہی ہم کو ایک کامل مسلمان بناتا ہے۔۔۔"زینب نے کتاب کو بیگ میں ڈالتے ہوئے مفصل جواب دیا۔

"کیا میں یہ کتاب پڑھ سکتی ہوں؟"مارتھا نے ہچکچاتے ہوئے سوال کیا۔۔۔۔اسے قرآن پاک کو جاننے اور پڑھنے کا تجسس ہو رہا تھا۔۔۔

"ہاں ضرور۔۔۔ مگر ہم اس کتاب پاک کو بغیر پاک ہوئے نہیں چھوتے ہیں۔۔۔۔اس کے لئے وضو کرنا ضروری ہوتا ہے۔۔۔"زینب نے اسے قرآن پاک دینے سے منع کیا تھا۔۔۔اسے مارتھا کو ایسے منع کرتے اچھا تو نہیں لگ رہا تھا۔۔۔وہ اس سے پہلی بار کوئی چیز مانگ رہی تھی۔۔۔ مگر بات قرآن پاک کی عزت و تعظیم کی تھی وہ اسے چھونے کی اجازت بھی نہیں دے سکتی تھی۔۔۔مارتھا بجھے دل سے اوکے کہہ کر اپنے پاس آنے والے

کسٹمر کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔زینب کو خوشی ہوئی کہ مارتھا کی رائے اس کے بارے میں بدلنی شروع ہو گئی تھی۔

(یہ اس دن کا ذکر ہے جب حاذق زینب سے ملنے گیا تھا اور وہ روزہ کھول رہی تھی)۔

کینیڈا میں رات اتری ہوئی تھی۔۔چاندنی میں نہایا آسمان اور برف سے ڈھکی زمین، سڑک کنارے جلتے مدھم زرد بلب۔۔۔ماحول پر ایک فسوں طاری کئے ہوئے تھے۔۔۔حاذق معمول کے مطابق عسیل سے باتوں میں مشغول تھا۔۔۔لیکن دھیان اس کا اب تک زینب کی جانب اٹکا تھا۔۔۔وہ کچھ دیر پہلے وہاں سے ہو کر آیا تھا۔۔اور زینب کا دوپٹے میں لپٹا چہرہ، اس کی عبادت میں ڈوبی ہوئی پر سکون صورت، بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہی تھی۔۔

"کیا میں عسیل کو زینب کے بارے میں بتا دوں؟ کیا وہ میری مجبوری سمجھے گی؟ وہ میری بیوی ہے۔۔اس کا حق ہے میرا سچ جاننا۔۔۔"عسیل کے چہرے پر خاموشی سے نظریں گاڑے وہ

ذہن میں مچتی جنگ میں الجھا ہوا تھا۔ عسیل اس کی ذہنی کیفیت سے بے خبر یونیورسٹی کے قصے سنانے میں مگن تھی۔۔ جسے وہ ہوں ہاں کر کے سن رہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔ میں لاکھ اس کو صفائیاں دوں گا۔۔۔ مگر وہ میرے معاملے میں بہت پوزیسو ہے وہ یہ بات کبھی بھی برداشت نہیں کرے گی۔۔۔ پھر سوال یہی پیدا ہو گا کہ آخر مجھے کسی بھی راہ چلتے سے ہمدردی کرنے کی کیا ضرورت پڑی تھی۔۔ اور وہ بھی اتنی ہمدردی کے نکاح ہی کر ڈالا۔۔۔" نکاح کرنے کو وہ کر گزرا تھا لیکن اب سوچ سوچ کر اس کا ذہن ایکدم ماؤف ہو رہا تھا۔۔۔

"ویسے بات تو ہے۔۔۔ مجھے آخر اس لڑکی کو اپنے گلے باندھنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ اگر اس رات اس کی وہاں مدد کر بھی دی تھی تو بس کافی تھا۔۔۔ یہ نکاح رچانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ ایک دنیا میں میں ہی تھوڑی ہوں جس نے سب کا ٹھیکا اٹھایا ہوا ہے۔۔۔ بلاوجہ ہی نیکی کے چکر میں مصیبت گلے پڑ گئی ہے۔۔" وہ اس وقت کو کوس رہا تھا۔۔ جس وقت اس نے زینب کی مدد کی تھی۔

"مگر کیا واقعی میں نے یہ سب نیکی کمانے کے لئے کیا تھا؟ نہیں۔۔۔میں کون سا بڑا نیکو کار ہوں۔میں نے تو شاید انگلیوں پر گننے کے حد تک ہی نیکیاں کی ہوں گی۔۔۔۔تو پھر اس بار میں نے ایسا کیوں کیا؟اس سوال کا جواب تو مجھے اس دن سے آج تک نہیں ملا۔۔۔۔میں نے کچھ بھی اپنی مرضی سے نہیں کیا۔۔۔۔سب غیر ارادی طور پر ہوتا گیا ہے۔۔"سوچ سوچ کر اس کا دماغ پھٹنے لگا تھا۔۔۔۔وہ بڑی عجیب مشکل میں پھنس چکا تھا۔۔۔۔۔

"کیا ہوا، آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟"عسیل نے اس کی الجھی ہوئی ذہنی کیفیت کو بخوبی محسوس کیا تھا۔۔۔وہ بہت دیر سے یکطرفہ بول رہی تھی اور حاذق کی بھٹکی ذہنی رو کا اسے اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا۔۔۔وہ خالی نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

"نہیں، کچھ خاص نہیں۔۔۔بس سر میں ہلکا درد ہے۔۔۔۔"بے دھیانی میں اپنی کنپٹیاں مسلتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔

"تم نے آج روزہ رکھا تھا؟"نہ جانے اس نے عسیل سے یہ سوال کیوں کیا۔۔۔

"ہاں۔۔ویک اینڈ پر رکھتی ہوں۔۔یونیورسٹی کے دنوں میں روزہ رکھنا مشکل لگتا ہے۔۔۔"
عسیل نے ہلکا سا نادم ہو کر کان کھجایا۔۔۔حاذق نے اثبات میں سر ہلایا۔۔جیسے اس کی بات سے متفق ہو۔۔کچھ دیر وہ سوچتا رہا۔۔پھر دھیرے سے بولا۔۔

"ماما بھی کل ناراض ہو رہی تھیں کہ میں روزے نہیں رکھتا۔۔۔سوچ رہا ہوں، رکھ ہی لوں۔۔۔آخر جو لوگ رکھتے ہیں وہ بھی تو عام انسان ہیں۔۔۔جیسے ہم۔۔۔۔تو ہمیں روزے اتنے بھاری کیوں لگتے ہیں؟"اس نے یہ جملہ کس سوچ کے تحت بولا تھا وہ خود نہیں جانتا تھا۔۔ماما تو ہر رمضان یہی کہتی تھیں، مگر وہ ہمیشہ ان کی بات ٹال دیتا تھا۔۔۔افطار کے وقت گھر میں کم ہی ہوتا، سحری کے وقت تو گہری نیند میں ڈوبا رہتا۔مگر آج۔۔۔۔"بول کر وہ خود ہی جھنجھلایا تھا۔۔جانتا تھا اس سوچ کے پیچھے بھی وہ ہی لڑکی تھی۔۔پہلی بار اسے کسی نے احساس دلایا تھا کہ وہ صحت مند ہے۔۔۔۔تو روزہ چھوڑنے کا کیا جواز ہے۔۔۔

عسیل ہلکا سا مسکرائی۔۔۔۔

"صحیح کہہ رہے ہیں۔۔بچپن میں تو میں بھی پورے روزے رکھتی تھی۔۔۔سحری کے لئے سب سے پہلے اٹھ جاتی تھی۔۔۔دو دو قرآن پاک مکمل کرتی تھی۔۔۔۔مگر پھر کالج کے بعد

سے روزے رکھنے میں سستی ہو گئی،اور اب تو بہت مشکل لگتا ہے۔۔۔"بات کے اختتام پر وہ تھوڑی سی بیزار ہو گئی۔۔

"اچھا چھوڑیں سب باتیں۔۔۔میرے پاس ایک ایکسائٹنگ نیوز ہے۔۔۔"وہ پر جوش سی ہوتی سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔حاذق نے بھی چہرے پر مسکراہٹ سجالی تھی۔۔

"اسامہ بھائی کی شادی کے لئے پھپھو لوگ نیکسٹ منتھ پاکستان آرہے ہیں۔۔۔۔۔آپ آئیں گے نا؟"اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔حاذق کچھ دیر اسے بغور دیکھتا رہا۔۔

"ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔۔ماما سے بات نہیں ہوئی۔۔۔دیکھتے ہیں،ابھی تو مہینہ پڑا ہے۔۔"چند لمحوں بعد وہ ایک گہرا سانس لیتے گویا ہوا۔۔

"دیکھتے ویکھتے کچھ نہیں۔۔آپ آرہے ہیں۔۔بس!!!"اس کے لہجے میں مان ہی مان تھا۔۔جیسے پورا یقین ہو کہ حاذق اس کا کہا ٹال نہیں سکتا۔۔

"تم دھمکیاں ایسے دیتی ہو جیسے کوئی گینگسٹر ہو۔۔۔۔مجھے لگتا ہے شادی کے بعد تین وقت کے کھانے کے ساتھ دھمکیوں کی ڈوز بھی ملا کرے گی۔۔۔صبح،دوپہر،اور رات۔۔۔۔اگر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

علامات شدید ہوئیں تو ڈوز بڑھائی بھی جا سکتی ہیں۔۔۔" وہ ہلکا سا ہنسا۔ گفتگو کا موضوع بدل گیا تھا۔۔۔ وہ بھی ذہن سے زینب کو جھٹکنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"بات گھمائیں نہیں۔۔۔ بتائیں، آ رہے ہیں نا؟" انگلی اٹھاتے وہ استحقاق سے مستفسر ہوئی۔۔

"ایسی دھونس جماؤ گی تو کوئی بھی شریف آدمی سر کے بل چلتا ہوا آئے گا۔۔۔" اس نے بے چارگی سے کندھے اچکائے۔۔۔

"بالکل۔۔ شریف آدمی ضرور آ جائے گا۔۔ لیکن حاذق شرجیل نہیں۔۔ انہیں کہاں سیدھی بات سمجھ آتی ہے۔۔۔" حاذق کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں۔۔

"عسیل۔۔۔ خدا کو مانو۔۔۔ مجھ جیسا سیدھا انسان بھی تمہاری ڈکشنری میں شریف نہیں تو پھر شریف کون ہے؟" وہ خفا ہوا تھا۔۔۔ عسیل کی کھنکتی ہوئی ہنسی اسپیکر پر ابھری۔۔ حاذق اسے بے اختیار دیکھے گیا۔۔۔ وہ اسے زینب کے بارے میں نہیں بتا سکتا۔۔ وہ اس سے یہ بے فکرا پن نہیں چھین سکتا۔۔ وہ صرف عسیل حمید کا ہے۔۔۔ اس کی شراکت اسے گوارہ نہیں ہو گی۔۔۔ اسے جلد از جلد زینب کے باب کو بند کرنا ہو گا۔۔

"میں تمہیں کل کال کرتا ہوں۔۔کچھ ارجنٹ کام آ گیا۔۔۔"اس کا دل بہت بری طرح گھبرانے لگا تھا۔۔۔عسیل سے رخصت لیتے اس نے لیپ ٹاپ کی اسکرین گرائی۔۔۔

"میں اب زینب سے ہر گز نہیں ملنے جاؤں گا۔۔اور معاملہ ٹھنڈا ہوتے ہی اسے ڈائیورس بھجوا دوں گا۔۔بس یہ مہینہ اور۔۔کیونکہ اگر اس معاملے میں کوئی پیشت رفت ہونی ہوئی تو ہو جائے گی۔۔۔ورنہ میں اور زینب ایک بار پھر ایک دوسرے کے لئے انجان بن جائیں گے۔۔۔"فیصلہ لے کر وہ مطمئن سا ہوتا جگہ چھوڑ کر کھڑا ہوا۔۔۔اس بات سے انجان کہ قسمت کی بچھائی اس بساط پر اس کی حیثیت فقط ایک مہرے کی سی تھی جس کی حرکت کسی اور کی مرضی پر منحصر تھی۔۔۔

رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا۔۔چاند آج بدلی کے پیچھے چھپا تھا۔۔موسم میں ایک حبس کا اِحساس ہوتا تھا۔۔۔حاذق بے دلی سے آفس میں بیٹھا تھا۔۔ذہن بہت سی سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔۔اسے زینب سے ملے ہفتہ ہونے کو آ رہا تھا۔۔۔آخری دو روزے باقی تھے۔۔۔وہ عجب کشمکش کا شکار تھا۔۔۔عید کے بعد وہ اپنے لئے کوئی فیصلہ لینا چاہتا تھا۔۔یا تو وہ عسیل کو

سب بتا کر اس سے مشورہ کرنا چاہتا تھا۔۔یا پھر زینب کو شجاع کے ہاتھ ڈائیورس پیپر بھجوا دیتا۔۔کیونکہ اس کا سامنا کرنے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔۔سوچوں میں غلطاں وہ لیپ ٹاپ پر نظر مرکوز کئے بیٹھا تھا جب میز پر رکھا موبائل تھرتھرانے لگا۔۔شجاع کالنگ جگمگا رہا تھا۔۔اور اب تو شجاع کے پاس دینے کو بس زینب کی خبر ہوتی تھی۔۔۔ایک گہرا سانس بھرتے اس نے کال ریسیو کی۔۔۔

"سر میڈم ڈور نہیں کھول رہی ہیں۔۔۔۔میں دس منٹ سے ان کے دروازے پر کھڑا ہوں۔۔۔"شجاع کی بات سنتے ہی وہ سیٹ چھوڑتا کھڑا ہوا۔۔۔اگلے ہی پل وہ تیزی سے سب چھوڑ چھاڑ آفس سے نکلتا دکھائی دے رہا تھا۔۔قدموں کی تیزی پیچھے بیٹھے لوگوں کو پلٹ کر دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔اگلے بیس منٹ میں وہ پینٹ ہاؤس کے باہر موجود تھا۔۔

"تم نے زینب کے فون پر ٹرائی کیا؟"شجاع کی جانب دیکھتے اس نے پاس موجود زائد چابی سے دروازہ کھولا۔۔

"جی سر۔۔پہلے انہیں ہی کافی کوشش کی۔۔گھر سے فون کی آواز۔۔"

"زینب، زینب۔۔۔" شجاع کی بات بیچ میں ہی تھی جب وہ دروازہ کھولتا بے قراری سے اندر داخل ہوا۔۔اندر گہرا سکوت تھا۔۔۔بیڈ روم میں پہنچنے پر زینب اسے بیڈ پر اوندھی گری ہوئی نظر آئی۔۔۔وہ تیزی سے آگے بڑھا۔۔

"یہ تو بے ہوش ہے۔۔۔ڈاکٹر کے پاس لے جانا پڑے گا۔۔۔"

دو چار بار اس کا گال تھپتھپانے پر بھی جب زینب نے کوئی رد عمل نہیں دیا تو اس نے شجاع کو پریشانی سے مخاطب کیا۔۔شجاع نے آگے بڑھ کر زینب کو اس کے ساتھ مل کر اٹھانا چاہا۔۔۔مگر حاذق نے ہاتھ بڑھا کر اسے روک دیا۔۔

"تم گاڑی نکالو۔۔۔میں اسے لے کر آتا ہوں۔۔۔" زینب کی چادر اس کے گرد اچھے سے لپیٹتے اس نے شجاع کو حکم دیا اور خود اس کے پیچھے زینب کو گود میں اٹھائے لفٹ میں داخل ہوا۔۔۔

"زینب!" سارے رستے وہ اسے اٹھانے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ ایکدم بے سدھ تھی۔۔ حاذق کی پریشانی اور گھبراہٹ میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ ہاسپٹل کے سامنے کھڑے تھے۔۔۔ شجاع ریسیپشن پر فارمیلیٹیز پوری کر رہا تھا جبکہ حاذق اسے لئے ایمرجنسی کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

"انہیں بے تحاشہ کمزوری اور دماغی تناؤ لگ رہا ہے۔۔۔ کیا یہ کھانا، پانی صحیح سے نہیں کھا پی رہی ہیں؟ بی پی بے تحاشہ لو ہے۔۔۔" لیڈی ڈاکٹر نے زینب کا چیک اپ کرنے کے بعد حاذق سے سوال کیا۔۔۔

"شاید روزے رکھنے کی وجہ سے کمزوری ہو گئی ہو۔۔۔" حاذق کے پاس انہیں دینے کے لئے کوئی ٹھوس جواب موجود نہیں تھا۔۔۔ وہ بس قیاس آرائی ہی کر سکتا تھا۔۔

"ہو سکتا ہے۔۔۔ مگر روزے تو سب ہی رکھتے ہیں۔۔۔ انہیں افطار اور سحری میں مناسب اور صحت بخش غذا دیں۔ فی الحال ایک ڈرپ لگا رہی ہوں اور کچھ طاقت کی دوائیں اور سپلیمنٹ لکھ رہی ہوں۔۔۔ باقی آپ ان کی ڈائٹ کا بہت خیال رکھیں۔۔۔ یہ ویسے بھی بہت کمزور سی لگ رہی ہیں۔۔ جوس، فروٹ اور پانی کا استعمال زیادہ کریں۔۔۔ آپ ان کے ہزبینڈ ہیں؟" پیشہ ورانہ انداز میں بولتے ڈاکٹر نے ایک نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔۔

"جی۔۔" ایک چور نظر زینب پر ڈالتا وہ دھیمے سے اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

"اچھا۔۔۔آپ ان کا خیال رکھا کریں۔۔۔ویسے ہی یہ اتنی نازک ہیں ورنہ آگے چل کر پریگننسی وغیرہ میں مشکلات ہو جائیں گی۔۔۔۔"ڈاکٹر ہدایت دیتی کمرے سے چلی گئیں۔

حاذق نے چور نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔اسے لگا شاید سب اسے ہی دیکھ رہے ہوں گے۔۔۔۔مگر ہر شخص اپنے کام میں مگن تھا۔۔۔۔شکر تھا کہ زینب ابھی بھی نیم بے ہوشی میں ہی تھی۔۔۔۔ورنہ وہ اس سے کیسے نظریں ملاتا۔۔۔۔۔

ہوش میں آنے کے بعد زینب نے خود کو ہاسپٹل کے بیڈ پر دیکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔۔اس کا خوف ایک بار پھر عود آیا تھا۔۔

"ریلیکس۔۔۔گھبراؤ نہیں۔میں ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔۔"نزدیک ہی کرسی پر بیٹھا حاذق تیزی سے اس کے نزدیک آیا۔۔وہ جانتا تھا زینب کے ذہن پر ابھی اس واقعے کا اثر باقی تھا۔۔

"مم۔۔۔۔میں یہاں کیسے آئی؟"وہ ابھی بھی خوفزدہ دکھتی تھی۔

"تم بے ہوش ہو گئی تھیں۔۔۔۔اس لئے میں تمہیں یہاں لے کر آ گیا۔۔۔۔ابھی کیسا فیل کر رہی ہو؟کیا ہوا تھا؟"دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں پھنسائے وہ سنجیدگی سے مستفسر

ہوا۔۔لہجے میں سختی نہیں تھی تو نرمی بھی مفقود تھی۔۔وہ کچھ دیر پہلے اس کے لئے جتنا پریشان تھا۔اس کا ایک فیصد بھی ابھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔۔

"میں عشاء کے لئے وضو کر کے نکلی تھی۔۔۔۔اچانک مجھے چکر آیا۔۔۔۔میں نے بیڈ کا سہارا لیا۔۔۔اس کے بعد مجھے نہیں یاد کیا ہوا؟"زینب نے ذہن پر زور دیتے ہوئے نقاہت سے بتایا۔۔۔۔وہ اس وقت بلکل زرد ہو رہی تھی۔۔۔۔آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے نمایاں تھے۔۔۔

"تم ٹھیک سے کھا نہیں رہی ہو؟اور ڈاکٹر کہہ رہی ہیں تم کو اسٹریس ہے۔۔۔۔جب میں نے کہہ دیا میرے پاس تم سیو ہو تو تم کیوں ٹینشن لے رہی ہو؟"اس بار اس کے لہجے میں نرمی تھی۔۔زینب نے نظریں جھکائی تھیں۔

"تھوڑی دیر میں یہ لوگ تم کو ڈسچارج کر دیں گے۔۔۔۔بے فکر ہو کر آرام سے لیٹی رہو اور اب زیادہ سوچنا نہیں۔۔۔۔"اسے ہدایت دیتا وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔۔اسے گھر پر اپنے نہ آنے کی کوئی وجہ بھی بتانی تھی۔۔۔۔وہ موبائل نکال کر گھر پر کال کرنے لگا۔۔۔کال سے فارغ ہو کر اس نے عسیل کے لئے بھی ایک میسج چھوڑا تھا۔۔۔۔وہ جانتا تھا اگر اس کا میسج

عسیل کو نہیں ملا تو اس کا پارہ ساتویں آسمان پر پہنچ جائے گا۔۔۔ عسیل کا خیال آنے پر ایک بار پھر اس کا ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا تھا۔۔اس نے ایک نظر زینب پر ڈالی۔۔وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔حاذق کی نظر پڑتے ہی وہ سٹپٹا گئی۔۔

وہ شخص اسے پورا میسر نہیں تھا۔۔لیکن اس کے لئے تو اس کی یہ چھوٹی چھوٹی باتیں، فکر کرتا انداز، اس کی موجودگی۔۔۔یہ ہی کافی تھا۔۔تو کیا اس کا اتنا سا حق بھی خوشیوں پر نہیں تھا؟؟ وہ یاسیت سے سوچتے آنکھیں موند گئی۔۔

وہ اک شخص جو کم کم میسر ہے ہم کو

آرزو ہے کسی روز وہ سارا مل جائے

اسے کہنا کہ ملاقات ادھوری تھی وہ

اسے کہنا کہ کبھی آکر دوبارہ مل جائے۔۔۔(انتخاب)

--

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کا پچھلا پہر تھا۔۔سارا گھر نیم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔بس مزنٰی تھی تو نیند سے بھری آنکھوں کے باوجود موبائل ہاتھ میں تھامے گفتگو میں مگن تھی۔۔۔موبائل کی نیلی روشنی میں دیکھو تو چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔۔۔انگلیاں تیزی سے کی پیڈ پر گردش کر رہی تھیں۔۔۔

"اپنی دو تین اچھی سی پکس تو سینڈ کرو۔۔۔"ریحان کے اگلے میسیج پر اس کی چلتی انگلیاں تھمیں۔۔اس کا روز کا ایک ہی مطالبہ۔۔۔وہ کچھ بیزار ہوئی تھی۔۔

"اچھا صبح کر دوں گی۔۔۔اس وقت کمرے میں اندھیرا ہے اور باہر امی بھی ابھی جاگ رہی ہیں۔۔۔۔"اس نے عذر تراشا۔۔

"اب کی بار پوری تصویر بھیجنا۔۔۔۔۔ہر بار خالی سیلفی بھیج دیتی ہو۔۔۔۔۔"ریحان نے ایک ناراض سے ایموجی کے ساتھ میسج بھیجا تھا۔۔۔۔مزنٰی ایک گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔۔وہ اس روز روز کی فرمائش سے عاجز تھی۔۔

"ارے خود تو سیلفی ہی لے سکتی ہوں نا۔۔۔۔فی الحال اسی سے کام چلایا کریں۔۔۔ویسے آپ اپنی امی سے کب بات کریں گے؟آپ کو پتہ ہے اس دن امی،ابو سے میرے کزن

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شرجیل بھائی سے میرے رشتے کی بات کر رہی تھیں۔۔۔آپ جلدی سے گھر والوں کو بھیج کر رشتہ پکا کروالیں۔۔۔بھلے شادی چار پانچ سال بعد بھی ہو تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔"اس نے فوراً ہی اگلا میسیج بھی بھیج دیا۔۔اس نے جب سے ماں باپ کی باتیں سنی تھیں۔۔تب سے ہی وہ ریحان سے بات کرنا چاہ رہی تھی۔مگر کسی نہ کسی وجہ سے بات ٹل رہی تھی۔۔۔۔۔

"یار مجھے ایک بات تو بتاؤ۔۔۔جہاں تم لڑکیوں کو ایک لڑکا مل جاتا ہے تو فوراً اسے یہ کہہ کر پریشرائز کرنے لگتی ہو کہ ہمارے لئے رشتوں کی لائن لگی ہے تو بس فوراً شادی کر لو ورنہ کوئی شہزادہ گلفام لے اڑے گا۔۔۔۔۔"ریحان نے سیدھے سیدھے اس کا مذاق اڑایا تھا۔۔۔اس کا جواب پڑھ کر مزنٰی چند سیکنڈ کے لئے ساکت ہوئی تھی۔

"ریحان۔۔۔یہ آپ کس قسم کی بات کر رہے ہیں؟میں آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گی؟ آپ کو پتہ ہے شرجیل بھائی عسیل آپی کی شادی پر پاکستان آئیں گے تو مجھے ڈر ہے کہ اسی وقت یہ لوگ میری بات ان سے نہ طے کر دیں اور میں آپ سے شادی کا تو کہہ بھی نہیں رہی ہوں۔مجھے پتہ ہے آپ سے بڑی بہنیں ہیں۔۔۔مگر کم از کم منگنی ہو جائے گی تو سب

کے منہ بند ہو جائیں گے۔۔۔۔"نم آنکھوں سے اس نے میسیج ٹائپ کیا۔۔۔۔اسے واقعی دکھ ہوا تھا کہ ریحان کی رائے اس کے بارے میں کتنی غلط تھی اور اس کا برملا اظہار کرتے ہوئے وہ چوکتا بھی نہیں تھا۔

"تو مزنٰی میڈم کے ولایتی کزن سے ان کی شادی کے چانسز ہیں۔۔۔پھر بھی وہ ہم جیسے ٹٹ پونجیئے لوگوں سے ٹائم پاس کر رہی ہیں۔۔۔۔"ریحان کا طنز بھرا جملہ پڑھ کر اس کے دو آنسو لڑھک کر گال پر پھسلے تھے۔۔۔نہ جانے کیوں وہ ایسی دل چیرتی باتیں کر رہا تھا۔۔۔

"ریحان محبت کا تعلق اسٹیٹس سے نہیں ہوتا ہے۔۔۔جو لوگ حیثیت دیکھ کر محبت کرتے ہیں وہ محبت نہیں سودا کرتے ہیں۔مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کا اسٹیٹس کیا ہے اور اس وقت شاید آپ کسی اور موڈ میں ہیں۔ہم بعد میں بات کر لیتے ہیں۔۔۔"اس نے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے پونچھتے ہوئے میسج بھیجا اور موبائل تکیے کے نیچے رکھ کر کروٹ لے کر لیٹ گئی۔۔۔۔موبائل بار بار تھرتھرا رہا تھا۔وہ جانتی تھی ریحان کے میسجز آ رہے ہوں گے۔۔۔پہلے تو وہ نظر انداز کر کے آنکھیں بند کر کے لیٹی رہی۔مگر آخر کار دل کے آگے ہار مان کر اس نے موبائل نکالا۔۔۔۔

"سوری یار۔۔۔میں تمہارے بارے میں بہت پوزیسو ہوں۔۔۔تمہارا نام کسی اور کے ساتھ سن کر مجھے غصہ آجاتا ہے۔پھر میں الٹی سیدھی باتیں کرتا ہوں مجھے پتہ ہے۔۔۔۔۔"

"اچھا اب ایسے نہیں بولوں گا۔۔۔۔"

"سوری نا"

"جواب تو دو۔۔۔۔"میسجز پڑھ کر مزنٰی کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ ابھری۔۔وہ واقعی اس سے محبت کرتا تھا۔۔اس کی ذرا دیر کی ناراضی پر یوں ہی پریشان ہو جاتا تھا۔۔ سوچتے ہوئے اس نے ایک بار پھر جواب لکھنا شروع کیا۔۔اس کے سارے شکوے دور ہو گئے تھے۔۔۔

ریحان اچھے سے جانتا ہی تھا کہ مزنٰی کی کمزوری اس کی میٹھی باتیں ہیں اور وہ ہمیشہ ہی دو منٹ میں اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اس جذباتی لڑکی کو منا لیتا تھا۔۔۔مزنٰی کا موڈ دوبارہ اچھا ہو چکا تھا۔۔جہاں تک ریحان کی بات تھی تو اس کا مقصد تو بس مزنٰی کی دولت تھی۔۔۔فی الحال بھی وہ اس کے پیسوں پر اکثر ہی اپنی مجبوریاں بتا کر عیش کرتا تھا اور آگے بھی اس کا ارادہ لمبا

ہاتھ مارنے کا تھا۔ مگر مزنٰی اس کے عشق میں اندھی ہر چیز سے بے نیاز بس اس سے محبت نبھائے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

(یہ اس دن کا ذکر ہے جب حاذق زینب کو طلاق کے کاغذات دینے گیا تھا۔۔۔)

زینب کے پاس سے واپسی پر وہ بہت الجھا ہوا تھا۔۔۔ وہ اس سے صرف اس کا نام مانگ رہی تھی۔۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ یہ ممکن نہیں تھا۔۔۔ گر یہ رشتہ قائم رہتا تو پھر اسے اس کو نبھانا بھی پڑتا۔۔ اور ایسا کرنا عسیل کے ساتھ سراسر زیادتی تھی۔۔۔ سوچ سوچ کر تھک گیا تو اس نے عسیل کو کال ملالی۔۔ زینب کی سوچوں سے فرار کا سب سے اچھا رستہ یہی تھا۔۔

"السلام علیکم۔۔۔۔۔ آج اتنی جلدی کال کیسے کر لی؟" عسیل کی آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں۔۔۔ ساتھ ہی وہ کچھ حیران بھی تھی۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔۔۔بس تمہیں مس کر رہا تھا تو سوچا ایک دن جلدی جگانے میں حرج نہیں ہے۔۔۔۔"احساسات کے برعکس اس نے اپنی آواز اور لہجے میں بشاشت شامل کی تھی۔وہ اس وقت کسی بھی طرح زینب کو بھولنا چاہتا تھا۔

"ہاں ایسے حرج آپ اکثر کر سکتے ہیں۔۔۔۔مجھے اچھا لگے گا۔۔۔"عسیل نے بکھرے بالوں کو لپیٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔موبائل اسٹینڈ پر سیٹ کرتے وہ بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

"میں سوچ رہا ہوں تمہاری رخصتی جلدی کروالوں۔۔۔"اس کی بات پر عسیل کی ہنسی گونجی تھی۔۔۔

"میں سنجیدہ ہوں عسیل۔۔۔"

"حاذق میرا ابھی پورا ایک سیمسٹر باقی ہے۔۔۔ویسے پاپا بھی راضی نہیں ہوں گے اور پھر میں بھی شادی سے پہلے پڑھائی کمپلیٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔سات آٹھ مہینے ہی کی تو بات ہے۔۔۔۔بس پھر میں آپ کے پاس ہوں گی اور ویسے بھی میں تو بغیر ڈاکومینٹیشن کے کینیڈا آ نہیں سکتی اور آپ لوگوں کے پاکستان موو ہونے میں ابھی وقت ہے تو یہ رخصتی ہو گی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیسے ؟"عسیل کو اندازہ ہوا تھا کہ حاذق اس وقت کافی سنجیدہ موڈ میں تھا۔۔سو اس نے بھی کھل کر بات کرنے کا فیصلہ کیا۔۔۔

"ہمم۔۔۔اور اگر تم یوں ہی دیر کرتی رہیں اور میں نے یہاں شادی کر لی پھر؟"اس کا لہجہ اب بھی سنجیدہ تھا۔۔وہ کتنے دن سے اس بارے میں سوچ رہا تھا کہ عسیل سے کھل کر بات کرے۔۔۔لیکن شاید یہ اتنا آسان نہیں تھا۔۔

"تو پھر دو بیویوں کے سوئم کی تیاری رکھیے گا۔۔کیونکہ سب سے پہلے تو میں اس چڑیل کی جان لوں گی۔۔"حاذق کو ایکدم ہی گلے میں پھندا لگتا محسوس ہوا تھا۔۔برابر رکھی بوتل سے اس نے چند گھونٹ پانی اتارا۔۔۔

"اور ظاہر ہے آپ کی بے وفائی کی سزا یہ ہو گی کہ میں آپ کے ساتھ کبھی نہیں رہنا چاہوں گی۔۔لیکن میں آپ کے بنا بھی نہیں رہ سکتی سو اسے مارنے کے بعد خود کو بھی شوٹ کر لوں گی۔۔"نہ جانے کیوں وہ اچانک جذباتی ہو گئی تھی۔۔۔

"افففف توبہ۔۔۔یہ تم اچانک مرنے مارنے پر کہاں تل گئیں۔۔"حاذق نے بے اختیار ہی جھرجھری لی تھی۔۔عسیل اس کے لئے بہت جذباتی تھی۔۔۔یہ تو طے تھا کہ یہ بات اس

سے کرنا ناممکنات میں سے تھا۔۔۔اسے زینب کو ہی چھوڑنا ہو گا۔۔ لیکن اس سے پہلے اس کی حفاظت کا بندوبست ضروری تھا۔۔ عسیل کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے پر نظر جمائے وہ فیصلہ لے چکا تھا۔۔۔

"ویسے تم سیدھے سے مجھے بھی تو مار سکتی تھیں؟ یہ زیادہ آسان نہیں ہے؟"

"نہیں۔۔۔بے وفا ہی سہی۔۔ مگر محبوب تو پھر بھی ہوتے نا۔۔۔اور محبوب کی جان لینا کبھی آسان ہوا ہے بھلا۔۔"اب کی بار اس کے لہجے سے شرارت چھلک رہی تھی۔۔ لیکن حاذق شرجیل کے اندر خطرے کی گھنٹیاں بج رہی تھیں۔۔۔اسے جلد از جلد اس سب سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا۔۔ ورنہ اسے اپنا مستقبل بہت بھیانک دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

زینب معمول کے مطابق صبح کے تمام کاموں سے فارغ ہو کر کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی قرآن پاک کھولے تلاوت میں مصروف تھی۔۔۔۔کیفے میں ابھی زیادہ رش نہیں تھا، بس چند گاہک ادھر اُدھر بیٹھے کافی کے گھونٹ بھر رہے تھے۔۔۔مارتھا، جو پاس ہی بیٹھی تھی۔۔۔کن انکھیوں سے کاؤنٹر پر رکھے قرآن پاک کی سطروں پر نظریں دوڑا رہی تھی۔۔۔۔زینب جانتی

Clubb of Quality Content

تھی کہ وہ اکثر ایسے ہی چپکے سے دیکھتی رہتی تھی، اسی لیے اس نے آج قرآن کچھ زیادہ کھول کر رکھا تھا تاکہ مارتھا بغیر چھوئے پڑھ سکے۔۔۔۔

کچھ ہی لمحوں بعد مارتھا کی نظریں ایک آیت پر جا کر ٹھہر گئیں۔الفاظ جیسے اس کے ذہن میں بازگشت بن کر گونجنے لگے۔

"بے شک، اللہ کے نزدیک عیسٰی (علیہ السلام) کی مثال آدم (علیہ السلام) جیسی ہے۔انہیں مٹی سے بنایا، پھر کہا 'ہو جا'، تو وہ ہو گئے۔۔۔۔"

(سورہ آل عمران: 59) مارتھا کی سانس لمحہ بھر کو تھم گئی۔۔۔اس کے دماغ میں جیسے اسکول میں سنی ہوئی باتیں گڈمڈ ہونے لگیں۔

"عیسٰی (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔(نعوذ باللہ)"

"عیسٰی (علیہ السلام) کی پیدائش معجزاتی طور پر ہوئی۔"

"اور یہاں۔۔۔کہا جا رہا ہے کہ ان کی تخلیق آدم (علیہ السلام) کی مانند تھی۔۔۔" یہ کیسا تضاد تھا؟ اس کے ذہن میں ایک سوال بجلی کی طرح لپکا۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگر آدم (علیہ السلام) بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے اور یہ معجزہ تھا، تو عیسیٰ (علیہ السلام) کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بھی معجزہ ہی ہوا نا؟ اگر (نعوذ باللہ) وہ اللہ کے بیٹے ہوتے تو پھر ان کی پیدائش میں معجزے کی بات ہی کہاں رہتی؟ ماں باپ سے تو ہر انسان پیدا ہوتا ہے، پھر ان کا معاملہ منفرد کیوں ہوتا؟ تو کیا جو وہ جانتی تھی، وہ بس آدھا سچ تھا؟ اس کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہونے لگیں۔ دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"زینب۔۔ کیا تم مجھے یہ کتاب پڑھنے کے لئے دے سکتی ہو؟ اس کو پڑھنے کے لئے کیا کرنا ہوتا ہے؟ مجھے جو بھی کرنا ہوگا، میں کرلوں گی۔۔۔" بے چینی اس کے انداز سے نمایاں تھی۔۔ یوں جیسے کوئی اہم راز ہو جسے پانا اس کے لئے از حد ضروری ہو گیا تھا۔۔ زینب نے چونک کر سر اٹھایا۔۔۔ ایک گہرا سانس بھرتے وہ دھیمے سے مسکرائی۔۔۔

"ہاں۔۔۔ کیوں نہیں۔۔ چلو، یہاں کسی کو کاؤنٹر پر کھڑا کرتے ہیں۔۔ پھر میں تمہیں وضو کا طریقہ سکھادوں گی۔ اس کے بعد تم قرآن پاک کو ہاتھ بھی لگا سکتی ہو اور پڑھ بھی سکتی ہو۔۔۔" "" زینب نے اسے طہارت سے لے کر وضو تک کے بارے میں مختصراً سب بتایا

تھا۔۔مارتھا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔وہ تیزی سے زینب کی ہمراہی میں آگے بڑھ رہی تھی کہ اچانک کچھ آوازوں نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

"ایکسکیوزمی۔۔۔ہمیں آرڈر پلیس کرنا تھا۔۔"کالج کے چند لڑکے اور لڑکیاں کیفے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔مارتھا کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔۔۔اس لمحے،وہ کسی کو بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔کسی سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اسے بس وہ کتاب چاہیئے تھی۔۔۔مگر مجبوری تھی۔۔۔اس نے بے دلی سے آرڈر نوٹ کرنا شروع کر دیا۔۔۔

زینب نے بھی ایک گہری سانس لے کر قرآن پاک بند کیا اور احتیاط سے اپنے بیگ میں رکھ لیا۔۔۔لیکن وہ جانتی تھی کہ اب مارتھا کو جستجو ہو گئی ہے۔۔وہ فوراً سے پیشتر اب اسے پڑھنے کی کوشش کرے گی۔۔

گھر پہنچنے تک ایک گہری تھکن ان دونوں کے وجود پر حاوی ہو چکی تھی۔۔۔ہاسپٹل کی سرد فضا اور وہاں کی کشیدگی ابھی تک زینب کے اعصاب پر سوار تھی۔وہ چپ چاپ بیڈ پر آنکھیں موند کر لیٹ گئی تھی۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حاذق نے لاونج میں رک کر ایک طائرانہ نظر کچن پر ڈالی۔۔۔جہاں مکمل سناٹا تھا۔۔۔اسے پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ زینب نے کھانے کا انتظام نہیں کیا تھا۔۔اسی لیے وہ رستے سے کھانا لیتا ہوا آیا تھا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ پلیٹ میں چاول نکال کر خاموشی سے زینب کے کمرے میں چلا آیا۔۔۔

وہ بستر پر آنکھیں بند کئے لیٹی تھی۔۔

"یہ کھانا کھالو اور سکون سے بغیر کوئی ٹینشن لئے سو جاؤ۔۔۔۔میں برابر والے روم میں ہی ہوں، کسی چیز کی ضرورت ہو تو دروازہ ناک کر دینا۔۔۔"زینب نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔نگاہ حاذق کی طرف اٹھی، جو چاکلیٹی پینٹ اور اسکن کلر شرٹ میں ملبوس، آستینیں کہنیوں تک فولڈ کئے، اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔کوٹ اور ٹائی شاید وہ پہلے ہی گاڑی میں چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔

اس نے آہستگی سے پلیٹ تھامی اور ایک شرمندہ سی نظر اس پر ڈالی۔۔۔۔بھوک تو سرے سے تھی ہی نہیں، مگر حاذق کو انکار کرنے کی ہمت بھی نہیں تھی۔۔

"سنیے۔۔۔سوری۔۔۔میری وجہ سے آپ کا بہت ٹائم ضائع ہوا۔۔۔آپ اب مزید یہاں مت رکیں، آپ کے گھر والے پریشان ہوں گے۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔" چمچ سے چاولوں میں آہستہ آہستہ گول دائرے بناتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔آواز میں شرمندگی نمایاں تھی۔۔۔اس کی آواز پر حاذق کے بڑھتے قدم ٹھٹھکے۔۔ایک گہری سانس لیتا وہ اس کی جانب پلٹا۔۔۔

"مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔۔۔تم آرام کرو اور اگر واقعی میری تکلیف کی فکر ہے تو آئندہ ڈھنگ سے کھانا کھا لینا۔۔۔کچن میں کچھ بھی پکا ہوا نہیں ہے، اور تم روزے سے تھیں۔۔۔" بات کے اختتام پر اس کا لہجہ سخت ہو چکا تھا۔۔زینب نے چونک کر نظریں اٹھائیں، مگر تب تک حاذق دروازہ کھول کر باہر جا چکا تھا۔۔۔وہ اس سے ناراض تھا۔۔یا شاید زیادہ فکر مند۔۔۔ گردن جھکائے وہ پلیٹ میں چمچہ چلانے لگی۔۔۔

برابر والے بیڈ روم میں آتے ہی حاذق نے دروازہ لاک کیا اور وارڈروب کھول کر کپڑے نکالنے لگا۔۔۔زینب کے یہاں آنے سے پہلے اکثر ہی وہ ویک اینڈ پر یہیں رک جایا کرتا تھا،

اس لئے وارڈروب میں اس کے کپڑے ترتیب سے رکھے ہوئے تھے۔۔۔اس نے ایک آرام دہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر نکالا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

نیم گرم پانی نے اس کے اعصاب پر چھائی کلفت کو کچھ دیر کے لئے دھندلا دیا تھا۔۔۔

تقریباً بیس منٹ بعد، جب وہ باتھ ٹب سے نکلا تو خود کو کچھ ہلکا محسوس کر رہا تھا۔۔ابھی وہ کمرے میں داخل ہی ہوا تھا جب موبائل کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچی۔۔۔گہرا سانس بھرتے اس نے موبائل اٹھایا۔۔۔

"عسیل کالنگ۔" وہ چند لمحے اسکرین کو دیکھتا رہا، پھر ایک نظر بند دروازے پر ڈالی۔۔۔

اگلے ہی پل اس نے کال کاٹ کر ایک مختصر میسج ٹائپ کیا اور فون بیڈ پر اچھال دیا۔۔۔ٹانگیں نیچے لٹکائے وہ بیڈ پر خاموشی سے لیٹ گیا۔۔نگاہیں چھت پر ٹکی تھیں۔۔۔کمرے میں گھڑی کی سوئیوں کی مدھم آواز سناٹے کو توڑ رہی تھی۔۔۔

دراصل اس نے ہاسپٹل سے عسیل کو میسیج کیا تھا کہ آج وہ دیر سے گھر پہنچے گا۔۔۔تو لیٹ کال کرے گا۔۔۔مگر جب اس کا دیا ہوا ٹائم گزر گیا تو عسیل نے پریشان ہو کر کال کی

تھی۔۔۔وہ اس وقت کال ریسیو کرنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔اگر غلطی سے بھی عسیل کو زینب کی موجودگی کا احساس ہو جاتا تو۔۔۔اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔۔

فی الحال اس نے کال کاٹ کر مزید آفس کی مصروفیت کا بہانہ بنا دیا تھا۔۔اور اب ایک بار پھر وہ اپنی زندگی کے اس پر پیچ دور پر غور و خوض کر رہا تھا۔۔اس کا ارادہ سونے کا نہیں تھا۔۔۔ لیکن نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔۔۔چائے کی خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی تو وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔۔۔اٹھ کر چہرے پر پانی کے چھینٹے مار کر وہ باہر آیا تو زینب کو میز پر ناشتہ لگاتے دیکھا۔

"تم اتنی جلدی کیوں اٹھیں؟"ہشاش بشاش سی زینب کو دیکھتے وہ بے یقینی سے مستفسر ہوا۔۔ وہ رات والی حالت سے یکسر مختلف لگ رہی تھی۔

"سحری بنانے اور کھانے کے لئے۔۔۔آجایئے۔۔۔۔"مسکراتے ہوئے وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔وہ کچھ دیر متذبذب سا کھڑا رہا۔۔آج تو اس نے روزہ رکھنے کے بارے میں سوچا نہیں تھا۔۔۔کل رات جتنی ٹینشن اور دماغی کوفت کا وہ شکار تھا اس کا نہیں خیال تھا کہ وہ صبح آرام سے اٹھ پائے گا۔۔۔مگر کچھ تو زینب کی وجہ سے لاشعوری طور پر چوکنا تھا۔۔۔اور

کچھ غیر آرام دہ حالت کی وجہ سے وہ ٹھیک سے نہیں سو پایا تھا اور اسی لئے آسانی سے آنکھ کھل گئی۔۔

"آجائیں۔۔۔۔"اسے ساکت کھڑا دیکھ کر زینب نے ایک بار پھر اسے پکارا۔۔۔۔وہ اس کو منع کرنا چاہتا تھا۔۔۔ مگر پھر بھی پتہ نہیں کس احساس کے زیرِ اثر وہ خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔۔ سینکی ہوئی ڈبل روٹی، مکھن، ابلے انڈے اور چائے پر مشتمل سحری دیکھ کر اسے اپنی ڈائیننگ ٹیبل یاد آئی۔۔۔۔جہاں انواع واقسام کی چیزوں کی بھرمار ہوتی تھی۔۔۔۔اور اکثر چیزیں تو بن چھوئے ہی واپس چلی جاتی تھیں۔

"مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کیا کھاتے ہیں۔۔۔اس لئے جو سمجھ آیا بنا دیا۔۔۔۔آپ کچھ اور لیں گے تو بتا دیں میں بنا دیتی ہوں۔۔۔۔"اسے خاموشی سے میز پر بیٹھا دیکھ کر زینب کو یہی لگا تھا کہ شاید یہ ناشتہ اسے سمجھ نہیں آیا ہے۔وہ کھڑی ہونے لگی تھی جب ہی حاذق نے اسے روکا۔۔

"نہیں یہ صحیح ہے۔۔۔تم آرام سے سحری کرو۔۔۔۔"ڈبل روٹی کا ٹکڑا اٹھاتا وہ دھیمے سے بولا۔۔نگاہیں ہنوز پلیٹ پر جمی تھیں۔۔وہ اسے دیکھنے سے ہر ممکن احتراز برتتا تھا۔۔جبکہ

زینب کی نگاہیں بھٹک بھٹک کر اس کے چہرے پر جاتی تھیں۔۔۔وہ شاید اس کی آنکھوں میں اپنے لئے کوئی احساس دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔شاید اس رشتے کی طفیل کوئی نرم سا جذبہ۔۔ لیکن حاذق شرجیل اپنے جذبات سپاٹ چہرے کے پیچھے چھپا کر رکھتا تھا۔۔۔

"میں نے ایک دو لوگوں سے تمہارے لئے بات کی ہے۔۔انہیں تمہارے حالات کے بارے میں بتایا ہے۔۔ ممکن ہے چند روز میں کہیں کوئی بات بن جائے۔۔"زینب کا نوالہ حلق میں اٹکا تھا۔۔کتنا ظالم تھا اس کا محبوب۔۔۔خود ہی زخم دیتا تھا اور پھر خود ہی ان کی مسیحائی کرنے چلا آتا تھا۔۔اور جب وہ خوش فہم ہونے لگتی تھی تو پھر ایک بار وہ اس کے جذبات کو اپنے الفاظ کی تیز دھار سے بے دردی سے کاٹ دیتا تھا۔۔۔

"آپ کو مجھ سے پیچھا چھڑانا ہو تو جب چاہیں چھڑا سکتے ہیں۔۔"ہاتھ میں تھاما چائے کا مگ میز پر رکھتے اس نے حاذق کی جانب دیکھا۔۔۔۔لہجہ ایکدم سپاٹ تھا۔۔آنکھوں میں تیرتی نمی کو اس نے بمشکل پلکیں جھپکتے اندر اتار لیا تھا۔

"لیکن خدارا یوں میرا مذاق سر عام مت بنوائیں۔۔مت سب کو میری مظلومیت کی داستان سنائیں۔۔جس اللہ نے میرا بندوبست اب تک کیا ہے۔۔۔وہ آگے بھی کر دے گا۔۔آپ

خود کو مت تھکائیں۔۔"کرسی دھکیلتی وہ کھڑی ہو گئی تھی۔حاذق اسے حق دق سا دیکھے گیا۔۔۔وہ پہلی بار اس سے یوں مخاطب ہوئی تھی۔۔آواز میں خفگی کے ساتھ یاسیت بھی گھلی ہوئی تھی۔۔۔

"مم۔۔"اس سے پہلے حاذق کوئی جواب دیتا وہ کمرے میں جا چکی تھی۔۔اس کی سحری ادھوری رہ گئی تھی۔۔۔حاذق نے لب بھینچے میز کو دیکھا۔۔اگلے ہی پل وہ بھی کرسی کھسکاتا کھڑا ہو گیا۔۔۔کمرے سے اپنا موبائل،والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھائی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا گھر سے نکل گیا۔۔۔اندر بیٹھی زینب ایک بار پھر ہچکیوں سے رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

کیوں وہ اس سنگدل سے دل لگا بیٹھی تھی؟؟؟کیوں نہیں وہ اسے دل سے نکال پا رہی تھی۔۔

کیوں دل بار بار اس کی جانب ہمکتا تھا؟؟کیوں؟؟؟

شاید نکاح کے بول اس کے دل کی زمین پر محبت کی آبیاری کر چکے تھے اور محبت پر کس کا زور چل سکا ہے جو اس کا چل جاتا؟؟؟

دیوار گیر گھڑی رات کے ایک بجنے کی اطلاع دے رہی تھی۔۔کمرے میں گہری خاموشی ہوئی تھی۔۔۔جبکہ باہر دور کہیں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں وقفے وقفے سے سنائی دیتی تھیں۔۔۔منال میز کے آگے کھڑی اپنے یونیورسٹی بیگ کو ترتیب دے رہی تھی۔۔۔۔

سامان کو درست زاویئے سے رکھ کر اس نے زپ بند کی۔۔اور ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔۔وہ بہت تھک گئی تھی۔۔گھڑی پر نظر دوڑاتے وہ واش روم کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔جب دروازے پر ہلکی دستک ہوئی۔۔وہ چونک کر پلٹی۔۔آنے والی مزنٰی تھی۔۔

"خیریت اس وقت؟"وہ خود تو کل ہونے والے پیپر کے باعث دیر تک جاگ رہی تھی مگر مزنٰی کو اس وقت جاگا دیکھ کر وہ بھی اپنے کمرے میں،وہ حیرت کا شکار ہوئی تھی۔۔

"آپی،مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت ہے۔۔۔۔"مزنٰی سیدھا مدعے پر آئی تھی۔۔اس کی آواز دھیمی تھی اور گردن جھکی ہوئی تھی۔۔

"اوکے۔۔۔صبح لے لینا۔۔۔کتنے چاہئیں؟"منال نے عام سے لہجے میں سوال کیا۔۔۔۔یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔۔۔مزنٰی ہمیشہ ہی اپنے پیسے ختم کر لیتی تھی جبکہ منال کو پیسے بچانے کی عادت تھی۔۔۔

"آپی۔۔۔اس بار مجھے کچھ زیادہ پیسے چاہئیں۔۔۔"مزنٰی جانتی تھی کہ منال اسے معمول کے پیسے سمجھ رہی تھی۔۔جبکہ اس بار جس رقم کا تقاضہ وہ کرنے والی تھی۔۔وہ منال کو ہلانے کے لئے کافی تھی۔۔۔

"کتنے اور کیوں؟"منال نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا۔۔اس کے چہرے پر تفکر کے سائے لہرائے تھے۔۔

"پچیس ہزار۔۔۔"یہ رقم سنتے ہی منال کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔۔۔۔

"پچیس ہزار؟مزنٰی۔۔۔اتنی بڑی رقم کا کیا کرو گی؟"منال کے سوال پر مزنٰی نے نظریں چرائی تھیں۔۔جبکہ منال کا دل گھبرانے لگا تھا۔۔آخر مزنٰی کن چکروں میں پڑ گئی تھی کہ اپنی پاکٹ منی ختم کر کے اسے ضرورت بھی پڑی تو پچیس ہزار کی۔۔ان کی ہر ضرورت تو ماں باپ پوری کر دیا کرتے تھے۔۔۔یہ چھوٹی موٹی رقم تو بس انہیں ویسے ہی اوپری خرچوں کے لئے دی جاتی تھی۔۔

"آپی۔۔میں کوئی غلط کام نہیں کر رہی ہوں۔۔مجھ پر بھروسہ کرو۔۔۔۔بس میں وجہ نہیں بتا سکتی۔۔۔۔اگر تم بغیر سوال کئے دے سکتی ہو تو دے دو۔۔ورنہ رہنے دو۔۔۔۔میں

کہیں اور سے انتظام کر لوں گی۔۔۔"مزنٰی کو پتہ تھا منال کو بچت کی عادت تھی۔۔۔سو اس کے پاس اتنے پیسے ضرور ہوں گے۔۔۔لیکن وہ جانتی تھی وہ بنا وجہ جانے اتنی آسانی سے اسے پیسے نہیں دے گی۔۔پھر بھی وہ ایک کوشش کرنے آگئی تھی۔۔

"کہیں اور سے؟مطلب؟کس سے لو گی؟اور اگر تمہارا کام ٹھیک ہے تو امی ابو سے کیوں نہیں مانگتیں؟"مزنٰی کا باغیانہ لہجہ اسے اندر سے ہولا رہا تھا۔۔نہ جانے کتنے خیالات تھے جو ذہن کے پردے پر بن کر مٹ رہے تھے۔۔سب سے زیادہ تو اسے ڈر گزکا خوف آیا تھا۔۔۔کیونکہ اس نے ایسی خبریں اتنی پڑھ رکھی تھی کہ سب سے پہلا آنے والا خیال یہی تھا۔۔

"آپی۔۔پلیز!امی ابو کی بات مت کرو۔۔۔اگر وہ ہم پر واقعی اعتبار کرتے تو مجھے یوں چوری چھپے کچھ کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔۔۔"منال بے یقینی سے چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔۔ٹھیک ہے اس کے ماں باپ تھوڑی زیادہ سختی روا رکھتے تھے لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ وہ اپنی ہر برائی کا ذمہ دار انہیں ٹھہرا دے۔۔۔آخر خود منال بھی تو ان ہی پابندیوں میں پلی بڑھی تھی۔۔۔

"مزنٰی۔۔۔والدین کی روک ٹوک ہمیشہ ہماری بھلائی کے لئے ہوتی ہے۔۔۔۔تمہیں شاید ابھی یہ زبردستی لگتی ہو، لیکن وقت آنے پر سمجھ آئے گا کہ ان سے بہتر ہمارے لئے کوئی نہیں سوچ سکتا۔۔۔۔"مزنٰی نے بے زاری سے سر جھٹکا۔۔وہ جانتی تھی منال کے پاس بھی اس کے لئے سوائے لیکچرز کے کچھ نہ ہو گا۔۔۔

"خیر، مطلب تم نہیں دو گی؟"وہ جانے کے لئے پلٹنے لگی۔۔۔

"سوری مزنٰی۔۔میں بناوجہ جانے پیسے نہیں دے سکتی۔۔یوں بھی اگر تمہارا کام غلط نہ ہوتا تو تم اسے چھپانے کی کوشش نہ کرتیں۔۔۔۔محبت اپنی جگہ، لیکن تمہاری حفاظت میرے لئے زیادہ اہم ہے۔۔۔"جواب دیتی وہ واش روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

"سارے لیکچرز بس سب نے میرے لئے ہی سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں۔۔۔خود سب اپنی زندگی میں عیاشیاں کرتے پھرتے ہیں۔۔"بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے نکلی تھی۔۔۔اپنے کمرے تک جاتے بھی اس کا دماغ اس مسئلے کا حل سوچ رہا تھا۔۔۔۔کل سے پہلے پہلے اسے پیسوں کا بندوبست کرنا تھا اور پھر اچانک ہی کسی خیال کے آنے پر وہ مسکرا دی۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں یہی ٹھیک ہے۔۔مجھے پہلے اس کا خیال کیوں نہ آیا۔۔"ایک پر سکون سانس خارج کرتے وہ بیڈ پر لیٹ گئی۔۔ایک بہت بڑا بوجھ تھا جو اس کے ذہن سے اترا تھا۔

باہر کی دنیا خوابوں میں کھو چکی تھی۔۔۔مگر مارتھا کی آنکھوں میں نیند کا نام و نشان نہیں تھا۔۔۔وہ دبے قدموں سے اٹھی،احتیاط سے الماری کھولی اور قرآن پاک نکالنے لگی۔۔

اچانک اسے زینب کی تاکید یاد آئی۔۔۔۔

"اسے وضو کے بغیر نہ پڑھنا۔۔"ایک گہرا سانس بھرتی،الماری بند کر کے وہ واش روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ٹھنڈے پانی کے چھینٹے پڑتے ہی اس نے جھرجھری لی تھی۔۔۔کچھ دیر بعد وضو مکمل کرتی وہ بیڈ پر قرآن پاک کھولے بیٹھی تھی۔۔پہلی ہی آیت جس پر اس کی نظر پڑی وہ سورہ آل عمران کی تھی۔۔۔

"کہنے لگیں الٰہی! مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ حالانکہ مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ بھی نہیں لگایا، فرشتے نے کہا: اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔۔۔جب کبھی وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا! تو وہ ہو جاتا ہے۔(۴۷)

اللہ تعالیٰ اسے لکھنا اور حکمت اور توراۃ اور انجیل سکھائے گا۔"(۴۸)اس آیت کو پڑھ کر اس کے رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے۔۔۔اس کا پورا وجود سن ہو گیا تھا۔۔۔قرآن پاک میں توریت اور انجیل کا بھی حوالہ تھا۔۔۔یہ دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی تھی۔۔۔وہ سوچ رہی تھی کہ جو کتاب دوسری مقدس کتابوں کو مانتی تھی۔۔۔وہ واقعی آسمانی کتاب ہی ہو سکتی تھی۔۔۔اسے مزید قرآن پاک پڑھنے کی جستجو ہوئی۔۔۔یوں جیسے یہ کوئی گہرا راز ہو۔۔ شاید اسے اپنی ہر گتھی کا جواب اسی میں سے ملے گا۔۔۔اس نے اس سورہ کو اول سے پڑھنا شروع کیا۔۔۔جیسے جیسے وہ آیتیں پڑھتی جا رہی تھی۔۔۔اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی۔۔۔شدتِ جذبات سے چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔۔۔

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا نگہبان ہے۔۔۔۔ جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب کو نازل فرمایا ہے، جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے، اسی نے اس سے پہلے توریت اور انجیل کو اتارا تھا۔(سورہ آل عمران ۳/۲)

مارتھا نے بچپن سے یہی سنا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبودیت میں بھی شریک ہیں۔(نعوذ باللہ)

تثلیث(Trinity) مسیحیت کا ایک لازمی جز ہے۔۔۔۔ جس کا مطلب ہے ایک میں تین یا تین میں ایک۔۔۔ لیکن یہاں تثلیث کی نفی کی جا رہی تھی۔۔ وہ الجھن کا شکار ہوئی۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیسے پورا قرآن پاک ایک ساتھ پڑھ لے۔۔۔۔ فی الحال قرآن پاک کو مختلف جگہوں سے پڑھنے کا طریقہ اس نے یہ نکالا کہ وہ قرآن پاک کو بند کر کے دوبارہ کھولے گی اور جس سورہ پر وہ کھلے۔۔ فی الحال وہ اسی کو پڑھے۔۔۔۔

"اور ان کے یہ کہنے پر کہ ہم نے مریم کے بیٹے مسیح عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کیا۔۔ جو اللہ کا رسول تھا۔۔ حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا۔۔ اور نہ سولی چڑھایا۔۔ لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا۔۔ اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔۔ وہ بھی دراصل شک میں

مبتلا ہیں۔۔ان کے پاس بھی اس معاملے میں کوئی یقین نہیں ہے۔۔ محض گمان کی ہی پیروی ہے۔۔انہوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا۔۔(۱۵۷)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا،اور اللہ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے(۱۵۸)

مار تھا نے بے یقینی سے سورہ نساء کی ان آیات کو دوبارہ دہرایا۔۔۔وہ سوچ رہی تھی اسے تو یہ پتہ تھا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکا کر مصلوب کر دیا تھا۔۔اور اسی وجہ سے وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کو انسان کو گناہ سے چھڑانے کی ایک قربانی مانتے تھے۔۔۔مگر اس وقت جو وہ پڑھ رہی تھی وہ اس بات سے یکسر مختلف تھی۔

"اگر عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے تھے تو پھر وہ کہاں گئے۔۔۔؟"خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔۔"سے کیا مراد ہے اور پھر لوگوں نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ ان کو مصلوب کیا گیا ہے۔۔۔تو کیا وہ نظر کا دھوکا تھا؟کیا واقعی ان کی شبیہ اتاری گئی تھی؟؟؟میں کل زینب سے پوچھوں گی۔۔۔اسے ضرور اس بارے میں پتہ ہوگا۔۔۔۔

اسی لمحے اچانک باہر کچھ گرنے کی آواز آئی۔۔اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔۔تیزی سے قرآن پاک بند کر کے الماری میں رکھا اور بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔چند لمحوں بعد دروازہ کھلا، تھامس نے اندر جھانکا۔۔۔اس نے کروٹ لے کر سونے کی اداکاری کی۔۔۔تھامس چند لمحے کھڑا رہا، پھر دروازہ بند کر کے چلا گیا۔

مارتھا نے پرسکون سانس خارج کی۔۔۔۔اگر وہ قرآن پڑھتے ہوئے پکڑی جاتی تو گھر میں طوفان آجاتا!!!

مگر اب وہ پیچھے ہٹنے والی نہیں تھی۔جیسے ہی تھامس کے کمرے کی لائٹ بند ہوئی، وہ دوبارہ الماری سے قرآن نکال لائی۔۔۔۔

اب کی بار جو سورہ کھلی، وہ سورہ اخلاص تھی:

"کہو! وہ اللہ ایک ہے۔۔۔

اللہ بے نیاز ہے۔۔۔

نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔۔نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔۔۔" یہ چند آیات اس کے عقیدے کو زمین بوس کرنے کے لئے کافی تھیں۔۔۔ایک میں تین، تین میں ایک؟ نہیں! یہاں تو صاف، واضح الفاظ میں اللہ کی وحدانیت بیان کی گئی تھی۔۔۔وہ دیر تک سوچتی رہی۔ پھر قرآن پاک کو واپس الماری میں رکھا، چادر اوڑھی اور آنکھیں موند لیں۔۔۔ مگر نیند؟ وہ تو کہیں کھو گئی تھی۔۔۔ کیونکہ ایک نئی حقیقت اس کے سامنے آچکی تھی۔۔۔پوری رات وہ سوئے جاگنے کی کیفیت کے بیچ جھولتی رہی۔۔ذہن میں یہی سوچیں سوار تھیں۔۔اسے اب حقیقت جاننی تھی۔۔۔

مارتھا کل سے اپنے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کا تسلی بخش جواب چاہتی تھی۔۔۔اس لئے آج کیفے پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے زینب سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بارے میں استفسار کیا۔۔اس کی جستجو دیکھتے ہوئے زینب کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"دراصل بنی اسرائیل میں ایک ناپاک گروہ تھا جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کا جانی دشمن تھا۔۔۔ان لوگوں نے اس وقت کے بادشاہ کے کان بھرے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام

ملک میں بغاوت پھیلانے اور رعایا کو بہکانے میں مصروف ہیں۔۔۔۔ بادشاہ نے ان کی چالوں میں آکر آپ کو گرفتار کرنے اور سولی دینے کا حکم دے دیا۔۔۔۔ فوج نے اس گھر کو گھیر لیا جہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام موجود تھے۔۔۔۔ لیکن اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کو ان کے مکر سے محفوظ رکھا۔۔۔۔ اللہ نے آپ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا اور ان کی شباہت ایک ایسے شخص پر ڈال دی جس نے چند اشرفیوں کے عوض مخبری کی تھی۔۔۔۔ وہ دشمن اسی شخص کو حضرت عیسٰی علیہ السلام سمجھ کر لے گئے اور صلیب پر چڑھا دیا۔" (تفسیر ابن کثیر)

زینب ابھی مزید وضاحت کرنا چاہتی تھی کہ دفتر کے کچھ افراد میٹنگ کے سلسلے میں کاؤنٹر کی طرف آتے دکھائی دیئے۔۔۔۔ وہ ان کی طرف متوجہ ہوتی اسٹول چھوڑ کر اٹھ گئی۔۔ مارتھا کو اس لمحے ان کا آنا سخت ناگوار گزرا تھا۔۔ اس کا بس چلتا تو وہ زینب سے سب کچھ ایک ساتھ جان لیتی۔۔ آرڈر نوٹ کرنے کے بعد زینب دوبارہ اس کے پاس لوٹی۔۔۔ ایک گہرا سانس بھرتے وہ دوبارہ بولنا شروع ہوئی۔۔

"حدیث مبارکہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک ابنِ مریم عادل حکمران کی حیثیت سے نہ آئیں۔۔۔وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سوروں کو قتل کریں گے اور جزیہ قبول نہیں کریں گے۔۔۔اس دور میں دولت کی اتنی فراوانی ہو گی کہ کوئی اسے قبول کرنے والا نہ ہو گا۔۔۔"(صحیح بخاری 2476)

"یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ آئیں گے، لیکن ہمارے عقیدے کے مطابق وہ مصلوب ہونے کے تین دن بعد جی اٹھے تھے اور چالیس دن تک شاگردوں کے سامنے ظاہر ہونے کے بعد آسمانوں پر گئے۔۔۔۔مگر تم لوگوں کا ماننا ہے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں، تو جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول ہو گا، تو تم انہیں نبی کیوں نہیں مانو گے؟" وہ اب بھی ذہنی کشمکش کا شکار تھی۔۔وہ جو بچپن سے سب سنتی جانتی تھی وہ محض ایک مفروضہ تھا۔۔یہ سب ماننا اس کے لئے اتنا آسان نہیں تھا۔۔لیکن پھر بھی اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ جو کچھ وہ اب جان رہی ہے وہ ہی سچ ہے۔۔۔

"حضرت عیسٰی علیہ السلام نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اللہ کے نبی اور رسول تھے۔ لیکن جب وہ دوبارہ آئیں گے تو کسی نئی شریعت کے ساتھ نہیں، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے پیروکار ہوں گے۔۔۔۔ وہ بحیثیتِ حاکم نازل ہوں گے، نہ کہ ایک نئے نبی کی حیثیت سے۔۔۔" زینب نے اب تک جتنا کچھ قرآن واحادیث سے پڑھا تھا۔۔ وہ کوشش کر رہی تھی آسان لفظوں میں مارتھا کے ذہن کی گرہیں کھول سکے۔۔۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ وقت قریب ہے جب عیسٰی ابنِ مریم تمہارے درمیان عادل حکمران کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔" (صحیح بخاری 3448)

ان کے نزول کے وقت امام مہدی نماز کی امامت کر رہے ہوں گے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔۔۔۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

"تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب عیسٰی ابنِ مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا؟"(صحیح بخاری 3449)

"حدیث کے مطابق، قیامت کے قریب حضرت عیسٰی علیہ السلام دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے نازل ہوں گے۔۔۔ان کا نزول فجر کے وقت دمشق کی مشرقی جانب جامع مسجد میں ہو گا۔۔۔"

ابھی وہ مزید کچھ کہنے ہی والی تھی کہ چند نوجوان لڑکے لڑکیاں کیفے میں داخل ہوئے۔۔۔ زینب نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا، پھر مسکراتے ہوئے مارتھا کی جانب دیکھا۔۔۔

"تم میرے ساتھ میرے اسلامک سینٹر چلو۔ تمہارے جتنے بھی سوالات ہیں، وہاں تمہیں سب کے جوابات مل جائیں گے۔۔۔"مارتھا نے ہلکا سا سر ہلایا اور بے دلی سے آرڈر لینے کے لئے کھڑی ہو گئی۔۔۔

یہ بنا پلستر والا ایک پرانا سا گھر تھا۔۔جس کی چھت پر لکڑی کے شہتیر اور مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی۔۔۔آنگن میں ایک چارپائی بچھی تھی جس کا بیچ کا حصہ لٹک کر زمین کو سلامی پیش

کرنے کے درپے تھا۔۔۔ صحن کے بیچوں بیچ ایک پرانا مٹی کا گھڑا رکھا تھا، جس کے کنارے پر کائی کی تہہ صاف دیکھی جاسکتی تھی۔۔گھر میں غربت کی ایک عجیب سی بو بسی ہوئی تھی۔۔ پسینے، مٹی اور باسی روٹی کی ملی جلی مہک، جو ایک عرصے سے ان دیواروں میں جذب ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

کچن کی کھڑکی ادھ کھلی تھی، جہاں سے باہر گلی کا شور اندر آرہا تھا۔۔۔محلے کی عورتوں کی باتیں، بچوں کی ہلڑ بازی اور کچھ بوڑھوں کی کھانسی کی آواز بھی اس شور کا حصہ بنی تھیں۔۔۔

گھر کا ادھ کھلا دروازہ چرچرایا اور ادھیڑ عمر سی خیر النساء اندر داخل ہوتی دکھائی دی۔۔۔چہرے پر تھکن کے آثار واضح تھے۔۔پاؤں مٹی میں اٹے تھے۔۔میلی چادر کے کونے سے چہرہ پونچھتی وہ بے حال سی صحن میں پڑی چارپائی پر ڈھیر ہو گئی۔۔۔

"حلیمہ او حلیمہ۔۔کہاں ہے۔۔۔۔۔کبھی جو یہ لڑکی ماں کو دو گھونٹ پانی ہی پلا دیا کرے۔۔۔"خیر النساء کی حالت کے برعکس اس کی آواز اب بھی گرج دار تھی۔۔۔وہ حلق کے بل چیخی تھی مگر حلیمہ وہاں ہوتی تو سنتی نا۔۔

"اماں۔۔۔آپا تو باجی رخسانہ کے یہاں فلم دیکھنے گئی ہوئی ہے۔۔۔" یہ حلیمہ سے چھوٹی منیبہ تھی جسے حلیمہ کے ساتھ مووی نہ دیکھنے جانے کا دکھ تھا۔۔۔اس لئے اس نے فوراً سے پیشتر اس کی شکایت لگائی تھی۔۔۔۔

"آئے کم بخت کہیں کی۔۔۔لوگوں کی بیٹیاں جوان ہوتی ہیں تو ماں کا ہاتھ بٹاتی ہیں اور ایک یہ کلموہی ہے۔۔۔سوائے ٹی وی ڈراموں اور فلموں کے اس کی زندگی میں کرنے کو کوئی کام نہیں ہے۔۔۔۔آج یہ گھر آئے ذرا، ٹانگیں توڑ کر گھر میں بٹھادوں گی۔۔۔۔کم از کم یہی سوچ کر چین پڑے گا کہ لنگڑی ہے اس لئے کام پر نہیں جاسکتی ہے۔۔۔" خیر النساء جس کا جوڑ جوڑ کام کر کے ٹوٹ رہا تھا۔۔۔ کچکچا کر حلیمہ کو لعنت ملامت شروع ہو چکی تھی۔

"تو ہی ایک گلاس پانی ماں کو پلادے۔۔۔۔ایسے کھڑی ہو کر میری تقریر سن رہی ہے جیسے میں وزیرِ اعظم لگی ہوں۔۔۔۔" خیر النساء نے اپنے سامنے کھڑی منیبہ کو جھڑکا تھا۔۔۔ جو ماں کے منہ سے حلیمہ کے لئے گالیاں سن کر مطمئن تھی کہ چلو کم از کم حلیمہ کو واپسی پر فلم دیکھنے کی بھاری قیمت چکانی پڑے گی۔۔۔ مگر فوراً ہی خیر النساء کی توپوں کا رخ اپنی طرف

دیکھ کر وہاں سے بھاگی تھی۔۔اگلے ہی پل وہ صحن میں رکھے گھڑے سے پانی نکال کر ماں کے سامنے حاضر ہوئی۔۔۔

"منیبہ تو کل سے میرے ساتھ چوہدری صاحب کی حویلی چل لے۔۔۔۔وہاں چھوٹی چوہدرائن کے بیٹا ہوا ہے تو آج کل کام بہت بڑھ گیا ہے۔۔۔۔میری اب ان بوڑھی ہڈیوں میں دم نہیں کہ اتنے کام کے بعد میں زچہ بچہ کی مالش بھی کروں۔۔۔۔۔"خیر النساء نے پانی کا گلاس پکڑ کر منیبہ کو پچکارتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"اچھا اماں۔۔مگر تو نا آپا کو کہنا ہمارے پیچھے روٹی کا بندوبست کر کے رکھے گی۔۔۔۔۔میرے جانے سے تو وہ اور آزاد ہو جائے گی۔۔۔۔صبح سے ہی باجی رخسانہ کے گھر نکل جایا کرے گی۔۔۔۔"منیبہ نے فوراً سے حلیمہ کا بھی پتا صاف کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔یا تو اماں اس کو ہی حلیمہ کی نگرانی کے لئے چھوڑ جاتی یا پھر حلیمہ اس کی غیر موجودگی میں چولہا چکی کرتی۔۔۔۔کیونکہ ویسے تو حلیمہ اس کے ہتھے چڑھتی نہیں تھی۔۔۔۔

"ہاں آج اس کو آ لینے دے۔۔۔۔نہ سیدھا کیا تو میرا نام خیر النساء نہیں۔۔۔"منیبہ کے جلتے دل کو کچھ قرار آیا تھا۔۔۔آج حلیمہ کو ماں کے ہاتھوں جو چھتر پڑنے تھے۔۔وہ منیبہ کا فلم نہ دیکھنے کا دکھ بھلانے کے لئے کافی تھے۔۔۔

بی بی حلیمہ نے پنجاب کے ایک پسماندہ گاؤں میں آنکھ کھولی تھی۔اس کی ماں خیر النساء وہاں کے چوہدری کی حویلی میں کام کرتی تھی اور باپ نواز دین ان کے کھیتوں پر۔۔۔۔حلیمہ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑی تھی۔۔۔اس سے چھوٹی منیبہ تھی اور پھر دو چھوٹے بھائی عارف اور امجد تھے۔۔۔گھر میں غربت کا راج تھا۔۔۔مگر حلیمہ کی آنکھوں میں اونچے سپنے تھے۔۔۔۔وہ کہتی تھی انسان اپنی مرضی سے اپنی من پسند جگہ پیدا نہیں ہو سکتا، مگر زندگی اپنی پسند کی گزار سکتا ہے اور وہ اپنی زندگی بھرپور طریقے گزار رہی تھی۔۔۔۔

ماں کے لاکھ بولنے کے باوجود بھی وہ اس کے ساتھ کام پر نہیں جایا کرتی تھی۔۔۔۔کیونکہ یہ اس کی شان کے خلاف تھا کہ لوگوں کے گھروں میں کام کرے اور ان کی جھوٹن کھائے۔۔۔وہ حویلی کا کھانا بھی صرف اس دن کھاتی تھی۔۔۔۔جس دن اسے معلوم ہوتا تھا

کہ وہ تازہ اور صاف ہے۔۔۔اس کی زندگی محلے کی دکان سے سستا سا میک اپ خرید کر تیار ہونے اور اپنی دوستوں کے ساتھ فلم دیکھنے میں گزر رہی تھی۔۔۔اس کی دوست رخسانہ کے گھر کے حالات ان سے بہتر تھے۔۔۔کیونکہ رخسانہ کا باپ شہر جا کر کما رہا تھا۔۔۔اس لئے ان کے گھر ٹی وی موجود تھا اور محلے کی اکثر ہی لڑکیاں اس کے گھر پائی جاتی تھیں۔۔۔

رخسانہ سے دوستی کرنے کو سب اعزاز سمجھتے تھے۔۔۔مگر رخسانہ، حلیمہ کو سب سے زیادہ پسند کرتی تھی۔۔۔وجہ حلیمہ کی خوبصورتی اور اس خوبصورتی کو چار چاند لگانے کا ہنر جو حلیمہ کے پاس تھا۔۔۔رخسانہ، حلیمہ کو اپنا فیشن گرو مانتی تھی اور حلیمہ رخسانہ کے ٹی وی کے عشق میں گرفتار تھی۔۔۔دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ایک ساتھ باندھے ہوئے تھی۔

آج بھی وہ رخسانہ کے گھر مووی دیکھنے پہنچی ہوئی تھی۔مووی ختم ہونے پر اسے احساس ہوا کہ اندھیرا ہونے والا ہے اور وہ اب تک گھر نہیں پہنچی ہے۔۔۔بھاگم بھاگ وہ گھر پہنچی تو باہر ہی اس کو عارف اور امجد کنچے کھیلتے ہوئے نظر آ گئے۔۔۔اس نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔

مطلب یہ تھا کہ ابا اب تک گھر نہیں آیا تھا۔۔۔ورنہ وہ دونوں اس وقت تک باہر نہ بیٹھے

ہوتے۔۔۔دبے قدموں گھر میں داخل ہونے پر اسے اماں منہ پر چادر ڈالے سوتی نظر آئی۔۔۔اس نے ایک سکون کا سانس خارج کیا اور دوپٹہ اتارتی کچن کی طرف بڑھ گئی۔ جب ہی اس کو اماں کی پاٹ دار آواز سنائی دی۔

"نی حلیمہ! تجھے خیال آگیا کہ تیرا کوئی گھر بھی ہے۔۔۔لور لور گھومتی پھرتی ہے۔۔۔ بجائے یہ کہ ماں کا ہاتھ بٹائے تو میرے سینے پر مونگ دل رہی ہے۔۔۔" حلیمہ کے کچن کی طرف بڑھتے قدم رک گئے تھے۔

"اماں میں نے تجھے پہلے بھی بولا ہے میں یہ کمی کمین والے کام نہیں کر سکتی۔۔۔کوئی باعزت کام ہو تو کر لوں گی۔لوگوں کے جھاڑو پونچھے اور گندے برتن، کپڑے میں نہیں دھو سکتی ہوں۔۔۔" حلیمہ کے جواب نے خیر النساء کو تتے توے پر بٹھایا تھا۔۔۔

"ناں تو کون سی ڈپٹی کلیکٹر لگی ہے کہ عزت والے کام کرے گی۔۔۔پانچ جماعتیں پڑھ کر تجھ کو باعزت کام کہاں سے ملے گا۔۔۔میری بوڑھی ہڈیوں میں اب دم نہیں ہے کہ پورے ٹبر کا بوجھ اکیلے ڈھوؤں۔۔۔" خیر النساء نے پلنگ چھوڑتے دہائی دی۔۔

"ساجدہ اپنے بھائی حمید کا رشتہ لے کر آئی تھی۔۔۔۔ کہہ رہی تھی کہ اگر تو راضی ہو جاتی ہے تو حمید ہمارا چوہدریوں کا سارا قرض ادا کر دے گا۔۔۔۔" خیر النساء کو دن ہی میں یہ خوشخبری ملی تھی۔۔۔۔ اس لئے اس نے حلیمہ پر ہاتھ ہولا رکھا تھا۔۔۔ اگر ایسا ہو جاتا تو ان کی زندگیاں بہت پر سکون ہو جانے والی تھیں۔

"اماں، ساجدہ باجی کا دماغ صحیح ہے؟ وہ حمید رنڈوا جس کی بیٹی کے پچھلے ماہ ابھی بیٹا ہوا ہے۔۔۔ اس کا رشتہ وہ میرے لئے لائی ہے۔۔۔ تو نے اسے دھکے دے کر گھر سے نہیں نکالا؟" حلیمہ کو اس بڈھے، عیار اور خبیث صورت حمید کی شکل سوچ کر ہی کراہیت آئی تھی۔۔۔۔

"ہاں حلیمہ تو کیسے ہماری زندگی میں کوئی سکھ لا سکتی ہے۔۔۔ اگر تجھے خدا نے اچھی صورت دی ہے اور اس سے ہمارا بھلا ہو سکتا ہے تو تجھ کو کیا پریشانی ہے؟ اور تجھے کیا لگتا ہے اس کٹیا میں تیرے لئے شہزادے گلفام کا رشتہ آئے گا؟ رشتے تیرے ایسے ہی آئیں گے۔۔۔۔ شکر منا کہ اس کے پاس پیسوں کی ریل پیل ہے۔۔۔ تیری ہر خواہش منٹوں میں پوری ہو گی۔۔" خیر النساء نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔ وہ ماں تھی جانتی تھی کہ حلیمہ

کی خواہشات کے محل بہت اونچے تھے۔۔اور ان خواہشات کا منہ پیسوں سے ہی بھرا جا سکتا ہے۔۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ حلیمہ کو پیسہ، عیش و عشرت کے ساتھ فلمی ہیرو کی بھی خواہش تھی۔۔

"اماں تو بس دیکھتی جا۔۔۔۔مجھے پتہ ہے میرے لئے بھی کوئی راج آئے گا اور نہ بھی آئے تو اس بڈھے کا دوبارہ نام نہ لینا میرے سامنے۔۔۔۔" حلیمہ خیالوں میں شاہ رخ خان کا سراپا لاتے ہوئے مسکرا کر بولی تھی۔۔۔جملے کے آخر میں حمید کا ذکر کرتے اس کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔۔۔وہ ہاتھ جھاڑ کر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔پیچھے بیٹھی خیر النساء اسے بددعائیں اور لعنتیں دیتی رہ گئی تھی، مگر اس کے کان پر کون سی جوں رینگنی تھی۔۔۔۔وہ کان دبائے حالیہ خریدے فیس واش سے منہ دھونے واش روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

آج عید کا دن تھا۔۔۔لوگ خوشیاں منانے میں مگن تھے۔۔۔ مگر اس پینٹ ہاؤس کے کونے کونے میں خاموشی بکھری تھی۔۔۔۔ کہیں کوئی چہل پہل نہ تھی۔۔۔نہ ہنسی کی کھنک، نہ

مہمانوں کی آوازیں۔۔۔۔۔زینب کے لئے یہ دن بھی عام دنوں جیسا ہی تھا۔۔۔بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ خالی، زیادہ بے رنگ۔۔۔

وہ بجھے دل سے گھر کے کام نمٹانے میں مگن تھی۔۔۔۔کرنے کو کچھ تھا نہیں۔۔۔۔سو وہ یوں ہی خود کو مصروف رکھے تھی۔۔مگر دل کہیں اور تھا، کسی اور کے ساتھ۔۔۔۔

حاذق شرجیل۔۔۔آج وہ اسے شدت سے یاد آرہا تھا۔۔۔۔وہ بھلے اس کے ساتھ عید نہ مناتا، اس سے اجنبیوں جیسا رویہ رکھتا۔۔۔مگر کم از کم گھر تو آتا۔۔۔یا اسے فون کر کے مبارکباد تو دے دیتا۔۔اس کی بس چھوٹی چھوٹی سی ہی خواہشات تھیں۔۔لیکن وہ اس دن کا گیا اب تک نہ آیا تھا۔۔۔نہ اس نے کوئی کال کی تھی۔۔۔زینب چاہ کر بھی اسے بھلا نہیں پاتی تھی۔۔اس کی زندگی میں تھا ہی کیا جس میں مگن ہو کر وہ اسے بھول جاتی۔۔نہ کوئی رشتہ، نہ ذمہ داریاں۔۔تھکے ہوئے قدموں سے چلتے اس نے حاذق کے زیر استعمال کمرے میں قدم رکھا۔۔۔وہاں ہر چیز جوں کی توں تھی۔۔۔بالکل ایسے جیسے وہ کل ہی یہاں موجود تھا۔۔۔وہ روز ہی اس کی چیزوں کو سمیٹتی، صاف کرتی، جیسے اس کی غیر موجودگی کو محسوس کرنے کے بجائے اس کی قربت کو محسوس کرنا چاہتی ہو۔

بیڈ کے کنارے بیٹھ کر اس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔وہ کتنی بدل گئی تھی۔اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا،آنکھوں کے گرد حلقے گہرے ہو گئے تھے۔۔۔وہ کتنی دیر غائب دماغی سے خود کو دیکھتی رہی۔۔پھر آہستہ سے چہرے پر ہاتھ پھیرتی ڈریسنگ ٹیبل کے نزدیک جا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔میز پر حاذق کے پرفیوم کی بوتل رکھی تھی۔۔۔اس کے لبوں پر ایک گہری مسکراہٹ امڈی تھی۔۔۔اس نے بوتل کھول کر اس کی خوشبو اندر اتاری۔۔۔وہ ہی مسحور کن سا احساس۔۔۔جو حاذق کی موجودگی میں اس گھر میں بکھرا رہتا تھا۔۔۔یہ اس کا مخصوص پرفیوم تھا۔۔۔جسے وہ ہر وقت استعمال کرتا تھا۔۔۔کچھ سوچتے ہوئے اس نے خود پر اس کا تھوڑا چھڑکاؤ کیا۔۔۔اچانک ہی اسے اپنے آس پاس حاذق کی موجودگی،اس کی قربت کا اِحساس ہونے لگا۔۔۔

"آپ کی یہ خوشبو بھی مجھے آپ کی طرح عزیز ہے۔۔۔"ایک گہرا سانس اندر کھینچتے اس نے بوتل واپس میز پر رکھی۔۔تب ہی دروازے پر بیل ہوئی۔۔وہ ایکدم چونکی تھی۔۔

کیا اس کی یاد اتنی سچی تھی کہ وہ اس سے ملنے چلا آیا تھا؟؟سر کے گرد چادر لپیٹتی وہ تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔میجک آئی سے دیکھنے پر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہاں حاذق شرجیل کھڑا تھا۔۔۔"آف وائٹ کرتے پاجامے پر بھورے موکیشن پہنے وہ بہت جاذب نظر لگ رہا تھا۔۔اس نے پہلی بار اسے کرتے پاجامے میں دیکھا تھا۔۔اور اسے یہ ماننے پڑی تھی کہ وہ جو بھی پہن لے۔۔اس پر ہر پہناوا جچتا تھا۔۔۔مبہوت سے کھڑی وہ اسے دیکھے گئی۔۔

"السلام علیکم۔۔۔"حاذق کی آواز نے اس کی محویت توڑی۔۔"وعلیکم السلام۔۔"دروازہ کھولتے وہ دھیما سا مسکرائی تھی۔۔اس کے چہرے پر پھیلنے والی خوشی اور آنکھوں کی چمک سے حاذق نے نظریں چرائی تھیں۔۔اندر داخل ہوتے ہی پرفیوم کی تیز خوشبو نے اس کا استقبال کیا۔۔۔اس نے چونک کر ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔۔اور تب اسے احساس ہوا کہ یہ خوشبو اس کے بہت نزدیک کھڑی زینب کے پاس سے آرہی تھی۔۔وہ چند لمحوں کے لئے ایکدم ساکت ہوا تھا۔۔زینب نے بھی اس کی محویت نوٹ کی تھی۔۔وہ تیزی سے اس کے نزدیک سے ہٹی۔۔

"میں پاکستان جارہا ہوں۔۔۔"بولتے ہوئے وہ لاؤنج کے کنارے تک چلا گیا۔۔زینب کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

"کیا ایک بار پھر وہ اسے چھوڑنے کا سندیسہ دینے آیا تھا؟ عید کا تحفہ ؟؟"اس کی آنکھوں کے کنارے نم ہوئے تھے۔۔

"سوچا ایک ہفتے آ نہیں پاؤں گا تو اللہ حافظ کہتا چلوں۔۔۔۔"اس کے اگلے جملے پر زینب کے حلق میں پھنسا سانس خارج ہوا۔۔وہ خود بھی دھیمے دھیمے چلتی اس کے برابر جا کھڑی ہوئی تھی۔۔حاذق کی نگاہیں گلاس ڈور کے باہر موجود روف ٹاپ گارڈن پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

"عید مبارک۔۔۔"سامنے پول پر نظر جمائے وہ بھی دھیمے سے گویا ہوئی۔۔حاذق نے چونک کر اپنے برابر میں دیکھا۔۔وہ اس کے برابر کھڑی پر اشتیاق نظروں سے باہر کا نظارہ کر رہی تھی۔۔۔کالی چادر میں لپٹا چمکتا چہرہ، چہرے پر موجود خوشی کی چمک۔۔۔اور اس کے وجود سے پھوٹتی اس کے ہی پرفیوم کی مہک۔۔۔وہ تیزی سے اندر کی جانب پلٹا تھا۔۔زینب کے دل میں چھناکے سے کچھ ٹوٹا تھا۔۔۔

"کسی ضروری کام سے جا رہے ہیں؟"ایک گہرا سانس بھرتی وہ اس کے پیچھے ہی چلی آئی۔۔

"ہاں۔۔۔کزن کی شادی ہے۔۔۔۔عسیل نے بہت اصرار کیا ہے۔ورنہ میرا ارادہ نہیں تھا اور ویسے بھی پاکستان موو ہونے کے لئے وہاں گھر اور آفس وغیرہ کا بھی بندوبست کرنا ہے تو

اس سلسلے میں پراپرٹی ڈیلر سے بھی ملنا ہے۔۔۔۔"وہ نہ جانے جان بوجھ کر ایسا کرتا تھا یا لاشعوری طور پر۔۔زینب تاسف سے اس سنگدل کو دیکھے گئی۔۔شاید وہ اسے یہ احساس دلانا چاہتا تھا کہ وہ عسیل کی جگہ کبھی نہیں لے سکتی ہے اور جلد یا بدیر وہ اسے چھوڑ کر یہاں سے چلا جائے گا۔۔بوجھل سانس خارج کرتے وہ اندر بیڈ روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔حاذق وہیں صوفے پر گردن جھکائے بیٹھا رہا۔۔

"یہ کسی چیریٹی باکس میں ڈال دیجئیے گا۔۔۔"کچھ دیر بعد وہ ہاتھ میں نوٹ تھامے باہر آئی۔۔۔حاذق نے چونک کر گردن اٹھائی۔۔

"یہ کس لئے؟"اس کی آنکھوں میں الجھن اتری تھی۔۔

"آپ سفر پر جا رہے ہیں نا تو آپ کا صدقہ۔۔۔۔"سر سے سرکتی چادر کا پلو ٹھیک کرتے وہ دھیمے سے بولی۔۔حاذق نے حیرانی سے ایک بار اسے پھر اس کے ہاتھ میں تھامے نوٹ کو دیکھا۔۔۔وہ تو سال میں کتنے ہی چکر ادھر ادھر گھوما کرتا تھا۔۔۔مگر یہ خیال تو پہلے کبھی کسی کو نہیں آیا تھا۔۔۔اس لڑکی کی باتیں اسے حیران کرتی تھیں۔۔۔۔شاید عسیل اس کی زندگی میں نہیں ہوتی تو وہ بخوشی زینب کو قبول کر لیتا۔۔۔۔وہ ہرگز بھی دین دار نہیں تھا نہ ہی اس کو

دین دار قسم کی لڑکیاں پسند تھیں۔۔۔ مگر پتہ نہیں اس میں کچھ تھا جو اسے اپنی طرف کھینچتا تھا۔۔ شاید پہلی ہی ملاقات سے۔۔۔ نہ جانے کیا؟؟؟ شاید اللہ نے اس کا جوڑ بنایا تھا جو اس کا دل اس کی جانب ہمکتا تھا۔۔۔ جسے وہ اپنے مضبوط ارادے کی ڈور سے باندھ کر رکھا تھا۔۔

"اوکے۔۔ اللہ حافظ۔۔۔" نوٹ اس کے ہاتھ سے تھامتا وہ کھڑا ہوا۔۔ جس وقت وہ گھر سے نکل رہا تھا۔۔ زینب زیر لب کچھ پڑھ کر اس پر دم کر رہی تھی۔۔ حاذق نے یہ منظر لاؤنج کے قد آدم آئینے کے عکس میں دیکھا اور بنا کچھ تیزی سے گھر کا دروازہ پار کر گیا۔۔۔

آج اسامہ کی مہندی تھی۔۔ یہ ایک مشترکہ تقریب تھی جس کا انعقاد کسی خالی پلاٹ پر ایونٹ آرگینائزر کے ذریعے کروایا گیا تھا۔۔ اس وقت کاشانہ حمید کے لاؤنج میں زندگی کا میلہ سا لگا ہوا تھا۔۔۔ ہلکی ہلکی خنک ہوا کے ساتھ گلاب اور گیندے کی مہک فضا میں گھلی ہوئی تھی۔۔۔ کہیں چوڑیوں کی کھنک، کہیں لڑکیوں کی کھسر پھسر، اور کہیں خواتین کی اونچی آواز میں دی جانے والی ہدایات۔۔۔ ہر سو ہلچل تھی۔۔

سامنے سے حاذق سیڑھیاں اترتا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔سفید کرتے پاجامے پر مسٹرڈ کلر کی واسکٹ، نفاست سے جیل سے سیٹ کئے ہوئے بال، چہرے پر روایتی سنجیدگی مگر آنکھوں میں خاص چمک۔۔چند لڑکیوں کی سرگوشیاں اس کے کانوں تک پہنچیں، مگر وہ بے نیاز سا چلتا رہا۔۔۔نگاہیں کسی خاص کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔اور جیسے ہی سامنے کمرے کا دروازہ کھلا۔۔ایک لمحے کے لئے وہ ٹھٹھک گیا۔۔۔عسیل باہر نکلتی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔جامہ وار کے شاکنگ پنک لہنگے میں وہ رنگوں کا جیتا جاگتا امتزاج لگ رہی تھی۔۔۔مسٹرڈ، پرپل اور بوٹل گرین کے امتزاج میں سجی کامدار بیلوں والے دوپٹے کو سنبھالتے ہوئے، کھلے بالوں میں موتیے کا ٹیکہ سجائے، وہ بے حد دلکش لگ رہی تھی۔۔۔کانوں میں جھولتے پھولوں کے بندے، کلائیوں میں ہم رنگ چوڑیاں، ہاتھوں میں موتیے کے گجرے۔۔۔ہر چیز اس کی رعنائی کو چار چاند لگا رہی تھی۔۔۔حاذق نے بے اختیار ہونٹ گول کر کے آہستہ سے "واؤ" کہا۔۔مگر شاید آواز اتنی دھیمی نہ تھی کیونکہ عسیل کے لبوں پر فوراً ہلکی سی مسکراہٹ در آئی۔۔۔وہ لہنگا سنبھالتی اس کے قریب آ گئی۔۔۔

"گارجیئس۔۔۔تم دونوں ساتھ میں بہت پیارے لگ رہے ہو۔ماشاءاللہ۔۔۔۔"تب ہی عقب سے ماہرہ بھابھی کی آواز سنائی دی۔۔دونوں ایک ساتھ ہنسے تھے۔۔چہرے پر پھیلے گلابی رنگ دونوں کے دل کا حال سنا رہے تھے۔۔۔

"ایک پکچر تو بنتی ہے۔۔۔"ماہرہ بھابھی نے فوراً ہاتھ میں تھامے موبائل کا کیمرہ کھولا۔۔وہ دونوں ایک فاصلے سے کھڑے ہو کر سامنے دیکھنے لگے۔۔۔

"ہیلو۔۔یہ اتنی مشرقیت کب سے؟ بیگم کی کمر میں ہاتھ ہی ڈال لو۔۔۔"موبائل سے نظریں ہٹاتے وہ کسی فوٹو گرافر کی طرح ہدایت دینے لگیں۔۔۔ان کی بات پر دونوں نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔حاذق نے عسیل کو کندھوں سے تھاما تو اس کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی تھی۔۔۔اگلے ہی پل کیمرے کے فلیش کے ساتھ ہی ماہرہ بھابھی کی آواز آئی۔۔

"واہ۔۔یہ ہوئی نا بات۔۔کمال کا شاٹ آیا ہے۔۔۔"تصویر زوم کر کے دیکھتے وہ مسکرائیں۔۔۔

"مجھے بھی واٹس ایپ کر دیجئیے گا۔۔"عسیل کی آواز پر وہ گردن ہلاتی موبائل اس کے نزدیک لائیں۔

"اور مجھے بھی۔۔"حاذق نے بھی دیکھنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"ایویں؟"ماہرہ بھابھی نے شرارت سے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے موبائل جھٹکا۔۔۔

"یہ تصویر مفت میں نہیں ملنے والی۔۔۔بولو کیا دو گے؟"موبائل پیچھے کرتی وہ ابرو اچکاتے گویا ہوئیں۔۔

"بھابھی۔۔آپ تو پوری سیاست دان بن گئی ہیں۔فی الحال دولہا کی جیب ہلکی کریں، ہمیں بخشیں۔۔۔"حاذق نے سامنے سے آتے اسامہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہنسی دبائی۔۔۔

تب ہی صفیہ بیگم نیچے اترتی دکھائی دیں۔۔

"عسیل، حاذق، ماہرہ اور شعیل تم ایک گاڑی میں جانا، زیور بھی ساتھ رکھنا۔۔۔باقی سامان ہم لے کر آرہے ہیں۔۔۔"زیور کے کچھ چھوٹے بڑے ڈبے ماہرہ بھابھی کو پکڑاتیں وہ آگے بڑھ گئیں۔۔۔

"ارے مزنٰی نہیں آئی۔۔۔"تب ہی فلزہ چچی کو احساس ہوا کہ مزنٰی اب تک غائب تھی۔۔

"جاؤ منال۔۔اسے بلا کر لاؤ۔۔سب تیار ہیں۔۔۔"چچی کی آواز پر منال اپنے پورشن کی جانب بڑھ گئی۔۔

جس وقت منال اس کے کمرے میں پہنچی۔۔۔وہ آئینے کے سامنے کھڑی چیونگم سے اپنا ٹیکہ چپکانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تمہاری تیاریاں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں۔۔۔۔امی بتائیں گی۔۔۔"اس کے ہونٹوں کو گہری لپ اسٹک سے سجا دیکھ کر منال نے اسے ڈراوا دینے کی کوشش کی۔۔۔وہ خود بھی لہنگا پہنے تھی۔۔۔مگر بالوں کو جوڑے میں باندھے،لائٹ سا فاؤنڈیشن اور پنک لپ گلوس کے ساتھ اس کی تیاری مکمل تھی۔۔۔۔

"امی مجھے دیکھیں گی تو کچھ کہیں گی نا۔۔ابھی وہ پھپھو اور تائی کے ساتھ جائیں گی۔۔مجھے صبح بتا رہی تھیں۔۔۔۔اور وہاں جا کر تو میں نے ویسے ہی ان سے پھر کے پھر کے رہنا ہے۔۔"
مزنٰی نے مسکارے کا ایک اور کوٹ آنکھوں پر لگاتے لاپرواہی سے جواب دیا۔۔اب وہ تنقیدی نظروں سے گھوم کر اپنا جائزہ لے رہی تھی۔

"سنو تمہارا گلا خالی ہے۔۔۔۔ تمہاری چین کہاں گئی؟ میک اپ کے لئے اتاری تھی؟" منال کی اچانک نظر اس کی خالی گردن پر گئی تھی۔۔۔ جس میں وہ ہر وقت اپنی گولڈ چین پہنے رہتی تھی۔۔۔۔

"اوہ ہاں پتہ نہیں۔۔۔ شاید یہیں کہیں ہو گی۔۔۔۔ چلو چلتے ہیں۔ واپس آ کر ڈھونڈ لوں گی۔۔۔۔ ابھی سب لوگ نکل رہے ہوں گے۔۔۔" منال سے نظریں چراتے اس نے پاؤں میں سینڈل پہنی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔ منال بھی اس وقت جانے کی جلدی میں تھی اس لئے اس نے مزنٰی کے لہجے پر زیادہ دھیان نہیں دیا ورنہ جو چین مزنٰی کی جان تھی اور جسے پہننے کے لئے اس نے فلزہ چچی کی کتنی منتیں کر کے اجازت لی تھی۔۔۔۔ اس کے کھونے پر وہ اتنی مطمئن کیسے رہ سکتی تھی؟

مزنٰی نے فی الحال منال کے مطمئن ہو جانے پر شکر ادا کیا تھا۔۔۔۔ ابھی اسے اس چین کے لئے کوئی من گھڑت کہانی بھی بنانی تھی۔۔۔۔ کیونکہ چین تو وہ ریحان کی ضرورت پوری کرنے کی خاطر اسے بیچنے کے لئے دے چکی تھی۔

گیندے کے پھولوں سے بنے اسٹیج پر اسامہ اور اس کی منگیتر بیٹھے تھے۔۔۔ان کی رسم جاری تھی۔۔۔۔چاروں طرف قہقہے،روشنیوں کی چمک اور اونچی موسیقی کا شور تھا۔۔۔۔ رنگ برنگے جھومر اور تازہ پھولوں کی خوشبو ہر طرف بکھری ہوئی تھی۔۔۔۔آرگنائزرز نے بہترین سجاوٹ کر رکھی تھی۔۔مگر ایک مسئلہ تھا۔۔یہاں کوئی مناسب واش روم موجود نہیں تھا۔۔۔۔مہمانوں کے لیے قریب ہی ایک زیر تعمیر بینکوئٹ ہال کے واش روم کی اجازت لی گئی تھی۔۔۔جو تقریب سے کچھ فاصلے پر تھا۔۔۔۔

"بھابھی میرے لہنگے کی پن لگتا ہے کھل گئی ہے۔۔میرے ساتھ واش روم تک چلیں گی۔۔۔"عسیل نے جھکتے ہوئے ماہرہ بھابھی کے کان میں سرگوشی کی۔۔جو اس وقت اسٹیج کے نزدیک ہی کھڑی تھیں۔۔۔

"ہاں چلو۔۔۔"وہ فوراً ہی پھولوں سے سجی باسکٹ منال کو تھماتی عسیل کی ہمراہی میں باہر نکل گئیں۔۔۔جس وقت وہ دونوں واش روم ایریا میں داخل ہوئیں مزنٰی انہیں کسی سے ویڈیو کال پر مشغول نظر آئی۔۔انہیں دیکھتے ہی اس نے کال کاٹ کر فون پرس میں ڈالا۔۔۔

"تم یہاں اکیلے کیا کر رہی ہو؟"ماہرہ بھابھی کے لہجے میں حیرت اور بے یقینی گھلی تھی۔۔

"وہ آپی بس ذرا فریش ہونے آئی تھی۔۔" گڑبڑاتے ہوئے اس نے چہرہ تھپتھپایا۔۔۔وہ تو اس کا چہرہ دروازے کی طرف تھا اس لئے وہ دونوں یہ نہیں دیکھ پائی تھی کہ وہ ریحان سے بات کر رہی تھی۔۔۔۔

"مزنٰی یہ جگہ دیکھی ہے نا۔۔ایونٹ کی پلیس سے کتنی دور ہے۔۔۔ تمہیں ایسے یہاں اکیلے نہیں آنا چاہئیے تھا۔۔۔ایک تو انجان جگہ،انجان لوگ اور پھر وہاں میوزک کا اتنا شور ہے کہ اگر یہاں خدانخواستہ کچھ ہو تو کسی کو علم بھی نا ہو۔۔۔۔" عسیل واش روم کی طرف بڑھی تو وہ سمجھانے والے انداز میں گویا ہوئیں۔۔۔مزنٰی کے چہرے پر ناگواری کے آثار ابھرے تھے۔

"اب کہاں جا رہی ہو۔۔رکو۔۔ساتھ ہی چلنا۔۔" وہ ان کے لیکچرز سے بچنے کے لئے وہاں سے نکلنا چاہتی تھی لیکن ماہرہ بھابھی نے اسے آواز دے کر روک لیا۔۔

"ایک امی کم تھیں کہ یہ سب کی سب بھی بس مجھ پر ہی روک ٹوک کرنے کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔۔۔۔" ناگواریت سے سوچتے وہ منہ بنا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

دوپہر کی دھوپ اینٹوں کی بنی گلی پر آگ اگل رہی تھی۔ نکڑ پر بیٹھا دکان دار پنکھے کے نیچے بیٹھا اونگھ رہا تھا۔۔۔قریب سے بھاگتے بچوں کی آواز پر وہ چونکتا مگر پھر اگلے ہی لمحے اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلکنے لگتی۔۔۔

ایسے میں دور سے دیکھو۔۔تو حلیمہ ایک ہاتھ سے دوپٹہ سنبھالے۔۔۔دوسرے میں خاکی لفافہ تھامے، جلدی جلدی قدم بڑھا رہی تھی۔۔۔خیر النساء کی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو وہ دوائی لینے کچھ دور بنی ڈسپنسری تک گئی تھی۔۔پسینے اور گرمی سے اس کا برا حال تھا۔۔

ابھی وہ گلی کے موڑ تک پہنچی ہی تھی کہ پیچھے اچانک ایک مانوس مگر ناپسندیدہ آواز گونجی۔۔۔۔

"حلیمہ۔۔۔او حلیمہ۔۔رک تو سہی۔۔۔"

وہ جیسے ہی پلٹی۔۔۔ایک پرانی، دھول اڑاتی گاڑی اس کے سامنے آکر رکی۔۔۔کھڑکی کا شیشہ نیچے کیا حمید گردن نکالے اسے آواز دے رہا تھا۔۔۔تازہ خضاب شدہ بال اس کی کریہہ صورت پر مزید خباثت کا اضافہ کرتے دکھائی دیتے تھے۔۔۔حلیمہ نے اسے انگارہ آنکھوں

Clubb of Quality Content

سے گھورا۔۔۔وہ پہلے ہی جھنجھلاہٹ کے آخری درجے پر تھی اور اس منحوس بڈھے کی شکل دیکھ کر اس کا رہا سہا موڈ بھی ستیاناس ہو گیا تھا۔۔۔

"کیا ہے؟" وہ پھاڑ کھاتے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔یوں جیسے اسے ابھی کچا چبا جائے گی۔۔۔

"تو نے جواب نہیں دیا؟ کل ساجدہ تیری طرف گئی تھی۔۔" حلیمہ کا سر سے پیر تک جائزہ لیتے اس نے دانت نکوسے۔۔۔

"دیکھو چاچا۔۔ تمہیں کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے۔۔۔میری ماں کی عمر کی دوسری کوئی عورت میرے گھر پر نہیں ہے۔۔۔ہاں برابر میں خالہ رشیدن ہے۔۔۔ کہو تو تمہارے رشتے کی اس سے بات چلاوں؟" اپنی چٹیا ہلاتے وہ معصومانہ انداز میں مستفسر ہوئی۔۔

چاچا لفظ سن کر ہی حمید سخت بدمزہ ہوا تھا۔۔۔اوپر سے خالہ رشیدن جو نہ صرف سفید بال اور ٹوٹے دانتوں کے ساتھ ساٹھ کے پیٹھے میں تھی۔۔۔بلکہ پورے محلے کو تگنی کا ناچ نچانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔۔۔اس کے لئے اپنا جوڑ سن کر حمید کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔۔۔

"سن لے حلیمہ۔۔۔جلد یا بدیر تجھ کو میری ہی دلہن بننا ہے۔۔۔"حمید نے برے موڈ کے ساتھ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتے ہوئے دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔۔وہ اس سے منہ ماری نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔اس لئے خاموشی سے واپس جا رہا تھا۔۔۔۔

"شکل امریش پوری جیسی، خواہشیں اور باتیں شاہ رخ والی۔ہونہہ۔۔۔۔"حلیمہ نے بڑبڑاتے ہوئے ایک پتھر اٹھا کر اس کی جاتی ہوئی گاڑی پر مار کر دل کی بھڑاس نکالی۔۔۔

اگلے دن ویک اینڈ تھا۔۔۔۔زینب کو مارتھا کو اپنے ساتھ لے کر اسلامک سینٹر جانا تھا۔۔۔۔ جانے سے پہلے مارتھا کافی کنفیوز تھی کہ کہیں وہ لوگ اس کے آنے پر برا نہ منائیں۔۔۔۔مگر زینب نے اسے تسلی دی کہ وہاں پر نان مسلمز کو بھی اتنی ہی خوش دلی سے خوش آمدید کہا جاتا ہے جتنا کہ مسلمز کو۔۔۔۔بلکہ اکثر تو وہاں ایسے سیشنز بھی ہوتے تھے جس میں نان مسلمز کو خاص کر کے مدعو کیا جاتا تھا۔۔۔۔

آج بھی وہاں ایک اسکالر کا سیشن ہونا تھا۔۔۔زینب نے کہا تھا وہ اس سیشن کے بعد اسے اپنی ٹیچر سے ملوائے گی اور مارتھا کو ان سے جو بھی سوال کرنے ہوں گے وہ کر سکتی ہے۔۔وہ لوگ

جلدی گھر سے نکل گئی تھیں لیکن ویک اینڈ ہونے کے باعث میٹرو اسٹیشن پر بہت رش تھا۔۔ جس وقت وہ لوگ سینٹر پہنچے۔۔۔ لیکچر شروع ہوئے کچھ دیر ہو چکی تھی۔۔ وہ دونوں خاموشی سے پچھلی نشستوں پر بیٹھ گئیں۔۔

"یہی وجہ ہے کہ شیطان انسان کو نماز کے لئے کھڑا ہوتے دیکھتا ہے تو وہ بہت جھٹپٹاتا ہے۔۔۔۔ حد تو یہ ہے کہ اس پر اذان بھی بھاری ہوتی ہے۔۔۔۔" اسکالر کی آواز پورے ہال میں گونج رہی تھی۔۔ اس کے سوا وہاں ہر سو سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔

"جب اذان دی جاتی ہے تو وہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور اذان کے ختم ہوتے ہی جیسے ہی بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہ اس کے دل میں وسوسے ڈالنے دوبارہ آجاتا ہے۔۔۔۔ اور ہمیں یہ بھلانے کی کوشش کرتا ہے کہ ہم نے کتنی نماز پڑھی ہے۔۔

ہے نا۔۔ یہی ہوتا ہے نا ہم سب کے ساتھ؟ کہ ہم بھول جاتے ہیں کہ ہم نے آخر کونسی رکعت پڑھی تھی۔۔" ان کے سوال میں ایک نوع کا تاثر تھا۔۔ جیسے وہ ہر شخص کے دل کی اس کیفیت سے آگاہ ہوں۔۔

"دنیا کا ہر اہم اور غیر اہم کام ہمیں اسی وقت یاد آتا ہے۔۔۔کسی کو سارے کاروباری مسائل کا حل اسی نماز میں سمجھ آنے لگتا ہے۔۔۔تو کسی کو کوئی بھولا ہوا کام۔۔۔۔مطلب شیطان ہار نہیں مانتا۔۔۔وہ کہتا ہے کہ میں اس بندے کو نماز سے نہیں روک سکتا تو کم از کم اس کی نماز خراب کر دوں۔۔۔تو بس ہم نے کیا کرنا ہے کہ جب بھی ہمیں ایسا خیال آئے تو فوراً اس کو جھٹکنے کی کوشش کریں۔مگر ظاہر ہے یہ جو ہمارا دماغ ہے، یہ ہمارے بس میں نہیں ہے۔۔۔ہم لاکھ چاہ کر بھی اسے قابو نہیں کر سکتے۔۔۔یہ اپنے گھوڑے سرپٹ دوڑاتا ہے۔۔۔تو اس کے لئے ہم بے بس ہیں۔۔۔لیکن ہاں ہم کچھ تدابیر کر سکتے ہیں۔۔"اب کی حاضرین کی آنکھوں میں باقاعدہ دلچسپی محسوس کی جا سکتی تھی۔۔سب کا مسئلہ یہی تھا کہ نماز میں خشوع و خضوع لانا تقریباً ناممکن لگتا تھا۔۔اسکا لر دوبارہ بولنا شروع ہوئے۔۔۔

"ہم جب بچپن کی رٹی رٹائی سورتیں نماز میں پڑھتے ہیں تو دماغ آٹو موڈ پر چلا جاتا ہے۔۔۔وہ اس کام کو بنا سوچے سمجھے مشین میں فیڈ کسی الگورتھم کی طرح کرتا چلا جاتا ہے۔۔۔بلکہ میں آپ کو مزے کی بات بتاؤں۔۔۔کہ جب تک ہم بے خیالی میں نماز پڑھتے ہیں۔۔ہم بنا غلطی پوری چار رکعت پڑھ کر سلام پھیر لیتے ہیں کیونکہ ہمارا دماغ اس کے لئے ٹرینڈ ہے۔۔اصل مسئلہ جب آتا ہے جب دوران عبادت ہم بے خیالی سے ہوش میں آتے ہیں۔۔اب

دماغ آٹو موڈ سے ہٹ جاتا ہے اور ہم سوچتے ہیں کہ نہ جانے ہم نے کتنی رکعات ادا کی ہیں۔۔"سامنے بیٹھے حاضرین کی آنکھوں میں تحیر تھا۔۔واقعی کتنی دفعہ لوگوں نے اس بات کا مشاہدہ کیا تھا کہ بے دھیانی سے اچانک نماز پر توجہ مرکوز کرنے پر ہی وہ الجھن کا شکار ہوتے تھے۔۔۔۔

"تو اس کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ آپ نئی سورتیں اور دعائیں یاد کرنا شروع کر دیں۔۔جب آپ کوئی سی بھی تین نئی آیات کی تلاوت کریں گی تو آپ کا ذہن پوری طرح اس جانب یکسو ہو گا۔۔۔ایسے ہی رکوع، جلسے، سجدے اور قعدے کی بھی مختلف مسنون دعائیں ہیں۔۔انہیں بھی ساتھ ساتھ یاد کر کے نماز کا حصہ بنانے سے نماز یقیناً خوبصورت ہو جائے گی۔۔۔ان شاءاللہ۔۔ لیکن ضروری نہیں پر بار ایک ہی طریقہ کام کرے۔ کبھی آپ ہلکی سی تیز آواز میں تلاوت کر کے بھی اپنا دھیان نماز میں لگا سکتی ہیں۔۔ کبھی تجوید کے اصولوں پر دھیان دینے سے توجہ نماز پر رہے گی اور کبھی نماز میں پڑھنے والی سورتوں اور دعاؤں کا ترجمہ ساتھ ساتھ ذہن میں دہرانے سے ان شاءاللہ آپ پوری یکسوئی سے نماز ادا کر سکیں گی۔۔"ہال میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔سب بہت توجہ اور دھیان سے

انہیں سن رہے تھے۔۔۔وہ چند سیکنڈ کے لئے سانس لینے کو رکے۔۔۔مار تھا سانس روکے اس ماحول کے سکون کو اپنے اندر اترتا محسوس کر رہی تھی۔۔

"ہر وہ شخص جو کہ اللہ تعالی کے ذکر اور اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔۔اسے وسوسہ اور فالتو خیال ضرور آتا ہے۔۔کیونکہ شیطان کبھی نہیں تھکتا ہے۔۔یہ تو ہم انسان ہیں جو تھک جاتے ہیں۔۔سو آپ نے بددل ہو کر نماز نہیں چھوڑنی۔۔جیسی بھی ہو ٹوٹی پھوٹی ہی سہی، مگر ثابت قدمی سے نماز پڑھتے رہیں۔۔۔کیونکہ نماز پر قائم رہنے سے ہی ہم شیطان کو مات دے سکتے ہیں۔۔۔۔یہی ہماری اس سے جنگ ہے اور یہی ہماری جیت ہے کہ ہم اس کی سر توڑ کوششوں کے باوجود اللہ کے آگے رکوع و سجود کرتے رہیں۔۔۔اور اللہ پاک جانتا ہے کہ انسان غلطیوں اور خطاؤں کا پتلا ہے۔۔۔۔تو اس نے ان کی معافی بھی رکھی ہے۔۔۔۔جیسے آپ سے نماز میں کمی یا بیشی ہو جائے تو اس کے لئے سجدہ سہو ادا کریں۔ان شاءاللہ پاک آپ کی نماز قبول فرمائیں گے۔۔۔۔"حاضرین پر ایک نظر ڈالتے وہ مسکرائے۔۔جن کے چہرے بھی کسی حد تک پر سکون لگتے تھے۔۔شائد انہیں اپنے مسئلے کا کسی حد تک حل مل گیا تھا۔۔

"اچھا اب ہم میں سے بہت سے لوگ نماز شروع کرتے ہیں۔کچھ دن پابندی کرتے ہیں مگر پھر وہی پرانی روٹین پر واپس آجاتے ہیں۔۔۔ایسا کیوں ہوتا ہے؟"انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔اب کی بار بیشتر حاضرین کی گردنیں شرمندگی سے جھکی تھیں۔۔

"دراصل ہوتا یہ ہے کہ ہم جب کہیں کوئی آیت، حدیث یا کوئی لیکچر سنتے ہیں تو ہمارا ایمان تازہ ہوتا ہے۔۔۔اور ہم بڑے جوش ولولے سے وہ کام شروع کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔مگر پھر کچھ دن کرنے کے بعد ہم پر سستی غالب آنے لگتی ہے۔اب آہستہ آہستہ ہم نماز کو لیٹ کرتے ہیں پھر دوبارہ چھوڑنا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔کیوں؟کیوں کہ اب وہ والی کیفیت ہم پر نہیں رہتی۔۔۔۔جس کی وجہ سے ہم نے نماز شروع کی تھی۔تو اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئیے۔

اگر ہم واقعی چاہتے ہیں کہ ہم نمازی بن جائیں۔۔۔۔مگر بس کچھ دن بعد اس پر قائم نہیں رہ پاتے۔۔۔۔تو ایسا کریں کہ ایسی حدیث یا آیت اپنے کمرے کی دیوار پر فریم کروا کر لگوالیں۔

جو آپ کو روز یاد دہانی کروائے کہ آپ کو نماز ضرور پڑھنی ہے۔۔۔۔جیسے کہ سورہ مدثر کی یہ آیت مجھ پر بہت اثر کرتی ہے۔

کہ جب اہل جنت اہل جہنم سے پوچھیں گے کہ

کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا

وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے (سورہ مدثر، آیت ۴۳،۴۲)

میں جب بھی یہ آیت پڑھتا ہوں میرے رونگھٹے کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔۔یہ سوچ کر کہ جہنم کا منظر جہاں رہنے والوں کو نہایت گرم چشمہ کا پانی پلایا جائے گا۔۔۔۔اور ان کے لیے سوائے کانٹے دار درخت کچھ کھانا نہ ہو گا۔۔۔۔۔جو نہ بدن بڑھائے اور نہ بھوک مٹائے گا جہاں وہ لوگ جلتی تپتی آگ میں جائیں گے۔۔۔۔جہاں انہیں ضریع کے سوا کچھ کھانے کو نہ ملے گا۔۔۔۔"ضریع" یہ عضو کی بیل ہے۔اس میں زہریلے کانٹے دار پھل لگتے ہیں یہ بدترین کھانا ہے۔۔۔۔۔اور نہایت ہی برا جو حلق میں اٹک جائے گا۔۔۔اور زقوم کا درخت گنہگاروں کا کھانا ہو گا۔

حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی زمین میں ٹپک جائے تو تمام زمین والوں کی معاش خراب کر دے۔۔۔۔یہ مثل تلچھٹ کے ہو گا۔اپنی حرارت، بدمزگی اور نقصان کے باعث پیٹ میں جوش مارتا رہے گا۔ جہنم کی جڑ سے نکلتا ہے۔۔۔۔اور اس کے شگوفے شیطانوں کے سروں جیسے ہیں۔

تو سوچیں ایسی جگہ وہ لوگ ہوں گے جو نماز نہیں پڑھتے تھے۔۔۔بس جتنی بار آپ یہ بات سوچیں گے تو یہی خوف اور جہنم سے بچنے کی خواہش آپ کو نماز کا پابند بنائے گی۔

"بے نمازیوں کے لئے قرآن پاک میں جگہ وعید وعید آئی ہے۔ جیسے سورہ فاطر میں اللہ پاک فرماتا ہے۔

وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ "اے ہمارے رب، ہمیں یہاں سے نکال لے تاکہ ہم نیک عمل کریں اُن اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے

انہیں جواب دیا جائے گا۔

"کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آ چکا تھا اب مزا چکھو ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے"۔(سورہ فاطر، آیت ۳۷)

وہاں ان معافیوں تلافیوں کا وقت گزر چکا ہو گا۔۔۔دار الجزا کھل چکا ہو گا۔۔۔ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے اس دنیا میں کوشش کی ہو گی۔۔۔مجھے حیرت ہوتی ہے کہ کیوں چوبیس گھنٹوں میں سے ہر نماز کے لئے پانچ سے دن منٹ نکالنے انسان پر کیسے بھاری ہو سکتے ہیں؟"انہوں نے افسوس سے سر جھٹکتے حاظرین پر ایک نظر ڈالی۔۔۔سب ہی دم سادھے انہیں سن رہے تھے۔۔۔

لوگوں کے چہرے پر ایک شرمندگی اور خوف تھا۔۔۔وہاں بیٹھا ہر شخص یہی عہد کر رہا تھا کہ وہ نماز نہیں چھوڑے گا مگر کیا واقعی ایسا ہوتا ہے یا یہ جذبہ خوف اور شرمندگی بس وقتی ثابت ہوتی ہے؟"

"ابھی زندگی ہے۔۔۔سانسیں چل رہی ہیں۔۔۔اللہ پاک نے موقع دیا ہے تو خدارا اس کو دنیاوی کاموں میں ضائع مت کریں کیوں کہ وہاں جانے کے بعد واپسی کا کوئی راستہ نہیں

ہے۔وہاں جا کر ہم لاکھ سر پٹخیں مگر پھر کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ابھی آپ میں سے بہت سے لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ کل سے ان شاءاللہ نماز شروع کریں گے۔۔۔۔مگر کیا واقعی کل آئے گی؟کیا اللہ پاک نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ کل کا سورج ہم کو دکھائے گا؟نہیں نا۔۔تو بس آج سے اگلی نماز سے نماز کی پابندی کریں۔۔۔۔اس امید اور دعا کے ساتھ کہ اللہ پاک ہماری سابقہ غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کر کے ہمیں پکا نمازی بنائے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔۔۔انہوں نے چشمہ اتار کر اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا۔پھر ایک لمبی سانس لیتے ہوئے سب کے لئے دعا کی۔۔۔۔

"اللہ پاک ہم سب مسلمانوں کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین"

لیکچر ختم ہو چکا تھا۔۔۔مار تھا ایک دم ساکت بیٹھی تھی۔اسے اب سمجھ آ رہا تھا کہ زینب کو نمازوں کی اتنی جلدی کیوں رہتی تھی کیونکہ وہ ہدایت یافتہ تھی۔۔۔وہ جانتی تھی کہ اس چار دن کی زندگی کے لئے اپنی عاقبت خراب کرنا سراسر بے وقوفی ہے۔

"چلو،آؤ۔۔۔میں تمہیں اپنی ٹیچر سے ملواتی ہوں۔۔۔"وہ افسردگی سے بیٹھی اپنی سوچوں میں مگن تھی جب زینب نے اس کو اٹھنے کا کہا۔

"نہیں۔۔۔آج بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔۔اگلے ہفتے آئیں گے پھر چلیں گے۔۔۔۔"مارتھا نے اسے منع کر دیا تھا۔۔۔۔اسے اسلام کو مزید کچھ جاننے اور سمجھنے کے لئے وقت چاہیئے تھا۔دونوں کا رخ اب باہر کی طرف تھا۔۔۔۔جہاں شام اپنے گہرے سائے پھیلا رہی تھی۔۔۔۔۔پرندوں کا ایک غول تھک ہار کر اپنے گھونسلوں کی طرف محوِ پرواز تھا۔۔۔۔ماحول میں ایک اداسی سی گھلی ہوئی تھی یا شاید مارتھا کا دل اداس تھا۔

"یونہی ایک دن زندگی کی شام بھی ڈھل جائے گی۔۔۔اندھیرا ہونے سے پہلے ان پرندوں کی طرح اپنے صحیح مقام پر پہنچنے میں ہی انسان کی عافیت ہے۔۔۔"سوچتے ہوئے اس نے زینب کے قدم سے قدم ملائے تھے۔

مشہور انڈین گانے پر حاذق اور عسیل کا جان دار ڈانس جاری تھا۔۔۔۔لڑکے اور لڑکیاں تالیاں اور سیٹیاں بجا بجا کر انہیں داد دے رہے تھے۔۔۔۔پورے ہال میں اندھیرا تھا سوائے اس ڈانس فلور کے جس پر وہ دونوں اس وقت اسپاٹ لائٹ کی روشنی میں ہر کسی کی نظروں کے حصار میں تھے۔۔۔۔اس کے لئے عسیل نے دو دن تک حاذق کے ساتھ بہت محنت کی

تھی۔۔۔گانا ختم ہوا تو دونوں سرخ چہرے اور پھولی سانسوں کے ساتھ واپس آکر بیٹھے۔۔۔اب ماہرہ اور احراز ڈانس فلور پر جاتے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

"عسیل اس کے بعد اسامہ بھائی کو لے کر آنا ہے۔۔۔باقی کی پرفارمنس تم لوگ رسم کے بعد کرنا۔۔۔"تب ہی عالیہ پھپھو عسیل کے نزدیک آئیں۔۔۔بے تحاشہ میوزک اور لوگوں کے شور کے باعث وہ بآواز بلند بولی تھیں۔۔

"ٹھیک ہے پھپھو۔۔۔میں تب تک رسم کا سامان ٹیبل پر سیٹ کرتی ہوں۔۔۔"کمر کے گرد باندھے دوپٹے کو کھولتی وہ کھڑی ہوئی۔۔ابھی وہ آدھی دور بھی نہیں گئی تھی کہ اچانک میوزک بند ہونے اور شور شرابے کی آوازیں آنے لگیں۔۔۔پلٹ کر دیکھنے پر اسے کوئی خوشگوار منظر نہیں آیا۔۔حاذق ایک لڑکے کو گریبان سے پکڑے،دوسرے ہاتھ سے اس پر مکے برسا رہا تھا۔۔۔وہ لڑکا بھی اپنے بچاؤ کی کوششوں میں لگا ہوا تھا۔۔مگر حاذق جیسے فٹ اور کسرتی جسم والے آدمی کے آگے اس دھان پان سے لڑکے کا ٹکنا ذرا مشکل تھا۔۔۔اس دوران کافی لوگ بیچ بچاؤ کرانے آچکے تھے۔۔۔

"دو منٹ کے اندر موبائل میرے حوالے کرو۔۔۔ورنہ ہڈیاں توڑ دوں گا۔۔۔"خود کو ایک جھٹکے سے شعیل کی گرفت سے آزاد کراتا وہ دوبارہ اس لڑکے کی جانب بڑھا۔اس پر اس وقت ایک جنونی کیفیت طاری تھی۔۔۔لڑکا تھوڑا ڈرپوک قسم کا تھا۔۔حاذق کی مار کی جھلکیاں دیکھتے ہوئے اس نے فوراً ہی موبائل اس کے حوالے کیا۔۔۔موبائل لڑکے کے ہاتھ سے جھپٹتے ہی اس نے پوری قوت سے اسے اٹھا کر زمین پر پٹخا۔۔موبائل کی اسکرین چکنا چور ہوئی تھی۔۔۔ساتھ ہی اس کی بیٹری نکل کر دور جا کر گری۔۔۔مگر پھر بھی اس کے دل کو سکون نہیں آیا۔۔۔اس نے یکے بعد دیگرے اپنے جوتے کی ہیل موبائل پر مار مار کر اس کا حشر بگاڑ دیا۔۔لڑکا تو مارے دہشت کے آنکھیں کھولے اپنے موبائل کی آخری رسومات ہوتے دیکھ رہا تھا۔۔۔موبائل کو اس کے انجام تک پہنچانے کے بعد وہ چلتا ہوا لڑکے کے پاس گیا۔۔جس سے وہ گھبرا کر دو قدم پیچھے ہوا تھا۔۔۔وہ سمجھا تھا اس کی باری دوبارہ آچکی ہے۔۔۔

"آئندہ کسی لڑکی کی ویڈیو بناتے ہوئے یہ سوچ لینا کہ اس موبائل کی جگہ تم بھی یہاں ہو سکتے تھے۔۔۔"کرتے کی جیب سے والٹ نکال کر پانچ ہزار کے پانچ نوٹ اس کی ہتھیلی

میں پکڑا تاوہ تنبیہی انداز میں گویا ہو۔۔۔اور اگلے ہی پل پیچھے مجمع میں کھڑی حق دق سی عسیل کا ہاتھ تھامتا وہ فنکشن چھوڑ کر نکل گیا۔۔۔

"اس حشر کے بعد تو شاید وہ بے چارہ اب اپنی تصویر لیتے ہوئے بھی سو بار سوچے گا۔۔۔کجا کسی لڑکی کی۔۔۔" پاس کھڑے کسی منچلے نے تبصرہ کیا تھا۔۔۔آس پاس کھڑے سب ہی لڑکوں کی دبی دبی ہنسی نکلی تھی۔

سب گھر والے ہی اس صورتحال پر حیران پریشان سے کھڑے تھے۔۔۔شعیل، پھپھو کو رسم وغیرہ شروع کرنے کا کہہ کر بھاگ کر ان لوگوں کے پیچھے نکلا۔۔۔

"کیا ہو گیا تھا؟ ایسا غصہ، میں تو سمجھا تھا کہ تم کہیں چلے ہی نہ گئے ہو۔۔۔" باہر نکلنے پر حاذق اور عسیل کو اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا دیکھ کر شعیل نے سکون کا سانس لیا۔۔۔

"اور مجھے پتہ تھا تم میرے پیچھے آؤ گے اس لئے ویٹ کر رہا تھا۔۔۔گاڑی کی چابی دے دو۔۔۔ہم لوگ گھر جا رہے ہیں۔۔۔تفصیل میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔۔" حاذق اب بلکل نارمل ہو چکا تھا۔۔۔پانچ منٹ پہلے والے غصے کا شائبہ تک نہ تھا۔۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر شعیل سے گاڑی کی چابی مانگی۔۔۔

"آر یو شیور کہ گھر پہنچ جاؤ گے؟" جیب سے چابی نکالتا شعیل کچھ بے یقین سا تھا۔۔۔

"گو گل میپ زندہ باد۔ نو وریز۔۔۔" حاذق نے مسکرا کر ہاتھ میں پکڑے موبائل کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ جس پر وہ شعیل کے آنے سے پہلے مگن تھا۔۔۔

"او کے گھر پہنچ کر میسیج کر دینا۔۔۔" دونوں گاڑی میں بیٹھے تو شعیل نے کھڑکی میں سر ڈال کر ہدایت کی۔۔ حاذق کی گردن ہامی میں ہلی۔۔ کچھ دیر بعد گاڑی سڑک پر فراٹے بھرتی منزل کی جانب رواں تھی۔۔۔

"میں نے آپ کا یہ روپ پہلی بار دیکھا ہے۔۔۔ میں تو ایک دم ڈر گئی تھی۔۔۔" گاڑی میں چھائی خاموشی کو عسیل کی آواز نے توڑا۔۔۔ وہ واقعی حاذق کا یہ جنونی انداز دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی۔۔۔

"ہوں۔۔۔ تو ایسی ناقابل برداشت حرکت بھی پہلی بار ہی ہوئی تھی۔۔۔ ویسے ڈرنے کی ضرورت تمہیں نہیں تھی۔ وہ تو شکر آسانی سے اس نے موبائل دے دیا ورنہ دو چار ہڈیاں تو ٹوٹتیں۔۔" اسٹیرنگ سے بایاں ہاتھ اٹھا کر ایک نظر دیکھتے اس نے لب بھینچے۔۔ کلائی سے

تھوڑا اوپر ایک گہرا نیل پڑ چکا تھا۔۔۔جوش میں اس وقت اسے احساس نہیں ہوا تھا مگر اب اس میں دکھن ہو رہی تھی۔۔۔۔عسیل کی نظر بھی اس کے ہاتھ پر پڑ چکی تھی۔

"اوہ۔۔یہ تو نیل پڑ گیا ہے۔۔۔ایسا کریں گاڑی روک کر کسی شاپ سے آئس پیک لے لیتے ہیں۔۔"آس پاس نظریں دوڑاتے وہ تفکر سے گویا ہوئی۔۔

"نہیں بس تھوڑی دیر میں گھر آ جائے گا۔۔۔وہاں جا کر کچھ لگا لوں گا۔یہاں رکنا مناسب نہیں ہے۔۔۔۔"ایک نظر عسیل کے سراپے پر ڈالتے اس نے گہرا سانس خارج کیا۔۔

عسیل نے بھی زبردستی نہیں کی۔۔۔وہ چپ چاپ سی بیٹھی باہر گزرتے ٹریفک کو دیکھنے لگی۔۔۔۔اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ رات کے اس پہر اتنی بنی سنوری لڑکی کے ساتھ گاڑی روکنا بلکل بھی عقل مندی نہیں تھی۔۔۔۔باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔۔۔۔گھر پہنچ کر دونوں اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔۔

حاذق کپڑے تبدیل کر کے فارغ ہوا تھا جب دروازے پر کھٹکا ہوا۔۔دروازہ کھولنے پر اسے عسیل سامنے کھڑی نظر آئی۔۔۔وہ ہنوز مہندی والے کپڑوں میں ملبوس تھی۔۔۔۔

"آپ کا ہاتھ کیسا ہے؟ ہاتھ میں تھامی چھوٹی سی پلاسٹک کی ٹرے اس کے سامنے کرتے وہ متفکر سی گویا ہوئی۔۔حاذق نے دیکھا،ٹرے میں آئس پیک، پین کلر اور کوئی جیل رکھا تھا۔۔۔

"تھینکس عسیل۔۔۔لیکن تم نے بلاوجہ یہ سب کیا۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔"اس کے ہاتھ سے ٹرے تھامتا وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

"ایسے کیسے ٹھیک ہیں۔۔اتنا بڑا نیل پڑ گیا ہے۔۔"ایک بار پھر اس کی نظر حاذق کے ہاتھ کی جانب اٹھی تھی۔۔۔آنکھوں میں فکر مندی سی خفگی نمایاں تھی۔۔۔

"اتنا خیال کرو گی تو اکثر ہی ایسی چوٹیں لگا لیا کروں گا۔۔۔"دونوں ہاتھ بازو پر باندھتا وہ دروازے کی چوکھٹ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔نگاہیں عسیل کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں جہاں وہی گلابی رنگ بکھرا تھا۔۔جس پر حاذق دل و جان سے فدا تھا۔۔

"یہ نخرے بس ابھی اٹھا رہی ہوں۔۔شادی کے بعد نخرے میں دکھاؤں گی اور آپ اٹھائیں گے۔۔۔"کندھے اچکاتے وہ جانے کے لئے پلٹ گئی۔۔حاذق کی محبت پاش نظروں کے سامنے کچھ دیر مزید ٹھہرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔۔۔

"میں تو دل و جان سے اس دن کا منتظر ہوں۔۔۔" پیچھے سے اس کی آتی آواز پر وہ بنا پلٹے مسکرائی۔۔ حاذق اسے سیڑھیاں اترتے دیکھتا رہا۔۔۔ وہ نظروں سے غائب ہوئی تو وہ ایک گہرا سانس بھرتا کمرے میں واپس چلا گیا۔۔۔ شادی کے نام پر زینب کا خیال ایک بار پھر ذہن کے پردے پر ابھرا تھا۔۔۔ گر زینب بیچ میں نہ آتی تو یہ سب کتنا مختلف ہوتا۔۔۔ وہ عسیل کے ساتھ کتنا خوش رہتا۔۔۔ لیکن ابھی زینب کو سوچ کر اسے ایک بار پھر پریشانی شروع ہو گئی تھی۔۔ آخر وہ عسیل سے یہ سب کب تک چھپا سکتا تھا؟ زینب کو نہ چھوڑتے بن رہا تھا اور ساتھ رکھ کر عسیل سے یہ سب چھپانا۔۔۔ ناممکن تھا۔۔ تیسرا رستہ عسیل کو سب بتانا تھا۔۔ لیکن اس صورت میں تو شاید اس کا اور عسیل کا رشتہ ہی نہ بچتا۔۔۔ وہ اسے اچھی طرح جانتا تھا۔۔ وہ کبھی بھی اس کی شراکت داری برداشت نہ کرتی۔۔ اس کی شراکت داری سے بہتر شاید وہ اسے چھوڑنے پر ترجیح دیتی۔۔۔ یہ سب خیالات اسے عجیب کشمکش میں پھنسائے ہوئے تھے۔۔۔ آج ایک اور رات اسی شش و پنج میں گزرنی تھی۔۔

صبح کی سپیدی ہر سو پھیل چکی تھی۔۔لان میں کھڑے درختوں کے پتے ہلکی ہوا سے سرسرا رہے تھے۔۔شارق چچا کے پورشن میں جھانکو تو ناشتے کی مہک فضا میں رچی ہوئی تھی۔۔چچا کچھ دیر پہلے ہی آفس کے لئے نکلے تھے۔۔۔اور فلزہ چچی ناشتے کے برتن سمیٹتی رات والے واقعے پر روشنی ڈال رہی تھیں۔۔۔عالیہ پھپھو، جو صبح کا ناشتہ شارق چچا کی طرف کرتی تھیں۔۔۔چائے کے گھونٹ بھرتی نیم دلچسپی سے چچی کی باتیں سن رہی تھیں۔۔

"شرم وحیا کو عورت کا زیور ایسے ہی تھوڑی کہا گیا ہے۔ بھئی میں تو کہتی ہوں کہ ایسے کسی بھی واقعے میں غلطی سراسر لڑکی کی ہی ہوتی ہے۔۔۔اب اتنا سج سنور کر جب سب کے سامنے ناچو گی تو ہر کوئی ہی ویڈیو بنائے گا۔میری منال، مزنٰی کی ویڈیو کسی نے کیوں نہ بنائی۔۔۔۔ میں نے تو شروع سے ہی ان کے پہننے اوڑھنے پر نظر رکھی ہے۔۔۔بھابھی کی طرح کھلا نہیں چھوڑا۔۔۔۔"چچی کی باتوں میں برتری کا وہی روایتی رنگ جھلک رہا تھا۔۔جو انہیں ہمیشہ اپنی بیٹیوں کی تربیت پر فخر کرتے وقت چڑھ جاتا تھا۔۔۔

"فلزہ، بیٹیاں تو سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔۔۔اللہ پاک سب کی بچیوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔۔۔جہاں تک بات پہننے اوڑھنے کی ہے تو عسیل نے بھی منال مزنٰی کی طرح ہی

پہناوا پہنا تھا۔اس کے پہناوے میں تو کوئی حرج نہیں تھا۔۔"عالیہ پھپھو نے کپ میز پر رکھتے بہت سہولت سے چچی کی بات کی نفی کی۔۔چچی کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔۔وہ ان سے اس قسم کی کھلے عام طرف داری ہر گز متوقع نہیں کر رہی تھیں۔۔

"دراصل وہ لڑکا کافی دیر سے عسیل کو فوکس کئے ہوئے تھا۔۔حاذق نے یہ بات محسوس کر لی تھی۔۔۔۔مسئلہ ڈانس کرنے کا نہیں تھا،مسئلہ نیت کا تھا۔۔۔وہ مسلسل عسیل کی تصویریں کھینچ رہا تھا۔۔اس لئے حاذق خاموشی سے اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا تاکہ اگر اس کا شک صحیح نکلا تو وہیں سب کچھ ڈیلیٹ کروا سکے۔۔۔اور وہی ہوا بھی۔۔۔اس وقت بھی وہ عسیل کی ویڈیو بنا رہا تھا۔۔۔پہلے تو حاذق نے آرام سے موبائل مانگا تھا۔۔مگر جب وہ آسانی سے دینے کو تیار نہیں ہوا تو حاذق کو ہاتھا پائی کرنی پڑی۔۔۔ورنہ خدانخواستہ،وہ نہ جانے کہاں کہاں وہ تصویریں پہنچا دیتا۔۔۔"فلزہ چچی کے ماتھے کی شکنیں گہری ہوئی تھیں۔۔وہ جو پھپھو کے منہ سے عسیل کی برائی سننا چاہتی تھیں۔۔۔الٹا اپنا دل جلا بیٹھی تھیں۔۔

"ہاں اپنی بیٹی بھی تو یہی سب کرتی ہے نا۔۔۔تو انہیں عسیل میں کیونکر برائی نظر آئے گی۔۔۔"چچی نے دل ہی دل میں پھپھو اور ماہرہ کو بھی گھسیٹ لیا تھا۔۔۔۔مگر بظاہر مسکراتے ہوئے میز چھوڑ کر اٹھنے لگیں۔۔اور تب ہی عسیل جو باہر کھڑی سب سن رہی تھی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔وہ اس وقت پھپھو سے بارات میں پہننے والے کپڑوں کا پوچھنے آئی تھی۔۔۔۔ تاکہ دلشاد کو دے سکے جو اس وقت بیٹھی سب کے شام کے کپڑے استری کر رہی تھی۔

"چچی۔۔شرم و حیا خالی عورتوں کا زیور نہیں ہے۔۔۔عورتوں کو پردے کے حکم کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔۔میں عورتوں کے بے پردہ رہنے کو جسٹیفائی نہیں کر رہی۔۔۔۔وہ ہر انسان کا اپنا ذاتی فعل ہے۔۔۔۔اور اس کا وہ جواب دہ بھی ہو گا۔۔۔۔مگر یہ کہنا کہ ایسی کسی بھی حرکت میں قصور صرف عورت کا ہے سراسر غلط ہے۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ خاتم النبین حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔۔۔۔ایک مرتبہ وہ حج کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔جب اسی دوران قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مسئلہ پوچھنے آئی۔۔۔۔تو

حضرت فضل رضی اللہ عنہ بھی اس کی طرف دیکھنے لگے۔آپ کو اس کا حسن بھلا معلوم ہوا تھا۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو حضرت فضل رضی اللہ عنہ اسے دیکھ رہے تھے۔۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر ان کی ٹھوڑی پکڑی اور ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔(صحیح بخاری ۶۲۲۸)

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس عورت سے نہیں کہا کہ تم اپنا منہ ڈھانپو۔انہوں نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کو غیر عورت کو دیکھنے سے منع کیا۔۔۔۔

مجھے پتہ ہے مسلمان عورت کا زیور شرم وحیا ہے۔۔۔۔مگر میں مرد کے کسی غلط فعل میں صرف عورت کو قصوروار نہیں ٹھہراؤں گی۔۔۔۔اگر مردوں کی بدنیتی کی وجہ صرف عورت کا لباس اور اس کی ادائیں ہوتیں۔۔۔۔تو ہمارے معاشرے میں آٹھ اور دس سال کی بچیوں کا ریپ نہیں ہو رہا ہوتا۔۔۔ہمارے مرد بس اسٹاپ پر دوپٹہ لپیٹی کھڑی لڑکیوں کو آنکھ مار کر نہیں گزرا کرتے۔۔۔۔بائیک پر سوار لڑکے راستے میں چلنے والی لڑکیوں کے دوپٹے کھینچ کر قہقہہ لگا کر نہیں گزرتے۔۔۔۔ہمارے کالج،یونیورسٹیز میں لڑکیوں کو

ہر اساں نہیں کیا جا رہا ہوتا۔۔۔عبایا پہنی راہ چلتی لڑکیوں کو چٹکی بھر کر نہیں جایا جاتا۔۔۔ قبریں کھود کر ان کے ساتھ زیادتی نہیں کی جاتی۔۔۔چچی قصور صرف عورت کا نہیں۔۔۔ مرد کا بھی ہے۔۔۔اس کی ہوس کا بھی ہے۔۔۔اس کی گندی نظر کا بھی ہے۔۔۔اس کی غلیظ سوچ کا بھی ہے۔۔۔جو عورت کی عمر،اس کا لباس اور جگہ دیکھے بغیر اپنی کریہہ فطرت دکھانے سے باز نہیں آتے ہیں۔۔۔۔"چچی کا چہرہ غصے میں لال بھبھو کا ہوا تھا۔۔دل تو چاہ رہا تھا اس لڑکی کو کس کس کر دو لگائیں۔۔مگر ایسا بس وہ دل میں ہی سوچ سکتی تھیں۔۔سو بمشکل خود پر ضبط کئے کانوں کو ہاتھ لگاتی کرسی دھکیل کر کھڑی ہوئیں۔۔

"پھپھو اپنے رات میں پہننے کے کپڑے دے دیں۔۔۔دلشاد پریس کر رہی ہے۔۔۔"چچی سے بے نیاز،عسیل نے پھپھو کو مخاطب کیا۔۔۔وہ مکمل طور پر چچی کو نظر انداز کئے تھی۔۔ دل تو اس کا چاہا تھا کہ جس تربیت کی وہ بات کر رہی ہیں۔۔۔پھپھو کے سامنے اس تربیت کا جنازہ مزنی کو سب کے سامنے بلا کر اس کا بھانڈا پھوڑ کر نکال دے۔۔۔مگر وہ اتنی کم ظرف نہیں تھی۔۔۔سو خاموش رہی۔۔۔البتہ اپنے اوپر اٹھنے والی انگلی کو موڑنا اسے آتا تھا۔۔۔ مگر دوسروں پر انگلی اٹھانے سے وہ ہمیشہ ہی کتراتی تھی۔۔۔یہ کام صرف پنج وقتہ نمازی چچی ہی کر سکتی تھیں۔۔۔۔

"ہاں چلو۔۔میں دیتی ہوں۔۔۔" پھپھو بھی گردن ہلاتی عسیل کے ہمراہ اس کے پیچھے ہی نکل گئیں۔۔۔۔

یہ ایک چھوٹا، صاف ستھرا، نفاست سے سجا گھر تھا۔۔جہاں سادگی اور خوبصورتی کا حسین امتزاج نظر آتا تھا۔۔۔داخلی دروازے پر لکڑی کی باریک نقش و نگار والی چوکھٹ تھی۔۔۔ اندر قدم رکھتے، دائیں جانب ایک چھوٹا مگر انتہائی صاف ستھرا ڈرائنگ روم تھا۔۔جہاں دیواروں پر ہلکے رنگ کا وال پیپر لگا تھا۔۔۔ایک طرف سفید رنگ کا لکڑی کا شیلف تھا، جس میں نفاست سے ترتیب دی گئی کتابیں، چند یادگاری تصاویر اور چھوٹے چھوٹے شوپیس رکھے تھے۔۔۔۔

کمرے کے بیچ و بیچ رکھے بھاری ریگزین کے صوفوں میں سے ایک پر ہاجرہ خاتون بیٹھی تھیں۔۔۔جبکہ ان کے عین سامنے ان کی رشتے کی بہن نفیسہ بی بی بیٹھی تھی۔۔درمیان میں رکھی میز پر شیشے کے گلاس میں لال شربت رکھا تھا۔۔۔جو کچھ دیر پہلے ہی ہاجرہ خاتون بنا کر لائی تھیں۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاجرہ اب کی بار عبدالرحمٰن کی شادی کر کے ہی اسے واپس بھیجنا۔۔۔"نفیسہ بی بی نے گلاس سے دو گھونٹ شربت بھرتے کمرے پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی۔۔جس کا نقشہ چند سالوں میں ہی بدل گیا تھا۔۔نفیسہ بی بی خود بیوہ تھیں اور رشتے کروانے کا کام کیا کرتی تھیں۔۔ہاجرہ خاتون کے گھر ان کا بہت آنا جانا تھا۔۔۔

"ہاں ارادہ تو اب کی میرا بھی ہے۔۔۔۔مگر عبدالرحمٰن کے جوڑ کی کوئی لڑکی ہو تو کروں نا۔۔۔۔۔مجھے تو اپنے بچے کے لئے کوئی لڑکی بھاتی ہی نہیں۔۔۔۔جو پسند آتی ہیں ان کو اس کے مولوی ہونے پر اعتراض ہوتا ہے۔۔۔۔"ہاجرہ خاتون ایک گہرا سانس بھر کر رہ گئیں۔۔

(تیس سالہ عبدالرحمٰن مونٹریال کی ایک مسجد میں بطور استاد درس وتدریس کے فرائض سر انجام دیتا تھا۔۔۔۔بہت کم عمری میں ہی اسے یہ اعزاز نصیب ہو گیا تھا۔۔۔وہ پچھلے پانچ سال سے کینیڈا میں مقیم تھا۔۔۔آج کل وہ چھٹیوں میں پاکستان آیا ہوا تھا۔۔۔یہاں اس کی رہائش لاہور میں تھی۔کینیڈا میں رہنے کی وجہ سے یہاں اس کے گھر کے حالات اچھے ہو گئے تھے۔۔۔۔ماں کو بہت بار ساتھ لے جانا چاہا مگر وہ اپنے مرحوم شوہر کے گھر کو چھوڑنے پر راضی نہ تھیں اور یہاں اپنے چھوٹے بیٹے کے ساتھ رہتی تھیں۔۔۔۔)

"ایک لڑکی ہے میری نظر میں۔۔۔۔بہت ہی خوبصورت ہے۔یہی کوئی اٹھارہ،انیس برس کی ہو گی۔۔۔۔مگر ہیں وہ لوگ کی کمین۔۔۔۔ماں چوہدریوں کے گھر کام کرتی ہے اور باپ کھیتوں پر۔۔۔یوں کہہ لے مرتبے میں تیرے ہم پلہ نہیں ہیں۔۔۔"

نفیسہ بی بی جو منیبہ سے کپڑے سلوایا کرتی تھیں۔۔۔۔انہوں نے حلیمہ کو اکثر ہی دیکھا تھا اور اس کی خوبصورتی کی گرویدہ تھیں۔۔۔

"نہ توبہ کرو۔۔۔میں کسی کی کمین کی لڑکی کیوں لانے لگی۔میرا بیٹا مولوی ہے۔۔اسی کی ہم پلہ لڑکی لاؤں گی۔۔"ہاجرہ خاتون نے دہلتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھا۔۔

"ماں۔۔۔آپ مولوی کی ماں ہیں اور باتیں ایسی۔۔۔۔"یہ عبدالرحمٰن تھا جو ان کی بات سن کر باہر نکل کر آیا تھا۔۔۔۔۔

"یہ ذات پات،اونچ نیچ،برادری یہ سب کیا ہے ماں؟اگر اس لڑکی کی صرف یہی برائی ہے کہ وہ کمی کمین ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔بس لڑکی صوم صلٰوۃ کی پابند اور مذہبی شعائر کی پیروی کرتی ہو۔۔۔۔باقی مجھے اس کے علاوہ کچھ نہیں چاہیئے۔۔۔۔۔نہ ہی میں جہیز لوں

گا اور نہ ہی بہت دھوم دھام سے شادی کروں گا۔۔۔بس مسجد میں نکاح ہو گا۔۔اگر آپ اجازت دیں تو جانے پہلے میں سادگی سے نکاح کر کے جاؤں گا۔۔۔"

"چلو جب میرے بیٹے کو ہی کوئی مسئلہ نہیں ہے تو اس کی خوشی میں میں خوش۔۔۔نفیسہ تم ان لوگوں کو بول دینا ہم ایک دو دن میں لڑکی دیکھنے آئیں گے۔۔۔"ہاجرہ خاتون نے عبدالرحمٰن کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے نفیسہ بی بی سے کہا۔۔۔

اور نفیسہ بی بی جنہیں حلیمہ کی کمین ہونے کی وجہ سے تو عبدالرحمٰن کے ہم پلہ نہیں لگی تھی۔۔۔انہوں نے در حقیقت وہ بات ہی نظر انداز کر دی تھی جس معاملے میں لڑکی عبدالرحمٰن کے واقعی ہم پلہ ہونی چاہیئے تھی۔۔۔انہوں نے مشرق اور مغرب کا بے جوڑ رشتہ لگایا تھا اور اس کی سزا عبدالرحمٰن بھگتے گا اس سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔۔۔فکر تھی تو بس یہ کہ جانے سے پہلے عبدالرحمٰن کی شادی ہو جائے تاکہ ان کے پیسے کھرے ہو سکیں۔۔۔۔۔

مارتھا کو جاب چھوڑے ہفتہ گزر چکا تھا۔۔آج کل وہ گھر پر فارغ ہی رہتی تھی۔۔۔اس نے کافی جگہ اپلائی کیا ہوا تھا مگر فی الحال کہیں سے بھی کال نہیں آئی تھی۔۔۔اس لئے آج کل اس کا ایک ہی کام تھا۔۔وہ مونا اور تھامس کے گھر سے نکلتے ہی قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دیتی تھی۔۔۔اسے اب قرآن پاک پڑھنے کی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ جس وقت مونا اور تھامس گھر پر ہوتے تھے تو وہ جلے پیر کی بلی کی طرح ادھر ادھر گھومتی تھی کہ کس طرح سب کی نظر بچا کر وہ پھر سے پڑھنے بیٹھ جائے۔۔۔ابھی بھی وہ بیڈ روم سے اٹھ کر لاؤنج میں آئی تھی جہاں تھامس ٹی وی دیکھنے میں مشغول تھا اور مونا کسی میگزین کی ورق گردانی میں مگن تھی۔۔۔جب ہی فون کی گھنٹی نے اسے متوجہ کیا۔۔۔

"تم آج سینٹر آ رہی ہو؟"دوسری طرف فون پر زینب تھی جس نے سلام کے بعد آنے کے متعلق استفسار کیا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔گیٹ پر میرا انتظار کرنا۔۔۔"اس نے کھن انکھیوں سے پیچھے بیٹھے تھامس کو دیکھا اور آہستگی سے جواب دے کر فون رکھ دیا۔۔

اسے یوں بھی اس وقت اپنے گھر کے ماحول سے فرار چاہیئے تھا۔۔۔سو اس نے وہاں جانے کا ارادہ باندھ لیا۔۔۔ویسے بھی اس کے ذہن میں کافی سوال کلبلا رہے تھے جن کے جواب اسے ڈھونڈنے تھے۔۔کچھ دیر بعد وہ تیار ہو کر مونا سے کسی فرینڈ کی پارٹی کا کہہ گھر سے نکل گئی۔۔۔اتفاقیہ طور پر زینب سے اس کا ٹکراؤ میٹرو اسٹیشن پر ہی ہو گیا۔۔۔دونوں کا گھر ایک ہی روٹ پر تھا اس لئے اکثر ہی وہ دونوں ایک ہی میٹرو میں آتی جاتی تھیں۔۔۔وہ بات الگ تھی کہ پہلے مارتھا، زینب کو دیکھ کر منہ پھیر لیا کرتی تھی مگر آج وہ اس سے بہت گرم جوشی سے ملی تھی۔۔۔اتفاق سے زینب کے برابر والی سیٹ خالی تھی۔۔۔مارتھا اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

"ایک بات پوچھوں۔"بیٹھنے کے تھوڑی دیر بعد مارتھا نے ہچکچاتے ہوئے زینب کی جانب دیکھا۔۔۔

"ہاں ضرور۔۔۔ایک نہیں سو پوچھو۔۔۔اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"زینب نے مسکراتے ہوئے اپنی ازلی خوش اخلاقی سے جواب دیا تھا۔۔مارتھا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ امڈی تھی۔۔

"یار یہ تم حجاب کیوں کرتی ہو؟ تمہیں اس سے الجھن نہیں ہوتی؟" بہت عرصے سے دل میں پنپتا سوال وہ بلآخر زبان پر لے آئی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی زینب اس کی باتوں کا برا نہیں مناتی تھی۔۔اس لئے اس سے پوچھنے کی ہمت بھی پڑ گئی تھی۔۔

"میں حجاب اپنی خوشی سے کرتی ہوں۔۔۔اللہ کا حکم ماننے کے لئے۔۔۔۔تاکہ میں ایسی عورت کے طور پر پہچانی جاؤں جس کا عزت اور احترام کیا جانا چاہئیے۔۔۔۔جیسا کہ اللہ پاک سورہ احزاب میں فرماتا ہے۔۔۔

"اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔۔یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے" (سورہ احزاب ۵۹)

دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں یہود کی اخلاقی حالت بہت پست تھی۔۔۔تو کفار زیادہ تر لونڈیوں کو ستاتے تھے۔۔۔۔بلکہ مسلمان عورتوں کو ذہنی اذیت دینے کے لئے وہ مسلمان عورتوں پر بھی آوازیں کستے تھے۔۔۔اور جب ان سے باز پرس کی جاتی تو کہتے کہ میں تو اپنی لونڈی سمجھا تھا یا پھر یہ کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ عورت جو جا رہی

ہے مسلمان ہے۔۔۔تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل کر کے ایسی کسی بھی صورتحال پیدا ہونے کے مواقع ختم کر دیئے کہ مسلمان عورتیں یا شریف عورتیں چادر لیں تاکہ سب کو پتہ چل جائے کہ یہ مسلمان عورت ہے۔۔۔اس آیت میں مسلمان خواتین کو کفار کی خواتین اور لونڈیوں سے الگ نظر آنے کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔ مسلمان عورت اپنے حلیے اور اپنے طرز تخاطب سے لوگوں سے خود کی عزت کرواتی ہے۔۔۔حجاب کے ساتھ ساتھ، ہر کسی سے ہنسی مذاق اور غیر ضروری بات چیت بھی مسلمان عورت کو زیب نہیں دیتی۔۔۔"مارتھا کے لب بھینچے ہوئے تھی۔۔وہ سوچ رہی تھی کہ واقعی جب وہ اور زینب ریسیپشن پر ایک ساتھ ہوتی تھیں تو اس سے تو لوگ ہر قسم کا ہنسی مذاق کر لیا کرتے تھے۔ مگر زینب سے سب ہی عزت سے بات کیا کرتے تھے۔۔۔حتٰی کہ ڈیوڈ بھی زینب کو مس زینب کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔۔۔شاید وجہ اس کا لیا دیا سا انداز تھا۔۔جو خود بخود سب کو ایک حد میں رہنے پر مجبور کرتا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"زینب نے اسے گم صم دیکھ کر اس کی کہنی ہلائی۔۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔۔ مگر تمہیں نہیں لگتا، لباس یا پہناوا انسان کو اپنی مرضی کا کرنا چاہیئے۔۔۔ جس میں وہ خود کو کمفرٹیبل محسوس کر سکے۔۔۔ مطلب لباس پہننے میں انسان کو آزادی ہونی چاہیئے۔۔۔" مار تھا حجاب والی بات پر ابھی بھی زینب کے جواب سے کچھ خاص مطمئن نہیں تھی۔۔۔

"تمہیں پتہ ہے سب سے پہلا لباس جو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام نے ستر ڈھانپنے کے لئے استعمال کیا وہ ورقتہ الجنتہ تھے۔۔۔۔ جب تک وہ شیطان کے بہکاوے میں نہیں آئے تھے ان کے ستر چھپے ہوئے تھے۔ مگر شیطان کے بہکاوے میں آتے ہی وہ بے لباس ہو گئے تھے اور تب انہوں نے اپنا جسم چھپانے کے لئے ورقتہ الجنتہ استعمال کئے تھے۔۔۔ تو شیطان کا مقصد ہی بنی آدم کو گمراہ کر کے انہیں رسوا کرنا ہے۔۔۔۔ آج بھی وہ طرح طرح کی جدت اور فیشن کے نام پر ہم میں سے بہت سے لوگوں کے کپڑے اتروائے چلے جا رہا ہے اور ہم اس بات سے بے خبر کہ کہیں ہم بھی تو حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کی طرح جنت سے بے دخل ہونے کی تیاری تو نہیں کر رہے؟ بس اندھا دھند شیطان کی تقلید کئے جا رہے ہیں۔۔۔ جب کہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ دونوں تو جنت سے نکل کر زمین پر آئے تھے۔۔۔۔ مگر ہم جب اس کے بہکاوے میں آ کر زمین سے جائیں گے تو ہمارا

ٹھکانہ کہاں ہو گا؟اور اس بات کا جواب ہی ہمارے رونگھٹے کھڑے کرنے کے لئے کافی ہے۔۔۔

لباس ہم اپنی مرضی کا پہن کر خود تو خوش ہو سکتے ہیں یا شیطان کو خوش کر سکتے ہیں مگر اپنے اللہ کو نہیں۔۔۔روزِ قیامت ہم اسے یہ جواز تو نہیں دے سکتے نا کہ حجاب میں میں کمفرٹیبل فیل نہیں کرتی تھی یا حجاب پہن کر مجھے الجھن ہوتی تھی۔۔۔۔یہ دنیا تو ہے ہی دار العمل یہاں تو کرنا ہی وہ ہے جس کام کے لئے اللہ پاک نے ہمیں بھیجا ہے۔۔۔۔البتہ یہاں من مانی کر کے آخرت کی لذتوں سے ضرور محروم ہو جائیں گے۔۔۔"ان کا اسٹاپ آ چکا تھا۔۔۔۔میٹرو کا دروازہ کھل گیا تھا۔۔۔۔وہ لوگ بھی سب کے ساتھ نیچے اترنے لگیں۔۔۔۔اسٹیشن سے سینٹر تک کا فاصلہ دس منٹ کا تھا۔۔۔۔مگر موسم اچھا تھا وہ دونوں پیدل ہی باتیں کرتے ہوئے آگے چلنے لگیں۔

"تمہیں پتہ ہے مار تھا جب میری ماں مجھے حجاب کرنے کو کہتی تھیں نا تو مجھے اچھا نہیں لگتا تھا۔۔"زینب نے چلتے چلتے اپنی بات کا سلسلہ دوبارہ جاری کیا۔۔۔۔

"میرے ساتھ کی ساری لڑکیاں جب بالوں کی کٹنگ کر کے انہیں کھول کر آتی تھیں تو وہ مجھے وہ بہت خوبصورت لگتی تھیں۔۔۔ بلکل ماڈلز جیسی۔۔۔۔ جنہیں ہر کوئی ستائشی نظروں سے دیکھتا تھا۔۔۔ان سب میں میری پرسنالٹی کہیں دب جاتی تھی۔۔۔۔میں سب کو آؤٹ ڈیٹڈ لگتی تھی۔۔۔۔میں گھر جا کر روتی تھی کہ آخر وہ سب بھی تو فیشن کرتی ہیں وہ تو اپنی زندگیاں انجوائے کر رہی ہیں۔۔۔میں کیوں اپنے دل کو ماروں؟ مجھے بھی بال کھول کر جانا ہے۔۔۔مجھے بھی بغیر آستینوں کے کپڑے پہننے ہیں جن سے میرے بازو جھلکیں۔مجھے بھی بغیر دوپٹہ یا گلے میں دوپٹہ ڈال کر باہر نکلنا ہے تاکہ میں بھی سب کو آج کے دور کی لگوں۔۔۔لوگ مجھے بھی ستائشی نظروں سے دیکھیں۔۔۔۔پتہ ہے میری اس بات پر ماں نے مجھ سے کیا کہا؟"زینب نے سوالیہ نظروں سے مارتھا کو دیکھا جو خاموشی سے اس کے ساتھ قدم ملائے اسے سن رہی تھی۔۔۔سوال پر گردن موڑ کر اس نے متجسس نظروں سے زینب کو دیکھا۔۔۔جیسے اسے جواب جاننے کی جلدی ہو۔۔

"انہوں نے کہا کہ زینب قرآن پاک میں جہاں بھی اہلِ ایمان اور نیک لوگوں کا ذکر ہوا ہے نا تو ان کے ساتھ "چند" اور "تھوڑے" جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔جیسے کہ

"میرے تھوڑے ہی بندے شکر گزار ہیں۔"(سورہ سبا ۱۳)

"اور ان کے ساتھ ایمان بہت ہی کم لوگ لائے تھے"(سورہ ہود، ۴۰)

مگر نافرمانوں اور ناشکروں کے لئے اکثر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔۔۔ جیسے کہ

"اکثر لوگ نہیں جانتے"(سورہ اعراف ۱۸۷)

"اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے"(سورہ بقرہ ۲۴۳)

"اکثر لوگ ایمان نہیں لائے"(سورہ ہود ۱۷)

تو اپنے آپ کو ان چند لوگوں میں ڈالو جو احکامِ الٰہی کے پابند ہیں۔۔۔ یہ کبھی مت سوچنا کہ زیادہ تر لوگ تو بے حیائی کے ہی کام کرتے ہیں تو میں ان کے درمیان خود کو اکیلا محسوس کرتی ہوں۔۔۔ اگر تم ایسا محسوس کرتی ہو تو جان لو کہ تمہارا شمار اللہ کے ان چند لوگوں میں ہوتا ہے جن کا ذکر اللہ پاک اپنے قرآن پاک میں اچھے الفاظ میں کرتا ہے۔۔۔ تو زینب تم کیا چاہتی ہو تم ان لوگوں میں شامل ہو جن کی دنیا تعریف اور ستائش کرے یا ان چند لوگوں میں جو دنیا والوں کے لئے تو آؤٹ ڈیٹڈ ہیں مگر ان ہی چند لوگوں کے لئے آخروی لذتیں ہیں؟

مار تھا تمہیں پتہ ہے اس کے بعد میں نے کبھی ایسے کپڑے پہننے یا بال کھولنے کا نہیں سوچا۔۔۔میرا دل ہی نہیں چاہتا تھا۔کیوں کہ مجھے ان چند لوگوں میں شامل ہونا تھا جن کے لئے یہ دنیا تو مشکل ہے مگر آخرت ان ہی کے لئے ہے۔۔۔۔"زینب نے اپنی بات ختم کر کے مار تھا کے چہرے پر کچھ ڈھونڈنا چاہا تھا۔مگر فی الحال وہ اس کے دل کی کیفیت کو سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔۔وہ اس سے متفق تھی یا نہیں یہ تو زینب کو نہیں سمجھ آیا تھا مگر فی الحال وہ خاموش تھی۔۔۔۔چلتے چلتے دونوں سینٹر کے گیٹ کے سامنے پہنچ گئی تھیں۔جہاں اس وقت لوگوں کا کافی رش تھا۔۔۔بچے، بڑے، عورتیں، مرد ہر عمر کے لوگ اندر داخل ہو رہے تھے۔۔۔آج پھر وہاں کسی بڑے اسکالر کا لیکچر ہونا تھا۔۔۔۔وہ دونوں بھی سب کے ساتھ عمارت کے اندر داخل ہو گئیں۔۔۔۔۔

آج اسامہ کے ولیمے کا دن تھا۔۔۔دوپہر سے ہی سب ہلچل میں مصروف تھے۔۔۔۔آؤٹ ڈور فوٹو شوٹ کے لئے دلہا دلہن روانہ ہو چکے تھے۔۔۔باقی گھر والے بھی مختلف تیاریوں میں لگے تھے۔۔۔۔لاؤنج میں اس وقت ایک پُر سکون سا منظر تھا۔۔شام کی چائے کے کپ

رکھے تھے،اور ساتھ میں ہلکی گفتگو چل رہی تھی۔۔۔عسیل،صفیہ،عالیہ پھپھواور حاذق لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔۔عدیل پھوپھااور عفان صاحب بینکوئیٹ میں آخری انتظامات دیکھنے گئے تھے۔۔۔جبکہ شعیل،ماہرہ کی لاسٹ مومنٹ شاپنگ پوری کروانے نکلا ہوا تھا۔۔۔

ہلکا پھلکا باتوں کا دور چل رہا تھا۔۔جب ہی دلشاد منہ لٹکائے لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔۔۔

"عسیل باجی۔۔۔آپ کی قمیض مجھ سے جل گئی ہے۔۔۔۔"دلشاد کی آواز سن کر عسیل کا چائے کی چسکی لیتا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔۔۔باقی سب کی توجہ بھی اس جانب مڑی تھی۔۔نیٹ کی ڈل گولڈ لانگ میکسی کا فلئیر کے پاس سے پورا ایک حصہ استری پر چپک کر غائب ہو چکا تھا اور اندر سے سلک کی لائننگ نظر آ رہی تھی۔

عسیل نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھتے اپنی چیخ روکی۔۔دلشاد کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔۔اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے جگہ چھوڑتی اٹھی اور دلشاد کے ہاتھ سے میکسی لے کر بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔۔۔

"دلشاد تم جاؤ۔۔۔میں کچھ کرتی ہوں۔۔۔۔"صفیہ بیگم نے ماحول کی سنگینی کا اندازہ لگاتے دلشاد کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔۔اب وہ عسیل کے ہاتھ سے میکسی لے کر اس کا معائنہ کر رہی تھیں۔۔ان کا خیال تھا کہ شاید وہ اسے کسی طرح صحیح کر سکتی ہوں گی۔۔۔

"خالہ آپ اسے چھوڑیں۔۔۔میں عسیل کو مارکیٹ سے کچھ اور دلوا کر لے آتا ہوں۔۔۔"

حاذق جو خاموشی سے اب تک سارا ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔۔۔چائے کا کپ میز پر رکھتا کھڑا ہوا۔۔

"نہیں مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔میں نے اتنے ارمانوں سے یہ میکسی بنوائی تھی۔۔۔۔مارکیٹ سے اتنی جلدی کچھ نہیں ملے گا۔۔۔۔میں آج فنکشن اٹینڈ نہیں کروں گی۔۔۔اس کے علاوہ میرے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔۔۔"وہ تیز تیز قدم اٹھاتی لاؤنج چھوڑ کر نکل گئی۔۔۔

صفیہ بیگم نے ایک لمبی سانس کھینچ کر حاذق کو اشارہ کیا۔۔۔گویا یہ ناممکن سا کام اسے ہی نمٹانا تھا۔۔پہلے عسیل کو شاپنگ کے لئے منانا اور پھر شاپنگ سے کامیاب لوٹنا!!!

حاذق نے گہرا سانس بھرتے ہاتھ پر بندھی گھڑی دیکھی جو اس وقت شام کے پانچ بجا رہی تھی۔۔۔۔مطلب اس کے پاس اس پورے مشن کے لئے صرف تین گھنٹے تھے۔۔۔۔

"چلو ان لوگوں کو کچھ مل گیا تو اچھی بات ہے۔۔۔۔ورنہ میں اس کا ہی کچھ کرتی ہوں۔۔۔۔"صفیہ بیگم نے میکسی اٹھا کر الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے عالیہ پھپھو کو مخاطب کیا جو اٹھ کر ان کے پاس ہی اس مسئلے کا حل نکالنے آ کر بیٹھ گئی تھیں۔۔۔۔جبکہ حاذق ان دونوں کو لاؤنج میں چھوڑ کر عسیل کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"سنو اگر آج تم نہیں گئیں، تو پھر میں بھی نہیں جاؤں گا۔۔۔۔اور میں صرف تمہارے کہنے پر یہاں شادی اٹینڈ کرنے آیا تھا۔۔۔۔"وہ اس وقت عسیل کے کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا۔۔انداز میں دھمکی واضح تھی۔۔

"حاذق آپ نہیں سمجھتے۔۔۔۔مجھے معلوم ہے یہاں اتنی جلدی کچھ نہیں ملے گا۔۔"وہ دروازہ کھلا چھوڑ کر بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔۔سر دونوں ہاتھوں میں گرائے وہ بے بس دکھائی دیتی تھی۔۔

"پاولو کوئلو کہتا ہے۔۔۔جب ہم کسی چیز کو پانے کی سچے دل سے کوشش کرتے ہیں تو پوری کائنات ہماری معاون و مددگار بن جاتی ہے۔۔۔۔"حاذق ایک گہرا سانس لیتا اس کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا۔۔عسیل نے آنکھیں چندھیائے اسے دیکھا۔۔

"جی بالکل۔۔یہ شاہ رخ خان کا ڈائیلاگ نہیں ہے۔۔۔بلکہ ال کیمسٹ کے رائیٹر پاولو کوئلو نے کہا ہے۔۔۔" حاذق نے محظوظ سے انداز میں مشکوک نظروں سے دیکھتی عسیل کو جواب دیا۔۔۔جو انڈین موویز کی کافی شوقین تھی۔۔۔اور حاذق کے اندازے کے مطابق وہ سو فیصد یہی سوچ رہی تھی کہ یہ ڈائیلاگ تو شاہ رخ کا تھا۔۔۔

"اچھا اب میرے پانچ گننے تک تم نے اٹھ کر تیاری شروع کر دینی ہے۔۔۔۔ تمہیں پتہ ہے ہم بعد میں اس دن کو سوچ کر ہنسیں گے کہ کیسے ہم نے دو گھنٹے میں شاپنگ کرنے کے بعد ولیمہ اٹینڈ کر کے ریکارڈ بنایا تھا۔۔۔اور Who knows کہ تمہارا نام گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں بھی آجائے کہ پہلی پاکستانی خاتون اوہ سوری آئی مین لڑکی۔"

دونوں ہاتھ اٹھا کر معذرت خواہانہ انداز میں جملے کی تصحیح کی۔۔۔

"جس نے صرف دو گھنٹے کے اندر شاپنگ کیا ہوا ڈریس شادی میں پہنا۔۔۔" سامنے رکھے بین بیگ پر بیٹھتے اس نے کندھے اچکائے۔۔

"آپ کو یہ سب مذاق لگ رہا ہے نا۔۔۔" عسیل نے ایک خفاسی نظر اس پر ڈالی۔۔

"نہیں۔۔۔ بلکل بھی نہیں۔۔۔۔مجھے پتہ ہے کہ لڑکیاں اتنی سینسیٹیو تو اپنے ہز بینڈز کے لئے نہیں ہوتیں، جتنی کپڑوں کے لئے ہوتی ہیں۔۔۔۔اچھا چھوڑو یہ سب، بس فوراً اٹھ کر ریڈی ہو۔یور ٹائم اسٹارٹس ناؤ۔۔۔"ہاتھ میں پہنی گھڑی پر نظر دوڑاتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔

"ون۔۔۔"

"حاذق۔۔۔"عسیل ٹھنٹھنائی۔۔

"ٹو۔۔۔"اس کے احتجاج کو نظر انداز کرتے حاذق ہنوز گنتی گن رہا تھا۔۔۔

"تھری۔۔۔"عسیل پیر پٹختی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گئی۔

"پندرہ منٹ میں تیار ہو کر آجاؤ۔۔۔۔میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔"اسے تیار ہونے جاتا دیکھ کر وہ مسکراتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔۔

جس وقت وہ نیچے آیا۔۔تب تک ماہرہ اور شعیل واپس آچکے تھے۔۔۔۔اور عسیل کی اس دکھ بھری داستان پر ماہرہ کا منہ صدمے سے اب تک منہ کھلا تھا۔۔۔۔ایک عورت ہی

دوسری کا اتنا بڑا غم سمجھ سکتی تھی۔۔۔اس لئے اسے اس وقت عسیل پر بے تحاشہ ترس آ رہا تھا۔۔۔

"چلیں جی۔۔منانے کا مرحلہ تو حل ہوا۔۔۔مگر اصل راؤنڈ تو اب شروع ہونے والا ہے۔۔۔"حاذق نے شعیل کی جانب دیکھتے بے چارگی سے کندھے اچکائے۔۔

"بالکل۔۔۔جیسے بچپن میں سونک کھیلتے ہوئے ہم کہتے تھے نا اب بڑی والی بلا آئے گی۔۔۔اتنے کم وقت میں شاپنگ کروانا بلکل وہی والی بلا کو مارنے کے برابر ہے۔۔۔"شعیل نے آنکھ دباتے شاید اپنا ذاتی تجربہ اس کے گوش گزار کیا تھا۔۔حاذق کی آنکھیں صدمے سے پھیلی تھیں۔۔۔۔

"تمہارا امتحان تو اب شروع ہوا ہے۔۔۔ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا۔۔۔"اس کا کندھا تھپتھپایا وہ ماہرہ کے پیچھے بیڈ روم کی جانب بڑھ گیا۔۔ایک مرد کا شاپنگ بھگتوانے کا غم بھی دوسرا مرد ہی سمجھ سکتا تھا۔۔۔

نفیسہ بی بی اگلے ہی دن حلیمہ کے گھر عبدالرحمٰن کا رشتہ لے کر پہنچ گئی تھیں۔۔۔اور اب اس رشتے کی تفصیل میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہی تھیں۔۔۔۔

"خیر النساء یقین مان۔۔ تیرے تو بھاگ کھل گئے ہیں۔۔۔۔ حلیمہ خالی شکل ہی نہیں قسمت بھی مہارانیوں جیسی لائی ہے۔۔۔۔" خیر النساء کا گھٹنا ہلاتے وہ بہت جوش سے بول رہی تھیں۔۔

"ہاں وہ تو ہے۔۔۔ مگر اس جنم جلی کی موٹی عقل میں بھی یہ بات سما جائے۔۔۔ حمید کا اتنا اچھا رشتہ ٹھکرا دیا۔ چار چار ہاتھ اچھلتی ہے اس کے نام پر۔۔۔" خیر النساء نے عبدالرحمٰن کی تصویر نفیسہ بی بی کو پکڑاتے بوجھل لہجے میں جواب دیا۔۔۔اسے خوف تھا کہ حلیمہ اس کی داڑھی دیکھ کر رشتے سے منع کر دے گی۔۔جب ہی حلیمہ جو کافی دیر سے دیوار سے کان لگائے ساری بات سن رہی تھی اندر داخل ہوئی۔۔۔دراصل اس کے کان تو کینیڈا کے نام پر کھڑے ہوئے تھے اور اسی شوق میں وہ اندر تصویر دیکھنے آگئی تھی۔

"لاؤ دکھاؤ خالہ۔۔۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر تصویر مانگی۔

"توبہ توبہ،ایسی بے شرم بے حیا لڑکی میں نے تو کبھی نہ دیکھی۔۔۔اس کے تو دیدوں کا پانی ہی مر گیا ہے۔۔۔اس کی جلدی شادی ہو تو میری جان چھوٹے۔۔۔"خیر النساء نے پاس پڑی چپل اٹھا کر کھینچ کر حلیمہ کو ماری تھی مگر جب تک حلیمہ تصویر پکڑ کر نفیسہ خاتون کے برابر بیٹھ چکی تھی۔۔۔نشانہ چوک گیا تھا۔۔۔

"لڑکا تو اچھا ہے۔۔۔اگر داڑھی ہٹا دے تو بلکل ہیرو لگے گا۔۔۔"حلیمہ نے ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر تصویر کو بغور دیکھتے ہوئے تبصرہ کیا۔۔۔

"ہاں دراصل یہ کینیڈا میں مولوی ہے۔۔۔مگر تجھ کو کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔تو تو کینیڈا میں عیش کرے گی نا۔۔۔مجھے تو داڑھی کے ساتھ بھی اچھا لگتا ہے۔۔۔تیری ساری سہیلیاں کینیڈا کے نام پر ہی جل بھن جائیں گی اور وہ رخسانہ جو یہاں ہیروئن بنی پھرتی ہے۔۔۔وہ بھی تیرے آگے پیچھے لگ جائے گی۔۔۔"نفیسہ بی بی نے اسے سبز باغ دکھانے کی کوشش کی۔۔۔حلیمہ کے چہرے پر کچھ کچھ رضامندی کے آثار تھے۔۔۔

"خیر خالہ، رخسانہ تو اب بھی میرے آگے پیچھے ہی لگتی ہے۔بس مسئلہ یہ ہے کہ برقعہ تو نہیں اڑھوائے گا نا یہ؟" حلیمہ نے پر سوچ انداز میں نفیسہ بی بی کی جانب دیکھا۔۔اس کا ذہن بہت سے جوڑ توڑ میں لگا تھا۔۔

لڑکا صورت شکل کا اچھا تھا۔۔۔دکھنے میں اپنی عمر سے دو چار سال اور کم لگ رہا تھا اور پیسے والا تھا۔۔حلیمہ جانتی تھی اس سے اچھا رشتہ تو پورے پنڈ میں کسی کا نہیں ہوا ہو گا۔۔۔وہ کافی حد تک راضی تھی۔۔۔مگر مسئلہ بس یہی تھا کہ اگر اسے برقعہ پہننا پڑ گیا تو مشکل ہو جاتی اور اس کی یہ مشکل بھی نفیسہ بی بی نے آسان کر دی۔۔۔

"ارے کینیڈا میں کون برقعہ پہنوا کر گھموائے گا۔۔بس جب یہاں آئیں تو سر ڈھانک کر بیٹھ جانا۔۔۔ویسے بھی اتنا تو لڑکیوں کو کرنا ہی پڑتا ہے۔۔۔سوچ حلیمہ تیرے بچے انگریزی بولا کریں گے۔۔۔تیری تو سات پشتوں میں کسی نے اردو بھی ڈھنگ سے نہیں بولی ہو گی اور اگر تو انکار کرتی ہے تو اگلی سات پشتوں کا بھی اللہ ہی حافظ ہے۔۔"نفیسہ بی بی نے اس کی اگلی پچھلی ساری نسلوں کی منظر کشی کر کے، اس کے ذہن میں اگر کوئی گرہ تھی بھی تو وہ بھی کھول دی تھی۔۔۔ان کی باتیں سیدھی حلیمہ کے دل پر جا کر لگی تھیں۔۔۔وہ کسی

گہری سوچ میں خاموش بیٹھی تھی اور حلیمہ کی خاموشی ہی رضامندی تھی۔یہ بات خیر النساء اچھے سے جانتی تھی۔۔۔وہ بھی اس لئے خاموش اور خوش بیٹھی تھی۔

"اور ایسا تو نہیں خالہ کہ مجھ سے شادی کر کے خود کینیڈا چلا جائے اور مجھے ماں کے پاس خدمت کے لئے چھوڑ جائے۔۔۔"اچانک حلیمہ کو ایک اور اندیشہ سر سرایا۔

"ارے نہیں میرے سامنے بولا ہے۔۔۔ابھی نکاح کر کے جائے گا اور کاغذات بنتے ہی تجھ کو بلوا لے گا۔۔۔"نفیسہ بی بی کے اتنے وثوق سے کہنے پر حلیمہ نے آخر کار رضامندی دے دی۔۔اس کی آنکھوں میں بنے سپنے پورے ہونے کا وقت آگیا تھا۔۔۔وہ اب اپنی مرضی سے کھائے، پہنے گھومے پھرے گی۔۔۔اب چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے پیسوں کا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا اور کینیڈا میں تو وہ جینز بھی پہن سکتی ہے۔جیسا کہ فلموں میں دکھاتے ہیں۔۔۔وہ خالہ کے پاس سے اٹھ کر آگئی تھی مگر خیالوں پر عبدالرحمٰن چھایا ہوا تھا۔۔۔پلنگ پر لیٹے لیٹے وہ کینیڈا پہنچ چکی تھی۔۔۔۔

ولیمے کے بعد سب نے باہر ڈنر کا پلان بنایا تھا۔۔کیونکہ اگلے دو دنوں میں ہی سب کی فلائٹ متوقع تھی۔۔۔اس لئے سب کزنز مل کر ایک ساتھ کچھ اچھا وقت گزارنا چاہتے تھے۔۔اس وقت وہ سب شہر کے ایک مشہور ریسٹورنٹ میں موجود تھے۔۔جہاں کھانے کے ساتھ ہنسی مذاق کا دور دورہ چل رہا تھا۔۔۔۔۔مگر مزنٰی کا دھیان کہیں اور جا چکا تھا۔۔۔کچھ دیر پہلے عسیل نے ہلکے سے کہنی مار کر اس کی توجہ جس جانب مبذول کروائی تھی۔۔وہ اس کی سانس روکنے کے لئے کافی تھا۔۔ان سے کچھ دور ہی ریحان کسی نہایت ماڈرن لڑکی کے ساتھ بے تکلفی سے بیٹھا ڈنر کر رہا تھا۔۔لڑکی کی قیمتی جیولری، ویسٹرن لباس، برانڈڈ بیگ اور نکھری ہوئی مسکراہٹ سے واضح تھا کہ وہ کسی امیر گھرانے سے تھی۔

مگر مزنٰی کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز وہ پر سکون اور مطمئن تاثرات تھے جو ریحان کے چہرے پر سجے تھے۔۔۔جیسے وہ کبھی اس کی زندگی کا حصہ تھا ہی نہیں۔۔۔اس کے ہاتھ میں دبا چمچ لرز گیا۔۔۔فرائیڈ رائس کا نوالہ جو وہ منہ تک لے جا رہی تھی۔۔۔ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔۔۔ایک پل کے لئے اسے لگا شاید وہ کوئی برا خواب دیکھ رہی ہے۔۔۔مگر حقیقت اس سے کہیں زیادہ تلخ تھی۔

دل کی بے ترتیب دھڑکن کے ساتھ اس نے خود کو سنبھالا۔اس کا جی چاہا کہ اٹھ کر ریحان کے سامنے جا کھڑی ہو،اس سے پوچھے کہ آخر وہ کس طرح اتنی آسانی سے سب کچھ بدل سکتا ہے؟ مگر سب کے درمیان وہ ضبط کر گئی،اپنے اندر اٹھنے والے طوفان کو بمشکل قابو میں رکھا۔

کچھ ہی دیر بعد ریحان اس لڑکی کے ساتھ ریسٹورنٹ سے نکل گیا۔۔۔مزنٰی کا سارا موڈ غارت ہو چکا تھا۔۔آج کا جانا اسے بہت بھاری پڑا تھا۔۔گھر پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے ریحان کو میسیج بھیجا۔۔

"ریحان،آپ ریسٹورنٹ میں کس کے ساتھ تھے؟" میسیج لکھتے ہوئے اس کی انگلیاں کپکپا رہی تھیں۔۔دل کی حالت بہت عجیب تھی۔۔بار بار وہ منظر نگاہوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔۔چند لمحے بعد فون کی اسکرین روشن ہوئی۔

"وہ میری منگیتر ہے۔۔امی نے میری منگنی اپنی دوست کی بیٹی سے کر دی ہے۔۔۔"ایک پل کو مزنٰی کو لگا کہ وہ سانس لینا بھول گئی ہے۔۔۔۔وہ میسیج کو بار بار دیکھتی رہی۔۔شاید اس کی آنکھیں دھوکہ کھا رہی تھیں۔۔شاید کوئی غلط فہمی تھی۔۔۔۔

منگیتر؟امی نے منگنی کر دی؟ گلے میں کچھ پھنسنے لگا، جیسے کوئی زہریلا گھونٹ حلق سے اتارنا چاہ رہی ہو۔۔۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ کس کی منگیتر؟آپ کی امی تو کہتی تھیں کہ آپ کی شادی دونوں بہنوں کے بعد ہو گی نا؟"آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کے بیچ اس نے اگلا میسیج بھیجا۔ فوراً ہی اگلی جانب سے جواب آگیا۔ جیسے وہ پہلے سے اس سب کے لئے تیار ہو۔

"ہاں میری منگیتر۔۔۔ابھی صرف منگنی ہوئی ہے، شادی بہنوں کے بعد ہو گی۔۔۔"لفظ تھے یا نشتر۔۔۔اس نے زور سے آنکھیں میچی تھیں۔۔۔

"تو کیا آپ نے اپنی امی کو ہمارے بارے میں نہیں بتایا تھا؟آپ نے کسی اور سے کیسے منگنی کر لی؟"نہ جانے وہ اب اس سے کیا سننا چاہتی تھی۔۔۔شاید کوئی موہوم امید، آس؟ شاید وہ کہہ دے کہ یہ زبردستی ہوا ہے۔ وہ اس کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کرے گا۔۔۔لیکن اگلے آنے والے جواب نے اس کے خواہش کے محل کو زمین بوس کیا تھا۔

"میں نے بتایا تھا۔۔ مگر وہ کہتی ہیں کہ وہ ایسی آوارہ لڑکی کو بہو نہیں بنا سکتیں جو لڑکوں کو پھنساتی ہے۔۔۔۔انہیں اپنی اگلی نسل کی پرورش کے لئے ایک شریف خاندان کی لڑکی چاہئیے۔۔۔"مزنٰی کو لگا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔۔

آوارہ لڑکی؟ کچھ دیر وہ ساکت بیٹھی اسکرین دیکھتی رہی۔۔ میسج پڑھ کر اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس وقت ریحان کا منہ نوچ لے۔

"میں تمہارے ساتھ گھومی تو میں آوارہ ہو گئی۔۔۔اور تم؟"اپنے جذبات پر قابو پاتی وہ ایک بار پھر میسیج لکھنے بیٹھ چکی تھی۔۔

"تم اب بھی پارسا ہو؟ میں کسی کے گھر کی بہو بننے کے لائق نہیں رہی اور تم اب بھی کسی لڑکی کے پہلو میں بیٹھے ہو؟ تم مجھے یوں دھوکا نہیں دے سکتے۔۔۔ریحان!!! میں نے تمہارے لئے اپنے گھر والوں کو دھوکا دیا، اپنی ہر چیز تم پر قربان کی اور تم آج یوں آرام سے راستہ بدل رہے ہو؟"میسج بھیجتے ہی اس نے آنکھوں کے کناروں سے بہتے آنسو صاف کئے۔۔۔ مگر اندر جو آگ لگی تھی، وہ کسی صورت بجھنے والی نہیں تھی۔

"ٹھیک ہے میں مانتا ہوں تم نے ہر مشکل میں میری مدد کی ہے۔۔۔ مگر میں مجبور ہوں۔۔۔ میرے گھر والے کبھی نہیں مانیں گے۔۔۔اور دیکھو نا ویسے بھی تمہارے گھر والے تمہارا رشتہ تمہارے کینیڈین کزن سے کرنے والے ہیں تو تمہیں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔بس یہ سمجھ کر مجھے بھول جاؤ کہ ہم نے ایک ساتھ اچھا وقت گزار لیا۔۔۔ ہم بس اچھے دوست تھے۔۔۔"ریحان نے ساتھ کے ساتھ ہی مزنٰی کو شرجیل کا حوالہ دے کر مزید تپا دیا تھا گویا وہ آج بھی یہی سمجھ رہا تھا کہ مزنٰی نے اس پر دباؤ ڈالنے کے لئے شرجیل کا ذکر کیا تھا۔

"ریحان میں کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں کہ آج اس سے ٹائم پاس کر لیا تو کل اس سے۔۔۔بات تم سے کر لوں اور شادی کسی اور سے۔۔۔میں نے زندگی میں پہلی بار تم سے بات کی تھی۔۔۔تم پر بھروسہ کیا تھا۔۔۔تمہارے ساتھ مستقبل کے خواب دیکھے تھے۔۔۔تمہارے لئے یہ سب بھولنا آسان ہو گا میرے لئے نہیں۔۔۔میں اتنی آسانی سے اپنی زندگی برباد نہیں کرنے دوں گی۔۔۔جو بھی کریں مگر اس لڑکی کو آپ کو چھوڑنا ہو گا۔۔۔"مزنٰی نے ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کرتے ہوئے میسج ٹائپ کیا۔۔۔ کبھی غصے میں وہ اس کو "تم" لکھتی تھی تو کبھی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر "آپ"۔

"دیکھو مزنٰی۔۔۔۔میں شرافت سے تم سے کہہ رہا ہوں کہ میرے اور تمہارے راستے الگ ہیں۔۔۔۔ابھی کم از کم دنیا تمہارے کرتوت نہیں جانتی ہے۔۔۔۔تم کسی دوسرے لڑکے کو ڈھونڈ لو یا اپنے کزن سے شادی کر لینا۔۔۔مگر میرا پیچھا چھوڑ دو اور یہ جملہ میں بہت لڑکیوں سے سن چکا ہوں کہ آپ میری زندگی میں آنے والے پہلے مرد ہیں۔۔۔تو یہ چونا تو تم مجھے مت لگاؤ۔۔۔شادی سے پہلے جو لڑکی چکر چلاتی ہے نا وہ پھر ایک پر اکتفا نہیں کرتی ہے۔۔۔۔یہ پہلے مرد والی تھیوری بس شادی کے بعد محبت کرنے والوں کے لئے ہوتی ہے۔۔۔سو خود کو زیادہ پارسا ثابت مت کرو۔۔۔اور زیادہ شور مچاؤ گی تو تمہاری بہت سی تصویریں ابھی بھی میرے پاس ہیں۔۔۔اگر وہ میں نے لیک کر دیں تو میری تو کیا تم کسی کی بھی بیوی بننے کے لائق نہیں رہو گی۔۔۔۔آئندہ اس نمبر پر کال مت کرنا ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔"لمبا چوڑا میسج پڑھ کر مزنٰی کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔دھندلائی آنکھوں سے وہ میسج پڑھتے پڑھتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔وہ اپنے ماں باپ کی عزت کو داؤ پر لگا چکی تھی اور اس نے کتنی آسانی سے کہہ دیا تھا کہ دوسرا لڑکا ڈھونڈ لو۔۔۔۔جیسے وہ کسی جوتے چپل کی بات کر رہا تھا کہ پسند کا نہیں ملا تو دوسرا دیکھ لو۔۔۔۔وہ کیا ایسی لڑکی تھی کہ ایک چھوڑ جائے تو دوسرے کے ساتھ انوالو ہو جائے گی۔

اور اگر ریحان نے کبھی بھی وہ تصویریں ادھر ادھر کر دیں تو اس کے ماں باپ کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے۔۔۔یہ خیال آتے ہی اسے اپنا دل بیٹھتا ہوا محسوس ہونے لگا۔۔۔ریحان کے ساتھ مالز اور فوڈ کورٹ کے اندر اس کی کتنی ہی تصاویر تھیں۔۔۔اس کے علاوہ بھی وہ دن بھر میں مختلف پوزز کی تصاویر ریحان کی فرمائش پر اس کو بھیجا کرتی تھی۔۔۔اس کا سر یہ سب سوچ کر چکرانے لگا تھا۔۔یہ تلوار تو اس کے سر پر ساری زندگی ہی لٹکتی رہے گی۔۔۔کل کو اس کی شادی کے بعد اگر وہ تصویریں ریحان نے اس کے شوہر کو بھیج دیں تو وہ کیا کرے گی۔۔۔اس وقت ریحان کے اس کو دھوکا دینے اور چھوڑنے کے دکھ سے زیادہ اس کو اپنے مستقبل اور عزت کی فکر لاحق ہو گئی تھی۔۔۔وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گئی۔۔۔کیوں کہ اس راستے پر سفر کرنے والے بیشتر مسافر منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی دربدر ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

حاذق کی آج شام کینیڈا کی فلائٹ تھی۔۔۔اس وقت وہ اپنا ٹرالی بیگ کھولا کپڑے رکھنے میں مصروف تھا۔۔۔جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔۔اس نے دروازہ کھولا تو عسیل کا مسکراتا چہرہ نظر آیا۔۔۔

"آؤ۔۔"دروازہ کھلا چھوڑتا وہ واپس بیگ کی جانب پلٹ گیا۔۔۔عسیل وہیں بیڈ کے کنارے ٹک کر بیٹھ گئی۔۔

"اب کب آئیں گے؟"اس کے چہرے پر نظریں جمائے وہ دھیمے سے گویا ہوئی۔۔۔دل بہت اداس ہو رہا تھا۔۔یہ دن پلک جھپکتے گزر گئے تھے۔۔۔اور اب نہ جانے دوبارہ کب ملاقات ہوتی۔۔

"بس دیکھو، مجھے یہاں ایک دو جگہ کچھ پراپرٹیز سمجھ آئی ہیں اور پاپا کا کینیڈا کا بزنس بھی کافی حد تک وائنڈ اپ ہو چکا ہے تو شاید شادی سے دو تین مہینے پہلے ان شاءاللہ ہم لوگ یہاں موو ہو جائیں گے۔۔۔یوں کہہ لو تمہاری رخصتی سے پہلے ہی میں یہاں رخصت ہو کر آ جاؤں گا۔۔۔"حاذق نے ماحول کا تناؤ کم کرنے کے لئے بات کو مزاح کا رنگ دیا۔۔وہ جانتا تھا عسیل گزشتہ روز سے ہی اس کے جانے کے خیال سے کچھ افسردہ تھی۔۔۔۔

"اف! ایسی شکل بناؤ گی تو ساتھ ہی رخصت کروا کر لے جاتا ہوں۔۔۔۔"اس کے گلابی چہرے کی جانب دیکھتے وہ اس کے نزدیک ہی چلا آیا۔۔ عسیل نے تیزی سے پلکیں جھپکتے آنسو اندر اتارے تھے۔۔۔

"میں آپ کو بہت مس کروں گی۔ یہ آپ کے لئے چھوٹا سا تحفہ ہے۔۔۔"سوں سوں کرتے اس نے ایک چھوٹا سا پیکٹ حاذق کی جانب بڑھایا۔

"میں بھی۔۔۔"ایک گہرا سانس لیتا وہ وہیں اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔۔

"ویسے مجھے تم سے ایک بہت ضروری بات بھی کرنی ہے۔۔۔۔"پیکٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھتے اس نے نگاہیں عسیل کی جانب موڑیں۔

"اچھا۔۔ لیکن پہلے اسے تو کھولیں۔۔۔"عسیل کے کہنے پر اس نے گہرا سانس بھرتے پیکٹ سے ریپر اتارنا شروع کیا۔ اندر سے ایک فوٹو فریم نکلا تھا۔۔۔۔ جس میں دونوں کی بارات کے دن کی تصویر تھی۔۔۔۔اور اس کے اوپر

Being someone's first love may be great but to "
".be their last is beyond perfection

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کارنر پر پرنٹ ہوا تھا۔۔۔بے شک وہ ایک بہت خوبصورت تصویر تھی۔۔۔شیروانی اور غرارے میں ملبوس دونوں کسی نوابی خاندان کا حصہ لگ رہے تھے۔۔۔مگر اس پر لکھی تحریر کو پڑھ کر حاذق نے بمشکل تھوک نگلا تھا۔۔وہ یہ پیغام اسے کیوں دینا چاہ رہی تھی؟؟ اس نے عسیل کو بغور دیکھتے ہوئے سوچا۔۔وہ جو اس وقت اسے اپنے اور زینب کے بارے میں بتانے کا سوچ رہا تھا ایک بار پھر کشمکش کا شکار ہوا تھا۔۔۔

"کیا عسیل کی چھٹی حس اسے کچھ سگنل دے رہی ہے؟ یا بس میرے دل کا کھوٹ ہے جو مجھے یہ کوٹ اپنے اوپر طنز لگ رہی ہے۔۔۔"ایک لمبی سانس بھر کر زبردستی مسکراتے اس نے عسیل کے اتنے ''حسین'' دئے جانے والے تحفے کی تعریف کی۔۔۔

"اسے آپ نے اپنی سائیڈ ٹیبل پر رکھنا ہے اور میری نہ ہونے والی سوتن کو بھی پڑھوا دیجئیے گا۔۔۔"عسیل نے اس دن کی بات کا حوالہ دیتے ہوئے ناک چڑھائی۔۔۔کمرے کا ماحول عسیل کے حساب سے ہلکا پھلکا ہو چکا تھا۔۔جبکہ حاذق کو لگ رہا تھا گویا اسے سانس لینے میں کتنی دقت ہو رہی ہو۔۔

"ویسے تمہاری سوتن بہت معصوم اور بے ضرر سی ہے۔۔۔"گلا کھنکھارتے اس نے دل کی آواز کو زبان دی۔۔ عسیل نے اسے کڑے تیوروں سے گھورا تھا۔۔

"اچھا فرض کرو اگر سچ میں میں نے کبھی دوسری شادی کر لی تو تم کیا کرو گی؟"فریم پر ہاتھ پھیرتے وہ سنجیدگی سے اس کی جانب پلٹا۔۔۔

"بتایا تھا نا اس دن؟ جان لے لوں گی میں۔۔"اس کی گردن کے گرد دونوں ہاتھ لاتے اس نے دانت پیسے۔۔

"تو لے لو جان۔۔ کیونکہ میں تو دوسری شادی کر چکا ہوں۔۔۔۔"حاذق نے اپنی دانست میں اس کے سر پر دھماکہ کیا تھا۔۔۔ایک لمحے کو عسیل نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔۔ مگر اگلے ہی پل گردن پیچھے ڈال کر ہنسنے لگی۔۔۔

"آئی ایم سیریس عسیل۔۔۔مجھے مجبوری میں ایک لڑکی سے شادی کرنی پڑ گئی۔۔آل تھو یہ بس کاغذی حد تک ہے۔۔۔میرا اس سے کوئی ریلیشن نہیں۔۔ لیکن اسے فی الحال چھوڑنا۔۔"اس کے جملے پر عسیل کی ہنسی کو ایکدم ہی بریک لگی تھی۔۔۔اگلے ہی پل اس نے

سائیڈ ٹیبل پر رکھی فروٹ باسکٹ سے چھری نکالی اور اسے اپنی شہہ رگ پر رکھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔اس کا چہرہ ایکدم سپاٹ تھا۔۔

"تو پھر یہ جان میں اپنی لوں گی۔۔۔" وہ بولی تو لہجہ قطعیت لئے ہوا تھا۔۔آنکھیں حاذق کے چہرے پر جمی تھیں۔۔۔جس کا رنگ پل بھر میں فق پڑا تھا۔۔۔

"مم۔۔۔میں مذاق کر رہا تھا عسیل۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔رکھو اسے۔۔۔پاگل ہو گئی ہو۔۔۔" وہ ایکدم بوکھلاتا ہوا اسے نزدیک آیا۔۔احتیاط سے اس کے ہاتھ سے چھری لیتے اس کے اپنے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔وہ عسیل سے اچانک ایسے جارحانہ رد عمل کی توقع ہر گز نہیں کر رہا تھا۔۔۔

"ہاہاہا۔۔۔لک ایٹ یور فیس۔۔خود کا پرینک خود ہی کو الٹا پڑ گیا۔۔۔" عسیل اب پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔۔جبکہ حاذق سہی معنوں میں اب تک صدمے میں تھا۔۔کتنی دیر وہ اسے بے یقینی سے دیکھتا رہا۔۔

"دیٹس ناٹ فئیر عسیل! تم نے میری جان نکال دی۔۔۔" اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلاس سے دو گھونٹ پانی پیئے۔۔۔اس کا دل اب بھی زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خود اتنا چیپ مذاق کر سکتے ہیں۔۔تو میں کیوں نہیں کر سکتی۔۔۔"کمر پر ایک ہاتھ ٹکاتے اس نے دوسرا ہاتھ ہوا میں نچایا۔۔حاذق کا دل اب تک قابو میں نہیں آیا تھا۔۔عسیل نے در حقیقت اس کی جان نکال دی تھی۔۔۔۔

"بولا تھا نا جان لوں گی۔۔دوں گی نہیں۔۔۔۔بے وقوف تھوڑی ہوں کہ دوسری کے لئے میدان چھوڑ دوں۔۔۔۔۔۔"اترا کر بولتے اس نے نادیدہ کالر سے گرد جھاڑی۔۔

"مطلب تمہارے پاس سوائے مرنے مارنے کے کوئی دوسرا آپشن نہیں ہے کیا؟"اس نے سر اٹھا کر ناراضگی سے عسیل گھورا۔۔جو اپنی اداکاری اور حاذق کے رد عمل سے بہت محظوظ ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔اسے کیا پتہ تھا کہ وہ ایک سچ جان کر بھی اس سے انجان رہ گئی تھی۔۔

جب ہی دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔آنے والی صفیہ تھیں۔۔۔

"بیٹا تم نے لنچ منع کیا تھا تو میں نے تمہارے لئے گرلڈ چکن اور سیلڈ بنوا دی ہے۔۔۔۔یہ کھا لو اور تھوڑا آرام کر لو۔۔۔۔پھر تو تمہارا بہت لمبا سفر ہے۔۔۔۔"صفیہ ٹرے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے مسکرائیں۔۔۔

Clubb of Quality Content

"شکریہ خالہ۔۔۔ بلکل ماما کی طرح آپ کو بھی بس ہر وقت کھانے کی فکر رہتی ہے۔۔۔" حاذق نے مسکراتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔۔۔

"چلو عسیل اب اسے کھا کر آرام کرنے دو۔۔۔" وہ اپنے ساتھ عسیل کو بھی لے کر باہر نکل گئیں۔۔ پیچھے بیٹھے حاذق نے ایک بوجھل سانس خارج کیا۔۔اب کی بار وہ سچ بتانے کی ہمت کر کے بھی ناکام ہو گیا تھا۔۔۔اس کہانی کا ڈراپ سین کیا ہونا تھا اسے خود سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔زینب کو چھوڑنے کا سوچتا تو خیال آتا کہ وہ مشکل میں پڑ جائے گی۔۔۔اور عسیل کو یہ سب بتانا تو ناممکن نظر آ رہا تھا۔۔۔

"اللہ تو ہی مجھ پر رحم فرما۔۔" چھت کو تکتے وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔پھر گہرا سانس بھرتا بیڈ چھوڑ کر اٹھا۔۔ عسیل کا دیا ہوا فریم ٹرالی میں کپڑوں کے درمیان لپیٹ کر رکھتے اس نے زپ لگائی۔۔۔ٹرالی سائیڈ میں کھڑی کی اور ٹرے سے سلاد کا پیالہ اٹھاتا بیڈ کے کنارے ٹک کر بیٹھ گیا۔۔

اس ٹوٹے پھوٹے گھر کو سجانے کی بھونڈی سی کوشش کی گئی تھی۔۔دیواروں پر کئے گئے تازے چونے سے دراڑیں اب بھی جھانکتی نظر آرہی تھیں۔۔۔چھت سے لٹکتے زنگ آلود پنکھے سے رنگ برنگی کاغذی پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔۔جو ہوا کے چلنے سے مدھم سرسراہٹ پیدا کر رہی تھیں۔۔گھر کے صحن میں لکڑی کی پرانی میز پر گلابی چادر بچھائی گئی تھی۔۔گلاب کے سستے مگر تیز مہک والے عطر کی خوشبو سارے گھر میں چکراتی پھر رہی تھی۔۔کرائے کے تخت پر مرون گاؤ تکیوں کے درمیان حلیمہ کی ماں خیر النساء بڑے طمطراق سے بیٹھی تھیں۔۔۔گلی کی عورتیں، جن کی آنکھوں میں رشک اور حیرت کی ملی جلی چمک تھی۔۔حلیمہ کے گرد گھیرا ڈالے کھڑی تھیں۔۔۔دیوار سے ٹیک لگائے میک اپ کی تہیں چڑھائی لڑکیوں کی کھسر پھسر جاری تھی اور رنگ برنگے چمکیلے کپڑے پہنے بچے دیواروں کے ساتھ لگ کر تجسس بھری آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔۔۔وکیل صاحب نے گواہان کی موجودگی میں دستاویز پر نظر ڈالی پھر گلا کھنکھارتے گویا ہوئے۔۔۔

"بی بی حلیمہ بنتِ نواز دین، کیا آپ کو عبدالرحمٰن ولد عبدالشکور بعوض سوا لاکھ مہر سکہ رائج الوقت قبول ہے؟" حلیمہ نے بے یقینی سے گردن اٹھائی۔۔آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔سوا لاکھ! مجمع میں بیٹھی عورتیں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر سرگوشیاں

کرنے لگیں۔۔۔کسی کی آنکھیں حسد سے ابل پڑیں۔۔تو کسی کے چہرے پر رشک کا رنگ چھلکنے لگا۔۔۔ان میں سے کئی کو تو سوا لاکھ تک گننا بھی نہیں آتا تھا۔۔۔سوا لاکھ کا ایک ساتھ ملنا تو کسی خواب سے کم نہیں تھا۔

وکیل نے دوبارہ سوال دہرایا۔۔

"بیٹی۔۔۔بولو، قبول ہے؟"

"جج،جی۔۔قبول ہے۔۔"حلیمہ نے تیزی سے ہامی میں گردن ہلاتے جواب دیا۔۔۔قبولیت کی تین بار تکرار کے ساتھ ہی مبارکبادوں کا شور اٹھا۔۔۔عورتیں آگے بڑھ بڑھ کر حلیمہ کو چومنے لگیں۔۔۔اس کے نصیب پر رشک کیا جانے لگا۔کسی نے خوش ہو کر دعائیں دیں،تو کسی نے حسد میں دانت کچکچائے۔۔۔حلیمہ کی سہیلیاں ایک طرف کھڑی کھلکھلا رہی تھیں۔۔۔

"حلیمہ۔۔۔قسمت ہو تو تیرے جیسی!"

"ہائے۔۔لاٹری نکل آئی تیری تو!"ہر کونے سے ایسے کئی فقرے اس کی سماعتوں سے ٹکرائے۔۔۔وہ لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ سجائے کینیڈا کی فضاؤں میں خود کو اڑتا محسوس کر رہی تھی۔۔

عبدالرحمٰن نے بہت منع کیا تھا۔مگر ہاجرہ خاتون ضد کر کے اسے دلہن سے ملوانے لے آئیں۔۔۔۔جیسے ہی وہ دروازے سے اندر داخل ہوا۔۔ساری نظریں اس پر جم گئیں۔لمبا قد،متانت بھرا انداز،ماتھے پر سجی گھنی بھنویں اور ہلکی سی داڑھی۔۔آج تو وہ واقعی کسی شہزادے جیسا لگ رہا تھا۔

"السلام علیکم۔۔۔"عبدالرحمٰن نے ایک نظر حلیمہ پر ڈالی اور نظریں جھکا لیں۔۔۔مگر حلیمہ کی نظریں ہنوز اس پر جمی رہیں۔۔۔۔آج تو اسے،اس کی داڑھی بھی حسین لگ رہی تھی۔یہ رشتے کا اعجاز تھا یا سوا لاکھ کی چمک؟خیر النساء نے دانت نکالتے ہوئے عبدالرحمٰن کو دیکھا۔۔اور ہاتھ سے پکڑ کر زبردستی حلیمہ کی گردن نیچے جھکائی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد عبدالرحمٰن اٹھ کھڑا ہوا۔۔اس نے حلیمہ سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔۔وہ فطرتاً شرمیلا تھا اور اتنے لوگوں کی موجودگی میں اس کا کچھ کہنا ناممکنات میں سے تھا۔۔۔

جس وقت وہ باہر نکلا۔۔۔گلی کے بچے حیرت سے اس کی گاڑی میں جھانکا تانکی کرنے میں لگے تھے۔۔۔ایسی گاڑی خیر النساء کے محلے میں پہلی بار آئی تھی۔۔۔عبدالرحمٰن کے سالے فخر سے گاڑی کے ارد گرد کھڑے تھے، جیسے یہ ان کی اپنی ملکیت ہو۔۔۔اس کے باہر نکلتے ہی بچے ادھر ادھر کھسکنے لگے۔۔عبدالرحمٰن نے ایک نظر آسمان پر ڈالی۔۔۔رات کی نیلگوں چادر پر ستارے جھلملانے لگے تھے۔۔۔۔

ایک نئی کہانی شروع ہونے کے قریب تھی۔۔۔لیکن یہ صرف ایک کہانی نہیں۔۔دو مختلف دنیاؤں کے باسیوں کی تقدیر کا میل تھا۔جن کا سنگم انہیں حقیقت کی نئی دنیا سے متعارف کروانے والا تھا۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مارتھا اور زینب جس وقت سینٹر میں داخل ہوئیں۔۔۔۔اس وقت سیشن اسٹارٹ ہو چکا تھا۔۔۔ایک بار پھر وہ رش کے باعث لیٹ ہو چکی تھیں۔۔حسب معمول خاموشی سے وہ ہال کے پچھلے حصے میں بیٹھ گئیں۔۔۔ہال میں معلمہ کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔لوگ سامنے رکھی نوٹ بکس پر نوٹس بنانے میں مصروف نظر آتے تھے۔۔

"رمضان میں ہمیں حرام کاموں کے ساتھ ساتھ ان حلال کاموں کو چھوڑنا ہے۔۔جو ایک مسلمان عام دنوں میں کر سکتا ہے۔۔۔روزہ ہماری نفسانی خواہشوں کو روکنے کا نام ہے۔۔"

پورا ہال خاموش تھا، ہر آنکھ ان کی طرف متوجہ تھی۔۔ان کی آواز ہال میں گونج رہی تھی۔۔

"بہت سے لوگ کہتے ہیں۔۔روزہ ہے۔۔۔اس لئے ابھی کسی کی برائی نہیں کر سکتے۔۔۔یا روزہ ہے۔۔۔اس لئے جھوٹ نہیں بول سکتے۔۔۔۔مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا برائی، جھوٹ اور غیبت صرف رمضان میں ہی حرام ہوتے ہیں؟ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے۔۔ روزہ ہے۔۔۔اس لئے قتل نہیں کر سکتے۔۔" ہال میں دبی دبی ہنسی گونجی۔۔۔کچھ لوگوں نے نظریں جھکا لیں، جیسے معلمہ نے ان کے دل کی بات پکڑ لی ہو۔۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرائیں اور آگے بولیں۔۔

"برائی سے بچنا کسی خاص مہینے کے لئے نہیں۔بلکہ پوری زندگی کے لئے ہے۔۔۔۔یہ کہنا کہ رمضان میں برے کاموں سے دور رہو۔۔۔اچھا ہے۔۔۔مگر اصل کامیابی یہ ہے کہ رمضان کے بعد بھی انہیں ترک کر دیا جائے۔۔۔۔کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Clubb of Quality Content

"جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا، فریب کرنا اور جہالت کی باتوں کو نہ چھوڑے، تو اللہ کو اس کے کھانے پینے سے رکنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"

(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۶۰۵۷) سامعین کے چہروں پر سوچ کی لکیریں واضح تھیں۔۔۔۔ کچھ خواتین نے سر ہلایا۔۔ گویا وہ اس نکتے سے اتفاق کر رہی تھیں۔۔۔۔ معلمہ نے پاس رکھے گلاس سے پانی کا ایک گھونٹ لیا اور دوبارہ گویا ہوئیں۔۔۔

"کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا۔۔۔ مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ میرے رمضان کے روزے قبول ہوئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔۔۔۔

1. اگر تم رمضان میں ہر بڑے اور چھوٹے گناہ سے بچے رہے ہو۔۔۔۔
2. اگر رمضان کے بعد بھی تمہیں یہ فکر ہو کہ تمہارے اعمال ضائع نہ ہوں، اور تم نیکیوں کو جاری رکھو۔

یہی اس بات کی علامت ہے کہ تمہارے روزے اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو چکے ہیں۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یوں بھی رمضان کا مہینہ ختم ہوتا ہے۔۔۔تو شیطان آزاد ہوتا ہے۔۔۔ہم نہیں ہوتے۔"
لوگوں کے چہروں پر شرمندگی کے آثار امڈے تھے۔۔۔دل ان کی باتوں سے پگھل رہے تھے۔۔۔

"اچھا اب اکثر لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ شیطان تو رمضان میں قید ہوتا ہے۔۔پھر بھی لوگ برے کام کیوں کرتے ہیں؟"ہال میں کچھ سرگوشیاں ہونے لگیں۔۔۔۔واقعی یہ سوال بہت سے ذہنوں میں گردش کرتا ہے۔۔۔۔اور لگتا تھا وہ اس وقت سب کے ذہن گویا پڑھ رہی ہوں۔۔۔۔۔

"تو میری پیاری بہنوں۔۔۔۔یہ بلکل ایسے ہے۔۔۔جیسا کہ موبائل فون۔۔۔۔جب ایک بار آپ اسے چارج کر لیتے ہیں۔۔۔تو کیا اسے چلانے کے لئے بجلی کی ضرورت ہوتی ہے؟"

"نہیں۔۔۔"چند آوازیں ابھریں۔۔۔کچھ گردنیں خاموشی سے نفی میں ہلیں۔۔۔۔

"بالکل!اگر موبائل ایک بار چارج ہو جائے تو بجلی کے بغیر بھی چلتا ہے۔۔۔۔اسی طرح، شیطان ہمیں پورا سال اتنا چارج کر چکا ہوتا ہے کہ رمضان میں بھی ہمیں بہکانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔۔۔۔ہمارا نفس سارا سال گناہ کر کر کے اتنا ٹرین ہو چکا ہوتا ہے کہ خود ہمیں گناہ کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

طرف کھینچنے لگتا ہے۔۔۔۔۔"چند خواتین نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا، جیسے یہ بات انہیں پہلی بار سمجھ آئی ہو۔

"عام طور پر لوگوں کو یہی لگتا ہے کہ ہر برائی کا محرک شیطان ہے۔۔اگر ایسا ہے تو پھر آخر شیطان کو کس نے بہکایا؟ وہ تو عابد تھا نا؟؟"معلمہ نے معنی خیز نظروں سے سامعین کو دیکھا۔۔۔کچھ لمحے خاموشی رہی۔۔۔پھر ایک آواز آئی۔۔۔اس کا نفس!!!"

"جی ہاں۔۔۔"معلمہ نے مسکراتے ہوئے تصدیق کی۔۔۔شیطان کو اس کے نفس نے بہکایا۔۔۔اس نے تکبر کیا، خود کو آدمؑ سے برتر سمجھا، اور اپنے نفس کی سرکشی کے باعث راندۂ درگاہ ہوا۔۔۔اس لئے ہمیں بھی سب سے بڑی جنگ شیطان سے نہیں، بلکہ اپنے نفس سے لڑنی ہے۔۔۔

اللہ تعالٰی نے انسان کے اندر تین طرح کے نفس کی صفات رکھی ہیں۔۔۔"انہوں نے تین انگلیاں کھول کر دکھائیں، پھر ایک ایک کر کے وضاحت دینے لگیں۔۔۔

- نفسِ امّارہ (برائی پر اکسانے والا)
- نفسِ لوّامہ (ملامت کرنے والا، ضمیر)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

• نفسِ مطمئنہ (اللہ کے ذکر میں سکون پانے والا)

"یہ تین الگ الگ نفس نہیں۔۔۔بلکہ ایک ہی نفس کی مختلف حالتیں ہیں۔۔۔۔اگر ہم اپنی تربیت کریں، تو نفسِ امارہ کو کمزور کر کے نفسِ مطمئنہ تک پہنچ سکتے ہیں۔۔جس کے لئے نفس لوامہ کو مضبوط کرنا ہو گا۔۔۔۔اور اس کے لئے ہمیں نیکیوں کو مستقل عادت بنانا ہو گا۔۔۔اپنی خواہشات کو کنٹرول کرنا ہو گا اور رمضان میں جو سیکھا، اسے باقی سال بھی اپنانا ہو گا۔۔جیسے تہجد کی نماز، فجر کی نماز۔۔۔قرآن کی تلاوت۔۔۔تدبر کی کلاس۔۔ذکر الٰہی۔۔۔یہ سب عادتیں ہمیں بس رمضان تک مختص نہیں رکھنی ہیں۔۔بلکہ انہیں زندگی کا حصہ بنانا ہے۔۔۔۔"ہال میں گہری خاموشی تھی، جیسے سب اپنی اپنی زندگیوں پر غور کر رہے ہوں۔۔۔یہ سب کمیاں وہاں بیٹھے ہر انسان میں کسی نہ کسی تناسب میں موجود تھیں۔

"رمضان ایک مہینہ نہیں، دراصل ایک ٹریننگ کیمپ ہے۔۔اگر ہم اس تربیت کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں، تو نہ صرف ہماری دنیا بہتر ہو گی بلکہ آخرت بھی سنور جائے گی۔۔۔" معلمہ خاموش ہو گئی تھیں۔۔۔اور سب کو اپنے محاسبے کے لئے بہت سے سوال دے گئی

تھیں۔۔۔ سیشن کا وقت ختم ہونے والا تھا۔۔۔آخر کے دس منٹ سوال جواب کے لئے مختص تھے۔۔۔اس لئے وہ اب لوگوں کو سوال کا موقع دے رہی تھیں۔

"تمہیں کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لو؟"زینب نے سیشن کے اختتام پر مارتھا کی جانب دیکھا۔

"ہاں کچھ باتیں ہیں جو اس ٹاپک سے ہٹ کر ہیں مجھے وہ کلئیر کرنی ہیں۔۔۔مگر سب چلے جائیں میں تب پوچھوں گی۔۔۔"مارتھا نے گہرا سانس لیتے سامنے بیٹھی معلمہ کو دیکھا جو بار بار اپنی گھڑی دیکھ رہی تھیں۔۔۔شاید انہیں کہیں اور بھی پہنچنا تھا۔

"اچھا! ویسے میں تمہارے لئے کچھ لے کر آئی ہوں۔۔۔"زینب بیگ کی زپ کھولتے مسکرائی۔۔کچھ دیر بعد اس نے ہاتھ باہر نکالا تو اس میں ایک کتاب تھی۔۔

"The meccan crucible by Zakaria Bashier"

"یہ بہت اچھی کتاب ہے۔۔۔اسے ضرور پڑھنا۔۔۔"مارتھا نے شکریہ ادا کرتے اس کے ہاتھ سے کتاب تھامی۔۔سوالات کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔۔سو وہ دونوں بھی جگہ چھوڑتی کھڑی ہو گئیں۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میم یہ میری دوست مارتھا ہے۔۔۔اسے ہمارے مذہب سے متعلق کچھ سوال آپ سے کرنے ہیں۔۔۔کیا آپ کچھ وقت نکال سکتی ہیں؟" وہ انہیں دروازے کے پاس ہی مل گئیں۔۔۔زینب کی آواز پر انہوں نے ایک بار پھر نظر گھڑی پر دوڑائی۔۔

"بیٹا میرا ایک اور جگہ پر لیکچر کا وقت ہو رہا ہے۔مجھے وہاں پہنچنا ہے۔۔۔آپ لوگ پرسوں میرے آفس آجایئے گا۔ان شاءاللہ ہم ان کے سوالوں کا تفصیل سے جواب دیں گے۔۔اور ان کی ساری کنفیوژنز کلئیر کریں گے۔۔۔" مارتھا کے گال تھپتھپاتی وہ ہال سے نکل گئیں۔۔۔زینب نے بے چارگی سے کندھے اچکائے۔۔اگلے ہی پل وہ دونوں بھی سینٹر کے خارجی دوازے کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔

دوپہر تین بجے کا وقت تھا۔۔سورج کی کرنیں مدھم پڑ چکی تھیں۔۔ایسے میں عسیل اور منال گاڑی میں بیٹھی ڈرائیور کا انتظار کر رہی تھیں۔جو ایک سایہ دار درخت کے نیچے گاڑی کر کے کچھ سامان لینے کی غرض سے تھوڑی دور مارکیٹ تک گیا تھا۔۔باہر دھوپ درختوں کے پتوں سے چھن کر زمین پر سنہری دھبے ڈال رہی تھی، ہلکی سی ہوا چل رہی تھی۔۔۔لیکن

اندر کا ماحول بوجھل تھا۔ عسیل محسوس کر رہی تھی کہ منال صبح سے کچھ خاموش ہے۔۔وہ بس اسے ہوں ہاں میں جواب دیتی گہری سوچ میں ڈوبی دکھائی دیتی تھی۔۔۔

"خیریت تو ہے منال کچھ چپ چپ لگ رہی ہو؟ مجھے بتاؤ کیا پتہ میں تمہاری پریشانی حل کر سکوں۔۔" منال کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی وہ نرمی سے گویا ہوئی۔۔ منال نے چونک کر اسے دیکھا۔۔ کچھ دیر وہ تذبذب میں گھری اسے دیکھتی رہی۔۔۔ جیسے فیصلہ کر رہی ہو کہ اس سے دل کی بات کی جائے یا نہیں۔۔۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔ ضرورت پڑی تو ضرور بتاؤں گی۔۔۔" کچھ لمحوں بعد ایک گہرا سانس لیتے اس نے عسیل کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ سے دباؤ بڑھایا۔۔ چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی لیکن آنکھیں دل کے حال کی چغلی کھا رہی تھیں۔۔ عسیل کو جواب دیتی وہ دوبارہ باہر دیکھنا شروع ہو گئی۔۔۔۔

"یار یہ گلہریاں کتنی خوش اور مطمئن ہیں نا۔۔۔ ان کی زندگی ہم انسانوں کی طرح پریشانیوں سے نہیں بھری ہوتی۔۔۔۔ نہ خاندان کی عزت کے مٹی میں ملنے کا ڈر، نہ شادی کی فکر، نہ رسوائی کا ڈر اور نہ آپس میں مقابلے کی دوڑ۔۔۔۔" اس کی آواز پر عسیل نے چونک کر باہر

دیکھا۔۔ منال کی نگاہیں کچھ دور نظر آتے درخت پر جمی تھیں۔۔ جہاں دو گلہریاں اچھلتی کودتی دکھائی دے رہی تھیں۔۔

"نہیں منال۔۔۔ ہر ذی روح کو اپنی طاقت کے حساب سے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔۔ انسان تو پھر اشرف المخلوقات ہے۔۔۔ اس کے پاس تو اپنے مسائل سے نکلنے کے لئے اللہ پاک نے اسے عقلِ سلیم عطا کی ہے۔۔۔" عسیل نے ایک گہرا سانس لیتے پشت دوبارہ گاڑی کی سیٹ سے ٹکائی۔۔ منال نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔ وہ دلچسپی سے گلہریوں کا کھیل دیکھتی رہی۔۔۔

"پتہ ہے تھوڑے دن پہلے ہی میں نے نیشنل جیو گرافک پر کیلیفورنین گلہری کے بارے میں دیکھا تھا۔۔۔ تمہیں پتہ ہے اس چھوٹے سے جانور کو بہت بڑے بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔۔۔" عسیل کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی۔۔۔ "امریکہ میں کیلیفورنیا، مغربی اوریگون اور مغربی نیواڈا کے جنگلات اور چراگاہوں میں رہنے والی اس قسم کی گلہریوں کے گھر کھُلے ہونے کی وجہ سے اِنھیں ہمیشہ شکار ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔۔۔۔ ان کا ایک دشمن ریٹل سنیک یا چکی ناگ ہے۔۔۔ ایسا سانپ جو سونگھ کر شکار کرتا ہے اور اگر ایک مرتبہ

پیچھا شروع کر دے تو نشانے کا بچنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔۔۔ لیکن کیلیفورنین زمینی گلہری کے پاس اپنے دشمن کو بیوقوف بنانے کا ایک چالاک طریقہ ہے۔۔۔" عسیل کے چہرے پر جوش کے رنگ پھیلے دیکھے جا سکتے تھے۔۔۔ یوں جیسے اسے اس ننھے سے جانور کی چالاکی بہت بھائی ہو۔۔۔ منال کو بھی دلچسپی پیدا ہوئی تھی۔۔ وہ مکمل طور اس کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

"گلہریوں نے ریٹل سنیک کی کینچلی کو اپنے اوپر مل کر سانپ کی بو سے اپنی بو کو ڈھکنا سیکھ لیا ہے۔۔۔۔ رپورٹر بتا رہا تھا کہ یہ عمل گلہریوں نے نسل در نسل سیکھا ہے اور یہ خوشبو کسی بھی ہوشیار گلہری کے لیے سانپ سے بچنے کی لئے لازمی ہے۔۔۔۔" اس کی آنکھیں کسی اِحساس کے تحت چمک رہی تھیں۔۔۔ جبکہ منال کی آنکھوں میں بے یقینی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات چھلک رہے تھے۔۔ عسیل کو لگا منال بھی اس کی طرح اس ننھے سے جانور کی چالاکی پر محظوظ ہو رہی ہے۔۔۔ لیکن در حقیقت اس کے ذہن میں چلنے والے مسئلے کا حل اسے اچانک ہی مل گیا تھا۔۔ وہ گنگ تھی۔۔

"عسیل اللہ پاک انسان پر کتنا مہربان ہے نا۔۔۔ جب انسان کو کوئی راستہ نظر نہیں آتا تو وہ بند سوراخوں میں سے بھی روشنی کی کرن داخل کر دیتا ہے۔۔۔۔ جب سارے دروازے بند ہو

جاتے ہیں تو اللہ پاک نے کہیں نہ کہیں ایک دروازہ ہمارے لئے کھلا چھوڑا ہوتا ہے۔۔۔۔ جب ہم تھک کر مایوس ہو چکے ہوتے ہیں تو اچانک ہی اس دروازے سے آنے والی روشنی ہمیں راستہ دکھا دیتی ہے۔۔۔"ایک بار پھر درخت پر نظر جمائے وہ کھوئے کھوئے لہجے میں گویا ہوئی۔۔جہاں گلہریاں چھپن چھپائی قسم کا کوئی کھیل رہی تھیں۔۔۔

"ہاں یہ تو خیر تم بلکل صحیح کہہ رہی ہو۔۔۔"منال کی بات کے پسِ منظر سے لاعلم ہوتے ہوئے بھی عسیل نے اس کی تائید کی تھی۔

"ویسے تم میری سب سے پہلی دوست اور بہن بھی ہو۔۔۔۔اگر تمہیں لگتا ہے مجھ سے کچھ شئیر کر سکتی ہو تو ضرور کرنا۔۔۔میں تمہیں مایوس نہیں کروں گی۔۔۔۔"ایک بار پھر وہ اس کی پریشانی بانٹنے کے لئے اپنا کندھا پیش کر رہی تھی۔۔

"ہاں ضرور۔۔۔۔بلکہ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت پڑے گی۔۔۔۔تم سے ایک بہت اہم کام ہے۔۔۔۔"اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے آگے کیا کرنا ہے۔۔۔جب ہی سامنے سے ڈرائیور آتا ہوا دکھائی دیا۔

"اچھا چلو، گھر چل کر بتاتی ہوں۔۔۔"ڈرائیور کو دیکھتے ہی دونوں چپ ہو گئیں۔۔۔لیکن منال ایک دم ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔۔۔عسیل بھی اسے مطمئن دیکھ کر مسکرا دی۔۔۔

شام کی نیلگوں سیاہی آسمان پر پھیلنا شروع ہو چکی تھی۔۔مونٹریال کی فضا میں ایک سکون اترتا دکھائی دیتا تھا۔۔سورج مغرب کی گود میں جانے کے لئے مچل رہا تھا۔۔۔اس کی آخری کرنیں سینٹ لارنس دریا کی سطح پر چمک رہی تھیں۔۔ایسے میں اس بلند و بالا آفس کے اندر جھانکو تو کھڑکیوں سے سورج کی نرم روشنی کمرے کے فرش پر سنہری لکیر کی صورت میں بکھر رہی تھی۔۔۔آفس کے اندر ایک خاموش سی تھکن کا راج تھا۔۔۔زیادہ تر ملازمین جا چکے تھے۔۔۔صرف چند لوگ بچ گئے تھے جو اپنی اسکرینوں پر جھکے آخری لمحات کے کام مکمل کرنے میں مصروف تھے۔۔۔۔

حاذق کے کمرے میں ہلکی روشنی جل رہی تھی۔۔۔سامنے پڑی فائلوں کا ڈھیر اس کی توجہ کا منتظر تھا، مگر اس کا ذہن کہیں اور بھٹک رہا تھا۔۔۔کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے وہ کھڑکی

کے باہر نیون سائن بورڈز دیکھ رہا تھا، جو ایک ایک کر کے روشن ہو رہے تھے۔۔ جیسے شہر رات کے استقبال کے لئے تیار ہو رہا ہو۔۔۔۔

اسے کینیڈا واپس آئے دو دن ہو چکے تھے۔۔۔۔ مگر وہ اب تک زینب سے ملنے نہیں گیا تھا۔۔۔ اسے زینب کے پاس جانے سے خوف آتا تھا۔۔۔ اس میں کوئی مقناطیسیت تھی جو اسے اپنی طرف کھینچتی تھی۔۔۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ کوئی کمزور یا نفس پرست شخص تھا۔۔۔ وہ ایک مضبوط کردار کا انسان تھا۔۔۔ عسیل کے علاوہ اس نے کبھی کسی لڑکی کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔۔۔ مگر زینب کے آگے وہ بے بس ہو جاتا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر پہلے وہ کمپنی کا ایک کیس اسٹڈی کر رہا تھا۔ جب زینب کے آنے والے میسج نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔۔۔۔ بظاہر اس نے میسج نظر انداز کر دیا۔۔ مگر دھیان اس کا سارا زینب کی طرف لگ چکا تھا۔۔۔ اب وہ کوئی کام نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ باہر ہوتے اندھیرے پر نظر جمائے وہ فیصلہ لینے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ ایک گہرا سانس بھرتے اس نے گردن موڑی تو نگاہیں اچانک ہی عسیل کے دیئے گئے فریم پر گئیں۔۔۔ جو اس نے آفس کی میز پر ہی لا کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔ لب بھینچے اس نے فریم اٹھایا۔۔ نرمی سے عسیل کی تصویر پر ہاتھ

پھیرتے، چہرے پر اداس سی مسکراہٹ امڈی تھی۔۔۔ عسیل کی اس کے لئے محبت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی۔۔وہ جانتا تھا وہ اس کی محبت کے معاملے میں بہت شدت پسند ہے۔۔۔۔جب ہی وہ اسے زینب کے بارے میں بتانے کی ہمت نہیں کر پایا تھا۔۔۔اس دن کوشش بھی کی تو عسیل کے رد عمل نے اسے ہلا دیا تھا۔۔ایک بار پھر زینب بیچ میں آ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔اب وہ تینوں ایک مثلث کا حصہ بن چکے تھے۔۔۔۔ایسا ممکن نہیں تھا کہ وہ ایک کو سوچے اور دوسری کا خیال اسے نہ آئے۔

"یا اللہ مجھے اس پریشانی سے نکال دیں۔۔۔۔"فریم واپس میز پر رکھتے اس نے بال مٹھی میں جکڑے۔۔زینب کی گزشتہ باتیں،اس کی معصوم صورت،اس کی بے بسی ایک بار پھر اس کے حواسوں پر سوار ہوئی تھی۔۔۔کیا وہ اسے چھوڑ سکتا تھا؟دل نے شدت سے نفی کی تھی۔۔۔

"پھر عسیل کا کیا؟"اس کی محبت،اس کی حساسیت،اس کے ساتھ گزارے پل۔۔۔۔کیا وہ اس کے ساتھ بے وفائی کا مرتکب ہو سکتا تھا؟؟؟دل نے اس بار بھی شدت سے نفی کی تھی۔۔۔

عسیل سے زینب اور زینب سے عسیل، اس کا سوچ کا سفر ان دو لڑکیوں کے درمیان شروع ہو کر ختم ہو جاتا تھا۔۔۔اور اس پر پیچ راستے پر وہ فی الحال اکیلا ہی محوِ سفر تھا۔۔۔زینب کو شاید ابھی اس سے کوئی امید نہیں تھی اس لئے وہ اس کے نام کو بھی اپنے لئے غنیمت سمجھ کر خوش تھی۔۔۔اور عسیل اس سب بات سے بے خبر اس کے سنگ آنے والی ایک خوشگوار زندگی کا خاکہ بننے میں مصروف تھی۔۔۔واحد وہ تھا جو اس کشمکش میں تھا کہ کیا وہ دو کشتیوں کا مسافر بن سکتا ہے؟

"اگر نہیں تو وہ دونوں میں کس کو چنے؟ اپنے زندگی کے پہلے پیار کو؟ اور اپنے ضمیر کو سلا دے جس کی وجہ سے اس نے ایک مظلوم بے کس لڑکی کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔جو صرف اس کے نام کے سہارے زندگی گزارنے کو تیار تھی۔۔۔یا پھر وہ کسی کو سہارا دینے کے چکر میں اپنی پہلی محبت کو چھوڑ دے اور اس سے بے وفائی کا روگ ساری زندگی کے لئے لے لے۔۔۔نہیں وہ یہ دونوں کام کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا اور اگر وہ دونوں کو ساتھ رکھے؟؟؟"

دل کے کسی کونے میں چپکے سے یہ خواہش جاگی تھی۔یہ خیال آتے ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

"ہاں جب میں دونوں کو ساتھ رکھ سکتا ہوں۔۔۔تو کسی ایک کو چھوڑنا ضروری کیوں؟؟"
اندر سے اب کی بار مضبوط آواز ابھری تھی۔۔

"لیکن کیا عسیل اس بات کے لئے راضی ہو جائے گی؟ نہیں کبھی بھی نہیں۔۔۔۔وہ بہت جذباتی ہے۔۔۔۔وہ سچ میں ویسا ہی کچھ کرے گی جو اس نے اس دن کیا تھا۔۔۔۔"خود کو اس مشکل سے نکالتے نکالتے ایک بار پھر اس دن کا منظر آنکھوں کے آگے گھوما تھا۔۔ایک بار پھر وہ اپنے فیصلے پر ڈگمگا گیا تھا۔۔۔۔ کہنیوں کو میز پر رکھ کر اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا کر وہ پریشان سا بیٹھا تھا۔۔۔۔اس لکا چھپی کے کھیل میں اس کی زندگی بہت بد نظمی کا شکار ہو گئی تھی۔۔۔۔وہ کسی بھی کام کو توجہ نہیں دے پا رہا تھا۔۔۔۔اسے کوئی ایک فیصلہ لینا ہو گا ورنہ وہ پاگل ہو جائے گا۔۔۔ایک جھٹکے سے وہ کرسی چھوڑتا اٹھا۔۔

"شاید مجھے عسیل کو بنا بتائے زینب کو اپنا لینا چاہیئے۔۔۔۔"منٹ سے بھی کم لگے تھے اور فیصلہ ہو گیا تھا۔۔۔۔وہ خود کو مزید اس اذیت سے دوچار نہیں کرے گا اور زینب کو اس کا حق دے گا۔۔۔۔وہ اس کی شرعی اور قانونی بیوی ہے۔۔۔وہ اسے اس ادھورے سے رشتے میں باندھ کر اس کی زندگی خراب نہیں کرے گا۔۔۔۔اگر زینب اس دن اسے طلاق دینے دیتی تو

سارا مسئلہ ہی ختم ہو جاتا۔۔۔ مگر جب زینب ایسا نہیں چاہتی تھی تو پھر اسے کھلے دل سے زینب قبول کر لینا چاہیئے۔۔ فیصلہ کر کے وہ پر سکون ہو گیا تھا۔۔۔

"مجھے زینب کے پاکستان کے ڈاکومنٹیشن کے لئے اپلائی کر دینا چاہیئے۔۔۔ زینب کو میں ساتھ ہی پاکستان لے کر جاؤں گا اور فی الحال عسیل کو زینب کے بارے میں نہیں بتاؤں گا۔۔۔ اور یہی ہم تینوں کے لئے سب سے بہتر ہے۔۔۔ کیونکہ ایسی جگہ جہاں اس کا کوئی نہیں ہے، سوائے اس کی جان کے دشمن کے اس کو چھوڑ کر جانا شقی القلبی اور خود غرضی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔۔۔" سوچتے ہوئے اس نے فون اٹھا کر شجاع کو کال ملائی۔۔ اسے زینب کا پاسپورٹ اور دیگر کاغذات بنوانے تھے۔۔ فون رکھ کر وہ فارغ ہوا تو اسے لگا جیسے دل کی بے کلی کو کچھ قرار ملا ہو۔۔ وہ مطمئن ہوا کہ شاید اس نے ٹھیک ہی فیصلہ لیا ہے۔۔۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا یہ فیصلہ لینے والا وہ نہیں تھا وہ تو کسی کی دعاؤں کی قبولیت کے طور پر اس کی جھولی میں ڈالا گیا تھا۔۔۔ یہ تو وہ تقدیرِ معلق تھی جو کسی کی دعاؤں اور نیکی کے باعث بدل دی گئی تھی۔۔۔ یہ محبت کی طرف وہ پہلا قدم تھا جو الہام کی طرح اس کے دل پر نازل ہوئی تھی۔۔۔ جو کسی کی دعاؤں کا ثمر تھی۔۔۔

"میں آج رات تم سے ملنے آؤں گا۔۔۔"موبائل اٹھا کر اس نے زینب کو پیغام بھیجا اور مطمئن ہوتا اپنا سامان سمیٹنے لگا۔۔۔

صبح کی روشنی اس پسماندہ محلے کی کچی اور تنگ گلیوں میں پھیل چکی تھی۔۔۔بوسیدہ سے بنے مکانات کی چھتوں سے مرغے کی بانگ سنائی دے رہی تھی۔۔۔محلے کے نلکے پر عورتوں کی قطار لگ چکی تھی۔۔اور ان کے جھگڑے کی آواز کوسوں دور تک پھیل رہی تھی۔۔

خیر النساء کے گھر میں بھی زندگی کے معمولات شروع ہو چکے تھے۔۔۔منیبہ صحن میں بیٹھی آٹا گوندھ رہی تھی۔۔دونوں لڑکے ننگے پاؤں وبدن گلی میں ہلڑ بازی کرنے نکل چکے تھے۔۔باپ تو منہ اندھیرے ہی کھیتوں پر چلا جاتا تھا۔۔یوں تو خیر النساء بھی صبح سویرے ہی حویلی چلی جاتی تھی۔۔۔لیکن آج اس کی طبعیت کچھ خراب تھی۔۔۔وہ ماتھے پر دوپٹہ لپیٹی صحن میں بچھی چارپائی پر لیٹی تھی۔۔

"حلیمہ۔۔آج تو میری جگہ چوہدری صاحب کی طرف چلی جا۔۔۔میرا تو جوڑ جوڑ دکھ رہا ہے۔۔۔"صحن کے آئینے میں کھڑی اپنے چہرے پر لیپا پوتی کرتی حلیمہ یوں اچھلی جیسے اسے

بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔۔۔ نکاح کے بعد سے تو حلیمہ کے مزاج ویسے بھی نہیں ملتے تھے۔ وہ اب اور بن ٹھن کر رہتی تھی۔۔ گھر کے کاموں سے وہ پہلے بھی بری الذمہ تھی اور اب تو مزید رخصت مل گئی تھی۔۔۔۔ وہ ہر کام منیبہ پر یہی کہہ کر ڈال دیتی تھی کہ جب وہ چلی جائے گی تو بھی اس گھر کا کام چلے گا ہی تو منیبہ کو ابھی سے ہی کام کی عادت ڈال لینی چاہیئے۔۔۔۔ اور منیبہ منہ بنا کر کام کرنے پر مجبور رہتی تھی۔۔۔۔ آخر کو وہ بھی کینیڈین بہنوئی سے مرعوب تھی۔۔۔۔ اس نے ابھی سے ہی حلیمہ کو اپنی فرمائشی لسٹ دے دی تھی کہ وہ اسے وہاں سے کیا کیا بھیجے گی۔۔۔ جس میں سرِ فہرست توٹی وی تھا۔۔۔۔ گویا حلیمہ رخصت ہو کر نہیں بلکہ کینیڈا کمانے جا رہی تھی۔۔ حلیمہ بھی موقع سے فائدہ اٹھاتی عبدالرحمٰن کے کندھے پر بندوق رکھے سب بہن بھائیوں سے اپنے نخرے اٹھواتی پھر رہی تھی۔۔۔

"اماں منیبہ کو بھیج دے۔۔۔۔ تجھے پتہ ہے کہ میں چوہدریوں کی طرف نہیں جاتی اور اب تو مانی کو بھی نہیں اچھا لگے گا کہ میں کسی کے گھر کام کروں۔۔۔۔" لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو آپس میں پیوست کرتے اس نے ایک تنقیدی نظر آئینے پر ڈالی۔۔ عبدالرحمٰن کے نام پر تو جیسے اس کے منہ میں شہد گھل گیا تھا۔۔ اس نے سوچ لیا تھا وہ بھی امیر لڑکیوں کی طرح

عبدالرحمن کو نک نیم سے پکارے گی۔۔اور اسی لئے ابھی سے وہ اس کی تیاری بھی کر رہی تھی۔۔۔

"نی یہ مانی کون ہے؟"اس کی ساری کہانی میں خیر النساء کے کان لفظ مانی پر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

"ارے اماں اتنا پرانا سا نام ہے نا عبدالرحمٰن۔۔۔تو میں اسے چھوٹا کر کے مانی پکاروں گی۔۔۔۔جیسے فلموں میں بولتے ہیں نا۔۔۔"خیر النساء کے نزدیک بیٹھتے وہ لجائی۔۔

"چل بے غیرت۔۔دفع ہو۔۔۔خصم کا ایسے منہ پھاڑ کر نام لیتی ہے نا ہنجار۔۔۔۔چھوڑ دے یہ ہڈ حرامی۔۔کچھ کام کر لے۔۔۔۔۔منیبہ اکیلی سارے کام کیسے نمٹائے گی؟" خیر النساء نے کان پکڑ کر اس کی پیٹھ پر دھموکا جڑا تھا۔۔۔

"اماں میں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔میرے جانے کے بعد تو جب بیمار پڑے گی۔۔۔تب بھی تو منیبہ جائے گی نا۔۔۔"حلیمہ کو "مسز عبدالرحمٰن" بننے کے بعد سے خیر النساء کا اپنے لئے یہ برتاؤ ہرگز نہیں بھاتا تھا۔۔۔وہ طنطناتی ہوئی اس کی پلنگ چھوڑ کر کھڑی ہوئی۔۔

"حلیمہ اللہ کسی کو تیرے جیسی بے حس اولاد نہ دے۔۔سوائے ہڈ حرامی کے تو نے ساری زندگی کچھ نہ کیا۔۔ابھی پھر اس منحوس رخسانہ کے گھر قلانچیں بھرتی پہنچ جائے گی۔۔۔۔ تیرا خصم تجھے فلمیں دیکھنے سے منع نہیں کرتا؟؟مولوی کی بیوی ہے حلیمہ تو۔۔کچھ اپنے اطوار بدل۔۔۔۔ماں کی خدمت کرلے گی تو دو دعائیں ہی مل جائیں گی۔۔۔۔"خیر النساء اب صحن میں کھڑی اپنی چادر پہن رہی تھی۔۔۔ساتھ ساتھ حلیمہ کو کوسنے بھی جاری تھے۔۔۔وہ جانتی تھی حلیمہ نہیں ہلنے والی۔۔وہ خود ہی کام پر جا رہی تھی۔۔دوسری جانب حلیمہ سج سنور کر اندر کمرے میں پرانا رسالہ کھولے بیٹھی تھی۔۔اسے انتظار تھا کہ اماں گھر سے نکلے تو واقعی وہ رخسانہ کے گھر پہنچ جائے۔۔۔۔۔

دوپہر کا وقت تھا۔۔سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔فضا ساکن تھی۔۔حبس کا احساس شدت سے محسوس ہوتا تھا۔۔۔کاشانہ حمید بھی خاموشی کی لپیٹ میں تھا۔۔اس وقت سب ہی اپنے کمروں میں محو آرام تھے۔۔۔

ایسے میں منال کے کمرے میں جھانکو تو مزنٰی اور منال بیڈ پر بیٹھی باتوں میں مشغول دکھائی دیتی تھیں۔۔۔دبیز پردوں سے چھن کر آتی دھوپ بستر پر سنہرا رنگ بکھیرے تھی۔۔

"مزنٰی آج تم ریحان کو میسج کر کے کہیں بلالو۔۔۔۔میں اس سے خود بات کرتی ہوں۔۔۔۔"

منال نے فیصلہ کن لہجے میں بولتے اپنا تکیہ درست کیا۔۔۔۔وہ یونیورسٹی سے تھکی ہاری آئی تھی اور کچھ دیر سونا چاہتی تھی۔۔

دراصل اس رات مزنٰی کی حالت دیکھ کر منال کو اپنا شک یقین میں بدلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔جو اسے اتنے دن سے مزنٰی کی حرکتیں دیکھتے ہوئے ہو رہا تھا۔۔۔اس نے زبردستی مزنٰی کو قسم دے کر سب قبولوالیا تھا۔۔۔مزنٰی بھی اتنی ٹوٹی ہوئی تھی کہ اسے اپنا درد بانٹنے کے لئے ایک کندھے کی ضرورت تھی۔۔جس پر وہ اپنا سر رکھ کر دل کا بوجھ ہلکا کر سکے۔۔۔۔

مزنٰی کی زبانی ساری صورتحال سن کر منال اچھی خاصی پریشانی کا شکار ہو گئی تھی۔۔۔۔اس نے مزنٰی کو تو تسلی دی تھی کہ وہ اس مسئلے کا حل ڈھونڈ لے گی۔۔۔مگر درحقیقت وہ خود نہیں

جانتی تھی کہ وہ کیا کرے۔۔۔۔ مگر اس دن عسیل سے بات کر کے اسے اچانک ہی اس صورتِحال سے نکلنے کی راہ سجھائی دی تھی۔

اسے اب مزنٰی جیسی گلہری کو ریحان جیسے ناگ سے بچانے کے لئے اسی کا حربہ اس پر آزمانا تھا۔۔۔ وہ اسے اس کے ہی زہر سے مارے گی۔۔۔۔ اس بات کا وہ تہیہ کر چکی تھی۔۔ جس بات کو وہ مزنٰی کے خلاف استعمال کر رہا تھا۔۔ منال اب اسی کو مزنٰی کے حق میں استعمال کرنے والی تھی۔۔۔ سارا لائحہ عمل بنا کر اب وہ مطمئن تھی۔۔

"آپی اس نے میرا نمبر بلاک کر دیا ہے۔۔۔۔ میرے میسجز اسے نہیں جا رہے ہیں اور ویسے بھی وہ میرے بلانے پر کبھی بھی نہیں آئے گا مجھے اچھے سے پتہ ہے۔۔۔۔" بستر کی چادر پر انگلی سے دائرے بناتے وہ ایک بوجھل سانس خارج کر گئی۔۔

"لاؤ اس کا نمبر مجھے دو۔۔ میں بات کرتی ہوں۔۔" منال دوبارہ سیدھی ہوتی بیٹھی۔۔ سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتے اس نے مزنٰی کی جانب بڑھایا۔۔ مزنٰی نے تذبذب سے اس کا فون تھاما۔۔۔ نمبر ڈائل کر کے شش و پنج میں گھرے اس نے موبائل منال کے حوالے کیا۔۔۔

"مجھے تم سے ضروری ملنا ہے۔۔۔۔بات بہت ارجنٹ ہے۔آج شام کو سینٹارس مال کے فوڈ کورٹ میں آجانا۔۔"ریحان نے جیسے ہی کال ریسیو کی۔۔۔منال بنا کسی تمہید کے بولنا شروع ہو گئی۔۔۔

"مگر آپ کون؟اور مجھے کیسے جانتی ہیں؟"منال کا لہجہ اتنا دوٹوک اور رعب دار تھا کہ ایک پل کو تو ریحان بھی گڑبڑا گیا۔۔۔

"میں جو کوئی بھی ہوں۔۔۔وہ تمہیں شام کو پتہ چل جائے گا۔اور نہ آنے کی صورت میں انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔۔۔"اپنی بات مکمل کر کے اس نے کال کاٹ دی۔۔۔۔وہ جانتی تھی ریحان اب تجسس کے مارے ضرور آئے گا۔۔۔مزنٰی اس ساری بات کے دوران بس خاموشی سے منال کو دیکھے گئی۔۔اسے نہیں پتہ تھا منال کیا کرنے والی ہے مگر وہ جانتی تھی کہ اس کی بہن اسے اس مشکل سے ضرور نکال لے گی۔۔۔۔جس نے اس کی راتوں کی نیندیں حرام کی ہوئی تھیں۔

"میں کچھ دیر کے لئے سونے جا رہی ہوں۔۔۔۔تم بھی آرام کر لو۔۔۔۔اب تمہارے ٹینشن لینے کے دن ختم۔ان شاءاللہ۔"موبائل پر الارم لگاتے منال بستر پر سیدھی ہوتی لیٹی۔۔

"نہیں مجھے نیند نہیں آ رہی ہے۔۔۔تم سو جاؤ۔۔میں یہیں تمہارے کمرے میں بیٹھ کر اپنا اسائیمنٹ بنا رہی ہوں۔۔۔"بیڈ چھوڑتی وہ منال کی اسٹڈی ٹیبل کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی منال اتنی مطمئن کیوں تھی؟؟مگر اس کی جان سولی پر اٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔ اگر اس بات کی خبر بھی اس کے گھر پر ہو جاتی تو ایک قیامت آ جاتی۔۔۔۔ابھی وہ کام کرنے کے ساتھ ساتھ ان سوچوں میں ہی تھی کہ اسے شارق چچا کے زور زور سے چلانے کی آواز آنے لگی۔۔یہ آواز قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔اس کا خوف حقیقت بن کر سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔وہ ابو کی صاف آواز سن سکتی تھی جو امی کو ان کی اولاد کے کرتوت دکھا رہے تھے۔۔۔۔بولنے کے دوران وہ کمرہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔۔۔۔اس نے مدد کے لئے منال کے بیڈ کی طرف دیکھا مگر وہ وہاں نہیں تھی۔۔۔شاید واش روم گئی تھی۔۔۔۔اس کی نظریں واپس دروازے پر جمے امی اور ابو کی طرف اٹھیں جو شعلہ بار نگاہوں سے اسے گھور رہے تھے۔۔۔

"ابو۔۔۔"

"چٹاخ، چٹاخ۔۔۔۔" اُس سے پہلے وہ کچھ کہتی ابو نے آگے بڑھ کر اسے دو تھپڑ لگائے۔۔ امی نے ہاتھ میں تھاما موبائل بیڈ پر پٹخا تھا۔۔۔ جس پر اس کی اور ریحان کی برتھ ڈے کے دن لی گئی سیلفی تھی۔۔۔۔ اس نے انکھیں بند کر لیں۔۔۔ گرم گرم آنسو اس کے گالوں کو بھگونے لگے۔۔۔ یہ احساسِ ذلت کے آنسو تھے جو اس کے ماں باپ کو اس کی وجہ سے اٹھانی پڑی تھی۔۔۔۔ یہ آنکھیں اس دھوکے پر ماتم کناں تھیں۔۔۔ جو اس نے اپنے والدین کو دیا تھا۔۔۔۔ یہ بھروسے کے ٹوٹنے پر نکلنے والا سیال تھا۔۔۔ جو ایک بیٹی نے اپنے باپ کا توڑا تھا۔۔۔۔۔ ان آنسوؤں کی حدت اتنی تھی کہ اسے اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہونے لگا۔۔۔ لگتا تھا وہ ابھی ہی جہنم میں پہنچا دی گئی ہو۔۔۔۔ جس کا وعدہ ہر اس انسان سے کیا گیا ہے جو اللہ کی قائم کردہ حدوں کو پھلانگتا ہے۔۔۔۔ جو دنیاوی لذت کے لئے آخرت کی آگ کا سودا کرتا ہے۔۔۔۔ اسے یقین ہو چلا تھا کہ جہنم کی آگ بھی ایسی ہی ہو گی اور اس کی تپش ایسے ہی چہرہ جھلسائے گی۔۔۔۔ جھلسنے کا احساس بڑھتا ہی جا رہا تھا جب ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھلی۔۔۔۔

"یہ۔۔یہ سب ایک خواب تھا۔۔۔"اس نے اپنے ارد گرد نظر دوڑائی۔۔۔۔کمرے میں سناٹا تھا۔۔۔منال ابھی بھی اپنے بیڈ پر پر سکون سی سو رہی تھی۔۔۔۔وہ لیپ ٹاپ پر بیٹھی اپنا کچھ کام کر رہی تھی۔۔۔۔جب شاید اچانک ہی تھکن کے باعث اس کی آنکھ لگ گئی۔۔۔وہ لیپ ٹاپ فولڈ کر کے ٹیبل کے اوپر ہی سر رکھ کر سو گئی تھی اور شاید اس کی بیٹری گرم ہونے کے باعث وہ پوری میز گرم ہو چکی تھی۔۔۔

دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے اس نے اللہ کا لاکھ شکر ادا کیا کہ اس نے اسے اس ذلت اور رسوائی سے بچا لیا تھا۔

"اللہ پاک آپ اپنے بندوں کے عیب ڈھک لیتے ہیں۔۔۔یہ آپ کا ہم پر کرم ہے۔۔۔۔ اگر آج واقعی یہ سب ہو جاتا تو میں ساری زندگی اپنے ماں باپ سے آنکھیں نہیں ملا پاتی۔۔۔۔میرے مالک میں اب کوئی ایسا کام نہیں کروں گی جس سے مجھے اس کو چھپانے کا ڈر اور خوف ہو۔۔۔۔میرے اللہ بس اس بار مجھے اس مشکل سے نکال دیں میں آئندہ ایسا کوئی حرام کا رشتہ نہیں بناؤں گی جس سے تو نے منع کیا ہے۔۔۔اس دنیا میں کچھ مشکل نہیں گر تو چاہے۔۔۔"آنکھیں بند کئے وہ سچے دل سے اللہ پاک سے مخاطب تھی۔۔۔آنسو اب بھی

آنکھوں سے جاری تھے۔۔۔لیکن یہ آنسو رسوائی کے نہیں۔۔۔ندامت کے تھے۔۔۔جب ہی منال کے موبائل پر الارم بجنے لگا۔۔۔منال نے کسمسا کر اس کو اسنوز کیا اور واپس کروٹ لے کر لیٹ گئی۔۔۔مزنٰی سوچ رہی تھی۔۔سیدھے اور سچے لوگوں کو نیند بھی کتنی بے فکری کی آتی ہے۔۔۔وہ ایسی نیند سے کب سے محروم ہے۔۔۔اس کی تو ہر نیند ایک ڈراؤنے خواب پر ختم ہوتی تھی۔۔۔ایک گہرا سانس خارج کرتے ہوئے وہ منہ دھونے چلی گئی۔۔۔کیونکہ جانتی تھی منال ابھی کم از کم دو بار الارم کو مزید اسنوز کرے گی۔۔۔

آج اس پینٹ ہاؤس کے در و دیوار زینب کے ساتھ انتظار کی گھڑیاں کاٹ رہے تھے۔۔۔ہر کمرہ، ہر کونا اس کے انتظار کا گواہ تھا۔۔وہ بے صبری سے رات ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔آج پہلی بار حاذق اسے یوں اطلاع دے کر آ رہا تھا۔۔۔اس کا دل ایک عجب ہی لے پر دھڑک رہا تھا۔۔اس وقت وہ بیڈ روم کے آئینے کے سامنے کھڑی اپنے سراپے پر تنقیدی نگاہ ڈال رہی تھی۔۔

کچھ دن پہلے حاذق کی جانب سے بھیجے گئے کپڑوں میں سے آسمانی دھاری دار شارٹ شرٹ اور کیولاٹس پینٹس پہنے وہ عام دن کی نسبت ایکدم مختلف دکھائی دیتی تھی۔۔آج اس نے کالی چادر اوڑھنے کے بجائے آسمانی رنگ کا اسٹول گلے میں لپیٹ لیا تھا۔۔اس طرح کہ اس کے دونوں سرے سامنے کو گرتے تھے۔۔۔چہرہ آج بھی میک اپ سے عاری تھا۔۔سوائے آنکھوں کے۔۔جن میں دوڑتے کالے ڈورے اس کی آنکھوں میں بھلے معلوم ہو رہے تھے۔۔خوشی کے اگر کوئی رنگ تھے تو وہ اس وقت ان کجراری آنکھوں میں سمائے ہوئے تھے۔۔۔کچھ دیر وہ خود پر نظر گاڑے کھڑی رہی۔۔۔پھر کچھ سوچ کر اسٹول کو سر کے گرد لپیٹ لیا۔۔۔وہ بھلے اس کا شوہر تھا۔۔لیکن یوں بنا سر ڈھانپے اس کے سامنے جاتے نہ جانے کیوں اسے حیا آئی تھی۔۔پاؤں میں چپل اڑستے ابھی وہ کچن کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔جب دروازے پر ہوتی بیل نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچی۔۔زینب کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ایک گہرا سانس خارج کرتے وہ تیزی سے دروازے کی جانب لپکی۔۔۔دروازہ کھلا تو حاذق سے پہلے سرخ گلابوں نے اسے محبت بھرا پیام بھیجا۔۔۔

"کیسی ہو؟" بوکے اس کے ہاتھ میں تھماتا وہ اندر داخل ہوا۔۔زینب کے چہرے پر حیا کی سرخی گھلی تھی۔۔۔وہ اس سے ایسے کسی عمل کی توقع ہرگز نہیں کر رہی تھی۔۔۔

"بہت خوش۔۔"جواب دیتی وہ اس کے پیچھے ہی اندر داخل ہوئی۔۔۔حاذق نے پلٹ کر دیکھا۔۔وہ گلابوں کو میز پر رکھے گلدان میں سجانے لگی تھی۔۔۔چہرہ ایکدم گلنار ہوا تھا۔۔۔ چند لمحے وہ حیرت سے اسے دیکھے گیا۔۔۔وہ آج کتنا بدلی بدلی لگتی تھی۔۔۔اس نے اسے ہمیشہ ہی کالی چادر میں لپٹا دیکھا تھا۔۔جو اس کے آدھے سے زیادہ لباس کو چھپا دیتی تھی۔۔۔۔اور آج اس کی یہ تیاری۔۔۔وہ کچھ اچھنبے کا شکار ہوا۔۔

"تم کہیں جانے والی تھیں؟"وہ خود بھی پلٹ کر میز تک چلا آیا۔۔۔زینب نے دھڑکتے دل سے نگاہیں اٹھائی تھیں۔۔۔۔حاذق نے اس کی تیاری کو محسوس کیا تھا۔۔۔وہ مزید گلابی پڑی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔میں کہاں جاؤں گی؟کیوں؟"وہ جانتے بوجھتے انجان بنی تھی۔۔۔شاید اس سے کوئی تعریفی جملہ سننے کی متمنی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔بس ویسے ہی۔۔۔"وہ بھی لب کاٹتا پلٹ گیا۔۔۔شاید اس کی تعریف کرنا فی الحال اس کے بس میں بھی نہیں تھا۔۔۔زینب کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔کچھ دیر بعد وہ ہاتھ میں پینا کولاڈا لئے لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔

"کیسا رہا آپ کا ٹرپ؟"اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتی وہ نرمی سے مستفسر ہوئی۔۔آواز میں اشتیاق جھلک رہا تھا۔۔۔

"اچھا۔۔۔اور تم نے کیا کیا اتنے دن؟"میز پر رکھے گلاس پر نظر جمائے وہ دھیمے سے گویا ہوا۔۔زینب کا دل چاہا کہہ دے۔۔آپ کو یاد۔۔آپ کا انتظار۔۔۔لیکن وہ حاذق سے ایسی کوئی بات کہنے کی ہمت خود میں نہیں پاتی تھی۔۔۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے گردن اٹھائی۔۔حاذق کی نگاہیں اب بھی میز پر جمی تھیں۔۔۔نہ جانے وہ اسے دیکھنے سے کیوں کتراتا تھا۔۔وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔۔گہری نیلی پینٹ پر سفید شرٹ پہنے وہ سیدھا اس کے دل میں اتر رہا تھا۔۔کوٹ شاید وہ ہمیشہ کی طرح گاڑی میں ہی چھوڑ آیا تھا۔۔شرٹ کے اوپری بٹن کھلے تھے۔۔۔جبکہ آستینوں کے کف کہنیوں تک الٹے ہوئے تھے۔۔بال آج ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔شاید انہیں جیل نہیں لگایا گیا تھا۔۔۔۔

"یہ میں تمہارے لئے پاکستان سے لایا تھا۔۔۔"زینب کی محویت اس کی آواز پر ٹوٹی۔۔وہ ساتھ لایا ایک پیکٹ اس کی جانب بڑھا رہا تھا۔۔درحقیقت تو وہ اس کے لئے کچھ بھی لے کر

نہیں آیا تھا۔۔۔ مگر جب آج وہ فیصلہ کر ہی چکا تھا تو راستے سے اس کے لئے پرفیوم لے لیا تھا۔۔۔

"میرے لئے۔۔۔۔ لیکن کیوں؟" زینب کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔اس نے تو اس سے اتنی عنایات مانگی ہی نہیں تھیں۔۔وہ اس سے اتنی توجہ اور محبت کی طالب ہی نہیں تھی۔۔ بس وہ دور سے اسے کسی قیمتی شے کی طرح دیکھ کر آنکھوں کو سیراب کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"کیوں بیویوں کو تو گفٹس لینے کا بہت شوق ہوتا ہے۔۔۔" اب کی بار حاذق نے نگاہیں اٹھا کر اسے بغور دیکھا۔۔۔زینب گنگ ہوئی تھی۔۔۔آنکھ میں ٹھہرے آنسو ایکدم ہی پلکوں کی باڑ توڑنے کے لئے بے تاب ہوئے تھے۔۔

حاذق شرجیل اسے اپنی بیوی تسلیم کر رہا تھا!!!!

جو اس نے سنا تھا۔۔۔کیا حاذق نے وہی کہا تھا یا یہ اس کی سماعت کا دھوکا تھا؟؟؟ کیا یہ واقعی اتنا آسان تھا؟ اس کی خواہش اتنی آسانی سے پوری ہو سکتی تھی؟؟؟ وہ تیزی سے صوفہ چھوڑتی اٹھی اور بنا کچھ کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔وہ اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس لئے اس طرف آگئی تھی۔۔۔ کتنی دیر وہ بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالے ایک کنارے کھڑی رہی۔۔۔

وہ یہی تو چاہتی تھی۔۔۔ تو آج اس کے اقرار پر اتنی بوکھلا کیوں گئی تھی؟؟؟ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔ آنکھیں برسنا شروع ہو چکی تھیں۔۔ حاذق کا یہ بدلہ رویہ اسے بجائے خوش کرنے کے عجیب کیفیات سے دوچار کر رہا تھا۔۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے کھانا نکالنا شروع کیا۔۔ اس نے بہت چاؤ سے حاذق کے لئے کھانا بنایا تھا۔۔ نہ جانے کیوں اسے یہ یقین تھا کہ وہ آج کھانا اس کے ساتھ کھائے گا۔۔ اور اکثر یقین جیت ہی جاتے ہیں!!!

پیچھے گھر میں ایک بار پھر خاموشی رقص کر رہی تھی۔۔ بس برتنوں کی کھڑ پٹر تھی۔۔۔ جو اس خاموشی کو توڑنے کے درپے تھی۔۔۔

جس وقت وہ کھانا نکال کر باہر آئی۔۔ حاذق اسے باہر روف ٹاپ پر کھڑا نظر آیا۔۔ اس کی پشت زینب کی جانب تھی۔۔ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں پھنسائے وہ مونٹریال کی اسکائی لائن پر نظر جمائے کھڑا تھا۔۔۔ سوچیں منتشر تھیں۔۔ خیالات آپس میں گڈمڈ ہو رہے تھے۔۔۔

"کھانا لگ گیا ہے۔۔۔"زینب کی آواز پر وہ چونک کر پلٹا۔۔وہ گلاس ڈور تھامے وہیں کھڑی تھی۔۔۔وہ چلتا ہوا اس کے نزدیک آیا۔۔اس کی نگاہیں زینب کے چہرے پر جمی تھیں۔۔وہ بظاہر نارمل دکھائی دیتی تھی۔۔لیکن آنکھوں کے کنارے پھیلا کاجل اس کے دل کا حال سنانے کے لئے کافی تھا۔۔وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔۔۔لیکن شاید الفاظ ڈھونڈنا مشکل لگ رہا تھا۔۔اس نے بے بسی سے لب کاٹے۔۔پھر زینب کی آنکھ کے کنارے پر پھیلا کاجل شہادت کی انگلی سے پونچھتا اس کے پاس سے گزرتا چلا گیا۔۔۔زینب کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ سانس ساکن ہوئی تھی۔۔وہ بنا پلٹے کھڑی رہی۔۔۔کچھ دیر بعد بمشکل اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالتے وہ ڈائننگ روم میں واپس آئی۔۔۔ایک بار پھر خاموشی فضا میں چکراتی پھر رہی تھی۔۔۔البتہ چمچوں کی پلیٹ سے ٹکرانے کی آواز وہاں زندگی کا پتہ دے رہی تھی۔۔دونوں ایک دوسرے سے نگاہیں چرائے بیٹھے تھے۔۔لیکن دونوں کی سوچوں میں ایک دوسرے کا خیال ہی سمایا ہوا تھا۔۔

"تم اچھی کوکنگ کرتی ہو۔۔۔"کھانے کی پلیٹ کھسکاتے حاذق نے کہا تھا۔۔زینب نے بے یقینی سے گردن اٹھائی۔۔۔نہ جانے اس نے بات برائے بات کی تھی یا پھر وہ سچ کہہ رہا تھا۔۔۔لیکن جو بھی تھا اس کی تعریف زینب کے لئے بہت معنی رکھتی تھی۔۔

"تھینکس۔۔"دوبارہ گردن جھکاتے وہ سرخ پڑی تھی۔۔حاذق نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔۔وہ کھانے کی تعریف وصولتے بھی شرما رہی تھی۔۔وہ چند لمحے ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے گیا۔۔اس کی پلکیں بہت گھنی تھیں۔۔جو آنکھوں پر سایہ فگن انہیں ایسے ہی چھپائے تھیں جیسا اس کا حجاب اسے چھپائے رکھتا تھا۔۔۔چھوٹی سی ناک گلابی پڑ رہی تھی۔۔شاید وہ رونے سے ایسے ہو رہی تھی یا پھر شاید اس کی تعریف سے۔۔سوچتے ہوئے اس نے گردن جھٹکی۔۔

"ابھی رو کیوں رہی تھیں؟"اس پر سے نظریں ہٹاتے وہ کچن کی جانب اشارہ کرتے مستفسر ہوا۔۔لہجے میں نرمی سموئی ہوئی تھی۔۔۔زینب کی آنکھوں میں ایک بار پھر تحیر اترا تھا۔۔۔وہ اس کی کسی بات سے بے خبر نہیں تھا۔۔کچھ دیر وہ پلیٹ میں چمچہ چلاتی رہی۔۔پھر لب کاٹتے گردن اٹھائی۔۔

"مجھے اتنی عنایتوں کی عادت نہیں ہے۔۔۔اور عادتیں بگڑتے دیر نہیں لگتی۔۔۔بس یہی سوچ رہی تھی کہ کل کو آپ۔۔"اس کے حلق میں آنسو کا گولہ اٹکا تھا۔۔۔حاذق نے دیکھا اس کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہونا شروع ہو گئی تھیں۔۔نہ جانے اسے بچپن سے رونے کا

شوق تھا یا حاذق کی ہی ہر بات اس کے رونے کا سبب بن جاتی تھی۔۔ایک گہرا سانس بھر تا وہ گردن جھٹک گیا۔۔۔

"میں نہیں بدلوں گا۔۔ایسے ہی تمہیں پرفیومز لا کر دیتا رہوں گا۔۔۔"اگر وہ اس سے اس کے ساتھ کا یقین چاہتی تھی تو آج حاذق شرجیل اسے یہ تھما دینا چاہتا تھا۔۔۔زینب کی آنکھیں پھر برسنے کو تیار ہوئی تھیں۔۔۔اس نے بے یقینی سے خود سے چند گز دور بیٹھے اپنے ہمسفر کی آنکھوں میں جھانکا۔۔جہاں پہلی بار سنجیدگی کے سوا کچھ نظر آیا تھا۔۔اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔ان میں شرارت بھری ہوئی تھی۔۔وہ بے اختیار ہی رو پڑی تھی۔۔

حاذق نے اسے اچھنبے سے دیکھا۔۔وہ اب کیوں رو رہی تھی۔۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔وہ نہیں جانتا تھا کہ عورت کی خوشی کی انتہا بھی آنسوؤں پر ہی ہوتی ہے۔۔۔

"کیا تمہیں پرفیومز نہیں پسند؟"اس کے سوال پر زینب کے ہونقوں کی طرح منہ کھولا تھا۔۔۔

"نن۔۔ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔"وہ ایکدم جھینپی تھی۔۔

"نہیں تم پرفیوم لانے کی بات پر رونے لگیں تو مجھے لگا۔۔"اس نے کندھے اچکائے۔۔۔

زینب کی کھنکتی ہنسی فضا میں مدھر سی آواز گھول گئی۔۔کیا وہ واقعی عورتوں کے معاملے میں اتنا کورا تھا؟ مسکراتے ہوئے وہ گردن جھٹک گئی۔۔

"میں چلوں گا۔۔۔عسیل میرا انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔"ہاتھ میں باندھی گھڑی پر نظر دوڑاتے وہ کرسی دھکیلتا کھڑا ہوا۔۔۔ماحول پر چھایا فسوں چھناکے سے ٹوٹا تھا۔۔۔شاید وہ اس رشتے کو قبول کرنے کے پہلے ہی دن اسے باور کروا دینا چاہتا تھا کہ اس کی زندگی میں عسیل ایک مسلم حقیقت ہے۔۔اس کی زندگی کا ہر کام عسیل کے محور پر گھومتا ہے۔۔

"تھینکس۔۔۔۔"وہ ایک بار پھر اس کی ممنون ہوئی تھی۔۔شاید وہ خود بھی اس کی زندگی میں عسیل کی اہمیت سے واقف تھی۔۔۔وہ جو اسے دے رہا تھا اس کے لئے بہت تھا۔۔۔اس سے زیادہ کی اسے چاہ بھی نہیں تھی۔۔۔

"تمہارا بھی۔۔ویسے تم کھانا بہت اچھا بناتی ہو۔۔۔"توصیفی نظروں سے اسے دیکھتا وہ دروازے کی جانب بڑھ گیا۔زینب کا روم روم جھوم اٹھا تھا۔۔۔

"کیا میں نے تمہیں بتایا کہ تم ہنستی ہوئی اچھی لگتی ہو۔۔" وہ دروازے سے واپس پلٹا تھا۔۔ اس کے پیچھے چلتی زینب کے قدم ٹھٹھک کر رکے۔۔ وہ آج اسے حیران کرنے پر تلا ہوا تھا۔۔ چند سیکنڈ تک وہ مبہوت سی اسے دیکھے گئی۔۔ پھر گردن سینے پر ڈالتی کھل کر مسکرائی تھی۔۔۔

"اب ان آنسوؤں کی بوتل کو ڈھکن لگا کر سمندر میں پھینک آؤ۔" اس کی آنکھوں کے پپوٹے کو اپنی انگلیوں سے چھوتا وہ مسکرایا۔۔۔ تو کیا اس کی خواہش حقیقت کا روپ دھار چکی تھی۔۔ کیا حاذق شرجیل، زینب کو وہ مقام دینے جا رہا تھا جس کی اس نے چپکے سے خواہش کی تھی۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی۔۔۔ حاذق دروازہ کھولتا باہر نکل گیا۔۔۔

دروازہ بند ہو گیا تھا۔۔ زینب بنا ہلے وہیں ساکت کھڑی رہ گئی۔۔۔ اس کی سماعتوں میں حاذق کی آواز کسی مدھر ساز کی طرح گونج رہی تھی۔۔۔ اس کے پرفیوم کی مخصوص خوشبو ہوا میں بکھری ہوئی تھی۔۔ جیسے وہ جا کر بھی کہیں نہیں گیا تھا۔۔۔ جیسے وہ اپنی موجودگی کی مہر اس لمحے پر ثبت کر گیا تھا۔۔۔ اس نے پلکیں موندیں تو حاذق کے لمس کی حدت اب بھی اس کے پپوٹوں پر سلگ رہی تھی۔۔۔ دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کے ساتھ اس کے ہونٹوں پر

ایک دھیمی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔وہ لمحہ،وہ خوشبو،وہ لمس،وہ الفاظ۔۔۔سب اس کی روح میں اتر چکا تھا،ہمیشہ کے لئے۔۔۔اس کا یقین جیت چکا تھا۔۔۔وہ جس محبت،جس مان کی آرزو مند تھی۔۔۔حاذق شرجیل آج اسے وہ سب تھما گیا تھا۔۔

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو

میں کہ صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو

نہ تمہیں ہوش رہے اور نہ مجھے ہوش رہے

اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو

تم ہتھیلی کو مرے پیار کی مہندی سے رنگو

اپنی آنکھوں میں مرے نام کا کاجل کر دو

اس کے سائے میں مرے خواب دہک اٹھیں گے

میرے چہرے پہ چمکتا ہوا آنچل کر دو

دھوپ ہی دھوپ ہوں میں ٹوٹ کے برسو مجھ پر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس قدر برسو مری روح میں جل تھل کر دو

جیسے صحراؤں میں ہر شام ہوا چلتی ہے

اس طرح مجھ میں چلو اور مجھے جل تھل کر دو

تم چھپالو مرا دل اوٹ میں اپنے دل کی

اور مجھے میری نگاہوں سے بھی اوجھل کر دو

مسئلہ ہوں تو نگاہیں نہ چراؤ مجھ سے

اپنی چاہت سے توجہ سے مجھے حل کر دو

اپنے غم سے کہو ہر وقت مرے ساتھ رہے

ایک احسان کرو اس کو مسلسل کر دو

مجھ پہ چھا جاؤ کسی آگ کی صورت جاناں

اور مری ذات کو سوکھا ہوا جنگل کر دو (وصی شاہ)

---

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

موسم آج خوشگوار تھا۔۔فضا میں ہلکی خنکی محسوس کی جاسکتی تھی۔۔۔زینب اپنے بیڈ پر نیم دراز،ہاتھ میں چائے کا کپ تھامے،کسی کتاب کے آخری صفحات پلٹ رہی تھی۔۔۔کھڑکی پر ڈالے گئے پردے مدھم سی سرسراہٹ سے ہل رہے تھے۔۔۔کمرے میں گہری خاموشی تھی۔۔۔صرف گھڑی کی ٹک ٹک اور کبھی کبھار باہر گزرنے والی گاڑیوں کی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی۔۔۔زینب نے کتاب بند کرتے فون اٹھایا۔۔۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔۔جیسے اسے پہلے ہی اندازہ تھا کہ یہ کال آنے والی ہے۔

"یار،لٹرلی بہت ہی زبردست کتاب ہے۔۔۔"سلام دعا کے بعد مارتھا کی دبے دبے جوش میں آواز سنائی دی۔۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ کوئی خزانہ لگ گیا ہو۔۔۔زینب نے چائے کا گھونٹ بھرا۔۔آنکھیں موند کر مسکراتے اس نے فون ایک کان سے دوسرے پر منتقل کیا۔۔۔

"ہوں۔۔۔ گڈ۔۔۔ تو یہ بتاؤ، تمہیں اس میں سب سے زیادہ کس بات نے متاثر کیا؟"

دوسری طرف لمحے بھر کی خاموشی چھائی۔۔۔ جیسے مارتھا کسی ایک چیز کا انتخاب کرنے میں تذبذب کا شکار ہو۔۔۔

"سب سے زیادہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کہانی نے مجھے متاثر کیا۔۔۔" کچھ لمحوں بعد جیسے وہ فیصلے پر پہنچی تھی۔۔ زینب کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔۔

"مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اللہ نے عورت کو اتنی عزت بخشی کہ سب سے پہلے اسلام لانے والی ایک عورت تھیں۔۔ جنہوں نے اپنے شوہر پر تب بھروسہ اور اعتماد کیا جب لوگ انہیں صادق اور امین کہنے کے باوجود نعوذ باللہ مجنوں اور ساحر پکارتے تھے۔۔" عزت، اعتماد، بھروسے جیسے جذبات سے نابلد مارتھا کے لئے یہ واقعی رشک آمیز تھا۔۔۔

"جانتی ہو زینب۔۔۔۔ مجھے اسلام میں دیئے گیے عورتوں کے حقوق پر بڑا رشک آیا۔۔۔ جہاں سب سے پہلی اسلام قبول کرنی والی ہستی ایک عورت تھیں۔۔۔ وہیں سب سے پہلے اسلام کے نام پر شہید ہونے والی بھی ایک عورت تھیں۔۔ یہ اعزاز حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ملا۔۔۔" وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بول رہی تھی۔۔۔ زینب اس کے لہجے کی نمی

محسوس کر سکتی تھی۔۔۔وہ اسلام سے بہت متاثر نظر آتی تھی۔۔زینب خاموشی سے اسے سنے گئی۔۔۔۔

"عورتوں کے حقوق پر قرآن پاک میں پوری ایک سورت نازل ہو گئی۔۔"اب کی بار زینب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔وہ بہت گہرائی سے اسلام کا مطالعہ کر رہی تھی۔۔ شائد اتنا جتنا ہمارے یہاں خوش نصیبی سے مسلمان پیدا ہونے والی عورت بھی نہیں کرتی۔۔

"پہلے مجھے لگتا تھا کہ اسلام میں عورت پر بہت پابندیاں ہیں۔۔۔۔اسے ایک گھٹی ہوئی زندگی گزارنی ہوتی ہے۔۔۔۔مگر مجھے اندازہ ہوا کہ جو حقوق عورت کو اسلام نے دیئے ہیں۔۔۔۔ اس کی مثال تو کسی مذہب میں نہیں ملتی ہے۔۔۔۔جب میں ٹی وی پر عورتوں کے ساتھ ہونے والے مظالم دیکھتی تھی نا۔۔۔تو مجھے ان عورتوں سے ہمدردی ہوتی تھی کہ یہ واقعی مظلوم عورتیں ہیں۔ان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔۔۔۔یہ مذہب ہے ہی ایسا۔۔۔لباس کی قید سے لے کر کھانے پینے تک میں پابندی۔۔۔۔مگر مجھے ان دنوں اتنا کچھ پڑھنے کے بعد احساس ہو رہا ہے کہ یہ پابندیاں تو ان عورتوں کے حق میں ہیں۔۔۔۔انہیں معاشی فکر نہیں کرنی۔یہ ان کے باپ، بھائی، شوہر، بیٹوں کی ذمہ داری ہے۔۔۔۔ہماری طرح نہیں کہ

ہوش سنبھالتے ہی فکرِ معاش میں لگ جاؤ اور نہ ہی ان پر جاب نہ کرنے کی پابندی ہے۔۔۔وہ اپنی حدود میں رہ کر بزنس، جاب بھی کر سکتی ہیں۔۔۔مردوں سے کام کی بات بھی کر سکتی ہیں۔۔۔جائیداد میں بھی ان کا حصہ ہے۔۔۔مسلمان عورت بیٹی ہے تو رحمت ہے۔۔۔بیوی ہے تو آدھا دین۔۔۔ماں بن جائے تو جنت قدموں تلے آجاتی ہے۔۔۔"مار تھا ایک مسلمان عورت کے حقوق پر حیرت زدہ تھی۔۔۔اس کا لفظ لفظ رشک میں ڈوبا ہوا تھا۔

"مگر مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔جب اسلام نے عورت کو اتنے حقوق اور عزت دی ہے تو یہ اکثر مسلم ممالک میں لوگ عورت کے ساتھ اتنا برا سلوک کیوں کرتے ہیں؟ان کے ساتھ ڈومیسٹک وائلینس ہوتا ہے۔۔۔ان پر تیزاب پھینکا جاتا ہے۔۔۔چھوٹی چھوٹی بچیوں کا ریپ ہو جاتا ہے۔۔۔غیرت کے نام پر ان کا قتل ہوتا ہے۔۔۔مگر پھر بھی عورت کے حقوق کے لئے آواز اٹھانے والی تنظیموں کے سب خلاف کیوں رہتے ہیں؟؟؟کیا لوگ نہیں چاہتے کہ عورت واقعی آزاد ہو جیسا کہ اس کا حق ہے؟اور قبائلی علاقوں میں تو اتنی دہشتگردی ہوتی ہے۔۔۔میں نے اس سلسلے میں کافی ڈاکومینٹریز بھی دیکھی ہیں۔۔۔وہاں تو عورت کے ساتھ بہت بیہمانہ سلوک ہوتا ہے۔۔۔"مار تھا کا اشارہ پاکستان کی طرف تھا۔۔۔وہ جانتی تھی، زینب پاکستانی ہے۔۔۔اس لئے کھل کر بول نہیں پائی تھی۔۔۔

مگر وہ زینب سے یہی پوچھنا چاہتی تھی کہ آخر کیوں اس کے اسلامی ملک میں عورت کو وہ حق نہیں دیا جا رہا جو اس کا مذہب اسے دیتا ہے۔۔زینب نے ایک گہرا سانس بھرتے بات شروع کی۔۔اسے مار تھا تک اپنے مذہب کے ساتھ اپنے ملک کا بھی اچھا تاثر پہنچانا تھا۔۔۔

"ہاں ہمارے یہاں عورت غیرت کے نام پر قتل بھی ہوتی ہے۔۔۔۔اور تیزاب میں جلتی بھی ہے۔۔۔ مگر جو لوگ ان کے حقوق کے نام پر ملک میں انتشار پھیلاتے ہیں نا اس سے ان معصوم لوگوں کی زندگیوں پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔وہ معصوم لوگ ویسی ہی زندگی گزارتے ہیں۔۔۔ان کا مسئلہ یہ تنظیمیں حل نہیں کر سکتی ہیں۔یہ بس ظلم ہونے کے بعد بس اشتہار لگاتی ہیں ان مسئلوں کو حل نہیں کرتی ہیں۔۔۔۔ان مسائل کو حل کرنا ہے نا تو ہمیں اپنے گھر سے کرنا ہو گا۔۔جہاں اپنے لڑکوں کو لڑکیوں کی عزت کی تربیت دی جائے۔۔۔تاکہ وہ بڑے ہو کر عورتوں وہ حقوق دیں جو میرا مذہب دیتا ہے۔۔۔اس مسئلے کا واحد حل یہی ہے کہ مائیں اپنے بیٹوں کی ایسی تربیت کریں کہ وہ خواتین پر ہاتھ اٹھانے کا سوچیں بھی نہیں۔ماں بیٹے کو بچپن سے سکھائے کہ کسی کی بہن، بیٹی پر غلط نگاہ نہیں ڈالنی تو وہ بڑا ہو کر ضرور سب خواتین کا احترام کرے گا۔۔۔بچپن سے انہیں بہنوں پر ہاتھ اٹھانے پر سختی کی جائے گی تو وہ ہر عورت پر ہاتھ اٹھانے سے جھجکے گا۔کیونکہ یہ اس کی فطرت بن چکی

ہو گی۔۔۔عورت کو آزاد کرنے کے لئے عورت کو ہی جدوجہد کرنی ہو گی۔۔۔ایسے بیٹے بڑے کرنے ہوں گے جن کی نظریں قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق جھکی ہوئی ہوں۔۔۔۔ جو عورت کو دیکھ کر رال ٹپکانے کے بجائے نظریں جھکا لیں۔۔۔اور سارا فتنہ ہی اسی نظر کا ہے۔۔۔اگر نظر پاکیزہ ہو تو کسی کی بیٹی پر تیزاب ڈالنے کی نوبت ہی نہ آئے۔۔۔اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسل کو ایک مضبوط کردار کا مرد بنائیں۔۔۔۔۔جو ہماری عورتوں کے محافظ بنیں، لٹیرے نہیں۔۔۔۔جو اس لئے افضل نہ ہوں کہ وہ مرد ہیں بلکہ اس لئے افضل کہلائیں کہ وہ اپنی عورت کی عزت کرتے ہیں۔۔۔۔اسے جانور نہیں سمجھتے۔۔۔۔ اس سے قرآن پاک کے احکام کے مطابق سلوک کرتے ہیں۔۔۔"بولتے بولتے اس کا چہرہ جذبات سے سرخ پڑنے لگا تھا۔۔۔اس نے چند لمحوں کا توقف کیا۔۔۔مارتھا خاموش تھی۔۔۔زینب کی باتیں اس کے دل میں اتر رہی تھیں۔

"اور بات پھر وہیں آکر ختم ہو جاتی ہے کہ ظلم یا ناانصافی کا تعلق مذہب یا قوم سے نہیں ہوتا۔۔۔۔ہر جگہ ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔۔۔۔یہ صرف مسلم ممالک کا المیہ نہیں ہے۔۔۔۔"زینب کی اس بات پر مارتھا کی نظروں میں اپنے گھر کا منظر گھوما تھا۔۔۔اس کا باپ بھی تو اس کی ماں کو اکثر مارتا تھا۔۔۔وہ بھی اپنی معصومیت کے دور میں ایک بھیڑیئے

کے ہتھے چڑھتے چڑھتے بچی تھی۔۔۔اس کے ملک میں بھی لڑکیوں کا ریپ ہو رہا تھا۔۔۔ واقعی ظلم کا کوئی مذہب اور ملک نہیں ہوتا۔۔۔۔یہ انفرادی رویہ ہوتا ہے۔۔۔۔وہ اپنی سوچوں کے تسلسل میں تھی۔۔۔جب زینب کی آواز نے دوبارہ اس کو خیالوں کی دنیا سے کھینچا تھا۔

"مسلمان ہونے اور اسلام پر عمل کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔۔۔۔ورنہ میرے مذہب سے زیادہ امن و آتشی والا مذہب کوئی نہیں ہے۔۔۔۔جس کے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فتح مکہ کے دن کہا تھا۔"آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، جاؤ تم آزاد ہو۔"جس مذہب نے عورت کے ساتھ زیادتی کرنے کی سزا رجم،اور کوڑے رکھی ہے۔۔۔۔جس میں کسی کا ناحق قتل کرنے کی سزا،خون کا بدلہ خون ہے۔۔۔اس سے زیادہ عدل وانصاف کس مذہب میں ہو سکتا ہے؟" بات کے اختتام میں زینب کی آواز میں ایک تفاخر تھا۔۔۔اسے اپنے مذہب،اپنے ملک اور اپنے لوگوں پر بہت فخر تھا۔

آج بھی اس کے ملک کے مرد اپنی عورت کو تحفظ دیتے تھے۔۔۔۔آج بھی بھائی اپنی بہنوں کو پیار اور مان دیتے تھے۔۔آج بھی شوہر دن بھر دوڑ دھوپ کر کے اپنے بیوی بچوں کو ایک

ٹھنڈے سائبان تلے رکھا ہوا تھا۔۔۔آج بھی باپ اپنی بیٹی کی ایک ہنسی دیکھنے کے لئے ہر مشکل ہنستے ہوئے سہہ جاتا تھا۔۔۔کیونکہ ہر مرد برا نہیں ہوتا۔۔۔جیسے ہر عورت اچھی نہیں ہوتی۔۔۔بس ضرورت ہے اس سوچ اور اس نظریہ کو بدلنے کی۔۔۔

"ہمیں کسی آزادی مارچ کی ضرورت نہیں۔۔کیونکہ اسلام نے ہمیں وہ تمام حقوق اور مقام عطا کر دیا ہے جو دنیا کا کوئی بھی از خود بنایا گیا قانون دینے سے قاصر ہے۔۔۔عورت کو اسلام نے محض خدمت گزار نہیں بنایا۔۔بلکہ عزت، وقار اور بلندی عطا کی ہے۔۔۔اس کی عزت و ناموس کی حفاظت کو فرض کیا ہے۔۔۔

اگر ہمیں کچھ بدلنے کی ضرورت ہے تو وہ ہماری اپنی سوچ ہے۔۔۔عورت کی اصل طاقت اس کا تقدس، اس کی عزت اور اس کی عظمت ہے۔۔۔اسے چاہیئے کہ وہ اپنی تربیت سے اپنے بیٹے کو ایک غیرت مند، ذمہ دار اور محافظ مرد بنائے، نہ کہ سڑکوں پر نکل کر اپنے وقار کا خود تماشہ بنائے۔۔"

مار تھا خاموش تھی۔۔۔وہ جو ہمیشہ عورت کی آزادی کے نعرے میں مرد کو ظالم تصور کرتی تھی۔۔آج سوچ رہی تھی کہ اصل آزادی کیا ہے۔اگر زینب اس سے یہ باتیں ایک مہینہ

پہلے کہتی، تو شاید وہ بحث میں الجھ جاتی۔۔۔اسے دقیانوسی قرار دیتی۔۔۔ مگر آج اس کے سوچنے کا انداز بدل رہا تھا۔۔۔وہ ایک مسلمان عورت کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔۔۔۔اندر کہیں وہ مسلمان ہونے کا تہیہ کر چکی تھی۔۔۔۔اس سے زیادہ وہ خود کو اس بے راہ روی کی زندگی میں نہیں جھونکنا چاہتی تھی۔

رن وے پر دھیرے دھیرے چلتے جہاز کی رفتار اچانک ہی بڑھی تھی۔۔ تیز ہوتے شور کے ساتھ اس نے تیزی پکڑنا شروع کی۔۔ حلیمہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔اگلے ہی لمحے وہ زمین سے اوپر کی جانب اٹھنے لگا۔۔۔اس کے نیچے رن وے کی لائینیں اور شہر کی روشنیاں دھندلانے لگیں۔۔۔ حلیمہ نے آنکھیں میچتے دونوں ہاتھوں سے سیٹ کس کر پکڑ لی۔۔ ساتھ ہی وہ تیزی سے اللہ اللہ کا ورد کرنے لگی۔۔اس کے سوا اسے کچھ آتا بھی نہیں تھا۔۔۔اور تب عبدالرحمٰن نے اس کا ہاتھ اٹھا کر نرمی سے تھاما۔۔

"آرام سے بیٹھئے۔۔۔گھبرانے کی ضرورت نہیں۔۔میں آپ کے ساتھ ہوں۔۔۔" حلیمہ نے آنکھیں کھول کر ایک نظر اسے دیکھا۔۔مگر اگلے ہی پل دوبارہ آنکھیں موند لیں۔۔جہاز کی رفتار تیز ہوتی جا رہی تھی۔۔ساتھ اس کی دھڑکنیں بھی۔۔

"آپ کو پتہ ہے کینیڈا میں برف باری بھی ہوتی ہے۔۔۔آپ کو برف باری پسند ہے؟" اب کی بار عبدالرحمٰن کے سوال پر اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول کر تیزی سے ہامی میں گردن ہلائی۔۔عبدالرحمٰن مسکرایا تھا۔۔۔

"کیا آپ نے کبھی اسنو مین دیکھا ہے؟" وہ اسے کسی چھوٹی بچی کی طرح بہلانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔حلیمہ کی آنکھیں چمکی تھیں۔۔۔ایسا تو اس نے فلم میں ہی دیکھا تھا۔۔

"وہ دیکھیں باہر۔۔۔" عبدالرحمٰن نے انگلی سے کھڑکی کی جانب اشارہ کیا۔۔۔جہاز بادلوں کے اوپر فضا میں بلند ہو چکا تھا۔۔۔حلیمہ کو اِحساس ہوا اس کا ڈر بھی ختم ہو گیا تھا۔۔وہ حیرت سے ٹکٹکی باندھے ان روئی کے گالوں کو دیکھے گئی۔۔۔۔اس وقت وہ ایک چھوٹی سے معصوم بچی لگ رہی تھی۔۔۔۔عبدالرحمٰن نے اسے مگن دیکھ کر مسکرا کر نیوز پیپر اٹھا لیا۔۔

(?Mam, what do you want? Chicken or fish curry)

ائیر ہوسٹس کھانے کی ٹرالی ان کے سامنے روکتے پیشہ ورانہ انداز میں مستفسر ہوئی۔۔

"فش۔۔فش دے دیں مجھے۔۔۔"حلیمہ کو اس کی ساری بات میں لفظ فش ہی سمجھ آیا تھا۔۔۔ٹرالی دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ اس سے کھانے کی بابت ہی پوچھ رہی ہے۔۔۔۔ اس کے منہ میں فش سن کر پانی آگیا تھا۔۔۔پتہ نہیں اس نے زندگی میں گنتی کی ہی مچھلی کھائی ہوگی۔اور ابھی کینیڈا پہنچنے سے پہلے ہی اس کی عیاشی شروع ہوگئی تھی۔۔۔وہ بہت پرجوش دکھائی دیتی تھی۔۔۔۔

I don't want any food,Just a black coffee)

please!!!.)عبدالرحمٰن نے ہاتھ اٹھا کر ائیر ہوسٹس کو کھانے سے منع کیا۔۔

...Ok sir....we will serve it to you shortly

ائیر ہوسٹس مسکراتے ہوئے ٹرالی لے کر آگے بڑھ گئی۔۔جبکہ عبدالرحمٰن کے منہ سے انگلش سن کر حلیمہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔تو وہ جسے مولوی سمجھ رہی تھی وہ تو انگلش بابو نکلا تھا۔۔۔وہ چادر میں منہ چھپا کر کھلکھلائی تھی۔۔۔

"کیا ہوا؟"وہ اس کی جانب دیکھتا ناسمجھی سے مستفسر ہوا۔۔

"آپ تو بڑے ماڈرن مولوی ہو۔۔۔انگلش بھی آتی ہے۔۔۔اچھے اچھے کپڑے بھی پہنتے ہو۔۔۔کینیڈا کا مولوی ایسا ہے تو میں سوچ رہی ہوں باقی لوگ کیسے ہوں گے۔۔۔"ازل کی منہ پھٹ حلیمہ نے ٹرے سے ایلومینئیم فوائل ہٹاتے اسے توصیفی نظروں سے دیکھا۔۔۔وہ تو اس کی مہربانی تھی کہ اس نے آپ کا تکلف کر لیا تھا۔۔۔شاید عبدالرحمٰن کے منہ سے اپنے لئے "آپ" سن کر تھوڑی شرم آگئی تھی۔۔۔ورنہ اسے تو تڑاخ سے آگے کی زبان نہیں آتی تھی۔

"ہمم۔مولوی بھی تو انسان ہوتے ہیں نا۔۔۔نہیں؟"عبدالرحمٰن نے پیکٹ کھول کر کانٹا نکالتے اسے تھمایا۔۔وہ جو مچھلی کے ٹکڑے کو دانتوں سے کھینچ رہی تھی۔۔کانٹا دیکھ کر کچھ خفت کا شکار ہوئی۔۔

"نہیں کرو جی۔۔ہمارے پنڈ کے مولوی انسان نہیں ہوتے۔ایسے کتوں کی طرح بولتے ہیں بچوں سے۔۔۔اور بھیڑیئے کی طرح بھنبھوڑ کے رکھ دیتے ہیں۔۔۔"عبدالرحمٰن کے ہاتھ سے کانٹا تھام کر ٹرے میں رکھتے اس نے نخوت سے جواب دیا۔۔۔وہ کم از کم اس وقت

Clubb of Quality Content

سکون سے مچھلی کھانا چاہتی تھی۔۔یہ چمچے کانٹے کے چکر وہ بعد میں پال لے گی۔۔

عبدالرحمٰن اس کے انداز اور الفاظ پر ہی بھونچکا رہ گیا تھا۔۔۔

"دیکھیں بی بی حلیمہ۔۔۔ایسے کسی کے بارے میں رائے نہیں دیتے ہیں اور آہستہ بولتے ہیں۔۔۔آس پاس کے لوگ سب سن رہے ہوتے ہیں۔۔۔"اس نے چور نظروں سے آس پاس دیکھا۔۔جہاں کافی پاکستانی فیملیز تھیں۔۔۔مگر صد شکر تھا سب ہی کانوں پر ہیڈ فون چڑھائے اپنے کھانے میں مصروف تھے۔۔۔حلیمہ نے خالی گردن ہلادی۔۔جیسے میری جان بخشو۔۔۔ویسے بھی اس کی توجہ فی الحال کھانے پر تھی جہاں ابھی اسے کافی ساری چیزیں نظر آرہی تھیں۔عبدالرحمٰن ایک گہرا سانس بھر کر آنکھیں موند کر لیٹ گیا۔۔

"آپ کی پسندیدہ موویز کون سی ہے؟"کچھ دیر بعد حلیمہ نے کھانے سے فارغ ہو کر اس کی جانب دیکھتے سوال کیا۔۔پیٹ بھرنے کے بعد اسے سب سے پہلا خیال یہی آیا تھا۔

"میں موویز نہیں دیکھتا ہوں۔۔۔"عبدالرحمٰن نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔۔۔حلیمہ نے پوری آنکھیں نکال کر اسے ایسے دیکھا۔۔جیسے خدانخواستہ اسے پتہ لگا ہو کہ عبدالرحمٰن مسلمان نہیں ہے۔۔۔اور اس کے ساتھ دھوکا ہو گیا ہے۔۔۔وہ تو سوچ

کر آئی تھی کہ بس دن بھر وہ اپنی پسند کی فلم دیکھے گی تو پہلا خواب تو اس کا یہیں چکنا چور ہوا تھا۔

"مطلب آپ سچ مچ والے مولوی ہیں؟"اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔چہرے پر خوف کے آثار واضح تھے۔۔۔دوسری جانب اس کے سوال پر عبدالرحمٰن کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔۔۔۔

"بی بی حلیمہ۔۔ہم گھر چل کر بات کریں گے۔۔۔۔کیا آپ موویز دیکھتی ہیں؟"اس نے خود کو تسلی دیتے ہوئے بہت تحمل سے اس کی جانب دیکھا۔۔جواب میں حلیمہ نے زوردار گردن ہلائی تھی۔۔۔

"مجھے نا۔۔۔شاہ رخ خان بہت پسند ہے۔۔۔اس کے سارے گانے مجھے زبانی یاد ہیں۔۔۔۔ ہمارے گھر ٹی وی نہیں تھا نا۔۔۔تو میں رخسانہ کے گھر جا کر دیکھتی تھی۔۔۔وہ جو میری لال سوٹ والی دوست تھی نا نکاح کے دن۔۔"حلیمہ نے انگلی اٹھا کر رخسانہ کو یاد دلانا چاہا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر دبا دبا جوش تھا۔۔

بے چارہ عبدالرحمٰن کیا جانے لال سوٹ والی رخسانہ نام کی بلا کو۔۔۔ جس نے اپنی منکوحہ کو ہی نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا وہ رخسانہ کو کیا خاک دیکھتا۔۔۔ مگر حلیمہ کے جواب پر عبدالرحمٰن کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے زندگی بہت تحمل سے گزارنی ہے۔۔۔۔

اس نے پہلی بار حلیمہ کا بغور جائزہ لیا تھا۔۔۔ ملٹی کلر کے شلوار قمیض پر اس نے مرون شیشوں کی کڑھائی والی چادر اوڑھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔ کوشش اس لئے کیونکہ وہ اس بات سے بلکل بے پرواہ تھی کہ اس کی چادر کہاں لٹک رہی ہے۔۔۔ صاف لگ رہا تھا اس نے چادر زندگی میں پہلی بار اوڑھی تھی اور سچ بھی یہی تھا۔۔۔۔ خیر النساء نے نفیسہ بی بی کی ہدایت پر زبردستی اسے چادر اوڑھا کر بھیجا تھا۔۔۔۔ حلیمہ باہر نظارے میں مشغول ہو گئی تھی۔۔ جبکہ عبدالرحمٰن کا سکون برباد ہو گیا تھا۔۔۔ اس کی زندگی کا سب سے مشکل امتحان شروع ہو چکا تھا۔

رات کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔۔۔۔ آسمان پر چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔۔ سڑکوں پر رش کم ہو چکا تھا۔۔ ایسے میں ویسٹ ماؤنٹ میں بنے اس خوبصورت

سے گھر میں جھانکو تو تھکا ہارا سا حاذق کمرے میں داخل ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔دروازہ بند کرتے اس نے گہری سانس لی۔۔ہاتھ میں تھاما کوٹ کرسی پر اچھالا اور لیپ ٹاپ بیگ اسٹڈی ٹیبل پر رکھتا بستر پر نیم دراز ہو گیا۔۔آج کا پورا دن تھکن سے بھرا تھا۔۔لیکن زینب سے مل کر اسے آج اچھا لگ رہا تھا۔۔اس کا مسکراتا چہرہ سوچ کر اس کے لبوں پر ایک بار پھر مسکراہٹ امڈی تھی۔۔۔وہ غموں سے بوجھل اس لڑکی کو مسکراہٹ تھمانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔پینٹ کی جیب سے فون نکالتے اس نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔کچھ دیر بعد وہ عسیل کو کال ملا چکا تھا۔۔۔رنگ ٹون کی ہلکی آواز کمرے کی خاموشی میں مدھم سی گونجی۔۔دوسری ہی بیل پر عسیل نے کال اٹھالی تھی۔۔۔

"سب خیریت تو ہے؟تم روئی ہو؟"سلام کے بعد وہ متفکر سا گویا ہوا۔۔عسیل کی آنکھیں متورم تھی۔۔چہرہ بھی اُداس سا محسوس ہوتا تھا۔۔۔

"ہمم۔۔خالد حسینی کی A thousand splendid sun پڑھ رہی تھی۔۔۔"زکام زدہ آواز میں کہتے اس نے گردن ہلائی۔۔۔حاذق ایک گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔وہ

اتنی ہی حساس تھی۔۔کہانیوں،ڈرامے،فلم کے کرداروں کے ساتھ رونا،ہنسنا۔۔وہ ان کے دکھوں پر اتنی ہی دکھی ہو جاتی تھی جیسے کسی اپنے کے غم پر۔۔۔

"اٹس آر ئیلی گڈ بک۔۔تمہیں کیسی لگی؟"وہ اشتیاق سے مستفسر ہوا۔۔۔

"اٹ رئیلی ٹچڈ مائی ہارٹ۔۔"وہ سوں سوں کرتے بولی تھی۔۔۔

"آئی لائیکڈ مریمز کریکٹر۔۔۔سچ آ اسٹرانگ گرل!!!"اب کی بار وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔

"ویسے تمہیں اس ناول کی ایک بات اور اچھی نہیں لگی؟"حاذق کے سوال پر وہ آنکھیں چندھیائے مشکوک نظروں سے اسے دیکھے گئی۔۔اس کے چہرے پر پھیلی شرارت بھری مسکراہٹ اس بات کا واضح اشارہ تھا کہ وہ اسے ستانے کے موڈ میں تھا۔۔۔

"کیا؟؟؟"

"دونوں سوتنوں میں کتنا پیار۔۔"اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے کال کاٹ دی گئی تھی۔۔۔

وہ ایکدم بوکھلا گیا۔۔اس نے دوبارہ کال ملائی۔۔۔اسے ڈر تھا شاید اب عسیل فون ریسیو نہ کرے۔۔۔مگر خلاف توقع اس نے فون اٹھا لیا۔۔۔

"سوری یار۔۔بس میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔" وہ واقعی شرمندہ دکھائی دیتا تھا۔شاید اس وقت عسیل بہت جذباتی ہو رہی تھی اور ایسے میں اسے شاید حاذق کا مذاق اچھا نہیں لگا تھا۔۔

"اٹس اوکے۔۔" فراخدلی سے کہتے گویا اس نے اس کی معافی قبول کی تھی۔۔۔حاذق کے حلق سے پر سکون سا سانس خارج ہوا۔۔۔وہ شاید بس اسے چھیڑنے کے لئے کال کاٹ گئی تھی۔۔۔

"ویسے ایک بات تو بتائیں۔۔یہ آپ مردوں کو چار شادیوں کا شوق کیوں ہوتا ہے؟؟؟اور آپ کو یہ شوق بہت جلدی نہیں چرا گیا؟؟" وہ اب ناول کو بھول چکی تھی۔۔حاذق کی شامت آگئی تھی۔۔ایک بے بس سی سانس بھرتے وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

"یار مجھے تو خود نہیں معلوم کہ مردوں کو چار شادیوں کا شوق کیوں ہوتا ہے۔۔۔مجھے تو بس دو کا ہے۔۔میں چاہتا ہوں تم بھی لیلیٰ اور مریم کی طرح ایک دوسرے کی دوست بن کر رہو۔۔۔" وہ درحقیقت اس سے اپنے دل کی بات کہہ رہا تھا۔۔۔جبکہ جانتا تھا یہ بس اس کی خواہش ہی ہو سکتی تھی۔۔حقیقت بہت ڈراونی ہونے والی تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ویسے جب دو بیویوں کی دوستی ہو جاتی ہے تو پتہ ہے نا پھر کیا ہوتا ہے؟"اب کی بار عسیل کا لہجہ طنز میں ڈوبا ہوا تھا۔۔اس کا اشارہ ناول کے اختتام کی جانب تھا۔۔حاذق کا چھت پھاڑ قہقہہ نکلا۔۔

"مطلب تمہارے پاس ہر مسئلے کا حل مرنا،مارنا ہے۔۔۔۔کبھی سوتن کو مار دو تو کبھی بیچارے میاں کو۔۔۔کوئی ہیپی اینڈنگ نہیں ہو سکتی؟"اسے اپنا انجام کچھ خاص اچھا نہیں دکھائی دے رہا تھا۔۔۔وہ دو کشتیوں میں سوار تو ہو چکا تھا لیکن شاید یہ سفر بہت کٹھن ہونے والا تھا۔۔

"یہ بیچارے کا لفظ تو ذرا اس پیج سے ہٹائیں۔۔دو شادیاں کرنے والا کم از کم بیچارا تو ہر گز نہیں ہو سکتا۔۔۔۔"حاذق کے گلے میں کچھ پھنسا تھا۔۔وہ بے اختیار ہی کھانسا تھا۔۔نہ جانے حقیقت کھلنے پر عسیل اس کے ساتھ کیا کرنے والی تھی۔۔یہ سوچ کر ہی اس کا دل بیٹھا تھا۔۔۔تب ہی اسکرین پر زینب کا پیغام ابھرا۔۔

"تھینکس اگین۔۔یو میڈ مائے ڈے۔۔۔۔"اس نے ایک چھوٹے سے اسمائلی کے ساتھ اسے پیغام بھیجا تھا۔۔حاذق کے لبوں پر گہری مسکراہٹ ابھری تھی۔۔

"یہ بنا بات کیوں مسکرا رہے ہیں؟"وہ مشکوک ہوئی۔۔۔

"مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے نا۔۔"اس کے بے ساختہ جواب پر وہ گلابی ہوئی تھی۔۔

"میں ناشتہ کرنے جا رہی ہوں۔۔۔"اس نے تیزی سے بات پلٹی۔۔یوں بھی صفیہ اسے دو بار آواز دے چکی تھیں۔۔۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔خیال رکھنا۔۔اور میرے بارے میں بھی تھوڑا سوچنا۔۔۔"مسکراہٹ دبائے حاذق نے ایک ہوائی بوسہ اس کی جانب اچھالا۔۔عسیل نے جھٹ کال کاٹی تھی۔۔

"بے شرم۔۔۔"کال کاٹ کر وہ مسکرائی۔۔پھر ایک گہرا سانس لیتی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

دوسری جانب حاذق نے زینب کا میسیج کھولا تھا۔۔کچھ دیر وہ اسکرین پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔۔۔انگوٹھا کی پیڈ پر لے جاتا پھر واپس کھینچ لیتا۔۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا اسے کیا جواب دے۔۔کچھ دیر بعد ایک ہارٹ ایموجی بھیجتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔

"نہ جانے کون لوگ جان بوجھ کر دو دو شادیاں کرتے ہیں۔۔یہاں تو نادانستہ کی گئی شادی بھاری پڑ رہی ہے۔۔۔دو دو عورتوں کو خوش رکھنے میں نہ جانے میرا کیا حال ہونے والا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہے۔۔۔"خود پر ترس کھاتے وہ بستر چھوڑ کر کھڑا ہوا۔۔کچھ دیر شاور لے کر وہ خود کو پر سکون کرنا چاہتا تھا۔۔۔

رات کی سیاہی ابھی مکمل طور پر نہیں چھٹی تھی۔۔آسمان نیلگوں سیاہ رنگ کا تھا۔۔درمیان میں پتلی سیدھی سفید لکیر سی ابھرتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ایسے میں عبدالرحمٰن واش روم میں کھڑا وضو کرتا دکھائی دے رہا تھا۔۔واش روم کے ادھ کھلے دروازے سے نکلتی روشنی کمرے کے خوابیدہ ماحول میں دراڑ ڈالتی محسوس ہوتی تھی۔۔

"اٹھ جائیں۔۔۔بی بی حلیمہ۔۔میں بس گھر سے نکل رہا ہوں۔۔۔۔۔"وضو سے تازہ دم ہوتا وہ بیڈ کے نزدیک آکر کھڑا ہوا۔۔سفید چادر میں لپٹی حلیمہ ہنوز گہری نیند میں تھی۔۔۔ چہرے کے گرد کچھ آوارہ لٹیں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔عبدالرحمٰن کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔۔یہ اس کے روز کا معمول تھا۔۔وہ اسے جگانے آتا۔۔۔وہ نخرے

دکھاتی، منہ بسورتی، ناراض ہوتی۔۔ لیکن عبدالرحمٰن کی مستقل مزاجی میں کمی نہیں آئی تھی۔۔ وہ بڑی مشکل سے اسے فجر سے پہلے اٹھانے میں کامیاب ہوتا تھا۔۔۔

"مانی آپ جائیں نا۔۔۔ میں بس اٹھ جاؤں گی۔۔۔" تکیہ منہ پر رکھتے اس نے کروٹ بدلی۔۔ آواز میں نیند کا خمار تھا۔۔۔

عبدالرحمٰن ایک گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔ وہ اسے دن میں پچاس بار منع کرتا تھا کہ اس کا نام مت بگاڑا کرے۔۔۔ لیکن وہ حلیمہ ہی کیا جو کسی کی سن لے۔۔۔۔ وہ نیند میں بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتی تھی۔۔۔"

"حلیمہ۔۔۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ جلدی اٹھیں۔۔۔" سر پر ٹوپی جماتے اس نے ایک اور کوشش کی۔۔

"کیا مصیبت ہے۔۔۔۔ انسان اپنی مرضی سے سو بھی نہیں سکتا۔۔۔۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی چادر پھینک کر اٹھی۔۔ عبدالرحمٰن نے ایک بے بس سا سانس خارج کیا۔۔۔

"دروازہ بند کر کے سو مت جایئے گا۔۔ نماز پڑھیئے گا۔۔" دروازہ تو وہ خود بھی لاک کر کے جا سکتا تھا مگر مقصد حلیمہ کو نماز کے لئے اٹھانا ہوتا تھا۔۔ حلیمہ نے ناگواری اسے دیکھا اور پیر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پٹختی اس کے پیچھے گئی۔۔دروازہ بند کر کے وہ دوبارہ سر سے پیر تک چادر تانتے سو گئی۔۔۔

عبدالرحمٰن کی واپسی اشراق کے بعد ہوتی تھی۔۔۔اس لئے حلیمہ اکثر ہی بنا نماز پڑھے مزے سے لمبی تان کر سو جایا کرتی تھی۔۔۔

"حلیمہ آپ نے آج پھر نماز نہیں پڑھی نا؟"عبدالرحمٰن نے بیڈ پر اس کے برابر لیٹتے خفگی سے سوال کیا۔۔۔وہ واپسی پر دروازہ خود ہی کھول کر اندر آجایا کرتا تھا۔۔۔

"پڑھی تھی۔۔۔"حلیمہ نے منہ تکیے میں دیئے جواب دیا۔۔وہ اٹھ چکی تھی اور عبدالرحمٰن یہ جانتا تھا۔۔لیکن اس کے سامنے وہ دوبارہ سونے کی اداکاری کرنے لگی۔۔اس کے چہرے سے تکیہ ہٹاتا وہ مسکرایا۔۔حلیمہ نے ناراضی سے آنکھیں کھولیں۔۔عبدالرحمٰن اسے کچھ دیر بغور تکتا رہا۔۔۔وہ بہت پیاری تھی۔۔نفیسہ بی بی نے ٹھیک کہا تھا کہ وہ کسی نوخیز کلی کی مانند تھی۔۔۔لیکن اس کی کانٹ چھانٹ ٹھیک طرح سے نہیں ہوئی تھی۔۔وہ بس ایک جنگلی پودا بن کر رہ گئی تھی۔۔کہنی کے بل بیٹھا وہ اس کے حسین چہرے پر نظر جمائے کھو سا گیا۔۔۔

"آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔۔"اس کی محویت پر وہ بیزار ہوئی تھی۔۔۔ہاتھ سے تکیہ کھینچتے اس نے واپس منہ پر رکھا۔۔۔

"آپ جانتی ہیں۔۔ نماز فجر پڑھنے سے گھر میں خیر و برکت ہوتی ہے۔۔۔۔رزق میں کشادگی آتی ہے۔۔۔۔" وہ اسے انسان بنانا چاہتا تھا۔۔ کیونکہ کھاتا، پیتا، سوتا، جاگتا اور اپنی جسمانی حاجتیں تو ایک جانور بھی پوری کرتا ہے۔۔۔ لیکن حلیمہ کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔۔۔

"آپ پڑھتے ہیں نا۔۔ تو گھر میں آجائے گی برکت۔۔۔۔۔" تکیہ پھینکتی وہ سیدھے ہو کر بیٹھی۔۔۔ وہ جانتی تھی عبدالرحمٰن اسے اب سونے نہیں دے گا۔۔۔۔

"لیکن روزِ محشر تو اپنے اعمال کی جواب دہ آپ خود ہوں گی نا؟" عبدالرحمٰن نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔۔ جس پر اتنے دنوں کی محنت کا کوئی اثر نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔۔

"ہاں تو باقی نماز تو پڑھ لیتی ہوں نا۔۔۔" اس نے جمائی روکتے ہوئے بیزاری سے اپنے بال جوڑے میں لپیٹے۔۔۔ اور عبدالرحمٰن یہ اچھے سے جانتا تھا کہ وہ باقی نمازیں بھی اسے کس طرح پڑھواتا تھا۔۔۔۔ وہ ایک لمبا سانس لے کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

"آپ جانتی ہیں فجر کا وقت فرشتوں کی حاضری کے اعتبار سے اہم ہے۔۔۔۔ دنیا کے معاملات کی نگرانی کرنے والے فرشتوں کی ڈیوٹیاں صبح اور عصر کے اوقات میں تبدیل ہوتی

ہیں۔۔۔چنانچہ ان دونوں نمازوں میں دونوں جماعتوں کے فرشتے موجود ہوتے ہیں۔۔۔ڈیوٹی سے فارغ ہو کر جانے والے فرشتے بھی اور آئندہ ڈیوٹی کا چارج لینے والے بھی۔لہٰذا فرشتوں کی اس حاضری کی وجہ سے بھی نمازِ فجر خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔۔۔سوچیں وہ اللہ تعالٰی کے پاس آپ کا کیا ریکارڈ لے کر جاتے ہوں گے۔۔۔"اس کی نرم، مخروطی انگلیاں تھامتا وہ نرمی سے بولا۔۔۔

"مانی۔۔صبح صبح یہ اماں کی طرح تقریر مت شروع ہو جایا کریں۔۔"اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچتی وہ چڑ چڑائی۔۔

"بی بی حلیمہ آپ میرا نام کب بگاڑنا بند کریں گی؟"بیڈ سے اترتے وہ ایک گہرا سانس لیتا کھڑا ہوا۔۔

"آپ مجھے بی بی حلیمہ بلانا کب چھوڑیں گے؟"وہ الٹا اس سے چڑ کر مستفسر ہوئی۔۔

عبدالرحمٰن کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

"اتنا پیارا نام ہے آپ کا۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائی والدہ کے نام پر۔۔۔آپ کیوں چڑتی ہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر کوئی رومینٹک نام نہیں رکھ سکتے جیسے سینوریٹا۔۔تو کم از کم حلیمہ بلایا کریں۔۔۔یہ بی بی کاٹنٹنامت لگایا کریں۔۔۔"اس نے خفگی سے منہ پھلایا۔۔جبکہ عبدالرحمٰن تو اس کی فرمائش پر بھونچکا ہی رہ گیا۔۔۔وہ یہ تو نہیں جانتا تھا کہ حلیمہ کے ذہن میں یہ سینوریٹا کہاں سے سمایا تھا۔۔لیکن اتنا اندازہ ضرور تھا کہ یہ بھی اس کی ان دیرینہ خواہشات میں سے ایک تھی۔۔جو عبدالرحمٰن سے شادی کرنے کی صورت میں اپنی موت آپ مر گئی تھیں۔۔۔

"میں ناشتہ بنانے جارہا ہوں۔۔۔آپ منہ دھولیں۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتا وہ کچن کی جانب بڑھ گیا۔۔۔وہ صبح کا ناشتہ خود بناتا تھا۔۔۔حلیمہ ناشتے کی خوشبو سے ہی اٹھا کرتی تھی۔۔۔اس کے پاس عبدالرحمٰن کے "چاؤ چونچلے "اٹھانے کی فرصت نہیں تھی۔۔۔

اسے یہاں ہر طرح کا عیش تھا۔مگر پھر بھی وہ خوش نہیں تھی۔۔وہ خود کو یہاں قید محسوس کرتی تھی۔۔۔وہ جو کچھ سوچ کر آئی تھی۔۔اسے ویسا کچھ نہ ملا تھا۔۔نہ تو وہ اپنی مرضی سے باہر اکیلے جینز پہن کر گھوم سکتی تھی اور نہ ہی تو گھر پر ٹی وی تھا۔۔۔اس پر عبدالرحمٰن کی پابندیاں۔۔۔نماز پڑھو۔۔جھوٹ مت بولو۔۔۔دھیمے بات کیا کرو۔۔۔منہ بند کر کے

کھاؤ۔۔۔چادر اوڑھ کر باہر نکلو۔۔۔اسے لگتا تھا اسے کسی قید خانے میں بھیج دیا گیا ہو جہاں وہ اپنی آزادی سے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

عبدالرحمٰن گھر کے بیشتر کام خود نمٹا لیا کرتا تھا۔۔یہاں اسے عبدالرحمٰن کا مذہبی ہونا بہت اچھا لگتا تھا۔جب وہ اس سے یہ کہہ کر کام نہیں کرواتا تھا کہ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔۔۔مگر اس کے علاوہ اسے عبدالرحمٰن کی ایک عادت نہیں بھاتی تھی۔۔جبکہ عبدالحمٰن اپنے تئیں اسے خوش رہنے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔۔

وہ اسے روز اپنے ساتھ رات کے کھانے کے بعد قریبی پارک لے جاتا تھا۔۔۔جہاں دونوں تھوڑی دیر واک کرتے تھے۔۔۔حلیمہ جیسی لڑکی کے لئے یہ بہت ہی بیزاریت کا کام تھا۔۔۔ہفتے میں ایک بار وہ اسے اپنے ساتھ باہر کھانا کھلانے بھی لے جاتا تھا۔۔۔مگر حلیمہ کو ڈھائی گز کی چادر پہن کر جانا بلکل نہیں پسند تھا۔۔۔ریسٹورنٹس میں ہر طرف ماڈرن، فیشن ایبل لڑکیاں ہوتیں۔۔۔نفاست سے تراشے گئے بال، جینز، اسٹائلش

لباس۔۔۔اور ایک وہ تھی، لمبی چادر میں لپٹی۔۔۔ جیسے کوئی پرانا سامان۔۔اس کا دل چاہتا کہ وہ بھی اسی آزاد ماحول کا حصہ بنے۔۔۔ مگر ایسا سوچنا آسان اور کرنا ناممکن تھا۔۔۔۔

شروع شروع تو وہ خوشی خوشی اس کے ساتھ باہر جایا کرتی تھی۔۔۔۔ مگر وہاں سب کو دیکھ کر اب اسے احساسِ کمتری ہونے لگا تھا۔۔۔۔پنڈ میں تو سب ہی ایک جیسے حلیے میں ہوتے تھے۔۔۔۔اور وہاں حلیمہ ہی سب سے زیادہ فیشن ایبل سمجھی جاتی تھی۔۔۔۔ یہاں ان سب کے بیچ وہ خود کو بہت کمتر محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔ جیسی زندگی اس نے سوچی تھی وہ بلکل بھی ویسی نہیں گزار پا رہی تھی۔۔۔۔۔

عبدالرحمٰن روز رات اسے اچھے اچھے اسلامی قصے سنایا کرتا تھا۔۔۔ جنہیں سن کر حلیمہ کو جمائیاں اور پھر نیند آجاتی تھی۔۔۔۔عبدالرحمٰن بے بسی سے ایک لمبی سانس بھر کر رہ جاتا تھا۔۔اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ حلیمہ کی تربیت میں دین کی تعلیمات کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔۔۔۔وہ بس کھانے، گھومنے اور اچھا پہننے کی شوقین تھی۔۔۔ لیکن اب وہ اس کی بیوی تھی۔۔اس کی نسل کی تربیت کی ضامن۔۔اسے پہلے اس کی تربیت کرنی تھی۔۔وہ اپنی پوری کوشش کر رہا تھا کہ اسے ایک اچھا انسان اور مسلمان بنانے کے ساتھ اسے خوش بھی رکھ

سکے۔۔۔ مگر حلیمہ کا بیزار رویہ اسے اس بات کا احساس دلاتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ خوش نہیں تھی۔۔۔ شاید غلطی دونوں کی نہیں تھی۔۔۔ ساری زندگی بے راہ روی کا شکار رہنے والی حلیمہ اتنی جلدی اپنی عادتیں نہیں بدل سکتی تھی۔۔۔ اب وہ نرم لچک دار ٹہنی نہیں تھی۔۔۔ جسے جس رخ پر چاہو موڑ دو۔۔۔ وہ ایک مضبوط شاخ بن چکی تھی۔ جو زبردستی کرنے سے صرف ٹوٹ سکتی تھی اور اس بات کا عبدالرحمٰن کو اچھے سے اندازہ بھی تھا۔۔۔ وہ بہت آرام اور پیار سے اس کو مذہب کی طرف راغب کرنا چاہتا تھا۔۔۔ مگر فی الحال اس کی کوششوں کا اثر نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔

دوسری جانب حلیمہ کو عبدالرحمٰن کی محبت، التفات اور فکر سب اپنے پاؤں کی بیڑی لگتے تھے۔۔۔ اس کا دل چاہتا تھا وہ عبدالرحمٰن کو چھوڑ کر بھاگ جائے اور کینیڈا کی گلیوں میں کہیں گم ہو جائے جہاں وہ اپنی من چاہی زندگی گزارے۔۔۔ جہاں نہ کوئی نصیحت کرنے والا عبدالرحمٰن ہو، نہ ہی کوسنے دینی والی خیر النساء۔

وہ اکثر سوچتی تھی کہ اگر اسے یہاں اتنی عیش و عشرت نہ مل رہی ہوتی تو وہ عبدالرحمٰن کو چھوڑ چکی ہوتی۔۔۔۔ابھی واپس پنڈ کی زندگی سوچ کر ہی اسے جھرجھری آتی تھی اس لئے عبدالرحمٰن کو برداشت کرنا اس کی مجبوری تھی۔۔۔۔۔

فوڈ کورٹ ہمیشہ کی طرح خاصا پر ہجوم تھا۔۔۔۔کھانے کی خوشبو، لوگوں کی سرگوشیاں اور چمچوں کی کھنکھناہٹ ہر طرف گونج رہی تھی۔۔۔منال اور مزنٰی ایک کونے کی میز پر بیٹھی تھیں۔۔۔مگر ان کی توجہ ارد گرد کے شور پر نہیں تھی۔۔۔۔۔دونوں خاموش اور اپنے تانے بانے بننے میں مصروف تھیں۔۔۔گھر پر دونوں اپنی مشترکہ دوست کی پارٹی کا کہہ کر آئی تھیں۔۔۔منال اپنے موبائل پر جھکی تھی۔۔۔۔جب مزنٰی نے اس کی کہنی ہلائی۔۔۔منال نے چونک کر نگاہیں اٹھائیں۔۔۔مزنٰی کا اشارہ ایک لڑکے کی جانب تھا جو فوڈ کورٹ کے وسط میں کھڑا ادھر ادھر نظریں گھما رہا تھا۔۔۔یقیناً وہ انہیں ہی ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔گہرا سانس بھرتی وہ کرسی دھکیلتی کھڑی ہوئی۔۔

"السلام علیکم۔۔۔۔۔۔مسٹر ریحان۔۔"اس کے سر پر پہنچ کر وہ اعتماد سے مخاطب ہوئی۔۔ ریحان نے اوپر سے نیچے تک اس کا جائزہ لیا۔۔جیسے اپنی یادداشت پر زور دے رہا تھا۔۔لیکن وہ اسے نہیں پہچانتا تھا۔۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔آپ کون؟سوری میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔۔۔"اس کی آنکھوں میں الجھن تھی۔۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔۔۔پہچان جاؤ گے۔۔۔۔آؤ میرے ساتھ، تمہیں کسی سے ملواتی ہوں۔۔۔"منال کے لہجے کی کاٹ پر وہ کچھ اچھنبے کا شکار ہوا۔۔۔وہ لڑکی آخر اس سے کیا چاہتی تھی۔۔وہ متذبذب سا اس کے پیچھے چلنے لگا۔۔

وہ ہنوز سوچ رہا تھا کہ آخر وہ کون تھی؟کم از کم اس حلیے کی لڑکی سے اس نے کبھی تعلقات تو نہیں بنائے ہوں گے۔۔۔۔اتنا تو اسے یقین تھا۔۔۔لان کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس شانوں پر بڑا سا دوپٹہ پھیلائے، بالوں کو چوٹی میں گوندھے وہ ایک عام سی شکل صورت کی مالک تھی۔۔البتہ روشن آنکھوں میں بے تحاشہ ذہانت اور سنجیدہ چہرے کے ساتھ دوٹوک

انداز اس کی شخصیت کو خاص بنا رہے تھے۔۔۔وہ اس کی شخصیت میں الجھا سوچوں میں غرق تھا جب منال ایک میز کے نزدیک آ کر ٹھہر گئی۔۔۔

"تت۔۔۔تم!!! تمہیں میں نے منع بھی کیا تھا کہ میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔۔"سامنے بیٹھی مزنٰی کو دیکھ کر پہلے تو وہ حیران ہوا۔۔۔مگر اگلے ہی پل اس کے تاثرات بدلے تھے۔۔اب وہ انگلی اٹھائے اسے دھمکیاں دینا شروع ہو گیا تھا۔۔

"اب اپنے انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔"ایک تنفر بھری نگاہ منال پر ڈالتا وہ دوبارہ مزنٰی کی جانب پلٹا۔۔۔

"سب سے پہلے تو تم چپ کر کے یہاں بیٹھ جاؤ اور میری بات غور سے سنو۔۔۔"منال کا لہجہ دوٹوک تھا۔۔وہ ریحان کی گیدڑ بھپکیوں میں ہر گز نہیں آئی تھی۔۔۔البتہ مزنٰی کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔۔۔اس نے ایک نظر اٹھا کر منال کو دیکھا جو آنکھوں میں انگارے بھرے اب بھی ریحان پر برس رہی تھی۔۔اسے کچھ تسلی ہوئی تھی۔۔۔وہ دوبارہ موبائل کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر تم نے میری بات نہیں سنی۔۔۔تو میں ابھی یہاں شور مچادوں گی کہ تم ہم کو ہریس کر رہے ہو۔۔۔اور اتنا تو تم بھی جانتے ہو گے۔۔۔ہماری عوام کو لڑکیوں کی مدد کرنے کا کتنا شوق ہوتا ہے۔۔۔۔۔اپنے پیروں پر واپس نہیں جا پاؤ گے۔۔۔۔"کرسی کی طرف اشارہ کرتے وہ خود ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔ریحان چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔۔لیکن جانتا تھا جو وہ کہہ رہی تھی وہ سچ تھا۔۔فوڈ کورٹ میں بہت رش تھا۔۔اگر یہاں کی عوام اس پر پل پڑتی تو اس کا بچنا مشکل تھا۔۔اس نے ایک کاٹ دار نظر مزنٰی پر ڈالی جو موبائل پر مگن نظر آرہی تھی۔۔۔ساتھ ہی نزدیک الیکٹرک لیمن ایڈ کا گلاس رکھا تھا۔۔جس سے وہ وقتاً فوقتاً گھونٹ بھر رہی تھی۔۔اسے ایسا منال نے کرنے کو کہا تھا۔۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ ساری بات کے دوران مزنٰی کا اعتماد ذرا بھی متزلزل ہو۔۔اسے دل میں گالی سے نوازتے وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔

"سب سے پہلی بات۔۔۔میری پوری بات تم خاموشی سے سنو گے۔۔۔۔اور اس پر عمل بھی کرو گے۔۔۔ورنہ انجام کے ذمہ دار خود ہو گے۔۔۔"کچھ خاص تھا اس کے لہجے میں۔۔ریحان بے چین ہوا تھا۔۔۔

"تمہارے پاس موجود مزنٰی کی ساری تصاویر چاہئیے۔۔۔۔ابھی اور اسی وقت۔۔۔۔دوسری صورت میں میں تمہاری اور مزنٰی کی تصاویر تمہاری منگیتر کو بھیج دوں گی۔۔۔اور یہ مت سوچنا کہ میں یہ کام کیسے کروں گی؟میں نے اسمارہ سے اس کا نمبر لے لیا ہے۔۔۔۔سو میں باآسانی یہ کام کر سکتی ہوں۔۔۔"منال نے موبائل پر کانٹیکٹس کھولتے اسکرین اس کی نظروں کے سامنے ہلائی۔۔۔(اسمارہ ان کی مشترکہ دوست تھی جس کے ذریعے ہی مزنٰی کی ریحان سے دوستی ہوئی تھی۔۔اس دن مال میں مزنٰی نے عسیل سے جھوٹ بولا تھا کہ وہ اس کے اسکول کا دوست تھا۔۔)

"دوسرا کام میں یہ کروں گی کہ تمہاری جانب سے عسیل کو بھیجے گئے سارے میسیجز کے اسکرین شاٹ میں ماہرہ آپی کو سینڈ کر دوں گی۔۔۔کہ تم کس طرح اسے مختلف نمبرز سے ہریس کر رہے تھے۔۔"ریحان کی بھنویں تنی تھیں۔۔اس نے ایک کینہ توز نظر مزنٰی پر ڈالی لیکن وہ ہنوز موبائل اسکرول کرنے میں مگن تھی۔۔۔

"میں مزنٰی کے ساتھ کی گئی تمہاری چیٹ بھی ایڈٹ کر کے بھیجوں گی۔۔آف کورس صرف تمہارا پارٹ۔۔۔"کندھے اچکاتے اس نے مزنٰی کے ہاتھ سے گلاس لیا۔۔۔

"ایڈیٹنگ تو آج کل کوئی ایشو ہی نہیں ہے۔۔۔۔"لیمن ایڈ کے چند گھونٹ حلق سے اتارتے اس نے گلاس واپس مزنٰی کو تھمایا۔۔۔

"مزنٰی کے بجائے میں تمہاری تصویر ایسی لڑکیوں کے ساتھ فوٹو شاپڈ کروادوں گی جو پیسوں کے لئے ایسا کرنے سے بلکل بھی نہیں جھجکیں گی۔۔۔۔اور تم پر الزام لگائیں گی کہ ان تصاویر کے ذریعے تم ان سے پیسے لوٹتے ہو۔۔۔تمہارا ایک منظم گروہ ہے۔۔۔اور تمہیں تو پتہ ہے یہ نیوز چینلز والے ایسے مواقع کے انتظار میں ہوتے ہیں۔۔۔۔وہ تمہیں گھسیٹ کر بریکنگ نیوز کی زینت بنادیں گے۔۔"اس نے ایک لمبا سانس کھینچا۔۔۔ریحان نے مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔اس کا سرخ چہرہ ضبط کا پتہ دے رہا تھا۔۔لیکن وہ ہنوز خاموش بیٹھا منال کو گھور رہا تھا۔۔جو اطمینان سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اسے مزید دھمکا رہی تھی۔۔

"ساتھ ہی یہ تصاویر سوشل میڈیا کے تھروہر جگہ پھیلیں گی۔۔۔۔۔ٹوئیٹر پر تمہارے خلاف کوئی ہیش ٹیگ ٹاپ ٹرینڈ پر چلنے لگ جائے گا۔۔۔۔ہر چینل پر تمہارے خلاف باتیں ہوں گی۔۔۔۔اور انسٹا گرام اور فیس بک پر تو لوگ تمہاری اتنی میمز بنا کر ڈالیں گے کہ تمہاری سوچ ہے۔۔۔مجھے تو ابھی سے جیلسی ہو رہی ہے کہ تم کتنے مشہور ہو جاؤ گے۔۔۔۔

وہ کیا ہے نہ کہ بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا۔۔" مٹھی بنا کر ٹھوڑی تلے رکھتے اس نے ترحم آمیز نگاہوں سے ریحان کو دیکھا۔۔۔جس کا تنفس تیز ہو گیا تھا۔۔۔وہ خاموشی سے مٹھیاں بھینچے، سرخ آنکھوں سے اس بظاہر معصوم نظر آنے والی لڑکی کو گھور رہا تھا۔۔۔

"مزید یہ کہ تمہاری شادی تو خیر دور کی بات ہے تم لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں بچو گے۔۔۔۔تو اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔۔۔" ہاتھ میز پر مارتے وہ کرسی پر آگے ہوتی بیٹھی۔۔

"مجھے اسی وقت اپنا موبائل دو۔۔۔میں خود تمہاری اور مزنی کی ہر چیٹ اور تصویر ڈیلیٹ کروں گی۔۔۔اس کے بعد تم ہمیں یا ہم تمہیں بلکل نہیں جانتے ہوں گے۔۔۔یا پھر میں یہ سینڈ کا بٹن دبا کر ماہرہ آپی کو ایک چٹپٹی نیوز دوں کہ کیسے ایک درندہ صفت انسان معصوم لڑکیوں کو ہریس کر کے ان کی زندگیوں سے کھیلتا ہے۔۔۔بس تیلی ہونی چاہئے باقی مصالحہ اور آگ لگانا تو وہ زیادہ بہتر جانتی ہیں۔۔۔اور ظاہر ہے معاملہ ان کی ماموں زاد کزن پلس نند کا ہے تو وہ اس معاملے کو جتنا کھینچ کر تمہیں بدنام کر سکتی ہیں کریں گی۔۔۔" منال نے اسے ماہرہ کا واٹس ایپ کھول کر دکھایا۔۔۔جہاں کافی ساری چیٹ کے اسکرین شاٹس اور

پکچرز اٹیچ تھیں۔۔۔بس ایک سینڈ کا بٹن دبانے کی دیر تھی۔۔۔ریحان نے کشمکش سے رومال نکال کر پیشانی پر آنے والا پسینہ صاف کیا۔۔۔کچھ کہنے کے لئے لب کھولے مگر پھر لمبی سانس بھر کر چپ ہو گیا۔۔وہ جانتا تھا کہ ماہرہ بھابھی ایک ٹاپ کلاس جرنلسٹ ہیں اور جو کچھ منال کہہ رہی ہے ان کے لئے یہ سب کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گا۔۔۔

"کیا سوچ رہے ہو؟میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔"منال کا ایک ہاتھ کا انگوٹھا اسکرین سے چند انچ کے فاصلے پر تھا۔دوسرا ہاتھ ریحان کے سامنے پھیلا ہوا تھا۔۔۔ریحان نے جھلا کر موبائل جیب سے نکال کر منال کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔

"گڈ!مزنٰی تم ایسے ہی کہتی تھیں کہ ہی از سچ آ جرک۔مجھے تو کافی سمجھدار لگتا ہے۔۔۔"مسکرا کر موبائل تھامتے اس نے مزنٰی کو ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی چھوٹا سا بچہ ہو اور اب وہ اسے خوش کرنا چاہتی ہو۔۔جبکہ اس کے اتنا بھگو کر جوتا لگانے پر ریحان کا بس نہیں چلا کہ وہ اس کا گلا ہی دبا دے۔۔۔مگر وہ پبلک پلیس پر تھا۔وہ واقعی اس وقت خود کو گدھا محسوس کر رہا تھا۔۔۔جو دو لڑکیوں کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہا تھا۔۔۔

منال اب سنجیدگی سے اس کا موبائل چیک کر رہی تھی۔۔۔مزنٰی اس کی بلاک لسٹ میں تھی۔۔۔اس کی کوئی چیٹ آرکائیوڈ یا سویڈ نہیں تھی۔۔۔واٹس ایپ کی طرف سے مطمئن ہو کر وہ گیلری میں آئی۔۔۔وہاں بھی مزنٰی کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔۔۔اس نے اب جلدی سے گوگل فوٹوز کا فولڈر کھولا۔وہاں مزنٰی کی بہت ڈھونڈنے پر اسے ایک دو تصاویر ملی تھیں۔۔۔جو اس نے فوراً ڈیلیٹ کر دی تھیں۔۔۔میلز میں بھی ان باکس یا سینٹ آئٹم میں مزنٰی کی کوئی میل یا تصاویر نہیں تھیں۔۔

"مزنٰی کی ساری تصاویر تم نے کہاں سیو کی ہیں؟"درشت لہجے میں پوچھتے منال کی آنکھوں میں سرخی اتری تھی۔۔

"میں آپ کو بتاتا تو آپ یقین نہیں کرتیں۔۔۔اس لئے موبائل دے دیا تھا۔۔۔مزنٰی سے کانٹیکٹ ختم کرنے کے بعد میں نے اس سے کی گئی ساری چیٹ اور پکچرز ڈیلیٹ کر دی تھیں۔کیونکہ صوفی کو پتہ لگنے کی صورت میں میری منگنی ٹوٹ جاتی۔۔۔مگر مزنٰی میرا اتنی آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑتی اس لئے اسے ڈرانے کے لئے میں نے پکچرز کا ڈراوا دیا تھا۔۔۔ورنہ میرا اس سے کانٹیکٹ رکھنے کا کوئی ارادہ تھا،نہ ہی اس کی پکچرز سے اسے بلیک میل کرنے

کا۔۔۔"منال کے ہاتھ سے موبائل واپس پکڑتے اس نے ایک نظر مزنٰی کو دیکھا۔۔جس کا چہرہ جھکا ہونے کے باوجود شرمندگی سے سرخ پڑ رہا تھا۔۔اور یہ کسی کی بھی نظروں سے پوشیدہ نہیں تھا۔۔۔منال نے بھی ایک ملامتی نظر مزنٰی پر ڈالی۔۔وہ اتنی گر گئی تھی کہ ایک لڑکے کو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے اسے ڈرانا پڑا۔۔۔۔

"مگر یاد رکھنا۔۔زندگی میں کبھی بھی تم نے مزنٰی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو یہ مت بھولنا کہ میں تمہاری زندگی جہنم بنا دوں گی۔۔۔اور تم اچھے سے جانتے ہو کہ آج کل ویسے ہی عورتوں کی آزادی پر کتنا واویلا مچا ہوا ہے۔۔۔"انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتی وہ کرسی کو پیچھے دھکیلتی کھڑی ہوئی۔۔۔مزنٰی نے بھی جھکی گردن سے اس کی پیروی کی تھی۔۔۔۔گلہری نے ناگ سے بچنے کا طریقہ ڈھونڈ نکالا تھا۔انہیں اپنا دفاع کرنا آتا تھا۔۔اسی کے پھینکے پتے وہ اسی پر الٹ آئی تھی۔۔۔۔دور جاتی دونوں لڑکیوں کو دیکھ کر ریحان سوچ رہا تھا کہ لڑکی کو منال جیسا ہونا چاہئیے۔۔۔۔باکردار، بااعتماد، نڈر!!!

وہ شکل وصورت اور لباس سے عام نظر آنے والی لڑکی درحقیقت بہت خاص تھی۔۔۔۔اب تک اس کا واسطہ مزنٰی جیسی لڑکیوں سے پڑا تھا جو اسے اپنے سر کا تاج بنا کر رکھتی تھیں۔۔۔۔

اپنی عزت نفس کی پرواہ کئے بغیر اسے خوش کرتی تھیں۔۔۔آج وہ پہلی بار ایسی لڑکی سے ملا تھا جس کو سہی معنوں میں اپنی عزت کروانی آتی تھی۔۔۔

تین ماہ بعد۔۔۔۔۔

پینٹ ہاؤس میں آج زندگی کے رنگ بکھرے نظر آتے تھے۔۔۔کمرے میں مدھم سنہری روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔باہر شام کا نیلاہٹ لئے آسمان آہستہ آہستہ گہرا ہوتا جارہا تھا۔۔۔

اندر بیڈ روم کا ماحول ایکدم پرسکون تھا۔۔

زینب آئینے کے سامنے کھڑی اپنے اسکارف کی آخری پن لگا رہی تھی۔۔۔آئینے کے عکس میں نظر آتا حاذق بیڈ کراؤن کی پشت سے ٹیک لگائے موبائل پر مگن نظر آتا تھا۔۔

"مزید کتنا وقت لگے گا؟"ایک نظر موبائل سے ہٹاتے اس نے آئینے میں دیکھا۔۔اگلے ہی پل ایک ستائشی چمک اس کی آنکھوں میں ابھری تھی۔۔

ڈینم بلیو لانگ اسکرٹ، آف وائٹ کرتی، اور اس کے گرد لپٹا نفیس سا اسکارف۔۔۔۔۔ چہرہ دھلا دھلا سا، ہلکی نیچرل پنک لپ اسٹک اور آنکھوں میں چمک جو تین مہینے پہلے ماند پڑ گئی تھی۔۔۔ مگر اب آہستہ آہستہ لوٹ رہی تھی۔۔

"بہت اچھی لگ رہی ہو۔۔" بیڈ چھوڑتا وہ قدم بہ قدم اس کے نزدیک آیا۔۔۔ زینب کی نگاہیں خود بخود ہی جھکی تھیں۔۔ حاذق کی تعریف، اس کے محبت بھرے چھوٹے چھوٹے جملے، اس کی جذبے لٹاتی آنکھیں۔۔ زینب کو اپنے آپ میں سمٹنے پر مجبور کر دیتی تھیں۔۔۔

"لیکن ہم جا کہاں رہے ہیں؟" اس نے نظریں چراتے وہ دوبارہ آئینے کی جانب پلٹ گئی۔۔

"بس سرپرائز ہے۔۔" اسے کندھوں سے تھامتے وہ آئینے میں اس کے عکس سے مخاطب ہوا۔۔ زینب کے گالوں پر سرخی اتر آئی تھی۔۔ تین مہینوں پر مشتمل حاذق کے ساتھ گزارا یہ عرصہ بلاشبہ ایک حسین خواب کی طرح تھا۔۔۔ ان تین مہینوں میں حاذق نے اسے پیار، مان، عزت، اعتبار سب کچھ دیا تھا۔۔۔ وہ اس کی ہمراہی میں بہت مطمئن تھی۔

اسے آج بھی یاد تھا۔۔۔ آج سے سات مہینے پہلے جب وہ اسے ملی تھی۔۔۔ تو اس کی زندگی ایک بھیانک موڑ لے چکی تھی۔۔۔ مگر کہتے ہیں نا کبھی کبھی گرہ زیادہ سخت ہو جائے تو ٹوٹ

جاتی ہے۔۔۔وہ بھیانک موڑ اس کی زندگی کی آخری مشکل گھڑی ثابت ہوئی تھی۔۔۔ایسا اسے لگتا تھا۔۔۔مگر در حقیقت ابھی قسمت اس کے لئے کچھ اور ہی سوچ کے بیٹھی تھی۔

اس کی ڈاکومینٹیشن مکمل ہو چکی تھی۔۔۔اور وہ حاذق کے ساتھ اس کی بیوی کے طور پر پاکستان جانے کے لئے تیار تھی۔۔۔بس فی الحال یہ بات کسی کے علم میں نہیں تھی۔حاذق نے وہاں زینب کے لئے ایک الگ اپارٹمنٹ لیا تھا۔۔۔جو مہروز صاحب کے لئے جانے والے بنگلے سے زیادہ دور نہیں تھا۔۔۔۔ویسے بھی پاکستان جا کر کم از کم زینب کی جان کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہونے والا تھا۔۔۔اسی بات سے حاذق سب سے زیادہ مطمئن تھا۔

"چلیں۔۔۔"اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتا وہ مسکرایا۔۔۔

"جی۔۔"وہ ہمیشہ کی طرح دھیمے سے مسکرائی تھی۔۔آخری بار آئینے میں خود پر نظر ڈالی تو پیچھے کھڑے حاذق کو دیکھ کر اس کا دل ایک بار پھر اپنی قسمت پر نازاں ہوا تھا۔۔سیاہ کارگو پینٹس پر پوری آستین کی آف وائٹ شرٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح اس کے دل میں اتر رہا تھا۔۔اس نے تیزی سے کچھ پڑھتے اس پر دم کیا۔۔حاذق کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی تھی۔۔۔

"یہ تم کیا مجھے قابو کرنے کے وظیفے پڑھتی رہتی ہو۔۔" ہلکے سے گردن جھٹکتے وہ مسکرایا۔۔۔ زینب نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔وہ بس مسکرا کر رہ گئی۔۔وہ اسے کیا بتاتی کہ اسے اس کی نظر نہ لگ جائے۔۔۔اس ڈر سے وہ اسے نظر بھر کر نہیں دیکھتی تھی۔۔اور اسے دنیا کی نظر نہ لگ جائے۔۔اس لئے وہ اسے دعاؤں کے حصار میں رکھتی تھی۔۔

"ایک بات پوچھوں؟"اس کا ہاتھ تھامے وہ گھر سے نکلنے لگا۔۔تو زینب ایک بار پھر ہچکچائی تھی۔۔۔حاذق نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔

"مجھے اللہ کے بعد صرف آپ پر بھروسہ ہے۔۔۔آپ نے سوچا ہے تو صحیح ہی ہو گا۔۔۔مگر آپ کو پکا یقین ہے کہ میں ایسے باہر نکل کر کسی کی نظروں میں نہیں آؤں گی؟"زینب کی آنکھوں میں آج بھی ڈر کی ایک پرچھائی تھیں۔۔۔حاذق کو اس پر ترس آیا تھا۔۔۔

وہ اتنے عرصے میں صرف دو یا تین بار اپنی ڈاکومینٹیشن کے سلسلے میں حاذق کے ساتھ ہی باہر نکلی تھی۔۔۔اس کے علاوہ وہ اپنی زندگی اس چار دیواری میں ہی گزار رہی تھی اور وہ خوش تھی۔۔۔وہ اس زندگی میں مگن تھی۔۔۔حاذق کا ساتھ اور اس کا انتظار۔۔۔اس کی زندگی بس ان ہی دو حصوں میں گزر رہی تھی۔۔۔۔وہ اس سے ملنے روز آتا تھا اور وہ دو گھنٹے

اس کی زندگی کے بہترین لمحات ہوتے تھے۔۔۔اس کی کل متاع تھے۔۔۔وہ ان دو گھنٹوں میں زندگی کی ہر خوشی کشید کر لیا کرتی تھی۔۔۔اس کے جانے کے بعد وہ پھر اگلے دن کا انتظار شروع کر دیتی تھی۔۔۔سارا دن اس کے لئے کھانا بناتی۔۔اس کے کپڑے دھوتی، دوسرے کپڑے استری کر کے رکھتی۔۔جبکہ وہ فقط دو گھنٹے وہاں گزارتا تھا لیکن زینب نور کے لئے وہ اس کی زندگی کا حاصل تھے۔۔اسے اس سے زیادہ کی چاہ بھی نہیں تھی۔۔۔۔آج نجانے کیوں حاذق اسے ضد کر کے باہر لے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

"ویسے مجھے خود پر بھروسہ ہے" سے لے کر "مجھے آپ پر بھروسہ ہے" تک کی تبدیلی اچھی لگی۔۔۔۔"حاذق نے اسے پہلے دن والی بات کا حوالہ دے کر چھیڑا۔۔۔زینب کچھ خجل ہوئی۔

"تم میرے ساتھ بلکل محفوظ ہو۔۔۔مجھے چھوڑو۔۔۔۔تمہیں اللہ پر تو بھروسہ ہے نا۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔"اسے خود سے نزدیک کر کے اپنی بانہوں میں بھرتے اس نے ایک بار پھر اسے تحفظ کا احساس دلایا تھا۔۔اور وہ ہمیشہ کی طرح ایک دم پر سکون ہو گئی تھی۔۔۔کچھ دیر

Clubb of Quality Content

بعد سر اٹھاتے اس نے محبت پاش نظروں سے حاذق کا شکریہ ادا کیا۔۔۔اگلے ہی پل دونوں مسکراتے ہوئے باہر نکل گئے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عسیل کے فائنل سیمسٹر کے امتحانات سر پر تھے۔۔۔۔اور شادی میں صرف تین مہینے باقی رہ گئے تھے۔۔۔۔ مصروفیت انتہا پر تھی۔۔۔ایک طرف امتحانات کی تیاری، تھی دوسری طرف شادی کی۔۔۔۔بیناخالہ نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ کسی قسم کا سامان نہیں لیں گی۔۔۔ مگر عفان صاحب اور صفیہ بیگم اکلوتی بیٹی کی شادی میں ارمان نہ نکالتے یہ کیسے ممکن تھا؟انہوں نے بیناخالہ سے صاف کہہ دیا تھا کہ کپڑے اور زیورات تو وہ عسیل کو دیں گے۔۔۔ جبکہ باقی سب کچھ کیش کی صورت میں اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیں گے۔۔۔تاکہ عسیل بعد میں جو چاہے خرید سکے۔۔۔

اسی غرض سے آج عسیل، ماہرہ بھابھی اور صفیہ بیگم کے ساتھ جیولری خریدنے ایک مشہور دکان پر آئی ہوئی تھی۔

"یہ دیکھیں۔۔۔ گڑیا، یہ آپ پر بہت بھلا لگے گا۔۔۔۔" دکان کے ادھیڑ عمر مالک نے ایک زمرد جڑا، بھاری اور قیمتی سیٹ نکال کر اس کے سامنے رکھا۔۔۔۔ ماہرہ بھابھی نے نرمی سے نیکلس اٹھایا اور عسیل کے گلے پر رکھا۔۔۔

"ماشاءاللہ بہت حسین لگ رہا ہے۔۔۔" صفیہ بیگم کی آنکھوں میں ستائش ابھری تھی۔۔۔ عسیل کی آنکھوں میں بھی پسندیدگی کے رنگ واضح تھے۔۔۔

"یہ تم اپنی فان والی ساڑھی کے ساتھ بھی پہن سکتی ہو، جس کا ایمرلڈ بارڈر ہے۔۔۔" ماہرہ بھابھی کے مشورے پر عسیل مسکرائی۔۔

"تو یہ ڈن کر دیتے ہیں۔۔۔" اس نے باری باری دونوں خواتین کی جانب دیکھا۔۔ دونوں کی گردن ہی اثبات میں ہلی تھی۔۔۔ دکاندار نے شوکیس پر سجے سارے سیٹ کے ڈبے بند کرتے اسے ایک کنارے الگ رکھ دیا۔۔

"مجھے ایک مرون اسٹونز کے ساتھ بھی سیٹ دکھایئے گا۔۔" عسیل کے ذہن میں اپنا چوتھی کا جوڑا گھوم رہا تھا۔۔ جو عنابی اور سنہرے رنگ کے امتزاج میں تھا۔۔ اس کے مطالبے پر

دکاندار نے لڑکے کو اشارہ کیا جو اندر بنی فیکٹری کی جانب بڑھ گیا۔۔۔جہاں سیٹ تیار کئے جاتے تھے۔۔

"بیٹے۔۔۔آپ کو معلوم ہے آپ کی امی کی شادی کا زیور بھی ہمارے یہاں سے ہی گیا تھا؟ تب میرے ابا دکان چلاتے تھے۔۔۔۔جب سے میں باجی کو جانتا ہوں۔۔۔۔آپ بے فکر ہو کر شاپنگ کریں۔۔۔ہر چیز اے ون ہو گی۔۔۔"دکان کے مالک نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ساتھ کھڑے لڑکے کو مزید زیورات نکالنے کا اشارہ کیا۔۔۔

"چھوٹے۔۔۔باجی لوگوں کے لیے ٹھنڈی بوتلیں لے آؤ۔۔۔۔"ساتھ ہی اس نے ایک نو عمر لڑکے کو آواز دی جو شوکیس صاف کرنے میں مگن تھا۔۔

"نہیں۔۔۔کچھ منگوانے کی ضرورت نہیں۔۔۔بس جلدی سے سیٹ دکھا دیں۔۔ہمیں آگے کپڑوں کی خریداری بھی کرنی ہے۔۔۔۔دکانیں بند ہونے میں زیادہ وقت نہیں بچا۔۔۔"صفیہ بیگم نے جلدی سے دہائی دی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ تب تک یہ جھمکے دیکھیں۔۔آج کل بہت فیشن میں ہیں۔۔انہیں آپ بناہار بھی پہن سکتی ہیں۔۔"اب کی بار اس نے ایک ڈبے سے سنہرے رنگ کے جھمکے نکالتے عسیل کے کان پر لگایا۔۔لیکن اس کے ہاتھ کی انگلیاں عجب انداز میں اس کے گال پر پھسل رہی تھیں۔۔

ایک لمحے کے لئے عسیل کا جسم سن ہوا۔۔وہ اپنی جگہ منجمد رہ گئی۔۔ایک کراہیت کا اِحساس تھا جو اس کے رگ وپے میں سرائیت کر گیا تھا۔۔

"چٹاخ!!!"اگلے ہی لمحے دکاندار کے گال پر ایک زوردار تھپڑ پڑا تھا۔۔۔دکان میں یک دم سناٹا چھا گیا۔۔۔تمام ورکرز اور گاہک حیرت سے اس جانب متوجہ ہوئے۔۔۔۔

دکاندار کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی۔۔۔وہ شاید اسے بھی ان عام لڑکیوں میں شمار کر رہا تھا جو عزت کے خوف سے ایسی حرکتوں کو نظر انداز کر دیتی تھیں۔۔۔مگر عسیل اس کی توقع کے برعکس نکلی۔۔۔۔

"بڈھے!کم از کم اپنی داڑھی کی ہی عزت رکھ لیتے۔۔۔تمہیں شرم نہیں آئی اپنی بیٹی کی عمر کی لڑکی کے ساتھ بدتمیزی کرتے ہوئے؟"ماہرہ بھابھی کو فوراً ہی صورتحال کا اندازہ ہو گیا تھا۔۔غصے سے بولتی وہ کرسی دھکیلتی کھڑی ہوئیں۔۔

"بہن۔۔بچی کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔۔۔"دکاندار نے سنبھلتے ہی دفاعی انداز اپنایا۔۔وہ چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔بات اب اس کی عزت پر آ گئی تھی۔۔

"غلطی مجھ سے نہیں۔۔تم سے ہوئی ہے۔۔تم نے غلط لڑکی پر ہاتھ ڈال دیا۔۔"عسیل نے انگلی اٹھاتے دانت پیسے۔۔۔وہ کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی۔۔

اسی اثناء میں دکان کے ایک ورکر نے موقع غنیمت جان کر موبائل نکالا اور ویڈیو بنانے لگا۔۔۔لیکن فوراً ہی ماہرہ بھابھی کی تیز نگاہوں نے اس بات کو محسوس کیا تھا۔۔وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھیں۔۔۔

"ہے۔۔بند کرو فوراً۔۔۔ورنہ تمہارا موبائل توڑ دوں گی۔۔۔"ان کی آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔۔لڑکا فوراً سہم کر پیچھے ہٹا۔۔

"اگر میں نے اپنی ٹیم کو یہاں بلا لیا۔۔تو ایسی رپورٹ بنے گی کہ تم لوگوں کو دکان بند کرنی پڑے گی۔۔۔"ایک ایک کی جانب دیکھتے وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولیں۔۔وہاں کھڑا ہر شخص ساکت تھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے چھوڑو سب۔۔ چلو یہاں سے نکلو۔۔۔۔ تماشہ لگوانے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔"صفیہ بیگم اس ساری صورتحال سے گھبرا گئی تھیں۔۔وہ فوراً ہی کرسی چھوڑتی کھڑی ہوئیں۔۔

"نہیں ممی۔۔یہی تو ان لوگوں کی طاقت ہے کہ لڑکیاں اپنی بدنامی کے خوف سے چپ ہو جاتی ہیں۔۔۔۔ عسیل نے بالکل صحیح کیا ہے،اور میں انہیں ابھی مزید سبق سکھاتی ہوں۔۔ ماہرہ بھابھی نے غصے میں بیگ سے موبائل نکالا۔۔۔

"ماہرہ۔۔۔دو منٹ کے اندر یہاں سے نکلو۔مجھے مزید تماشہ نہیں چاہیئے۔۔۔"اب کی بار صفیہ بیگم کا لہجہ درشتی لئے ہوا تھا۔۔۔موبائل نکالتا ماہرہ بھابھی کا ہاتھ رک گیا۔۔۔۔ عسیل نے بے بسی سے ان کی طرف دیکھا۔۔دونوں نے دکاندار کو خونخوار نظروں سے گھورا اور تیزی سے باہر نکل گئیں۔نکلتے نکلتے عسیل شوکیس پر رکھے تمام ڈبوں کو نیچے گرانا نہیں بھولی تھی۔۔

ان کے جاتے ہی دکاندار کی نظریں ارد گرد موجود لوگوں پر پڑیں۔۔۔سب کسٹمرز چہ میگوئیاں کرتے ہوئے دکان سے باہر نکل رہے تھے۔۔ورکرز کی چبھتی ہوئی نظروں اس پر

جمی تھیں۔۔ان سب کا سامنا کرنا اس کے لئے مشکل ہو گیا تھا۔۔اس نے فوراً اپنے لڑکوں کو سامان سمیٹنے کا کہا اور دکان بند کر دی۔۔۔پھر خود بھی تیزی سے باہر نکل گیا۔

اولڈ پورٹ کی گہری نیلگوں وسعت میں، جہاں پانی آسمان کے عکس کو اپنے سینے میں سموئے ہوئے تھا۔۔ایک شاندار پرائیوٹ یاٹ آہستہ آہستہ موجوں کا سینہ چیرتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔سورج ڈھلنے کو تھا اور اس کی نارنجی کرنیں سمندر پر سنہری جال بنتی جا رہی تھیں۔۔۔فضا میں ہلکی خنکی گھلی تھی۔۔ہوا کے لطیف جھونکے نمکین خوشبو کے ساتھ ارد گرد بکھر رہے تھے۔۔۔

یاٹ کے چمکتے اسٹیل اور شیشے کے انعکاس میں آسمان کے بدلتے رنگ جھلک رہے تھے۔۔۔ڈیک پر موجود سٹنگ ایریا میں سفید اور نیلے رنگ کے صوفے رکھے تھے، جہاں سے پانی کا پھیلاؤ واضح نظر آ رہا تھا۔۔۔ہر چیز جدید اور پر تعیش تھی۔۔۔

زینب جس لمحے یاٹ کے اندر داخل ہوئی۔۔۔وہ ایک پل کے لئے ساکت رہ گئی تھی۔۔۔سامنے جھلملاتی روشنیوں میں نہایا ہوا انٹیریئر، کرسٹل فانوس کی روشنی میں دمکتا فرش اور

دیواروں پر آویزاں آرٹ پیسز، سب کچھ کسی تخیلاتی دنیا کا حصہ لگتا تھا۔۔اس نے زندگی میں کبھی اتنی پر تعیش یاٹ نہیں دیکھی تھی۔۔بلکہ اس نے میگزین کے سوا یاٹ دیکھی ہی نہیں تھی۔۔۔

"یہ حقیقت ہے یا خواب؟"آنکھوں میں حیرت سموئے وہ بے اختیار ہی آگے بڑھی۔۔ یہاں موجود ایک ایک چیز کو وہ اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔۔

حاذق مسکراتے ہوئے اس کے قریب آیا۔۔۔

"خواب بھی اور حقیقت بھی۔۔"اس کے کندھوں پر دباؤ ڈالتا وہ مسکرایا۔۔تب ہی ایک مؤدب ساویٹر، ان کے لئے ویلکم ڈرنک لئے حاضر ہوا۔

"سر۔۔۔میم۔۔آپ کے لئے فریش جوس۔۔۔"ٹرے ان کے سامنے کرتا وہ پیشہ ورانہ انداز میں مسکرایا۔۔۔حاذق نے گلاس اٹھا کر زینب کو تھمایا۔۔پھر اپنا گلاس اٹھاتا زینب کا ہاتھ تھام کر ڈیک کی جانب بڑھ گیا۔۔جہاں سامنے سینٹ لارنس کا بے کراں نیلا پانی انہیں خوش آمدید کہہ رہا تھا۔۔۔ڈھلتی شام کے سائے اور سورج کی سنہری، مدھم پڑتی شعاعیں، لہروں کے ساتھ مل کر ایک خوابناک ماحول طاری کئے ہوئے تھیں۔۔۔یوں لگتا تھا، گویا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سورج بھی لہروں سے اٹکھیلیاں کرنا چاہتا ہو۔۔دونوں ہاتھوں میں ہاتھ تھامے اس خوبصورت منظر میں کھو سے گئے۔۔۔کچھ ہی دیر میں سورج کا تھال، نیلے پانیوں کے پیچھے کہیں ڈوب گیا۔۔۔۔جب ہی کسی احساس کے زیرِ اثر زینب نے گردن اٹھائی۔

"میں نماز پڑھ کر آتی ہوں۔۔۔۔مغرب کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔"حاذق سے الگ ہوتے اس نے ایک گہرا سانس لیا۔۔

"تم یہاں بھی نماز پڑھو گی؟"حاذق کو اچھنبا ہوا تھا۔۔

"ہاں تو کیا ہوا۔۔۔۔یہاں ہر چیز کی آسانی ہے۔۔۔۔میں بس دس منٹ میں آتی ہوں۔۔۔"اسے پلٹ کر جواب دیتی وہ اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

اس وقت یاٹ Jacques cartier bridge کے نیچے سے گزر رہی تھی۔۔۔۔شام کے رنگوں نے کروٹ بدل لی تھی۔۔۔اور اب آسمان تاریکی کی چادر اوڑھنے جا رہا تھا۔۔۔مونٹریال کی اسکائی لائن سے نکلتی رنگا رنگ روشنیاں یہاں سے اس منظر کو بہت دلفریب بنا رہی تھیں۔۔۔۔لہروں کا شور سناٹے کو چیر رہا تھا۔۔۔۔۔زینب کے جانے پر وہ خاموشی سے آنکھیں موندے پانی کے شور اور ہوا میں پھیلی نمی کو محسوس کرنے لگا۔۔۔۔۔

اس نے ایسا پلان عسیل کے ساتھ بنایا تھا۔۔۔ مگر اس وقت وہ زینب کے ساتھ یہاں تھا۔۔۔ تقدیر کے بھید کوئی نہیں جان سکتا۔۔۔اس وقت عسیل کا مسکراتا چہرہ اس کے نظروں کے سامنے آیا تھا۔۔۔وہ سمندر کے بیچ کھڑے ہو کر حسین شام کے ڈوبتے سورج کو ساتھ مل کر دیکھنے کی آرزو،اور ساحل پر ہاتھ میں ہاتھ ڈالے سمندر کی گیلی ریت پر اپنے قدموں کے نقش چھوڑنے کی چاہت۔۔۔ عسیل کتنی ہی بار اپنے باتوں میں مستقبل کے حسین خواب بنا کرتی تھی۔۔۔جب ہی کندھے پر پڑنے والے دباؤ سے اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔وہ زینب تھی جو واپس آکر اپنا سر اس کے کندھے سے ٹکا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔اس نے مسکرا کر اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر رکھا۔۔۔ منٹوں میں عسیل کا مسکراتا چہرہ ہوا میں تحلیل ہوا۔۔۔سارے خواب چھن سے ٹوٹ کر اس کو حقیقت کی دنیا میں واپس لا چکے تھے۔۔۔وہ پتہ نہیں کیوں کچھ بے چین ہوا تھا۔۔۔جب ہی ایک ویٹر مسکراتے ہوئے ان کو کھانے کے لئے بلانے آگیا۔۔۔زینب اس کی بانہوں میں ہاتھ ڈالے مسرور سی اندر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔حاذق نے ایک خاموش نظر اس پر ڈالی۔۔نہ جانے اس لمحے ایک اِحساس جرم تھا جو اسے کچوکے لگا رہا تھا۔۔۔وہ شاید عسیل کا حق زینب کو دے رہا تھا۔۔۔

دل ایکدم ہی اداس ہوا تھا۔۔۔لیکن اب اسے فی الحال زینب کے سامنے اپنے احساسات کا اظہار نہیں کرنا تھا۔۔ایک گہری سانس بھرتا وہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

دل دھڑکنے کا سبب یاد آیا

وہ تری یاد تھی اب یاد آیا(ناصر کاظمی)

عبدالرحمٰن کو اب ایک اسلامک سینٹر میں جاب مل گئی تھی۔جو اس کے گھر سے کافی دور تھا۔۔۔وہ اب صبح کا گیا شام کو ہی واپس آتا تھا۔۔۔اور حلیمہ کو یہ وقت بہت اچھا لگتا تھا۔وہ اپنی مرضی سے دیر سے سو کر اٹھتی تھی۔۔۔عبدالرحمٰن کے ہاتھ کا بنا ناشتہ کرنے کے بعد وہ بالکونی میں کھڑی ہو کر ہر آنے جانے والے کی خبر گیری کرتی تھی۔۔۔۔یہاں کافی پاکستانی فیملیز تھیں۔۔۔۔اس لئے اس نے یہاں اب کافی دوست بنا لئے تھے۔۔۔۔اب وہ اکثر عبدالرحمٰن کی غیر موجودگی میں لوگوں کے گھروں میں پائی جاتی تھی۔۔۔۔

ان ہی دوستوں میں اس کا ایک دوست حماد بھی بن گیا تھا۔۔۔۔جو اس کے بلکل سامنے والے اپارٹمنٹ میں رہائش پذیر تھا۔وہ ایک انڈین مسلم تھا اور یہاں جاب کی غرض سے

اکیلا ہی رہتا تھا۔۔۔اس کی فیملی انڈیا میں مقیم تھی۔۔۔۔یہاں وہ ایک ٹیلی کام کمپنی میں کام کرتا تھا۔۔۔۔۔جہاں اس کی نائٹ ڈیوٹی ہوتی تھی۔

وہ اکثر ہی حلیمہ کو عبدالرحمٰن کے ساتھ لفٹ میں دیکھتا تھا۔حلیمہ باقاعدہ نقاب تو نہیں کرتی تھی۔۔۔مگر وہ ایک بڑی چادر کو پوری طرح لپیٹ کر نکلتی تھی۔۔۔۔اور ایسا وہ عبدالرحمٰن کی ہدایت پر کرتی تھی۔۔۔جس سے اسے سخت کوفت ہوتی تھی۔۔۔۔مگر ہر بار پاکستان واپس جانے کا خیال اسے عبدالرحمٰن کی ہر بات ماننے پر مجبور کر دیتا تھا۔

جب پہلی بار جب حماد نے اسے نیچے والے فلور سے اوپر اکیلے آتے دیکھا تو اسے حیرت ہوئی تھی۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عبدالرحمٰن نے حلیمہ کو کبھی کہیں اکیلے نہیں جانے دیا تھا۔۔۔۔

دونوں لفٹ میں اکیلے تھے اور حماد کی گہری ستائشی نظریں حلیمہ کے سراپے پر تھیں۔۔۔۔

جو اس وقت گلے میں دوپٹہ ڈالے کھڑی تھی۔۔۔اس کے بغور دیکھنے پر حلیمہ نے مسکرا کر اسے سلام کیا۔۔اس کی اس حرکت پر حماد کی ہمت کھل گئی۔۔اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ لڑکی اس کے لئے بہت ہی آسان ہدف ثابت ہونے والی ہے۔۔۔۔اور پھر یہ سلام دعا کا سلسلہ

خالی لفٹ تک محدود تک نہیں رہا۔۔۔وہ دونوں اب اکثر ہی عبدالرحمٰن کی غیر موجودگی میں ایک دوسرے کے پاس پائے جانے لگے۔۔۔

حلیمہ کو کلین شیوڈ، دراز قد کا حماد بہت پسند تھا۔۔۔وہ اسے بلکل کسی فلمی ہیرو کی طرح دکھتا تھا۔۔۔وہ ویسا ہی تھا جس کی حلیمہ نے ہمیشہ تمنا کی تھی۔۔۔اس کی اداؤں پر فریفتہ، اس کے حسن کو سراہنے والا، اپنی باتوں سے اسے اپنے سحر میں جکڑنے والا۔۔۔وہ جب بھی عبدالرحمٰن کا مقابلہ حماد سے کرتی۔۔۔اسے اپنی قسمت پر بہت رونا آتا تھا۔۔۔وہ ہمیشہ سوچتی تھی کیا تھا اگر اس کی قسمت میں حماد جیسا مرد ہوتا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عبدالرحمٰن نے حلیمہ کے اندر بہت تبدیلی محسوس کی تھی۔۔۔وہ بس یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ یہ تبدیلی اچھی تھی کہ بری۔۔۔اب حلیمہ اسے خوش دکھنے لگی تھی۔۔۔اس پر چھائی ہر وقت کی بیزاری میں اب بہت کمی آگئی تھی۔۔۔سوائے اس کے کہ اسے عبدالرحمٰن کا ساتھ برا لگنے لگا تھا۔۔۔وہ اس کی قربت سے اب بھاگتی تھی۔ عبدالرحمٰن فی الحال یہی سوچ کر سب برداشت کر رہا تھا کہ شاید وقت کے ساتھ ساتھ سب صحیح ہو جائے گا۔۔۔اس کے مزاج کی تبدیلی کم از کم اس کے لئے خوش آئند

تھی۔۔۔اب وہ اکثر ہی باتوں پر بحث کے بجائے خاموشی اختیار کر لیتی تھی۔عبدالرحمٰن کو نہیں پتہ تھا کہ یہ خاموشی اس کے لئے کسی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو گی۔۔۔۔۔۔

--

لان کی گھاس بوجھل تھی۔۔۔شاید صبح پڑنے والی شبنم کی نمی ابھی تک باقی تھی۔۔۔۔ناریل اور امرود کے درخت لمبے قد کے ساتھ خاموش کھڑے تھے۔۔۔جیسے شام کے اس حسین لمحے میں وہ بھی قدرت کی نغمگی سننے میں محو ہوں۔۔۔۔سرمئی بادلوں کی ہلکی تہہ آسمان پر بکھری تھی،اور ہوا میں ہلکی سی خنکی گھلی ہوئی تھی۔۔۔

سورج اب آہستہ آہستہ مغرب کی جانب پیش قدمی کر رہا تھا۔۔۔اس کی نارنجی روشنی درختوں کے پتوں سے چھن کر لان پر سنہری چھڑکاؤ کر رہی تھی۔۔۔۔

لان کے بیچ و بیچ رکھی کرسیوں میں سے ایک پر مزنی چائے کے مگ کو ہاتھ میں تھامے خاموش سی بیٹھی تھی۔۔۔

"کیا ہوا اتنی خاموش کیوں ہو؟" منال کی آواز آئی تو وہ چونک کر پلٹی۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔بس کبھی کبھی انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوق کو سننا بھی اچھا لگتا ہے۔۔۔" چائے کا مگ سامنے رکھی ماربل کی میز پر دھرتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔ نگاہیں سامنے درخت پر بیٹھے پرندوں کی جانب تھی۔۔۔جواب تھکے ہارے سے اڑان بھرنے کی تیاریوں میں تھے۔۔

"بڑی فلسفیانہ باتیں کرنے لگ گئی ہو۔۔۔" کرسی پر بیٹھتی منال نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔۔

"ہاں کبھی کبھار زندگی ہمیں بہت جلدی بہت کچھ سکھا دیتی ہے۔۔۔" اس نے گردن موڑ کر منال کی جانب دیکھا جو خود بھی کرسی کھینچتی بیٹھ چکی تھی۔۔

"ہاں اگر کوئی بڑا نقصان اٹھائے بغیر ہمیں زندگی کا کوئی سبق مل جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ بری قیمت نہیں ہے۔۔۔آپ کی عزت، آپ کے چاہنے والے، آپ کی صحت اور سر پر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سائبان اگر آپ کے پاس ہے تو یقین جانو آپ ایک خوش قسمت ترین انسان ہیں۔۔۔۔باقی چیزیں اور جذبے تو وقتی ہوتے ہیں۔ہر شخص زندگی میں کبھی نہ کبھی کچھ کھوتا ہے۔۔۔۔ لیکن اگر عزت اور رشتے آپ کے پاس ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔۔۔۔۔کیونکہ سب واپس مل جاتا ہے۔مگر عزت اور رشتے ایک بار کھو جائیں تو واپس نہیں آتے۔۔۔۔"منال جانتی تھی اس کا اشارہ کس جانب ہے۔۔سو اس نے بھی مبہم انداز میں بات کی۔۔

"اور محبت؟"مزنٰی کے سوال پر منال کے چہرے ہر ایک سایہ لہرایا تھا۔۔۔وہ شاید اب تک ریحان کو بھلا نہیں پائی تھی۔۔اسے اپنی بہن کی دلی حالت پر افسوس ہوا تھا۔۔

"محبت۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے اپنی نگاہیں سامنے بیٹھی چڑیوں کی جانب موڑیں جو گھاس پر پھدک پھدک کر چل رہی تھیں۔۔

"محبت تو بہت طرح کی ہوتی ہے۔۔۔سوال یہ ہے کہ تم کس محبت کی بات کر رہی ہو؟ کیونکہ محبت تو میں بھی تم سے کرتی ہوں۔۔۔۔امی ابو بھی ہم سے کرتے ہیں۔۔۔۔محبت تو اللہ پاک بھی اپنے بندوں سے کرتا ہے۔۔۔۔مگر شاید ان ساری محبتوں کو ہم فار گرانٹڈ لیتے ہیں۔۔۔۔کیونکہ یہ محبتیں ہمیں پیدا ہوتے ہی مل جاتی ہیں۔۔۔۔اور جو چیز آسانی سے مل

جائے اس کی قدر کب ہوتی ہے۔۔۔"مزنٰی نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔وہ بس گردن جھکائے سامنے رکھے مگ کو دیکھے گئی۔۔۔جس کی سطح پر بالائی جمنا شروع ہو گئی تھی۔۔

"کہتے ہیں عورت کی چھٹی حس بہت تیز ہوتی ہے۔۔۔اگر کوئی غلط نظر سے اسے چھپ کر بھی دیکھتا ہے تو اسے فوراً پتہ لگ جاتا ہے۔۔۔وہ کسی بھی مرد کی نظر کو جانچنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔۔۔تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ پھر کوئی بھی لڑکی کسی بھی انجان مرد پر اعتبار اتنی آسانی سے کیسے کر لیتی ہے؟؟کیوں وہ اس کے دل میں چھپے فریب اور دھوکہ کو جانچ نہیں پاتی؟پتہ ہے کیوں؟کیونکہ وہ خود ایسا کرنا چاہتی ہے۔۔۔وہ اپنی چھٹی حس کو نظر انداز کر کے بند آنکھوں سے اس پر اعتبار کرنا چاہتی ہے۔۔۔اور یہی اس کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی بن جاتی ہے۔۔۔وہ اس ایک انجانے مرد کے لئے اپنے سب رشتوں کو دھوکہ دینا سیکھ جاتی ہے۔۔۔اس کی زندگی کچھ عرصے کے لئے بس اسی سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو جاتی ہے۔۔۔اور یہیں سے اس لڑکی کی عزتِ نفس اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔۔۔"مزنٰی کو خاموش دیکھ کر وہ ایک بار پھر بولنا شروع ہوئی۔۔۔اسے اپنی بہن کو اس نفسیاتی کشمکش سے نکالنا ہی تھا۔۔

"اور پتہ ہے ایسے کیسز میں آنکھ جب کھلتی ہے تو اکثر ہی وہ بہت کچھ گنوا چکی ہوتی ہے۔۔۔۔ عقلمند لڑکی ٹھوکر لگنے سے سنبھل جاتی ہے۔۔۔۔وہ ایسے کسی بھی قصے کو ڈراؤنا خواب سمجھ کر بھول جاتی ہے۔۔۔۔کیونکہ آس پاس سچی محبتیں ہوتے ہوئے ایسی کسی فضولیات کے لئے اپنا وقت برباد کرنا میری نظر میں نری حماقت ہے۔۔۔۔"منال کے الفاظ تھوڑے سخت تھے۔۔لیکن مزنٰی کے اندر کا لاوا باہر نکالنے کے لئے اس کے دل کے پتھر پر الفاظ کی کاری ضرب کی شدت سے ضرورت تھی۔۔

"پتہ نہیں۔۔مجھے نہیں معلوم۔میں اس فیز سے نکلنا چاہتی ہوں۔۔۔مجھے پتہ ہے میرے پاس رشتے ہیں۔۔۔مگر شاید وہ سب بھولنا آسان نہیں ہے۔۔۔"اب کی بار مزنٰی نے آنکھیں اٹھائی تھیں۔ان میں بے چارگی تھی۔۔۔

"میں جانتی ہوں،اب مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔۔۔۔مگر شاید اتنے عرصے کا تعلق تھا۔۔۔۔میں نے وفا سے نبھایا۔۔۔۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ مجھ سے ٹائم پاس کر رہا ہے۔۔آج بھی میں خود کو بہت بے بس محسوس کرتی ہوں۔۔۔میں خوش رہنا چاہتی ہوں۔۔۔۔مگر رہ نہیں پاتی۔۔۔۔اپنا آپ بہت غیر اہم لگتا ہے۔۔۔بس دل چاہتا ہے سب

چھوڑ کر کہیں بھاگ جاؤ۔ جہاں کوئی بھی نہ ہو۔۔۔" انگلیوں کو مروڑتے وہ اضطراری انداز میں نم آنکھوں سے اپنے دل کا حال اسے سنا رہی تھی۔ وہ اس دن ریحان جیسے دھوکے باز سے بچ جانے پر بہت خوش تھی۔۔۔۔ مگر آہستہ آہستہ اس کے ساتھ گزارے وقت کی یادیں ایک بار پھر اس کا پیچھا کر رہی تھیں۔۔۔۔ سب کے بیچ ہوتے بھی وہ خود کو اکیلا محسوس کرتی تھی۔۔۔۔ آج بھی وہ ان چیٹس کو کھول کھول کر پڑھا کرتی تھی۔۔۔۔ جو اسے مزید ڈپریشن میں ڈالنے کا باعث بن رہی تھیں۔۔۔۔۔ کیونکہ کھرنڈ نوچنے سے زخم ہمیشہ تازہ ہی ہوتا ہے۔۔۔۔ وقت کا مرہم اس کو کبھی بھر نہیں پاتا۔۔۔

"تمہیں پتہ ہے جب ہم خوش ہوتے ہیں، اداس ہوتے ہیں یا روتے ہیں تو ان کا تعلق ہمارے دماغ سے ریلیز ہونے والے نیوروٹرانسمیٹر سے ہوتا ہے۔۔۔ Dopamine، serotonin اور Endorphins۔۔۔۔ یہ ہارمونز ساری غمی اور خوشی کی وجہ بنتے ہیں۔۔۔۔ ان کی کمی اور زیادتی ہی ڈپریشن، غم، خوشیاں اور مسکراہٹیں لاتی ہیں۔۔۔۔ مانا کہ ہمارے موڈ سوئنگز کیمیکل میسینجرز کی وجہ سے ہوتے ہیں۔۔۔۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ یہ خود بخود ریلیز ہو کر ہمارے عمل کو کنٹرول کرتے ہیں۔۔۔۔ بلکہ یہ ہمارے کسی عمل یا سوچ

کی وجہ سے ریلیز ہوتے ہیں۔۔۔" منال نے اپنی چائے کا ادھ پیا کپ میز پر رکھتے ہوئے اپنے بالوں کو کھول کر دوبارہ کیچر میں قید کیا۔۔۔

" کبھی محسوس کیا ہے کہ ہم کوئی چھوٹی سی نیکی یا چیریٹی کریں تو اندر سے تھوڑی تھوڑی دیر میں ہم کو انجانی خوشی ہوتی ہے۔۔۔یا کبھی اپنا من پسند کھانا کھانے سے ہمارا موڈ بہت اچھا ہو جاتا ہے۔۔۔اس کی وجہ اینڈورفین کا ریلیز ہونا ہوتا ہے۔۔۔بلکہ تم نے اکثر لوگوں کو یہ بھی کہتے سنا ہو گا کہ چاکلیٹ کھالو، موڈ اچھا ہو جائے گا۔ پتہ ہے کیوں؟ کیونکہ ڈارک چاکلیٹ اینڈورفین ریلیز کرتی ہے۔ جو ہمارے موڈ پر بہت اچھے اثرات مرتب کرتا ہے۔۔۔۔۔۔بلکہ میرے خیال سے تو اس وقت مجھے خود بھی چاکلیٹ کھانے کا دل چاہ گیا۔۔۔ تم رکو میں آتی ہوں۔۔۔" انگلی سے اشارہ کرتی وہ اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں دو چاکلیٹس بار تھیں۔۔۔اس نے ایک چاکلیٹ مزنٰی کی طرف بڑھائی اور دوسری کھول کر اس کا ایک کیوب توڑ کر منہ میں رکھا۔۔۔

" ممممم" چاکیٹ چباتی وہ آنکھیں بند کئے اس کا مزہ لینے لگی۔

"یہ تم کیوں منہ بند کئے بیٹھی ہو۔۔۔۔کھولو اسے۔۔۔۔"اس نے منہ میں چاکلیٹ دبائے مزنٰی کو تیوری چڑھا کر دیکھا جو اب تک بند پیکٹ لئے کسی سوچ میں گم تھی۔۔۔۔منال نے اپنی چاکلیٹ میں سے ایک کیوب توڑ کر اس کے منہ میں بھی رکھا۔۔۔۔

"چلو۔۔۔دوبارہ وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں چھوڑا تھا۔تو میں تمہیں بتا رہی تھی کہ ہارمونز ہمارے موڈ پر کیسے اثر انداز ہوتے ہیں۔۔۔۔تو نیکسٹ نیوروٹرانسمیٹر ہیں ڈوپامین بھائی صاحب۔۔۔

یہ ہمارے کسی ٹارگٹ کو حاصل کرنے سے بھی ریلیز ہوتا ہے۔۔۔جیسے وقت پر کوئی اسائنمنٹ جمع کروا کر ملنے والی شاباشی سے جو خوشی ہمیں ہوتی ہے۔۔۔وہ دراصل ڈوپامین کے ریلیز کی وجہ سے ہوتی ہے۔۔۔۔یا من پسند چیز سے ملنے والی خوشی میں بھی ڈوپامین کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔۔۔جیسے شاپنگ۔۔۔۔یاد ہے نا لاسٹ ٹائم سیل سے ہاف پرائس میں لئے جانے والے سوٹ خرید کر ہم کتنے خوش ہوئے تھے۔۔۔۔دراصل اس وقت ہمارا ڈوپامین لیول ہائی ہوا تھا۔۔۔"منال نے آنکھیں گھما کر مزنٰی کو گرمیوں میں کی جانے والی شاپنگ یاد دلائی تھی۔۔۔اس کی بات پر مزنٰی کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔

"ایسے ہی سیر وٹونین بھی ہمارے کسی خاص عمل سے ریلیز ہوتا ہے۔۔۔جیسے کسی کو دلاسہ دینا، یا کسی کے کام میں مدد کرنا، کسی کو اسلامی معلومات فراہم کرنا۔۔اس وقت سیر وٹانین کا ریلیز ہمارے اندر ایک سیلف کانفیڈینس بوسٹ کرتا ہے۔۔۔۔۔جیسے اس وقت میرا سیر وٹونین لیول بڑھ رہا ہوگا۔۔۔تم چاہو تو تم بھی مجھے کوئی خاص انفارمیشن دے کر بڑھا سکتی ہو۔It's not that difficult۔۔۔"منال نے کندھے اچکاتے اسے بھی مشورے سے نوازا تھا۔۔مزنٰی نے اپنی اتنی خیال کرنے والی بہن کو ہمیشہ ایسے ہی خوش رہنے کی دعا دی تھی۔جو اس وقت صرف اس کا ذہن بٹانا چاہ رہی تھی۔

"تو مزنٰی میڈم۔۔۔مطلب یہ ہوا سب کہنے کا کہ اس بے بسی سے نکلنے کا کنٹرول ہمارے ہاتھ میں ہے۔۔۔ہر وقت اکیلی مت بیٹھا کرو۔۔۔اچھی دوستوں اور گھر والوں کے ساتھ وقت گزارو۔۔۔صبح کے وقت واک کرو۔۔۔اپنے لئے کوئی ٹارگٹ سیٹ کرو۔۔اور اس کو اچیو کرو۔۔۔پھر جو آئی ڈڈاٹ والی فیلنگ آئے گی نا۔اس سے خود بخود خوشی اور ایکسائیٹمنٹ کا گراف ہائی ہوگا۔۔"مزنٰی ایک گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔وہ اسے کیسے بتاتی اس کا دل یہ سب کرنے کی جانب ہی تو مائل نہیں ہوتا تھا۔۔

"اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرو۔۔۔لوگوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی نیکیاں کرو۔۔۔جتنا تم اس قنوطیت کو خود پر سوار کرو گی۔۔۔۔اتنا ہی یہ تم پر سوار رہیں گی۔۔۔اور یہی چیز آگے چل کر ہمیں ڈپریشن کا مریض بنا دیتی ہے۔۔۔۔تمہیں پتہ ہے غمگیں ہونے اور ڈپریشن میں جانے کے بیچ بہت ہی باریک لائن ہوتی ہے۔۔۔اگر تم ناامیدی،اور ملال سے نہیں نکلو گی۔ اور اسے خود پر طاری رکھو گی۔۔۔۔تو اللہ نہ کرے تم کو سیویئر ڈپریشن بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ اور اس سے نکلنے کے لئے پھر دوا اور تھراپی کی ضرورت پڑتی ہے۔۔۔۔اپنے آپ کو اس فیز میں جانے سے بچانے کے لئے تمہیں خود کوشش کرنی ہو گی۔۔۔۔کیونکہ کوئی بھی انسان کسی بھی نیگیٹو تھاٹ سے اپنی ول پاور سے نکلتا ہے۔۔۔۔میں نے دیکھا تھا تم نے اب بھی اس کی چیٹس ڈیلیٹ نہیں کی ہیں۔۔۔۔تمہیں پتہ ہے کسی بھی ایسے فیز سے نکلنے کا سب سے پہلا قدم اس شخص سے وابستہ تمام چیزیں اور رابطے ختم کرنا ہے۔۔۔جب تک تم ماضی کے دکھوں کو دل سے لگا کر بیٹھی رہو گی تو آگے بڑھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔۔۔۔"

منال نے اسے بغور دیکھتے ہوئے، محبت سے چاکلیٹ کا مزید ایک ٹکڑا اس کے منہ میں ڈالا۔۔

"آپی تم بلکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔مجھے اسے چھوڑنے کا شاید دکھ بھی نہیں ہے۔۔۔۔مگر پتہ نہیں کیا ہے۔۔۔۔میں اسے بھول نہیں پا رہی ہوں۔۔۔۔مجھے اسے سوچ کر کبھی غصہ آنے لگتا ہے تو کبھی اپنے اوپر ترس۔۔۔۔میں اپنی فیلنگز سمجھانے سے قاصر ہوں۔۔۔"

"پتہ ہے مزنٰی۔۔ہماری یونیورسٹی میں ایک بار سمینار ہوا تھا۔وہاں ایک لائف کوچ آئے تھے۔۔۔۔انہوں نے نیگیٹو تھاٹ اور ڈپریشن کے اوپر ایک لیکچر دیا تھا۔۔۔۔مجھے ان کی ساری باتیں تو ٹھیک سے یاد نہیں۔۔۔۔مگر کچھ انٹرسٹنگ فیکٹس تھے جو مجھے یاد رہ گئے۔۔۔۔غور سے سننا، تمہارے کام آئے گا۔

انہوں نے بتایا تھا کہ ہمارے دماغ کی پانچ اسٹیٹ ہوتی ہیں۔الفا،بیٹا، تھیٹا، گاما اور ڈیلٹا۔(Alpha,beta,theta Delta and gamma)

ہمارا دماغ عموماً بیٹا اسٹیٹ میں ہوتا ہے۔۔۔۔اور اس سے نکلنے والی شعاعیں بیٹا ویوز(beta waves) کہلاتی ہیں۔اس میں ہم روزمرہ کے کام کرتے ہیں۔۔۔۔سوچ بچار کرتے ہیں۔۔۔۔اور لوگوں سے بات چیت کرتے ہیں۔۔۔اس اسٹیٹ میں ہم چاق و چوبند ہوتے ہیں۔۔۔ہمارا دماغ بہت تیزی سے سارے کام سرانجام دیتا ہے۔۔۔۔اس اسٹیٹ میں ہم وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کام کر سکتے ہیں جن میں بہت کانسنٹریشن اور فوکس کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ہلکی نیند کی کیفیت میں ہم تھیٹا اسٹیٹ میں ہوتے ہیں اور اسی ہی کیفیت میں ہمیں خواب آتے ہیں۔۔۔اور ہمیں اکثر بہت سی بھولی ہوئی باتیں ایکدم یاد آجاتی ہیں۔۔۔اس اسٹیٹ میں ہی روحانی اور تنویمی علاج بھی ہوتے ہیں۔

گہری نیند کی صورت میں ہم ڈیلٹا اسٹیٹ آف مائینڈ میں ہوتے ہیں۔۔۔اس فیز میں ہمارے گروتھ ہارمونز ریلیز ہوتے ہیں جو ہیلنگ کے پراسس میں بھی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔۔"

مزنٰی دونوں ہاتھ ٹھوڑی تلے رکھے اسے بغور سن رہی تھی۔۔اسے یہ سب دلچسپ لگ لگ رہا تھا۔یا شاید چاکلیٹ نے واقعی اس کے موڈ پر اچھا اثر چھوڑا تھا۔

"اچھا اب یہ جو الفا اسٹیٹ ہوتی ہے نا۔۔۔یہ بڑی دلچسپ ہوتی ہے۔۔۔جب کبھی ہم کبھی مزیدار سا ناول پڑھتے ہوئے فینٹیسی میں ہوتے ہیں۔۔۔۔جیسے نمرہ احمد کا حالم پڑھتے ہوئے ہم خود کو ۶۰۰ سال پرانے ملاکہ میں کھڑا ہوا پاتے تھے۔۔۔

"پانچ سو ستاون سال" مزنٰی نے اس کی بات بیچ سے کاٹتے ہوئے گہری مسکراہٹ سے اس کی تصیح کی۔۔۔۔

"اوکے،اوکے۔۔تم مجھ سے زیادہ حالم کی دیوانی تھیں۔۔۔"منال نے دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کر کے ناول کی صحیح معلومات کا کریڈٹ مزنٰی کے نام کیا۔

"تو خیر میں کہہ رہی تھی۔۔۔کہ جب ہم غنودگی میں بھی جاتے ہیں۔۔۔۔تو بھی ہم الفا اسٹیٹ میں ہوتے ہیں اور اس سے نکلنے والی شعاعیں الفاویوز کہلاتی ہیں۔اس وقت ہمارا ذہن بہت پر سکون ہوتا ہے۔۔۔۔اسی میں لوگ مراقبہ میں جاتے ہیں۔۔چھٹی حس بھی اسی اسٹیٹ میں کام کرتی ہے۔۔۔دماغ میں نت نئے آئیڈیاز آتے ہیں۔

سمجھو اس فیز میں ہم ایک الگ دنیا میں چلے جاتے ہیں۔۔۔۔یوگا بھی اسی کی ایک قسم ہے۔۔۔۔اسی اسٹیٹ میں رہتے ہوئے اسٹریس اور ڈپریشن علاج بھی کیا جاتا ہے۔۔۔"
منال اب اٹھ کر ٹہلنے لگی تھی۔۔۔۔مزنٰی کی نظریں اس کے ساتھ ساتھ کسی پنڈولم کی طرح حرکت کر رہی تھیں۔

"لیکن یہ اسٹیٹ آف مائینڈ حاصل کیسے کی جائے؟"مزنٰی بیچ میں ہی بول پڑی تھی۔۔۔اسے اب تجسس ہو رہا تھا۔۔منال نے رک کر اس کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے دوبارہ گویا ہوئی۔

"کسی اسٹوڈنٹ نے بھی ان سے یہ سوال کیا تھا۔ جس پر انہوں نے کہا تھا۔۔۔ یہ تو بہت ہی آسان ہے۔۔۔ جس طرح ہم ڈے ڈریمنگ کرتے ہیں۔۔۔۔ ہمیں اس کے لئے کوئی خاص محنت درکار نہیں ہوتی۔۔۔ بس یہ بلکل وہی کام ہے۔۔۔۔ سب سے پہلے کسی پر سکون جگہ پر بیٹھ کر جسم اور ذہن کو ڈھیلا چھوڑ دو۔۔۔ سیدھے بیٹھ کر گہرے سانس لینا شروع کرو۔۔۔" منال وہیں گھاس پر یوگا کی حالت میں بیٹھ کر گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

"جب باڈی ریلیکس ہونا شروع ہو گی تو دماغ سے بھی فالتو سوچیں خود بخود نکلنے لگیں گی۔۔۔۔ تمہیں محسوس ہو گا کہ ذہن ہلکا ہونا شروع ہو گیا ہے۔۔۔۔ دماغ سے گرمی نکل کر ہوا میں تحلیل ہو رہی ہے۔۔۔۔ دماغ میں آہستہ آہستہ سکون اتر رہا ہے۔۔۔۔ ہلکی سی غنودگی بھی محسوس ہو سکتی ہے۔۔۔ اس کا مطلب دماغ الفا اسٹیٹ میں داخل ہو چکا ہے۔۔۔" اس نے آنکھیں کھول کر مزنٰی کو دیکھا اور واپس کھڑی ہو گئی۔۔۔

"بس اسی وقت خود کو یہ باور کروانا ہے کہ مجھے کچھ پوزیٹیو سوچنا ہے۔۔۔ میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔ میری زندگی میں بہت اچھا ہونے والے ہیں۔۔۔۔ مجھے اپنے لئے کوئی ٹارگٹ سیٹ کرنا ہے۔۔۔۔ مجھے اللہ سے قریب ہونا ہے۔۔۔۔ میں اس وقت صرف اللہ سے مدد مانگ

رہی ہوں۔۔۔۔پتہ ہے اس اسٹیٹ میں دماغ میں لاشعور اور شعور کے بیچ موجود بیریئر ہٹ جاتا ہے۔۔۔اور دماغ کو ہم جو بھی سگنلز بھیجتے ہیں۔۔۔وہ اس کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔۔۔بس کچھ دن اس حالت کی پریکٹس کرنی ہے۔۔۔۔اس کے بعد خود بخود دماغ اس کا عادی ہوتا چلا جائے گا۔۔۔۔زندگی سے ہر ٹینشن اور پریشانی آہستہ آہستہ ختم ہوتی جائے گی۔۔۔"مزنٰی بہت انہماک سے اس کی بات سن رہی تھی۔۔۔۔اسے واقعی لگ رہا تھا کہ وہ ابھی سے ہی خود کو پر سکون محسوس کرنے لگی ہے۔

"منال، مزنٰی۔۔اندر آجاؤ۔۔۔۔مغرب ہونے والی ہے۔۔۔"فلزہ چچی کی آواز پر دونوں نے اپنے چائے کے کپ اٹھائے اور اندر کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔منال جانتی تھی کہ ہر چیز صحیح ہونے میں وقت لیتی ہے۔۔۔۔آہستہ آہستہ مزنٰی بھی زندگی کی طرف لوٹ آئے گی۔۔۔۔کیونکہ پانی کی ایک بوند اگر مسلسل گرے تو پتھر میں بھی دراڑ ڈال دیتی ہے۔۔۔تو انسان کا دل تو بہت نرم شے ہے۔۔۔۔بس اسے اپنے حصے کا کام کرنا تھا۔۔۔اسے یہ احساس دلانا تھا کہ زندگی اب بھی اتنی ہی حسین ہے۔۔۔بس اس کی سوچ بدلنے کی دیر ہے۔۔۔۔اسے یہ اعتبار دینا تھا کہ وہ اکیلی نہیں ہے۔۔۔۔اسے جج کئے بغیر اس کی تکلیف کو سمجھ کر اسے

گائیڈ کرنا تھا۔۔۔اچھی بات یہ تھی کہ وہ خود کو اس فیز سے نکالنا چاہ رہی تھی۔۔۔اور انسان کسی چیز کی کوشش کرے تو وہ ناممکن نہیں ہوتا۔

مارتھا اور زینب اس وقت اسلامک سینٹر کے مرکزی میں موجود تھیں۔۔جہاں اکثر لیکچرز اور اسلامی تعلیمات پر دروس دیئے جاتے تھے۔۔۔آج بھی وہاں ایک اسکالر موجود تھے، جو مارتھا کو اسلام قبول کرنے کی شہادت دلا رہے تھے۔۔۔ان کے الفاظ ہال میں گونج رہے تھے اور ماحول میں ایک عجیب سا سرور طاری ہوا تھا۔۔۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔"

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔۔۔وہ اکیلا ہے۔۔۔اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔۔۔" اسکالر کے پیچھے پیچھے کلمہ شہادت دہراتے ہوئے مارتھا کی آنکھوں سے ایک سیلِ رواں جاری تھا۔۔۔ایک انجانا سا سرور تھا جو اس کے وجود

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پر طاری تھا۔۔۔۔وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔۔۔اس کے دل کی کیفیت اس وقت ناقابلِ بیان تھی۔

"مبارک ہو۔۔۔۔۔اللہ پاک نے تمہیں ہدایت کی روشنی بخشی ہے۔۔۔آج سے تمہارا نام خدیجہ ہے۔۔۔۔اب اس دین پر ثابت قدم رہنا اور اللہ کے احکامات کی سچے دل سے پابندی کرنا۔۔۔۔۔صرف ہم اللہ کو ایک مان کر مسلمان نہیں ہوتے ہیں۔۔۔۔۔بلکہ ایمانِ مفصل پر ایمان ہی دراصل ہمیں ایک کامل مومن بناتا ہے۔۔۔۔جس میں ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ :

میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر،اور اس کے فرشتوں پر،اور اس کی کتابوں پر،اور اس کے رسولوں پر،اور آخرت کے دن پر،اور اچھی اور بری تقدیر کے اللہ کی طرف سے ہونے پر،اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر۔۔۔"اسکالر نے مسکرا کر اپنی بات ختم کی۔۔۔۔۔مارتھا کا نام خدیجہ اس کی اپنی خواہش پر ہی رکھا گیا تھا۔۔۔وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت متاثر ہوئی تھی۔۔۔۔اس لئے اس نے اپنے لئے یہی نام منتخب کیا تھا۔۔۔۔زینب نے خدیجہ کو گلے لگا کر مبارک باد دی۔۔۔۔۔وہاں موجود ہر لڑکی بچی اور عورت آگے بڑھ کر اسے مبارک باد دے رہی تھیں۔۔۔۔خدیجہ کو محسوس ہو رہا تھا۔۔۔در حقیقت وہ آج پیدا ہوئی ہے۔۔۔۔اتنے

دنوں کی چھائی کلفت اور بوجھل پن اچانک ہی ختم ہو گیا تھا۔۔۔وہ خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔۔۔اس نے آج چھوٹے سے اسٹول سے اپنا سر بھی ڈھانپا ہوا تھا۔۔۔ہدایت کی روشنی سے منور دل سرشاری سے جھوم رہا تھا۔۔۔۔وہ اس وقت بے تحاشہ پرجوش اور خوش تھی۔

"تم اپنے گھر والوں کو یہ بات بتاؤ گی؟"سینٹر سے باہر نکلتے وقت زینب نے استفسار کیا۔۔خدیجہ ایک بوجھل سانس خارج کر کے رہ گئی۔۔۔

"ابھی میں نے سوچا نہیں ہے۔۔۔مگر مجھے پتہ ہے میرے گھر میں ایک قیامت آجائے گی۔۔۔میرے ڈیڈ اور میرا بھائی اس بات کو اتنی آسانی سے قبول نہیں کریں گے۔۔۔۔بھلے ہی وہ لوگ اپنے دین سے کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں۔۔۔مگر میرا مسلمان ہونا وہ کسی طور قبول نہیں کریں گے۔۔۔۔"خدیجہ نے اسٹول کو اپنے سر کے گرد ایک بار پھر لپیٹتے ہوئے تاسف سے گردن ہلائی۔۔۔اتنے عرصے زینب کا ڈھکا سر دیکھ کر اس کو لاشعوری طور پر اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔اس نے سوچ لیا تھا کہ مسلمان ہوتے ہی وہ پہلا کام یہی کرے گی۔۔۔مگر یہ کام وہ کھلے عام نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

باتوں کے دوران وہ اسٹیشن پہنچ چکی تھیں۔۔۔۔میٹرو آنے میں ابھی پانچ منٹ باقی تھے۔۔۔۔دونوں اسٹیشن کے ساتھ ہی بنے کیفے سے پانی کی بوتل لینے چلی گئیں۔۔۔۔ کیونکہ گرمیاں شروع ہو چکی تھیں۔۔دھوپ کی تیزی کے باعث دونوں کا حلق خشک ہو رہا تھا۔۔۔۔جب ہی خدیجہ کے کندھے پر کسی نے پیچھے سے ہاتھ رکھا۔۔

"ہیلو۔۔۔ہاؤ آر یو مار تھا؟" کہنے والا لوئس تھا۔۔۔جو مار تھا کا پرانا بوائے فرینڈ تھا۔۔۔کچھ سالوں پہلے دونوں کی مشترکہ مرضی سے یہ بریک اپ ہوا تھا۔۔۔۔وہ آگے بڑھ کر خدیجہ کو گلے لگانے جا رہا تھا۔۔۔۔خدیجہ کو لگا گویا کسی نے اس کے کندھے پر جلتا ہوا کوئلہ رکھ دیا ہو۔۔۔اس نے وحشت ناک ہو کر خود پر سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔لوئس حیران ہوا تھا۔۔۔"کیا ہوا؟"اس نے ایک دفعہ پھر اسے تھامنے کی کوشش کی۔۔خدیجہ منہ پر ہاتھ رکھے وہاں سے تقریباً بھاگتی ہوئی نکلی تھی۔۔لوئس اس کی حرکت پر ہکا بکا رہ گیا۔۔پھر کندھے اچکاتا کیفے میں داخل ہو گیا۔۔زینب بھی جلدی سے خدیجہ کے پیچھے بھاگی جو خوفزدہ چہرے اور پھولی سانسوں سے میٹرو میں چڑھ رہی تھی۔۔۔۔چونکہ دن کا وقت تھا۔۔۔اس ٹائم زیادہ رش نہیں ہوتا تھا اس لئے زینب کو باآسانی خدیجہ کے برابر والی سیٹ مل گئی۔۔۔۔

"کیا ہوا خدیجہ؟ یہ لو پانی پیو۔۔۔۔"زینب چونکہ کاؤنٹر پر بل ادا کر رہی تھی۔۔۔اس لئے وہ خدیجہ کے ساتھ ہونے والے واقعے سے لاعلم تھی۔

"زینب میں بہت گناہ گار ہوں۔۔۔اور یہ گناہ میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔۔۔۔میرا مسلمان ہونا مجھے اس دلدل سے نہیں نکال سکتا۔۔۔مجھے ہر قدم پر ماضی کی غلاظت نظر آئے گی۔۔۔میرا ماضی گناہوں سے پر ہے۔۔۔۔میں چاہ کر بھی اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتی ہوں۔۔۔"دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔۔زینب کچھ دیر اسے خود سے لگائے تھپکتی رہی۔۔

"تمہیں پتہ ہے کہ سچے دل سے اپنے پچھلے گناہوں پر ندامت ہی دراصل سچی توبہ ہے۔۔۔" خدیجہ چپ ہوئی تو وہ دھیمے سے بولنا شروع ہوئی۔۔۔

"سورہ نساء میں اللہ پاک فرماتے ہیں۔۔۔مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور اللہ کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لیے کیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں۔۔۔اور اللہ جلد ی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دے گا۔۔۔"(النساء۱۴۶)اس آیت مبارکہ میں بتایا جا رہا ہے کہ انسان سے سابقہ زندگی میں جس قدر بھی غلطیاں اور کوتاہیاں

سرزد ہوئیں۔۔۔وہ سچے دل کے ساتھ توبہ کا طلب گار بن کر اپنے گناہوں پر ندامت محسوس کرتے ہوئے گڑگڑا کر اللہ رب العزت کی بارگاہ سے عفوودرگزر کی درخواست کرے۔۔۔تو اللہ پاک اس کی توبہ قبول کریں گے۔۔۔تو تمہیں اگر اس بات کا احساس ہے کہ تم سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔۔۔اور تم ان پر نادم ہو تو تم اللہ پاک کی محبوب بندی ہو۔۔۔کیونکہ اللہ پاک سورہ بقرہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔۔"بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"(البقرۃ،۲۲۲)

تم اب اپنی پچھلی زندگی چھوڑ چکی ہو۔۔۔پکی اور سچی توبہ کر چکی ہو۔۔۔تو جسے توبتہ نصوح کی توفیق مل جائے تو سمجھو۔۔۔اس کی تو دنیا اور آخرت دونوں سنور گئی۔۔۔(توبتہ نصوح سے مراد ایسی توبہ ہے کہ پھر دوبارہ گناہ کی طرف لوٹ کر نہ جائیں.)تمہارا دوبارہ اس زندگی میں واپس نہ جانے کا مصمم ارادہ ہے تو یقین جانو اللہ پاک بہت غفور والرحیم ہے۔۔۔۔وہ تو کہتا ہے کہ جب تک میرے بندے مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے میں ان کو بخشتا رہوں گا۔۔۔"

زینب نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے تھے۔۔۔جو ایکدم ٹھنڈے ہو رہے تھے۔۔۔وہ انہیں آہستگی میں اپنے ہاتھ میں دباتے اسے اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلا رہی تھی۔خدیجہ امید و بیم کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

"تمہیں ایک واقعہ صحیح حدیث سے سناتی ہوں۔۔۔بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔۔۔جس نے ننانوے خون ناحق کئے تھے۔۔۔پھر وہ نادم ہو کر مسئلہ پوچھنے نکلا۔۔۔وہ ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا:

کیا اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟

درویش نے جواب دیا۔۔نہیں۔۔۔یہ سن کر اس نے درویش کا بھی قتل کر دیا اور سو خون پورے کر دیئے۔۔۔پھر وہ دوسروں سے پوچھنے لگا۔۔۔آخر اسے ایک درویش نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلا جا،(وہ آدھے راستے بھی نہیں پہنچا تھا) کہ اس کی موت واقع ہو گئی۔۔۔مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔۔۔آخر رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے بیچ جھگڑا ہوا۔(کہ کون اسے لے جائے)۔لیکن اللہ پاک نے اس نصرہ نامی بستی کو(جہاں وہ جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہو جائے اور دوسری

بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ وہ دور ہو جائے۔۔۔۔ پھر اللہ پاک نے فرشتوں سے فرمایا کہ دونوں کا فاصلہ دیکھو، اور جب ناپا تو اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا) ایک بالشت نعش سے نزدیک پایا، اس لئے وہ بخش دیا گیا۔ (صحیح بخاری ۳۴۷۔) تو سوچو جب توبہ کی نیت کرنے پر اللہ پاک مخلوق کو بخش سکتے ہیں۔۔۔ تو تم نے تو دل سے توبہ کر لی ہے۔۔۔۔ بس اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا ہے۔۔۔ مجھے پتہ ہے سچے راستے پر چلنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔ اس میں دشواریاں ہوتی ہیں۔۔۔۔ روز تمہیں کسی مشکل، کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا۔۔۔۔ مگر یقین جانو اس امتحان سے گزرنے کا بعد اللہ پاک تمہیں اجر کے اس پھل سے نوازیں گے کہ تمہاری دنیا اور دین دونوں سنور جائیں گے۔ اور ویسے بھی اللہ پاک جسے ہدایت کے لئے چن لے تو سمجھو وہ تو اللہ پاک کی خاص نظر کرم میں ہے۔۔۔۔" زینب نے مسکراتے ہوئے اپنی بات ختم کی۔۔۔ خدیجہ خاموش تھی۔۔۔ آنسوؤں کی لکیر بہہ کر اس کے گالوں پر خشک نشان چھوڑ چکی تھی۔۔۔۔ مگر چہرے پر اب کا طمانیت کی چھلک محسوس ہوتی تھی۔۔۔

"زینب میں بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے تم جیسی دوست ملی ہے۔۔۔۔۔ کبھی کبھی ہمیں زندگی میں ایسی ہی خوش کن اور امید افزا باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ جو ہمیں

استقامت دے سکیں۔۔۔۔میری پوری کوشش ہو گی کہ میں ایک سچی مسلمان بن سکوں۔۔۔اپنی زندگی کو اللہ اور اس کے آخری رسول محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق گزار سکوں۔۔۔۔"خدیجہ نے بیگ سے ٹشو پیپر نکال کر آنسو پونچھتے ہوئے مسکرا کر زینب کو دیکھا۔۔۔اس کا مطلوبہ اسٹیشن آ چکا تھا۔۔۔زینب سے گلے ملتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

لاؤنج میں گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔صفیہ بیگم گھونٹ گھونٹ پانی پیتے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔جبکہ ماہرہ اور عسیل کے چہروں پر غصے اور بے بسی کی جھلک اب بھی دکھائی دیتی تھی۔۔۔۔

"مامی۔۔آپ کو ہم لوگوں کو وہاں سے ایسے واپس نہیں لانا چاہیے تھا۔۔۔اس بار اسے اچھے سے سبق مل جاتا تو آئندہ کسی معصوم لڑکی کے ساتھ ایسی گھٹیا حرکت کرنے کا سوچتا بھی نہیں۔۔۔۔"بلآخر ماہرہ بھابھی سے رہا نہیں گیا تو وہ بول پڑیں۔۔ان کا بس چلتا تو ابھی جا کر اسے سبق سکھا کر آتیں۔

"ہاں جو تماشہ تم دونوں نے مل کر لگایا تھا۔۔۔وہی بہت تھا۔اگر کوئی ویڈیو بنا کر ڈال دیتا تو میں کس کس کو جواب دیتی پھرتی۔بولو؟" پانی کا گلاس ختم کر کے میز پر رکھتے صفیہ بیگم ناراضی سے مستفسر ہوئیں۔انہیں دونوں پر شدید غصہ تھا کہ انہوں نے بازار میں تماشہ کیوں لگایا۔۔

"ممی۔۔فرض کریں اگر ویڈیو بن بھی جاتی تو جواب دینے کی ضرورت آپ کو نہیں اس بڈھے کو ہوتی۔۔۔وہ منہ چھپاتا، ہم کیوں منہ چھپا کر پھریں۔۔۔"ماہرہ بھابھی کی شہ پر عسیل بھی میدان میں کود پڑی۔۔صفیہ بیگم نے ایک ملامتی نظر دونوں پر ڈالی۔۔۔۔

"ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں نا۔۔یہاں مرد کچھ بھی کر لے۔۔اسے سب بھول جاتے ہیں۔۔۔عورت قصوروار نہ بھی ہوتے ہوئے سوالوں، طعنوں اور لوگوں کی نظروں میں آتی ہے۔۔۔۔ابھی اگر حاذق کو یہ سب پتہ لگتا تو کیا وہ تمہیں یہ سب کرنے دیتا؟"صفیہ بیگم نے حاذق کا نام لے کر اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کی کوشش کی۔۔۔

"ممی۔۔معاشرے کو بنانے والے آپ اور ہم ہیں۔۔۔اگر ایک بار ایسی حرکت کرنے والوں کو سبق سکھا دیں۔۔۔تو یقین کریں آئندہ ایسے خبیث لوگ اتنی گھٹیا حرکت کی ہمت

نہیں کریں گے۔۔۔اور آپ شاید اسامہ بھائی کی مہندی والا قصہ بھول گئیں۔۔۔حاذق نے اس وقت بھی مجھے جج نہیں کیا تھا اور آج بھی وہ یہ سوال نہیں کرتے کہ میں نے وہاں شور کیوں مچایا۔بلکہ یہ سوچیں میری ویڈیو بنانے والے کے موبائل کا انہوں نے کیا حشر کیا تھا تو وہ مجھے غلط طریقے سے چھونے والے کو کس انجام تک پہنچاتے۔۔۔"عسیل کے لہجے میں حاذق کے لئے مان اور فخر چھلک رہا تھا۔اس کا پورا چہرہ فرطِ جذبات سے سرخ پڑنے لگا تھا۔۔صفیہ بیگم جز بز ہوئی تھیں۔۔

"تم لوگوں نے پتہ نہیں کون سی کتابیں پڑھ لی ہیں جواب بڑے بوڑھوں کی باتیں تم لوگوں کو غلط لگنے لگی ہیں۔۔۔لڑکی ذات بہت نازک ہوتی ہے۔۔۔ایسے ہر جگہ منہ ماری کرنا صحیح نہیں ہوتا ہے۔۔۔مگر بات وہی ہے کہ آج کی نسل نے نہ سمجھنے کی قسم کھالی ہے۔بھئی اگر تم چپ کر کے وہاں سے آجاتیں اور ہم آئندہ وہاں نہیں جاتے تو بس بات ہی ختم ہو جاتی ساری۔۔"صفیہ بیگم اب بھی اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی تھیں۔۔۔ماہرہ بھابھی اور عسیل نے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

"ممی آج تک وہاں جانے والی ہر لڑکی نے یہی کیا ہو گا۔۔۔۔جو وہ خبیث اتنے لوگوں کی موجودگی میں بھی دیدہ دلیری سے ایسی گھٹیا حرکت کر رہا تھا۔۔۔کیوں کہ ان جیسے لوگ بھی سمجھ گئے ہیں کہ ہمارے معاشرے کی لڑکی کو بچپن سے ڈرنا سکھایا گیا ہے۔۔۔۔ہر ظلم اور زیادتی کو بس خاموشی سے سہنے کی عادت ڈالی جاتی ہے۔۔۔۔اس لئے اس بڈھے جیسے گھٹیا لوگ کھلے عام ایسے کام کرتے ہیں۔۔۔۔ہمارے وہاں نہ جانے سے یہ مسئلہ ختم نہیں ہو جائے گا۔۔۔ہم صرف اپنا سوچتے ہیں اس لئے آج تک یہ ناسور ہمارے معاشرے میں سانپ کی طرح کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔۔۔۔جس دن ہم ذاتی فکر کے بجائے اپنی قوم کی ہر بہن بیٹی کی فکر کرنے لگ جائیں گے نا تو ایسے لوگوں ہمت نہیں ہو گی ہماری بہن بیٹی کو غلط نظر سے دیکھنے کی۔۔۔۔سدھرا تو خیر وہ اب بھی نہیں ہو گا۔۔۔۔مگر کم از کم آئندہ کسی لڑکی کے ساتھ ایسا کرنے سے پہلے ایک بار تو اس تھپڑ کی گونج اس کے کانوں میں سنائی دے گی۔۔۔"ماہرہ بھابھی نے صفیہ بیگم کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے انہیں رسان سے سمجھانا چاہا۔۔۔انہیں عسیل کے رد عمل سے خوشی ہوئی تھی کہ ہمارے معاشرے میں اب ایک عام لڑکی بھی اپنے حق کے لئے آواز اٹھانے کی ہمت رکھتی ہے۔۔۔۔صفیہ بیگم اب بھی

ان دونوں سے متفق نہیں تھیں۔۔۔۔ظاہر ہے وہ ماں تھیں اور ماؤں کو تو سو خدشے ستاتے ہی ہیں۔۔۔۔۔ مگر بہر حال پھر بھی ان کا موڈ اب بہتر ہو چکا تھا۔۔

دوپہر کا وقت تھا۔۔ سورج آسمان کے بیچ و بیچ کھڑا اپنا قہر برسا رہا تھا۔۔۔ فضا ایکدم ساکن تھی۔۔ماحول میں گھٹن کا اِحساس بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔ بادل کے چند آوارہ ٹکڑے ادھر ادھر گردش کرتے نظر آتے تھے۔ لیکن سورج کے سامنے وہ بھی زیادہ ٹک نہیں پا رہے تھے۔۔۔

عبدالرحمٰن کی طبعیت بھی آج کچھ بوجھل سی تھی۔۔ شاید موسم کا اثر تھا۔۔۔وہ ظہر پڑھتے ہی گھر کے لئے نکل گیا تھا۔اس کا ارادہ گھر جا کر کچھ دیر آرام کرنے کا تھا۔۔ گھر پہنچ کر اس نے دروازے پر بیل دی۔۔۔ایک بار، دو بار، تین بار۔۔ مگر جواب ندارد۔۔۔ شاید حلیمہ سو رہی تھی۔۔ یا پھر واش روم وغیرہ میں ہو۔۔ماتھا سہلاتے وہ کچھ دیر مزید وہیں کھڑا رہا۔۔۔ پھر اچانک کچھ خیال آنے پر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر گاڑی کی چابی نکالی۔۔ گھر کی ایک اضافی چابی اس کے ساتھ نتھی تھی۔۔اندر داخل ہونے پر سناٹے نے اس کا استقبال کیا۔۔

کچن میں گہری خاموشی تھی۔۔وہ بیڈ روم میں داخل ہوا۔۔یہاں بھی لاؤنج جیسا منظر تھا۔۔ بیڈ کی چادر شکن آلود تھی۔۔واش روم کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔

"حلیمہ ؟"اسے کچھ تشویش ہوئی۔۔حلیمہ کو پکارتے وہ ادھر ادھر جھانکنے لگا۔۔۔اس کے دل میں عجیب وسوسے سر اٹھانے لگے۔۔۔۔دماغ میں ہزاروں خیالات گردش کر رہے تھے۔۔۔۔دل میں دھڑکا سا لگ گیا تھا کہ کچھ برا نہ ہو گیا ہو۔۔۔۔کہیں کوئی گھر میں داخل تو نہیں ہوا؟؟لیکن یہاں کسی زور زبردستی کے آثار نہیں تھے۔۔وہ جلدی سے دروازہ کھولتا نیچے سیکورٹی سے معلوم کرنے کے ارادے سے باہر نکلا۔۔۔۔مگر جیسے ہی وہ باہر نکلا۔۔۔ سامنے والے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا۔۔۔۔اور جو منظر اس کی آنکھوں نے دیکھا۔۔وہ اس کے قدم زمین میں جکڑنے کے لئے کافی تھا۔۔۔

سامنے سے نکلنے والی کوئی اور نہیں حلیمہ تھی۔۔۔وہ بے فکری سے گلے میں دوپٹہ ڈالے کھلکھلاتے ہوئے باہر نکل رہی تھی۔۔۔شاید وہ پیچھے موجود کسی سے کچھ کہہ رہی تھی۔۔ عبدالرحمٰن کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگی تھیں۔۔۔حلیمہ کی نظر بھی اس پر پڑ چکی تھی۔۔۔۔اس کی ہنسی اچانک ہی تھمی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں خوف کی ایک تیز لہر

اڈی۔۔۔چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔۔۔عین اسی لمحے پیچھے سے آتے حماد نے اسے کندھے سے تھام کر اپنی جانب موڑا۔۔عبدالرحمٰن کو لگا کوئی ٹرین اس کے اوپر سے گزر کر چلی گئی ہو۔۔اس کی ذات کے پرخچے اڑے تھے۔۔۔ایک غیر مرد کتنے آرام سے اس کی بیوی کو چھو رہا تھا۔۔یوں جیسے یہ سب معمول کی بات ہو۔۔۔ان کے چہروں پر پھیلی مسکراہٹ، آنکھوں میں ٹھہری نرمی اسے بہت کچھ چیخ چیخ کر بتا رہے تھے۔۔۔غصہ، صدمہ یا پھر نفرت نہ جانے اسے اس لمحے اس کے دل میں حلیمہ کے لئے کون سا جذبہ ابھرا تھا۔۔۔ایک پل کے لئے اس کا دل چاہا کہ وہ آگے بڑھ کر حماد کا گریبان پکڑ لے۔۔اس کی ہمت کیسے ہوئی اس کی بیوی کو چھونے کی۔۔۔لیکن کیا واقعی حماد قصوروار تھا؟؟؟اس کے قدم خود بخود پیچھے ہٹنے لگے۔۔۔اس نے کوئی لفظ ادا نہیں کیا۔۔۔وہ شکستہ قدموں کے ساتھ پلٹا اور خاموشی سے اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔۔۔عبدالرحمٰن کے سامنے سے ہٹتے ہی حلیمہ بھی ہوش میں آئی تھی۔۔وہ حماد کو ایک جھٹکے سے پیچھے دھکیل کر دوڑتی ہوئی عبدالرحمٰن کے پیچھے گھر میں داخل ہوئی۔۔مبادا وہ گھر کا دروازہ اس کے لئے بند نہ کر دے۔۔۔

"عبدالرحمٰن۔۔میری بات سنیں۔۔"وہ پھولے تنفس سے اس کے پاس پہنچی جو بیڈ روم میں کھڑا الماری سے کچھ نکال رہا تھا۔۔۔حلیمہ نے قریب جاتے اس کا کندھا تھاما۔۔عبدالرحمٰن ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔۔۔گویا اسے کسی نامحرم نے چھو لیا ہو۔۔۔

"مجھے ہاتھ مت لگانا۔۔"الماری سے ٹرالی بیگ نکالتا وہ درشتی سے گویا ہوا۔۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔پہلی بار حلیمہ نے اسے غصے میں دیکھا تھا۔۔۔وہ تو ہمیشہ اس سے نرم لہجے میں بات کرتا تھا۔۔اور آج اس کے چہرے پر وہ وحشت درج تھی کہ خود حلیمہ کو اس سے خوف آنے لگا تھا۔۔۔

"آپ مجھے صفائی کا ایک موقع دیں۔۔۔"چند قدم پیچھے ہٹتے وہ روہانسے لہجے میں گویا ہوئی۔۔

"ایک لفظ نہیں سنوں گا۔۔۔"ہینگر سے کپڑے نکال کر بیگ میں ڈالتے وہ غرایا۔۔اس کا لہجہ برف کی طرح ٹھنڈا مگر آگ کی طرح دہکتا ہوا تھا۔۔۔حلیمہ نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھتے اپنی سسکی دبائی۔۔۔

"تمہاری کوئی دلیل، کوئی جھوٹ، مجھے مطمئن نہیں کر سکتا۔۔۔"انگلی اٹھائے وہ تنفر سے گویا ہوا۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"غیر مرد کے گھر سے ایک بے پردہ عورت کا نکلنا کسی بھی طرح اسے مجبور یا شریف ثابت نہیں کر سکتا۔۔۔میں نے تمہاری ہر برائی کے ساتھ تمہیں قبول کیا تھا۔۔مگر جب بات کردار پر آجائے تو میں آنکھوں دیکھی مکھی نہیں نگل سکتا۔۔۔"اس کا چہرا اس وقت پتھروں کی سی سختی لئے ہوا تھا۔۔غصے،بے بسی،ذلت اور ٹوٹ پھوٹ کے سارے رنگ اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

"میں تمہاری ہر کمی کو برداشت کر سکتا تھا،مگر بد کردار عورت کے ساتھ زندگی گزارنا میرے بس کی بات نہیں۔۔۔"حلیمہ کا رنگ ایک دم زرد پڑا تھا۔۔۔عبدالرحمٰن نے بیگ کی زپ لگائی۔۔۔ایک گہرا سانس بھرا اور حلیمہ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑیں۔۔۔

"میں عبدالرحمٰن ولد عبدالشکور،اپنے پورے ہوش و حواس میں بی بی حلیمہ،تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔"اس نے ایک ایک لفظ بہت ٹھہر ٹھہر کر ادا کیا تھا۔۔۔حلیمہ کی آنکھیں ایکدم پتھرا گئی تھیں۔۔۔کمرے میں چند لمحوں کے لیے ایک دم قبرستان کی سی خاموشی چھا گئی۔

"آج سے ہمارے درمیان کوئی تعلق نہیں۔۔۔تم تین ماہ تک اس گھر میں عدت گزار سکتی ہو۔۔۔اس دوران باقی دو طلاقیں بھی تمہیں بھجوا دوں گا۔۔۔۔اس کے بعد اپنا

بندوبست کر لینا۔۔۔"اب کی بار اس کا لہجہ عام سا تھا۔یوں جیسے وہ کسی سفر پر جاتے ہوئے اسے ہدایت دے رہا ہو۔۔

"عبدالرحمٰن۔۔مجھے مت چھوڑیں۔۔ایک بار معاف کر دیں۔۔۔"ٹرالی گھسیٹتا وہ کمرے سے نکلا تو حلیمہ کے وجود میں بھی جنبش ہوئی۔۔وہ بھاگ کر ایک بار پھر اس کے پاس آئی تھی۔۔۔اسے یقین تھا عبدالرحمٰن اسے معاف کر دے گا۔۔وہ بہت نرم دل انسان تھا۔۔وہ اس کی غلطیوں پر اسے کبھی بھی نہیں ڈانٹتا تھا۔۔تو آج کیسے وہ اتنا پتھر دل ہو جاتا۔۔

"آج سے تم میرے لیے نامحرم ہو۔۔۔میں یہاں سے جا رہا ہوں۔۔۔کہیں بھی اپنا بندوبست کر لوں گا۔۔۔جاتے وقت اس گھر سے جو جی چاہے لیتی جانا۔میری طرف سے اجازت ہے۔۔۔"دروازہ کھولتا وہ باہر نکل گیا۔۔۔ہمیشہ کے لئے۔۔۔حلیمہ کے پاؤں لڑکھڑائے تھے۔۔۔اس نے اپنا منہ ہاتھوں میں چھپایا اور وہیں فرش پر بیٹھ گئی۔۔۔اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ یوں سب کچھ اچانک سے اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔۔وہ عبدالرحمٰن سے طلاق لینا چاہتی تھی۔۔مگر یوں؟اتنی جلدی؟اتنی بے رحمی سے؟اسے حماد سے شادی کرنی تھی۔۔۔اس نے اسے ایک خوبصورت زندگی کے خواب ضرور دکھائے

تھے۔۔۔ مگر فی الحال وہ اس سے شادی پر راضی نہیں تھا۔۔۔اور اس کا کہنا یہی تھا کہ جب تک وہ شادی کے لئے اپنے گھر والوں کو نہیں منالیتا تب تک حلیمہ عبدالرحمٰن کے ساتھ گزارا کرے۔۔۔۔ مگر اب سب تلپٹ ہو گیا تھا۔وہ یہی سوچ رہی تھی کہ کیا وہ حماد کو تین ماہ میں خود سے شادی کے لئے آمادہ کر پائے گی؟؟؟ کیونکہ ایسی شاندار زندگی گزارنے کے بعد گاؤں جانے کی ہمت اب اس میں نہیں تھی۔۔۔۔۔

لاؤنج میں ایک عجیب سا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔۔شام کی ہلکی نیلی روشنی کھڑکی کے پردوں سے چھن کر اندر آرہی تھی۔۔ مگر کمرے کے بوجھل ماحول کو کم کرنے میں ناکام لگ رہی تھی۔۔

"تم ہوش میں تو ہو؟ تمہیں پتہ بھی ہے کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ تم مجھ سے کوئی بہت ہی گھٹیا مذاق کر رہے ہو نا؟"اس خاموشی کو توڑنے والی آواز بینا خالہ کی تھی۔۔جو کچھ دیر سکتے میں رہنے کے بعد جیسے ہوش میں آئی تھیں۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی حاذق نے انہیں زینب اور

اپنے رشتے کے بارے میں بتایا تھا۔۔انہیں تو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھیں یا یہ حقیقت تھی۔۔۔

"ماما مجھے معلوم ہے میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔آپ جانتی ہیں مجھے اتنے گھٹیا قسم کے مذاق کرنے کی عادت نہیں ہے۔۔۔۔۔ویسے بھی میں کوئی چھوٹا سا بچہ نہیں ہوں جس نے جلد بازی یا شوق میں کوئی کام کر لیا ہے۔۔۔۔میں نے بہت سوچ سمجھ کر اسے اپنی زندگی میں شامل کیا ہے۔۔۔۔"دائیں ہاتھ سے کنپٹی مسلتے اس نے بیزاریت سے جواب دیا۔۔جانتا تھا ابھی کتنا وقت تو اس کی ماں اس یقین دہانی میں ہی لگا دے گی کہ جو کچھ اس نے کہا وہ سچ ہے۔۔سو ایک ہی دفعہ میں اس نے دوٹوک انداز میں انہیں یقین دہانی کروادی۔۔

"مگر۔۔تم۔۔۔۔حاذق۔۔۔عسیل سے نکاح تمہاری مرضی سے ہوا تھا۔۔۔تم اسے پسند کرتے ہو۔۔۔"وہ عجیب بے ربطگی سے بول رہی تھیں۔۔انہیں ہنوز یقین نہیں آرہا تھا ایسا کچھ ہو چکا ہے۔۔۔

"ماما میں نے کب بولا کہ میں عسیل کو پسند نہیں کرتا ہوں۔۔۔وہ اب بھی مجھے عزیز ہے۔۔۔۔میں اپنی زندگی اس کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔۔۔۔مگر زبردستی نہیں۔۔۔۔

میں اسے سب بتادوں گا اور اگر وہ چاہے گی تو میں بخوشی اسے اپنی زندگی میں شامل کرلوں گا۔۔۔بہر حال اس کا ہر فیصلہ مجھے منظور ہو گا۔۔۔مگر یوں بنا بتائے اسے دھوکا دے کر رخصتی کروانا مجھے کچھ مناسب نہیں لگ رہا۔۔۔"صوفے کی پشت پر سر ڈالتا وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔کتنے مہینوں کی کشمکش تھی۔۔۔جس سے وہ گزر رہا تھا۔۔۔وہ ذہنی طور پر تھک چکا تھا۔۔لیکن جانتا تھا دنیا کی نظر میں قصوروار وہ ہی ٹھہرایا جائے گا۔۔لیکن کم از کم عسیل کو بنا بتائے وہ اب اسے اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتا تھا۔۔یہ اس کے ساتھ دھوکا ہوتا۔۔اور وہ اسے دھوکے میں نہیں رکھ سکتا تھا۔۔

"مگر یہ لڑکی تمہیں کہاں ملی۔۔۔تم نے ماں باپ کو بتانا بھی گوارا نہیں کیا؟اور آپ کیا خاموش گردن جھکائے بیٹھے ہیں۔۔۔آپ اس سے سوال کیوں نہیں کرتے؟"بینا خالہ کا صدمہ اب طیش میں بدل چکا تھا۔۔۔حاذق پر برسنے کے بعد وہ مہروز خالو کی جانب متوجہ ہوئیں جو لب بھینچے خاموش بیٹھے تھے۔۔۔

"دیکھو۔۔۔حاذق اب بچہ نہیں ہے۔۔۔اس نے اگر کچھ کیا ہے تو سوچ سمجھ کر کیا ہو گا۔۔۔مجھے اس کی ڈیسیشن میکنگ ایبیلیٹی پر پورا بھروسہ ہے۔۔۔ہمارے آفس کے ہر

لیگل مسئلے کا ڈیسیشن یہی لیتا ہے۔۔۔۔تو اپنی زندگی میں یہ کوئی غلط فیصلہ کیسے لے سکتا ہے؟ میں بس اس کا پوائنٹ آف ویو جاننے کے لئے خاموش بیٹھا ہوں کہ آخر اس نے ایسا کیوں کیا؟"مہروز خالو نے ہمیشہ کی طرح اپنے بیٹے کی طرف داری کی تھی۔۔۔وہ بچپن سے ہی اس سے اس کی غلطی کی وجہ جاننے کی کوشش کرتے تھے کہ آخر اس نے جو بھی کیا اس کے کرنے کا کوئی مقصد تو اس کے پاس ہو گا۔۔۔اور اسی لئے حاذق ماں کی بہ نسبت اپنے باپ سے زیادہ قریب تھا۔۔۔

"یہ آفس نہیں ہے۔۔۔۔جہاں اس کے فیصلے سے چند لاکھ کا نقصان ہو گیا تو کوئی بات نہیں۔۔۔یہ کسی کی بیٹی کی زندگی کا سوال ہے۔۔۔۔جس کے ساتھ یہ ایک بندھن میں بندھنے کے بعد اس طرح دھوکا نہیں دے سکتا ہے۔۔۔۔"مہروز خالو کے جواب نے بینا خالہ کو مزید سلگا دیا تھا۔۔۔وہ ایک بار پھر برسنا شروع ہو گئی تھیں۔۔

"نہیں کرنی تھی عسیل سے شادی تو بتا دیتا۔۔۔اس کے لئے رشتوں کی کمی نہیں تھی۔۔ یوں اس سے نکاح کر کے اور پھر دوسری شادی۔۔غضب خدا کا۔۔۔"حاذق نے بے بسی

سے انہیں دیکھا۔۔وہ چپ ہونے کے موڈ میں ہر گز نہیں لگتی تھیں۔۔۔وہ جب تک اندر کا لاوا نہیں نکال لیتیں۔۔یوں ہی بولتی رہتیں۔۔ گردن جھکاتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔

"نہیں مجھے بتاؤ کہ ان دو سالوں میں اچانک ایسا کیا بدل گیا کہ تمہیں شادی مجبوری میں کرنی پڑی اور اس مجبوری کی شادی کو نبھانے کے لئے ہمیں خاندان میں ذلیل اور عسیل کے ارمانوں کا خون کرنے میں بھی ذرا حیا نہیں آئی۔۔اس پھول سی بچی پر طلاق کا دھبہ تک لگوانے کو تیار ہو۔۔۔"وہ غیض و غضب میں بھری اسے گھور رہی تھیں۔۔

"ماما کتنی بار بولوں، میں عسیل کو نہیں چھوڑ رہا ہوں۔۔۔بس فیصلہ اس کے ہاتھ میں دے رہا ہوں۔۔۔وہ چاہے تو میں بخوشی اسے اپناؤں گا۔۔۔بس میں اسے دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔"وہ ایک بار بے بسی سے بولا تھا۔۔

"نہیں تو چھوڑنا ہی ہے تو اسے چھوڑو، جو بلاوجہ ہی تمہاری زندگی میں شامل ہو گئی ہے۔۔۔۔ یہ فیصلہ اس کے ہاتھ میں دو نا۔۔"بینا خالہ کا بس چلتا تو اسی وقت طلاق کے پیپرز زینب کے حوالے کرواتیں۔۔

"ماماوہ عسیل کے ساتھ رہنے کو تیار ہے۔۔۔۔میں دونوں کو رکھنے کو تیار ہوں۔۔۔۔۔بس اب آخری فیصلہ عسیل کا ہو گا کہ وہ کیا چاہتی ہے؟ بہر حال زینب تو ہر حال میں میری بیوی رہے گی۔۔۔ عسیل چاہے تو وہ بھی میری بیوی بن سکتی ہے۔۔۔آپ اتنی سی بات کیوں نہیں سمجھ رہیں؟؟"اب کی بار وہ زچ ہوا تھا۔۔جب وہ ماں ہو کر اسے نہیں سمجھ رہی تھیں تو عسیل تو ویسے بھی اس بات کو لے کر کتنی جذباتی ہونے والی تھی اسے اچھی طرح اندازہ تھا۔۔

"واہ بیٹا واہ۔۔"بینا خالہ نے طنزاً تالی بجائی۔۔

"دوسرے کے آشیانہ پر اپنا گھر کھڑا کرنے والی ہر حال میں تمہاری بیوی رہے گی۔۔"طنز و تمسخر ان کے چہرے سے ٹپک رہا تھا۔۔

"ظاہر ہے اس نے کسی کا حق مارا ہے۔۔۔جانتے بوجھتے ایک شادی شدہ آدمی کی زندگی میں داخل ہوئی ہے تو اسے کیونکر عسیل کے ساتھ رہنے میں مسئلہ ہو گا۔۔یوں بھی نہ جانے کون سے جادو ٹونے کروا چکی ہے کہ تم اس کی محبت میں پاگل ہو چکے ہو۔۔تو جانتی ہو گی کہ آگے

کیسے تمہیں قابو کرنا ہے۔۔۔"بینا خالہ کے اندر کی روایتی عورت باہر نکل آئی تھی۔۔وہ زینب پر الزام تراشیوں پر اتر آئی تھیں۔۔حاذق کا چہرا ایکدم سرخ ہوا تھا۔۔

"ماما۔۔آپ اسے جانتی ہیں؟یوں کسی پر بہتان لگانا کتنا بڑا گناہ ہے۔۔وہ معصوم لڑکی ہے۔۔بے آسرا ہے۔۔ایک بار اس سے مل کر تو دیکھیں۔۔"وہ زچ ہوا تھا۔۔جبکہ بینا خالہ کا پارہ اس کی طرف داری پر مزید ہائی ہوا تھا۔۔۔

"ہاں ہم سب گناہ گار ہیں۔۔ایک بس وہ زینب پاک بی بی ہے اور ایک تم بہت نیک انسان ہو۔۔۔چلتے پھرتے لوگوں سے سیدھے سے شادیاں کر لیتے ہو۔۔"وہ اب طنز سے نیچے بات کرنے کو تیار ہی نہیں تھیں۔مہروز خالو نے ایک دو دفعہ ان کا ہاتھ دبا کر انہیں خاموش بھی کروانا چاہا۔۔لیکن آج وہ اپنے آپے سے باہر تھیں۔۔

"تم اسے طلاق دے رہے ہو۔۔۔بس!!!"ان کے لہجے میں تحکم تھا۔۔

"میں ایسا ہر گز نہیں کروں گا!!!"حاذق کی جانب سے قطعیت بھرا جواب آیا۔۔اس کے لہجے میں ضد صاف چھلک رہی تھی۔۔

"یہ اچانک تمہیں ایسی کونسی افلاطونی محبت اس سے ہو گئی کہ تم نے سیدھے سے اسے بیوی ہی بنالیا۔۔اتنے عرصے میں اب بھوت اتر جانا چاہئیے تھا۔۔اب چھوڑ دو اسے۔۔۔" حاذق نے بے یقینی سے ماں کو دیکھا۔۔وہ کیا اسے ہوس پرست سمجھ رہی تھیں؟؟؟ زندگی کے اکثر فیصلے بہت سے بھرم توڑ دیا کرتے ہیں۔۔۔جہاں بینا خالہ کا بھرم ٹوٹا تھا۔۔وہیں حاذق کو بھی اپنی ماں کی خود غرضی پر تکلیف پہنچ رہی تھی۔۔کتنے آرام سے وہ بار بار طلاق کا لفظ نکال رہی تھیں۔۔صرف اپنی بھانجی کی محبت میں۔۔کسی معصوم لڑکی پر بہتان لگا رہی تھیں۔۔۔تو کبھی بیٹے کو بدکردار سمجھ رہی تھیں۔۔اس کا دل بری طرح ٹوٹا تھا۔۔۔

"ماما۔۔۔ایک آخری بار بتا رہا ہوں۔۔" صوفہ چھوڑتا وہ سیدھا کھڑا ہوا۔۔اب کی بار اس کا لہجہ ایکدم سپاٹ تھا۔۔

"زینب میری کسی افلاطونی محبت کے نتیجے میں بیوی نہیں بنی ہے۔۔۔وہ بہت مجبور ہے۔۔۔اس کا دنیا میں کوئی نہیں ہے۔۔۔۔میں نے بس اسے وقتی سہارا دینے کے لئے شادی کی تھی۔۔پھر مجھے لگا اسے ایسے بیچ میں چھوڑنا زیادتی ہے۔۔۔۔اور ہاں اس کی بہت سی باتوں نے مجھے اس کی جانب مائل بھی کیا۔۔" اب جب بات کھل ہی گئی تھی تو وہ سب کچھ کھول

دینا چاہتا تھا۔۔بینا خالہ کا چہرہ غصے سے دہک رہا تھا۔۔نہ جانے ان کا بیٹا ان کی ناک کے نیچے یہ سارا کھیل کب سے کھیل رہا تھا۔۔

"پلیز آئندہ یہ طلاق کا لفظ دوبارہ مت نکالئے گا۔۔۔کیونکہ میں یہ کام نہیں کرنے والا ہوں۔۔۔عسیل بھی اپنے فیصلے کے لئے خود مختار ہو گی۔۔۔"قطعیت سے کہتا وہ لاؤنج چھوڑ کر نکل گیا۔۔۔

"ہاں بس ساری دنیا میں ایک یہ ہی اس مجبور اور بے کس کا سہارا بننے کو رہ گئے تھے۔۔۔۔ ماں کو بالکل پاگل سمجھتے ہیں۔۔۔بس شادی کرنے کے لئے ساری نیکیاں یاد آجاتی ہیں۔۔نہ جانے کون سی ہوس ہوتی ہے جو ایک عورت سے پوری نہیں ہوتی۔۔"ایک جتاتی نظر مہروز خالو پر ڈالتی وہ خود بھی بڑبڑاتی ہوئی لاؤنج سے نکل گئے۔۔پیچھے بیٹھے خالو ایکدم ہی جز بز ہوئے تھے۔۔ساری زندگی انہوں نے تو ایک پر ہی اکتفا کیا تھا۔۔نہ جانے کیوں بیٹے کے ساتھ وہ انہیں بھی لپیٹے میں لیتی چلتی بنی تھیں۔۔

کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔شارق چچا ہمیشہ کی طرح اپنی اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھے فائل میں سر دیئے غرق تھے۔۔سامنے ہی لیپ ٹاپ کھلا رکھا تھا۔۔آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے وہ کسی گہری سوچ میں گم تھے جب فلزہ چچی نے ماحول کا سکوت توڑا۔۔وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔۔

"آج شگفتہ بھابھی کا فون آیا تھا۔۔۔نعمان کے لئے منال کا ہاتھ مانگ رہی تھیں۔۔۔۔ میں نے کہہ دیا منال کے ابو سے بات کر کے بتاتی ہوں۔آپ کیا کہتے ہیں؟" بیڈ شیٹ جھاڑتے اس نے معمول کے انداز میں بات کی۔۔لیکن دل اندر سے خوفزدہ تھا۔۔انہیں ڈر تھا کہ چچا رشتے سے منع نہ کر دیں۔۔

"مگر نعمان تو انٹر پاس ہے نا؟" چچا چونک کر پلٹے تھے۔۔۔چشمے کے پیچھے سے جھانکتی آنکھوں میں جتاتا ہوا تاثر تھا۔۔۔فلزہ چچی گڑبڑائی تھیں۔۔

"ہاں۔۔۔۔وہ تو ہے۔۔۔مگر گھر کا بچہ ہے اور پھر احمد بھائی کا اتنا اچھا چلتا ہوا کاروبار بھی تو ہے۔۔۔وہ اسی کی دیکھ رکھ کر رہا ہے۔۔۔۔بڑے مان سے بھابھی نے رشتہ دیا ہے۔۔۔۔" فلزہ چچی کے لہجے میں بھائی، بھابھی اور بھتیجے کے لئے محبت ٹپک رہی تھی۔۔۔

"فلزہ۔۔ منال تمہاری ہی بیٹی ہے نا؟مزنٰی کے لئے تو تم شرجیل کے خواب دیکھتی ہو اور منال کے لئے نعمان؟میری بیٹی ماشاءاللہ سے ڈاکٹر بن رہی ہے اور تمہیں لگتا ہے کہ میں اسے ایسے ہی کسی کے بھی ساتھ چلتا کر دوں۔۔"چشمہ اتار کر میز پر رکھتے وہ پوری طرح چچی کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔چچی نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولنا چاہا۔چچا نے ہاتھ اٹھا کر جیسے ان کے ارادوں پر بند باندھا تھا۔۔

"مجھے کسی کے بینک بیلنس،دولت میں ہر گز انٹرسٹ نہیں ہے۔۔۔۔مگر لڑکے کی پڑھائی کم از کم میری بیٹی کے ہم پلہ ہونی چاہئیے۔۔۔اور پھر میں نے اس دن بھی تم سے کہا تھا کہ تم یہ فکر چھوڑ دو۔۔۔۔اللہ پاک پر توکل رکھو۔وہ وقت آنے پر منال کے لئے بھی رشتہ بھیج دے گا۔۔۔۔تم یہ فالتو رشتوں کے چکر میں پڑ کر اس کی پڑھائی ڈسٹرب نہ کرو۔۔۔۔"جواب دے کر انہوں نے دوبارہ میز سے چشمہ اٹھا کر لگایا۔۔گویا وہ اپنے طور پر یہ موضوع ختم کر چکے تھے۔

"دیکھیں میں ماں ہوں اور حقیقت پسند بھی۔۔۔۔منال واجبی شکل وصورت کی ہے۔اسے زیادہ انتظار میں بٹھانے کی صورت میں اس کی عمر نکالنے کے سوا ہم کچھ حاصل نہیں کر پائیں

گے۔۔۔"چچی کون سا ان کی بات فوراً مان جانے والوں میں سے تھیں۔۔وہ ایک بار پھر کمر کستے میدان میں اتری تھیں۔۔

"ویسے بھی گھر میں روپے پیسے کی ریل پیل ہو تو پڑھائی کون دیکھتا ہے۔۔۔۔اور بھابھی اتنے چاؤ سے لے جانے کا کہہ رہی ہیں تو منال کو خوش بھی رکھیں گی۔۔۔اکثر لوگ تو ویسے بھی جاب نہیں کرنے دیتے۔۔تو ایسی پڑھائی کا فائدہ بھی کیا۔۔جب ڈگری الماری میں بند کر کے رکھ دی جائے۔۔۔"چچی کی اپنی ہی منطقیں تھیں۔۔۔۔مگر چچا ان سے متفق نہیں تھے۔۔۔ ابھی تو وہ چچا سے صاف یہ بات چھپا گئی تھیں کہ شگفتہ بھابھی نے منال سے شادی کی صورت میں ان کا بحریہ ٹاؤن والا بنگلہ مانگا تھا۔۔۔وہ سوچ رہی تھیں جب بات آگے بڑھ جائے گی تب ہی وہ چچا کو یہ شرط بتائیں گی اور ایک بار رشتہ پکا ہو گیا تو چچا چار و ناچار ان کی شرط پوری کریں گے۔۔۔۔

دراصل پچھلے دنوں منال کے یکے بعد دیگرے رشتوں کے انکار سے انہیں بہت پریشانی شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔وہ سوچ رہی تھیں کہ اگر گھر کا دیکھا بھالا رشتہ ہے تو صرف کم تعلیم کو بنیاد بنا کر منع کرنا کفرانِ نعمت ہے۔۔۔وہ جلد از جلد منال کو اس کے گھر کا کرنا چاہتی تھیں

اور اتنی جلد بازی کی ایک وجہ عسیل کی شادی بھی تھی۔۔۔وہ چاہتی تھیں کہ عسیل کے ساتھ ساتھ ہی منال بھی اپنے گھر کی ہو جائے۔۔۔وہ اس بات کو بلکل فراموش کر چکی تھیں کہ اللہ پاک نے جس کا جب نصیب لکھا ہو گا۔۔۔وہ تب ہی کھلے گا۔۔۔۔شادی، رزق اور زندگی اگر اللہ نے اپنے ہاتھ میں نہ رکھا ہوتا تو لوگ تو مقابلے بازی میں ایک دوسرے کی زندگیوں کو جہنم ہی بنا دیتے۔۔۔۔

"فلزہ۔۔۔روپے پیسے کی کمی میری بیٹی کو اپنے گھر میں بھی نہیں ہے الحمدللہ۔۔۔۔اور ایک بار وہ ڈاکٹر بن جائے گی ان شاءاللہ تو اسے صرف اس لئے کسی سے شادی کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی کہ اسے روپے پیسے کی کمی نہ ہو۔۔۔۔ہاں شادی ایک فریضہ ہے مگر میں ایسے ہی کسی کو بھی اٹھا کر اپنی بیٹی نہیں تھما دوں گا۔۔۔۔پیسہ ویسے بھی آنی جانی چیز ہے۔۔۔۔میں اپنی بیٹیوں کے رشتے کے لئے لڑکے کی پڑھائی اور ہنر دیکھوں گا۔۔۔۔اس کے باپ کی دولت اور جائیداد نہیں!!! تم انہیں صاف لفظوں میں منع کر دو کہ منال ابھی پڑھ رہی ہے۔۔۔۔ہم اس کی شادی ابھی نہیں کریں گے۔۔۔اور آج کے بعد مجھ سے اس موضوع پر بات نہیں کرنا۔۔" شارق چچا نے دوٹوک جواب دے کر لیپ ٹاپ بند کیا۔اور چشمہ اتار کر میز پر رکھتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔وہ اس موضوع پر مزید بات نہیں

کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔چچی بڑبڑاتی ہوئی بیڈ شیٹ جھاڑ کر سونے کی تیاری کرنے لگی۔۔۔۔وہ اس وقت سخت کبیدہ خاطر تھیں کہ ایک تو ان کے حساب سے اچھا بھلا رشتہ ہاتھ سے جا رہا تھا۔۔۔دوسرے شگفتہ بھابھی اور احمد بھائی ان سے ناراض بھی ہو جائیں گے۔۔۔۔اور پھر وہ اپنے میکے میں منال کے رشتے کے لئے کسی سے کہہ بھی نہیں پائیں گی۔۔۔

دریائے سینٹ لارنس اور دریائے اوٹاوا کے سنگم پر واقع جنوبی کیوبک کا سب سے بڑا شہر مونٹریال اس وقت برف کی دبیز چادر اوڑھے محو استراحت تھا۔۔۔ہر سمت یخ بستہ ہواؤں کا زور تھا۔۔سڑکیں سنسان، عمارتوں کی کھڑکیوں پر جمی برف اور آسمان سے برستے روئی کے گالے۔۔سب کچھ مل کر دور سے ایک خوابناک منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔مگر یہ خوبصورتی وہاں کے رہائشیوں کے لئے آزمائش بنی ہوئی تھی۔۔۔

اسے شام کی فلائٹ سے ٹرو ڈیو انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے پاکستان کے لئے روانہ ہونا تھا۔۔۔مگر برفانی طوفان نے جیسے سب راستے مسدود کر دیئے تھے۔۔جیسے قدرت خود اس کے فیصلے کی راہ میں دیوار بن کر کھڑی ہو گئی ہو۔۔۔۔

اس نے کھڑکی سے باہر جھانکا۔۔۔حدِ نگاہ تک دھند ہی دھند تھی، کچھ بھی واضح نہ تھا۔۔۔ شاید یہ سفر ابھی ممکن نہیں تھا۔۔۔شاید کچھ اور دن اسے یہیں رکنا تھا یا شاید۔۔۔۔قدرت اس سے کوئی اور فیصلہ کروانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

ایک ہفتے پہلے ہی حاذق کو زینب کی زبانی پتہ لگا تھا کہ وہ پریگننٹ ہے۔۔۔اس خبر سے جہاں ایک طرف اسے خوشی ہوئی تھی۔۔۔۔وہیں دوسری طرف اسے عسیل کا خیال آیا تھا۔اسے لگ رہا تھا کہ وہ عسیل کو اس سب سے بے خبر رکھ کر اس سے زیادتی کر رہا ہے۔۔۔۔وہ اس سے یہ سب بات کال پر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ پاکستان جا کر سب کے سامنے ساری بات بتا دے گا۔اور فیصلہ عسیل پر چھوڑے گا کہ وہ اگر اس صورت میں بھی اس سے شادی کرنے کو تیار ہے تو اپنے مقررہ وقت پر بارات لا کر اسے رخصت کروا کر لے جائے گا۔۔۔۔دوسری صورت میں وہ ڈائیورس بھیج دے گا۔۔۔۔اور اسی وجہ سے اس نے بینا خالہ اور مہروز خالو کو بھی ساری صورتحال سے آگاہ کیا تھا۔۔۔ان لوگوں کے لاکھ منع کرنے کے باوجود اس نے پاکستان کی ٹکٹ کروالی تھی۔۔۔۔بینا خالہ بھی

اس کے ساتھ جانا چاہتی تھیں۔۔۔۔ مگر اس نے صاف منع کر دیا تھا کہ یہ اس کا عسیل کا مسئلہ ہے۔۔۔ وہ خود اس سے بات کرے گا۔ مگر اب یہاں شروع ہونے والی برف باری کے نتیجے میں ساری فلائٹس منسوخ کر دی گئی تھیں۔۔۔۔

"مجھے عسیل سے کال پر ہی بات کر لینی چاہئیے۔۔۔۔ ادھر زینب کی پریگننسی کے دن بڑھیں گے تو مجھے اسے بھی دیکھنا ہو گا۔۔۔ اگلے مہینے ویسے بھی ہم پاکستان موو ہو جائیں گے۔۔۔۔ اگر عسیل مان جاتی ہے تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہو گا۔۔۔ اس صورت میں زینب کی دیکھ بھال کرنے کے لئے ماما بھی ہوں گی۔۔۔۔ اور اگر عسیل نہیں مانتی تو بھی بہر حال مجھے اب زینب کا زیادہ خیال رکھنا پڑے گا۔۔۔۔ میں پھر فی الحال زینب کے ساتھ یہیں رہ جاؤں گا۔۔۔۔ اور اس کی ڈلیوری کے بعد ہی پاکستان جاؤں گا۔ میرے اگلے قدم کا دار و مدار اب عسیل کے فیصلے پر ہے۔۔۔" ذہن میں جوڑ توڑ کرتے اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور کھڑکی سے ہٹتا بیڈ کی جانب بڑھا۔۔

وہ جانتا تھا کہ عسیل کے نہ ماننے کی صورت میں بینا خالہ زینب کو کبھی بھی اپنی بہو تسلیم نہیں کریں گی۔ اور ایسے میں وہ اسے گھر تو لے نہیں جا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے خود یہیں کینیڈا

میں رہ کر ڈلیوری کا سوچا تھا۔۔ان فیکٹ عسیل کے نہ ماننے کی صورت میں اس کا پلان یہی تھا کہ پھر وہ پاکستان موو نہیں ہو گا۔۔۔وہ زینب کے ساتھ اپنی دنیا یہیں بسا لے گا۔۔۔۔ کیونکہ ابھی بینا خالہ کی خواہش کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بھی تھا کہ کینیڈا میں رہتے ہوئے وہ دو شادیاں ایک ساتھ نہیں رکھ سکتا تھا۔۔۔یہی سب سوچتے ہوئے اس نے فون اٹھایا۔۔۔ ایک گہرا سانس بھرتے اس نے آنکھیں موندیں۔۔اسے عسیل سے بات کرنی تھی۔۔۔یہ آسان نہیں تھا۔۔موبائل تھامے وہ کچھ دیر کمرے میں ٹہلتا رہا۔۔ذہن میں بات شروع کرنے کے لئے الفاظ مجتمع کر رہا تھا۔۔۔تب ہی بینا خالہ کمرے میں داخل ہوئیں۔۔حاذق نے چونک کر گردن گھمائی۔۔وہ شکستہ قدموں سے دھیمے دھیمے چلتے اس کے نزدیک آئیں۔

"حاذق ایسا مت کرو۔۔۔"دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑتے وہ رو دی تھیں۔۔۔حاذق کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔۔وہ ایکدم لرز گیا۔۔تیزی سے آگے بڑھتے اس نے ان کے ہاتھ تھامے۔۔

"ماما۔۔۔مجھے گنہگار کیوں کر رہی ہیں؟"انہیں خود میں بھینچتے وہ بے بسی سے بولا۔۔۔اس کی آنکھیں نم ہو چلی تھیں۔۔سارے رشتوں کو وہ ایک ایک کر کے ناراض کرنے جا رہا تھا۔۔۔

"حاذق۔۔۔قسمت بھی شاید ابھی تمہارے فیصلے پر تمہارے ساتھ نہیں ہے۔۔۔"اس سے الگ ہوتیں وہ نم ناک آواز میں گویا ہوئیں۔۔

"شادی میں صرف تین مہینے رہ گئے ہیں۔۔۔ایسے میں تمہارا ایسا فیصلہ وہاں پر ایک قیامت کھڑی کر دے گا۔۔۔عسیل کو بھی تم اچھے سے جانتے ہو۔۔۔اس نے کوئی انتہائی قدم اٹھا لیا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گی۔۔۔نہ ہی اپنی اکلوتی بہن سے نظریں ملا پاؤں گی۔۔۔"وہ غصہ چھوڑ کر منت پر اتر آئی تھیں۔۔جانتی تھیں وہ مرد تھا۔۔ضد کر سکتا تھا۔۔اپنی من مانی کر سکتا تھا۔۔اپنے فیصلے لینے میں خود مختار تھا۔۔۔صرف وہ اب اپنا ماں کارڈ ہی اس کے ساتھ کھیل سکتی تھیں۔۔رو کر،منت کر کے،واسطے دے کر ہی وہ اسے اس کے ارادوں سے باز رکھ سکتی تھیں۔۔اور اس وقت وہ یہ ہی کرنے آئی ہوئی تھیں۔۔

"تو آپ کیا چاہتی ہیں ماما؟" انہیں بانہوں میں بھرتا وہ بیڈ تک لے کر گیا۔۔انہیں بیڈ پر بٹھاتا وہ خود ان کے سامنے بیٹھ گیا۔۔

"تمہیں نہیں چھوڑنا اس لڑکی کو۔۔۔مت چھوڑو۔۔میں تمہیں اس کے لئے فورس نہیں کروں گی۔۔۔۔مگر کم از کم تم اس شادی کو اس وقت ختم نہ کرو۔۔۔" انہوں نے آنکھیں اٹھائیں تو ان میں نمی تیر رہی تھی۔۔وہ جان گئی تھیں کہ وہ اسے زینب سے دستبردار نہیں کروا سکتی تھیں۔۔۔لیکن کم از کم عسیل کے ساتھ شادی کے تین ماہ پہلے وہ یہ سب بھی نہیں ہونے دے سکتی تھیں۔۔

"میری بہن کے گھر پر ایک قیامت ٹوٹ جائے گی۔۔۔۔وہ کس کس کو عین رخصتی کے وقت بیٹی کی طلاق کی وجہ دیتی پھریں گی۔۔۔لوگ انگلیاں لڑکی کے کردار پر ہی اٹھاتے ہیں۔ جیتے جی نہ مارو ان لوگوں کو۔۔۔۔اور عسیل اس نے تمہارے ساتھ کتنے خواب بنے ہوں گے،اس کے جذبات اور خوشیوں کے قاتل نہ بنو۔۔۔۔" وہ چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔۔حاذق کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر مسلا تھا۔۔ایک بار پھر آگے بڑھتے اس نے انہیں گلے لگایا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جیسی آپ کی مرضی۔۔۔"ان کے بالوں پر پیار کرتا وہ بے بسی سے بولا۔۔

"میں یہ سب عسیل کو بعد میں آنے والی کسی ٹینشن سے بچانے کے لئے ہی کر رہا تھا۔۔۔ مجھے اندازہ ہے وہ میرے لئے بہت پوزیسو ہے۔۔۔ابھی صرف اس کا دل ٹوٹے گا بعد میں پتہ لگنے کی صورت میں اعتبار کا بھی خون ہو گا۔۔۔ مگر اگر آپ کو لگتا ہے کہ مجھے عسیل سے یہ سب چھپا لینا چاہئیے تو ٹھیک ہے میں وہ ہی کروں گا جو آپ کہیں گی۔۔۔"آنکھیں موندے وہ دھیمے دھیمے بول رہا تھا۔۔اس کا دل بہت بوجھل تھا۔۔زندگی میں پہلی بار اس کی ماں اس کے سامنے یوں اس کی وجہ سے روئی تھی۔۔وہ اندر تک شرمسار تھا۔۔اسے لگ رہا تھا اس سے زیادہ بدنصیب دنیا میں کوئی نہیں ہے۔۔

"ماما۔۔سوائے زینب کو چھوڑنے کے آپ مجھ سے میری جان بھی مانگیں نا۔۔تو میں آپ کو دے دوں گا۔۔۔ مگر میں اس بے آسرا لڑکی کو ایسے نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔اور اب جب کہ آپ دادی بننے والی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مجھے لگا یہ عسیل کے ساتھ دھوکا ہے۔۔۔۔کہ ایک طرف تو میں اس سے شادی کرنے جا رہا ہوں۔۔۔۔اور دوسری طرف میری اولاد دنیا

میں آنے والی ہے۔۔۔عسیل کو میرے بارے میں سب جاننے کا حق ہے۔۔۔"بینا خالہ ایک جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی تھیں۔۔ان کا بیٹا باپ بننے والا تھا۔۔اور وہ انجان تھیں۔۔

"حاذق یہ سب کب سے چل رہا ہے؟"ایک سرسراتی ہوئی آواز ان کے حلق سے نکلی تھی۔۔۔وہ بے یقین تھیں۔۔آنسو کی لکیریں اب بھی گال پر واضح تھیں۔۔

"ماما۔۔ہماری شادی کو آٹھ ماہ ہو رہے ہیں۔۔۔پہلے یہ شادی بس میں نے اسے بس پریشانی سے بچانے کے لئے کی تھی۔۔۔شروع کے چار ماہ بس میں اس کی ضرورتوں کا خیال رکھتا تھا۔۔اس کے لئے ایک دو جگہ رشتہ بھی دیکھنے کی کوشش کی۔۔کہ میں اسے یوں بے آسرا چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔"گردن جھکائے وہ ان پر انکشاف پر انکشاف کر رہا تھا۔۔وہ ساکت بیٹھی اس کے جھکے سر کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"تقریباً چار ماہ پہلے میں نے اسے بحیثیت بیوی اپنا لیا۔۔میں روز کے دو گھنٹے اس کے ساتھ بتاتا ہوں۔۔۔"بینا خالہ کو اب سمجھ آیا تھا کہ اس کی راتوں کو دیر سے واپسی کیوں ہو رہی تھی۔۔کیونکہ اس نے اب گھر پر کھانا کھانا چھوڑ دیا تھا۔۔وہ اپنی بھوک تو باہر ہی مٹا کر آ رہا تھا۔۔۔ان کے دل میں زینب کے لئے گرہ مزید سخت ہوئی تھی۔۔

"ماما۔۔۔وہ بہت سیدھی ہے۔۔۔۔۔۔آپ اس سے ایک بار مل کر تو دیکھیں۔۔۔۔وہ اس دنیا کی تیزی اور طراری سے بلکل نابلد ہے۔۔۔۔پاکیزہ اور معصوم۔۔۔اللہ پر توکل رکھنے والی۔۔ماما جانتی ہیں وہ باہر نکلنے سے پہلے مجھ پر دعائیں پھونکتی ہے۔۔۔میرے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا بناتی ہے۔۔۔میرے منع کرنے پر بھی میرے ہاتھ پاؤں دباتی ہے۔۔اسے یہ سب کر کے سکون ملتا ہے ماما۔۔وہ آج کل کی لڑکیوں جیسی بالکل نہیں ہے۔۔اسے سجنے سنورنے کا شوق نہیں ہے۔۔۔وہ بس۔۔۔"وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بنا رکے بولے جا رہا تھا۔۔اس کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔آنکھوں میں محبت کے دیپ جل رہے تھے۔۔صاف لگتا تھا زینب کا سراپا اس کی نگاہوں میں گھوم رہا تھا۔۔بینا خالہ نے تحیر سے اس کے اس روپ کو دیکھا تھا۔۔۔وہ ان کا بیٹا نہیں۔۔زینب کا عاشق تھا!!!

وہ ابھی بھی مسلسل بول رہا تھا۔۔شاید وہ گھنٹوں اس کی تعریف کر سکتا تھا۔۔وہ بے یقین سی اسے دیکھے گئیں۔۔وہ جو عسیل سے نکاح کر کے اتنا خوش تھا۔۔۔اچانک ہی وہ کسی اور کے پیار میں اتنا کیسے دیوانہ ہو گیا تھا؟؟

وہ عورت جو کسی مرد کو فقط چند ماہ میں اپنا اتنا دیوانہ بنا سکتی ہے۔۔وہ معصوم اور پاکیزہ تو بلکل بھی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔یہ بینا خالہ کی ذاتی رائے تھی جس کا فی الوقت انہوں نے حاذق کے سامنے اظہار کرنے سے خود کو روکا تھا۔۔۔کیوں کہ انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ عشق پیچاں کی یہ بیل اس کے وجود سے چمٹ چکی ہے۔۔۔اور فی الحال اس سے اس کو دور کرنے کا مطلب صرف اور صرف حاذق کی بربادی تھی۔۔۔اور وہ اپنے ذہین، خوبرو بیٹے کو ٹوٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھیں۔

"بس ایک بار عسیل اس گھر میں آجائے۔۔۔پھر سب کچھ صحیح ہو جائے گا۔۔۔۔عشق کا یہ بخار خود بخود حاذق کے دل و دماغ سے اترے گا۔۔۔جب سچی محبت کرنے والی حسین، خاندانی بیوی اس کے ساتھ ہو گی تو اسے خود ایک شریف لڑکی اور راہ چلتی مردوں پر ڈورے ڈالنے والی عورت کا فرق سمجھ آجائے گا۔۔۔" تنفر سے سوچتے وہ بیڈ چھوڑ کر کھڑی ہوئیں کہ وہ اس سے مزید زینب نامہ نہیں سن سکتی تھیں۔۔اس بات سے بے خبر یہ کھیل حسن کا نہیں بلکہ دل کا تھا۔۔۔۔دعاؤں کا تھا۔۔۔۔تقدیر کا تھا۔۔۔۔جس کے آگے ہر تدبیر ہار جاتی ہے۔۔۔۔۔

آسمان پر سورج روشن تھا۔۔ مگر اس اپارٹمنٹ کے بیڈ روم میں نیم تاریکی چھائی ہوئی تھی۔۔ کھڑکی پر دبیز پردے پڑے تھے۔۔ جو باہر کی روشنی کا رستہ روکے تھے۔۔ بیڈ کے قریب رکھے سائیڈ ٹیبل پر ایک مدھم پیلی روشنی والا لیمپ جل رہا تھا۔۔۔ جو کمرے میں خوابناک سا ماحول پیدا کر رہا تھا۔۔ کمرے کی فضا میں تیز پرفیوم اور ہلکی سی کسی مہنگی شراب کی باسی مہک رچی ہوئی تھی۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پر دو خالی گلاس رکھے تھے۔۔ ساتھ ہی ایک سگریٹ کا ٹکڑا ایش ٹرے میں بجھا ہوا تھا۔۔۔

"تین مہینے ہونے والے ہیں۔۔۔ عبدالرحمٰن نے مجھے تین ماہ تک کی مہلت دی تھی۔۔۔ یہ مہینہ ختم ہوتے ہوتے وہ شاید اپنے گھر واپس آ جائے گا۔۔۔ پھر میں کہاں جاؤں گی؟" حماد کی بانہوں کے حصار میں بیٹھی وہ پریشان سی دکھائی دیتی تھی۔۔۔

اس دن عبدالرحمٰن کے گھر سے نکلتے ہی وہ سیدھا حماد کے پاس پہنچی تھی۔۔ اس کی ساری بات سن کر حماد نے اسے دلاسہ دیا تھا کہ ابھی تین مہینے پڑے ہیں۔۔۔ وہ سکون سے اس

گھر میں رہے۔۔اس کی عدت پوری ہوتے ہی وہ اس سے شادی کر لے گا۔۔۔اس کی باتوں سے حلیمہ کو کافی ڈھارس ملی تھی۔۔۔۔وہ مطمئن سی گھر واپس آ گئی۔۔اس کے بعد اس کے شب و روز ویسے ہی گزرنے لگے تھے جیسے وہ چاہتی تھی۔۔۔۔حماد کی سنگت میں وہ من چاہی زندگی گزارنے لگی۔۔حماد اسے ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت کپڑے دلواتا۔۔اسے گھماتا پھراتا۔۔خوبصورت تو وہ تھی ہی، ساتھ ہی نت نئے فیشن سیکھنے کا سلیقہ بھی اس میں موجود تھا۔۔۔۔جلد ہی وہ وہاں کے ماحول میں ڈھل گئی۔۔۔۔اسے اب لگنے لگا تھا کہ اس دن جو ہوا اچھا ہی ہوا اور عبدالرحمٰن نے ہاتھ کے ہاتھ اسے چھوڑ کر اس کی زندگی آسان کر دی تھی۔۔اب وہ ایک من چاہی زندگی گزار رہی تھی۔۔۔اس بات سے بے پرواہ کہ حماد اس سے اس من چاہی زندگی کی قیمت بھرپور طریقے سے وصول رہا تھا۔۔لیکن اب جیسے جیسے عبدالرحمٰن کی دی گئی مدت ختم ہو رہی تھی۔۔اسے گھبراہٹ شروع ہونے لگی تھی۔۔اور آج اس کا اظہار وہ حماد سے کر رہی تھی۔۔۔جو مسلسل شادی کے نام پر اسے ٹال رہا تھا۔۔۔۔

"سوئیٹ ہارٹ۔۔۔اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر عبدالرحمٰن اپنا گھر واپس لے لے گا تو میرا گھر ہے نا یہاں پر آ جانا۔۔۔اب بھی تم کتنا ہی وقت وہاں گزارتی ہو؟" اس کے چہرے پر آئی لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑستے وہ محبت سے گویا ہوا۔۔حلیمہ اس کے اس

شیریں لہجے پر دل و جان سے فریفتہ تھی۔۔وہ جب اسے سوئیٹ ہارٹ،ڈارلنگ،جان من اور میری جان جیسے الفاظ سے مخاطب کرتا تھا تو حلیمہ کا دل چاہتا تھا کہ وہ ساری دنیا کو پکڑ پکڑ کر دکھائے کہ اسے کتنا چاہنے والا ہمسفر مل چکا ہے۔۔۔

"مگر میڈی۔۔اب ہمیں شادی کر لینی چاہئیے۔۔۔۔۔ایسے بغیر شادی کے یہ سب کب تک چلے گا۔۔۔"حماد کی دیکھا دیکھی وہ بھی اسے پیار بھرے القابات سے پکارنے لگی تھی۔۔اس کا شوق تو اسے یوں بھی تھا۔۔اور اب اپنے ارمان بھرپور طریقے سے نکالنے کا موقع مل رہا تھا۔۔

"دیکھو تم عدت میں ہو۔۔۔۔ایسے میں ہماری شادی نہیں ہو سکتی ہے۔۔۔"اپنی بانہوں میں بھرے وہ اسے یہ سمجھا رہا تھا کہ وہ عورت ابھی اس پر حرام ہے۔۔۔

"اچھا تو بس چند دن تو رہ گئے ہیں۔۔۔۔ایسا کرو تم کہیں اور گھر کا بندوبست کرو۔۔۔۔ہم عبدالرحمٰن کے آنے سے پہلے یہ جگہ چھوڑ جائیں گے۔۔۔۔"جو بھی تھا۔۔وہ جتنی بھی آزاد خیال بن گئی تھی۔۔لیکن اس کی ہمت کم از کم عبدالرحمٰن کا سامنا کرنے کی ہر گز نہیں تھی۔۔۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا چلو، دیکھتے ہیں۔۔۔ابھی تم یہ بار بار عبدالرحمٰن کا تذکرہ کر کے میرا موڈ خراب مت کرو۔۔۔"ناگواریت سے کہتے اس نے گلاس میں بچے باقی دو گھونٹ بھی حلق سے اتارے۔۔۔

"اچھا ناناراض مت ہوا کرو۔۔۔اس کا ذکر میں کون سا خوشی سے کرتی ہوں۔۔۔۔۔میں تو دل و جان سے تمہاری ہوں۔۔"اس کے گال پر انگشت شہادت پھیرتی وہ اٹھلائی۔۔حماد کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ایک بار پھر وہ اپنی اداؤں کا جال بچھانے لگی تھی۔۔۔اس بات سے بے خبر وہ اس جال کو کب کا کاٹ چکا ہے۔۔۔۔بس اب اس کے اڑان بھرنے کی دیر تھی۔۔۔۔۔

اگلی صبح چھٹی کا دن تھا۔۔۔ صبح ہی صبح تیار ہو کر وہ گھر سے نکلی۔۔سامنے ہی حماد کے اپارٹمنٹ کا دروازہ پھٹ و پھاٹ کھلا تھا۔۔وہ حواس باختہ سی اندر داخل ہوئی۔۔۔گھر خالی تھا۔۔۔وہاں موجود سامان کا نام و نشان تک نہ تھا۔۔۔وہ راتوں رات یہاں سے سب خالی کر کے جا چکا تھا۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بھائی یہ جو صاحب یہاں رہتے ہیں۔۔۔۔۔وہ کہاں ہیں؟"سامنے فرش کی دھلائی کرتے ایک لڑکے کو مخاطب کرتے وہ بے چینی سے مستفسر ہوئی۔۔۔اس کا دل کسی انجانے خدشے سے تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔

"وہ تو صبح فجر کے وقت یہاں سے چلے گئے۔۔"لڑکا اتفاق سے پاکستانی تھا۔۔سو اسے بات سمجھنے میں مشکل پیش نہیں آئی۔۔

"کک۔۔۔۔کہاں چلے گئے؟"اس کا چہرہ ایکدم سفید پڑا تھا۔۔لرزتے ہونٹوں سے اس نے بمشکل سوال کیا۔۔۔سامنے کا منظر دھندلانے لگا تھا۔۔۔

"میڈم۔۔ہمیں کیا پتہ۔۔۔۔لوگ تو آتے جاتے رہتے ہیں۔۔۔"لڑکے نے کندھے اچکاتے بیزاری سے جواب دیا۔۔۔وہ دوبارہ اپنے کام میں جت چکا تھا۔۔حلیمہ لڑکھڑاتے قدموں سے گھر واپس آئی تھی۔۔۔اندر آتے ہی وہ صوفے پر ڈھنے کے انداز میں بیٹھ گئی۔۔۔دماغ ایکدم سائیں سائیں کر رہا تھا۔۔حماد اسے اتنا بڑا دھوکا کیسے دے سکتا تھا؟وہ اب تک بے یقین تھی۔۔اور تب جھماکے سے اسے تین مہینے پرانا منظر یاد آیا۔۔۔اس دن عبدالرحمٰن کی حالت بھی کم و بیش ایسی ہی ہو گی۔۔۔حماد تو غیر تھا۔۔۔وہ تو اس کی بیوی

تھی۔۔جسے وہ شہزادیوں کی طرح رکھے تھا۔۔۔وہ اس کے پیچھے اس کی عزت نیلام کرتی پھر رہی تھی۔۔۔آج پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ اس نے عبدالرحمٰن کے ساتھ زیادتی کی تھی۔۔اور آج جو کچھ ہوا تھا۔۔وہ عبدالرحمٰن کا صبر تھا جو اسے پڑا تھا۔۔اسے اس وقت ایسا ہی لگا تھا۔۔۔اور ساری زندگی بے فکری کی گزارنے والی حلیمہ کو پہلی بار مکافات عمل کا خیال آرہا تھا۔۔جبکہ وہ یہ بھول رہی تھی یہ مکافات عمل نہیں بلکہ اس کے کرتوتوں کا بس پہلا نتیجہ تھا۔۔۔مکافات عمل تو اب شروع ہونا تھا۔۔۔کب، کہاں اور کیسے؟ وہ ابھی اس سے ناواقف تھی۔۔۔وہ خالی خالی آنکھوں سے گھر کے در و دیوار تک رہی تھی جب دروازے پر بیل ہوئی۔۔۔۔اس نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ کھولا۔۔شاید حماد اسے لینے آیا تھا۔۔دل اب بھی خوش فہم ہوا تھا۔۔۔لیکن اس کی توقع کے برعکس سامنے کوریئر والا کھڑا تھا۔۔۔۔

"اس پر دستخط کر دیں۔۔"ایک خاکی لفافہ اسے تھماتے اس نے ایک کاغذ آگے کیا۔۔حلیمہ نے کرب سے آنکھیں موندتے لفافہ پکڑا۔۔۔وہ جانتی تھی اس میں کیا تھا۔۔پچھلے دو ماہ سے اسے عبدالرحمٰن کی جانب سے دو طلاق بذریعہ کوریئر بھجوائی گئی تھیں۔۔۔ساتھ ہی کچھ پیسے

تھے۔۔۔اس وقت بھی اسے اس کی قدر و قیمت کا خیال تک نہیں آیا تھا کہ وہ رشتہ توڑ کر بھی اس کی ضرورتوں کا بھرپور خیال رکھے ہوئے تھا۔۔

ایک گہرا سانس بھرتے اس نے دروازہ بند کیا۔۔۔دروازے سے ٹیک لگاتے وہ وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔لرزتے ہاتھوں سے اس نے اپنی بربادی کا آخری لفافہ کھولا۔۔۔اندر پاکستان کا ٹکٹ تھا۔۔وہ حیران ہوئی۔۔وہ کتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتا تھا۔۔ سسکی دباتے اس نے وہ چٹ کھولی جو ٹکٹ کے ساتھ رکھی تھی۔۔۔جس پر اردو میں کچھ لکھا تھا۔۔اس نے دھندلائی آنکھوں سے پڑھنا شروع کیا۔۔

"آپ کے لئے پاکستان کا ٹکٹ بھیج رہا ہوں۔۔۔۔دو دن بعد صبح نو بجے ایک ٹیکسی آپ کو ائیر پورٹ تک چھوڑ آئے گی۔۔۔۔"خط ختم ہو چکا تھا۔۔۔اس نے بار بار یہ سطور پڑھی تھیں۔۔۔۔شاید عبدالرحمٰن نے اسے کچھ اور بھی کہا ہو۔۔۔۔اس نے الٹ پلٹ کر بار بار چٹ کو دیکھا۔۔لفافے کو کافی دفعہ جھاڑا۔۔شاید مزید کوئی پیغام۔۔اس کا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ عبدالرحمٰن اسے ایک بار بی بی حلیمہ کہہ کر پکارے۔۔۔۔اسے پہلی بار عبدالرحمٰن

بے تحاشہ یاد آیا تھا۔۔۔۔اس نے اس شخص کی ناقدری کی تھی۔۔۔۔جو رشتہ ٹوٹ جانے کے بعد بھی اس کا خیال رکھ رہا تھا۔۔۔چٹ تھامے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

"اللہ۔۔۔یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔۔۔میں نے بہت گھاٹے کا سودا کیا ہے۔۔۔۔اللہ تو مجھے معاف کر دے۔۔۔۔مجھے واپس عبدالرحمٰن دے دے۔۔۔۔میں اب اس کی ناقدری نہیں کروں گی۔۔۔میں نماز بھی پڑھوں گی۔۔۔میں اب بہت اچھی بیوی بن کر رہوں گی۔۔۔۔ایک بار، بس ایک بار مجھے عبدالرحمٰن سے ملوا دے۔۔۔"بلک بلک کر روتے ہوئے وہ دعائیں مانگ رہی تھی۔۔۔۔مگر شاید قبولیت کا وقت گزر چکا تھا۔۔۔۔اس کی توبہ تو قبول ہو سکتی تھی۔۔۔مگر عبدالرحمٰن کا اسے ملنا اب اس کی قسمت میں نہیں تھا۔۔۔۔

زندگی سب کو اپنی قسمت بدلنے کا ایک بار ضرور موقع دیتی ہے۔۔اسے بھی ملا تھا۔۔۔وہ قسمت کی معراج پر تھی۔۔عبدالرحمٰن کی سنگت میں وہ ایک عزت دار زندگی گزار سکتی تھی۔۔۔۔مگر ہوس نے ہمیشہ انسان کو منہ کے بل گرایا ہے۔۔۔۔اور یہی حلیمہ کے ساتھ ہوا تھا۔۔۔۔دنیا کی چکاچوند کی خواہش نے اسے حلال سے حرام تک کا سفر طے کروا دیا تھا۔۔۔اور اب سوائے نارسائی اور رسوائی کے اس کے مقدر میں کچھ نہیں بچا تھا۔۔۔۔

کہانی محبت کی ہے مختصر

گیا دل سے پھر وہ نہ آیا ادھر

کبھی کوئی تھا میری راہوں کا ہمسفر

کر گیا دل کا وہ سونا نگر

کوئی رستہ نہ کوئی ڈگر

اسے ڈھونڈوں کہاں، اسے پاؤں کہاں

نیلے نیلے آسمان پر بادل چھا رہے ہیں

پنچھی اپنے گھر واپس جا رہے ہیں

اسے ڈھونڈوں کہاں اسے پاؤں کہاں

آج میں ہوں یہاں وہ ہے کہاں

دور پربتوں پر پھول کھل رہے ہیں

پیار کرنے والے ساتھ چل رہے ہیں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسے ڈھونڈوں کہاں اسے پاؤں کہاں

آج میں ہوں یہاں وہ ہے کہاں

کہانی ہے محبت کی مختصر

خدیجہ کو ایک اسکول ریسیپشنسٹ کی جاب مل گئی تھی۔۔۔اس نے اللہ کا لاکھ شکر ادا کیا تھا کہ یہاں کا ماحول کافی اچھا تھا۔۔۔وہ یہاں جاب کر کے بہت مطمئن تھی۔۔۔یہاں سے وہ فارغ بھی جلدی ہو جاتی تھی۔۔۔اس لئے زینب کی بہ نسبت اب وہ روز ہی سینٹر جا سکتی تھی۔۔۔جب کہ زینب صرف اپنی چھٹی کے دن ہی جا پاتی تھی۔

اسے اسلام قبول کئے دو ماہ کا عرصہ ہونے والا تھا۔۔۔اس عرصے میں اس نے بہت سی نئی باتیں سیکھی تھیں۔۔۔نماز تو وہ اتنی پابندی اور شوق سے پڑھتی تھی کہ زینب کو بھی اس کی جستجو پر رشک آتا تھا۔۔۔فجر کے وقت اس کے گھر میں سناٹا ہوتا تھا۔۔مونا اور تھامس نیند

میں بے خبر ہوتے تھے۔۔۔اس لئے وہ دبے قدموں اٹھ کر نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کر لیا کرتی تھی۔۔۔فی الحال وہ قرآن پاک کا ترجمہ پڑھ رہی تھی۔۔۔اور ساتھ ساتھ سینٹر سے عربی میں پڑھنا بھی سیکھ رہی تھی۔۔۔ظہر وہ باآسانی اسکول میں پڑھ لیا کرتی تھی۔۔۔اسکول سے فارغ ہو کر وہ سینٹر چلی جاتی تھی۔جہاں سے وہ عصر اور مغرب ادا کر کے ہی نکلتی تھی۔اور عشاء کی نماز وہ رات کو خاموشی سے سب کے اپنے کمرے میں جانے کے بعد پڑھتی تھی۔۔۔وہ باقاعدگی سے اسکارف بھی لینے لگی تھی۔۔۔مگر یہ کام وہ گھر سے نکلنے کے بعد کرتی تھی۔۔۔اور واپسی پر بھی گیٹ پر پہنچنے سے پہلے وہ اسکارف اتار دیتی تھی۔۔۔کیوں کہ وہ کسی کو اپنی طرف سے مشکوک نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اسکول میں سب کو معلوم تھا کہ وہ ایک نو مسلم ہے۔۔۔اور سب ہی اس کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے۔۔۔خدیجہ کو اپنے لئے سب کی آنکھوں میں اتنا احترام دیکھ کر ایک انجانی خوشی ہوتی تھی۔۔۔اسے وہ وقت یاد آتا تھا جب وہ بار میں لوگوں کو ڈرنک سرو کیا کرتی تھی۔۔۔اور اکثر ہی نشے میں دھت لوگوں کی گالیاں اور جھڑکیاں کھاتی تھی۔۔۔اسے اپنی زندگی ایک خواب کی مانند لگنے لگی تھی۔۔۔جہاں وہ فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دی گئی تھی۔۔۔

زینب کا دیا قرآن پاک آج بھی اس کے بیگ میں رکھا رہتا تھا۔وہ اسے گھر میں چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتی تھی۔۔۔اب وہ بھی زینب کی طرح جب بھی موقع ملتا،اسے بیٹھ کر پڑھنے لگتی تھی۔۔۔اس کی زندگی میں ایک توازن آگیا تھا۔وہ اب گھر پر تھا مس کے زیادہ منہ بھی نہیں لگتی تھی۔۔اس وقت بھی وہ قرآن پاک پڑھنے میں محو تھی جب زینب کی کال اسے موصول ہوئی۔۔

"آج تم سینٹر جاؤ گی؟"زینب کے سوال پر اس نے ہامی میں جواب دیا۔۔یہ تو اس کا معمول تھا۔۔

"کیا تم بھی آرہی ہو؟"وہ زینب سے بہت دنوں سے نہیں ملی تھی۔۔اچھا تھا اگر وہ بھی وہاں آ رہی ہوتی۔۔۔

"ہاں۔۔"زینب کی ہامی پر اسے انجانی سی خوشی ہوئی۔۔ایک وہ ہی تو تھی جس سے وہ کھل کر دل کی ہر بات کر لیا کرتی تھی۔۔

"مجھے تم سے کچھ ضروری بات بھی کرنی تھی۔"زینب کی بات پر وہ ٹھٹکی۔۔۔

"خیریت۔۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں۔۔سب خیریت۔۔ایسے فون پر نہیں کر سکتی نا۔۔شام کو ملتی ہوں۔۔"زینب بھی جلدی میں لگتی تھی۔۔اس نے الوداعی کلمات کہتے فون رکھ دیا۔۔خدیجہ ایک گہرا سانس بھرتے دوبارہ قرآن پاک کی جانب متوجہ ہو گئی۔

دن کی روشنی نرم پڑ چکی تھی۔۔سورج مغرب کے سفر پر تھا۔۔۔آسمان کے کنارے ہلکی نارنجی چھاؤں پھیلنا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

ایسے میں اس اسلامک سینٹر کے اندر بنے چھوٹے سے لان میں جھانکو تو زینب اور مارتھا سنگی بینچ پر بیٹھی دکھائی دیتی تھیں۔۔زینب کی نظریں سامنے ادھ کھلی کلیوں پر تھیں مگر اس کے دل میں کچھ اور بات مچل رہی تھی۔۔

"تمہیں مجھ سے کیا ضروری بات کرنی تھی۔۔"زینب کے پیچھے نظر آتے فوارے پر نظر جمائے خدیجہ نے سوال کیا۔۔۔جس نے نکلتا پانی کسی آبشار کی صورت بہہ رہا تھا۔۔وہ سارا دن یہی سوچتی رہی تھی کہ آخر زینب کو اس سے کیا خاص بات کرنی تھی۔۔

"تم سر عبدالرحمٰن کو جانتی ہو نا؟" زینب نے ایک گہرا سانس بھرتے بات شروع کی۔۔
خدیجہ کی نگاہوں میں الجھن در آئی تھی۔۔ہامی میں گردن ہلاتے اس نے آنکھیں
چندھیائی۔۔جیسے بات کی نوعیت کا اندازہ کرنا چاہ رہی ہو۔۔

"دراصل بات یہ ہے کہ انہوں نے تمہارے لئے اپنا پروپوزل بھیجا ہے۔۔۔ان کی والدہ اور
بھائی کا ایک کار ایکسیڈنٹ میں چار ماہ پہلے انتقال ہو چکا ہے۔۔۔۔ان کی کوئی فیملی نہیں ہے۔
جس کے ذریعے وہ یہ بات کرواتے۔۔دوسرا وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ تمہاری فیملی بھی تمہاری
شادی کسی مسلمان سے نہیں ہونے دے گی۔۔۔تو اگر تم راضی ہو تو وہ تم سے نکاح کرنے
کو تیار ہیں۔۔۔۔مگر اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ ان کی دوسری شادی ہے۔۔۔۔پہلی بیوی کو وہ
چھ ماہ پہلے ڈائیورس دے چکے ہیں۔۔۔۔وجہ وہ کسی کو بھی نہیں بتاتے۔۔۔۔ان کا کہنا ہے
کہ جس عورت سے میرا رشتہ نہیں بچا اس کے بارے میں بات کرنا ٹھیک نہیں سمجھتا۔۔۔۔
بس کچھ وجوہات کی بناء پر انہیں یہ رشتہ ختم کرنا پڑا۔۔۔۔اگر تمہیں اس بات پر اعتراض نہ ہو
تو وہ جلد ہی تمہیں اپنے نکاح میں لینا چاہتے ہیں۔۔۔" خدیجہ کے چہرے پر حیرت اور خوشی
کے ملے جلے جذبات ابھرنے لگے تھے۔۔اسے سر عبدالرحمٰن بہت پسند تھے۔۔۔۔بہت
ہی شائستہ اور دھیمے لہجے میں بات کرنے والے۔۔۔۔اس نے ہمیشہ ان کی نظریں جھکی ہوئی

دیکھی تھیں۔۔۔اس کے دل کے کسی کونے میں ان جیسا شریکِ سفر پانے کی تمنا تھی۔۔۔اور اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ خواہشیں ایسے بھی پوری ہو جاتی ہیں۔۔۔

"میرے لئے اس سے زیادہ اعزاز کی بات اور کیا ہو گی زینب کہ عبدالرحمٰن سر جیسا انسان مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہو۔۔۔ان سے کہہ دو مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔۔۔اور اس سے فرق نہیں پڑتا کہ ان کی شادی کیوں ختم ہوئی تھی۔۔۔میرے لئے ان کا کردار اور عادات ہی ان سے شادی کرنے کے لئے کافی ہیں۔۔۔"خدیجہ نے بہت ہی مضبوط لہجے میں اپنی پسندیدگی زینب تک پہنچائی۔۔۔جسے سن کر زینب کے چہرے پر گہری مسکراہٹ امڈی تھی۔۔وہ بھی دل سے ایسا ہی چاہتی تھی۔۔۔مگر اپنی مرضی یا خواہش خدیجہ پر تھوپنا نہیں چاہتی تھی

"اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔۔۔آمین ثم آمین۔مگر یہ بتاؤ، تم یہ شادی کرتو لو گی۔۔مگر اتنی بڑی بات گھر والوں سے چھپانا آسان نہیں ہے۔۔۔اور کب تک تم ایسے چھپ چھپ کر زندگی گزارو گی؟میرے خیال سے تمہیں اپنے گھر پر بات کر لینی چاہئیے۔۔۔"زینب کے سوال پر خدیجہ خاموش ہو گئی تھی۔۔۔اس نے واقعی آگے آنے والی زندگی کے بارے میں

Clubb of Quality Content

نہیں سوچا تھا۔۔۔اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ کس طرح یہ سب بات گھر پر بتائے گی۔۔۔۔ کیوں کہ یہ بات گھر پر کوئی بھی قبول نہیں کرنے والا تھا۔۔۔وہ جانتی تھی کہ تھامس تو اسے قتل تک کرنے سے نہیں چوکے گا۔۔۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"زینب کے سوال پر وہ چونکتی ہوئی خیالوں کی دنیا سے باہر آئی۔۔۔

"السمالک ہے۔۔۔۔نکاح ہو جانے دو۔۔پھر بتادوں گی۔۔"ایک لمبا سانس بھرتے اس نے اداس سی مسکراہٹ سے زینب کی جانب دیکھا۔۔زینب جانتی تھی وہ اندر سے پریشان تھی۔۔پہلے اسلام قبول کرنا اور پھر مسلمان سے شادی۔۔یقیناً اس کے گھر والے اس کے ساتھ بہت برا سلوک کرنے والے تھے۔۔اس کے لئے صدق دل سے دعا کرتی وہ بھی اس کے ساتھ کھڑی ہوئی۔۔دونوں سوچوں میں گھری سینٹر کے خارجی دروازے کی جانب بڑھ گئیں۔۔

رات کی سیاہی پورے شہر کو اپنی چادر میں لپیٹ چکی تھی۔۔۔مگر اس پینٹ ہاؤس کے لان میں لگے مدھم پیلے اور سفید روشنی کے بلب ایک خوبصورت سا طلسماتی منظر بکھیر رہے

تھے۔۔۔لان کی شیشے کی ریلنگ سے نیچے جھانکو تو پورا شہر جگمگا رہا تھا۔اونچائی پر ہونے کی وجہ سے ہوا زیادہ تیز اور خنک محسوس ہو رہی تھی۔۔۔گھاس کی سطح پر شبنم کے ننھے قطرے چمک رہے تھے۔۔جیسے کسی نے زمین پر بے شمار ننھے ہیروں کی بارش کر دی ہو۔۔۔فوارے سے مسلسل گرتا پانی رات کے سناٹے میں ایک مدھم موسیقی بکھیر رہا تھا۔۔حاذق اور زینب وہاں رکھے جھولے پر بیٹھے تھے۔۔۔سامنے ایک چھوٹی سی کافی ٹیبل رکھی تھی۔۔۔جس پر کافی کے دو مگ رکھے تھے۔۔ان میں سے اٹھتی بھاپ ہوا میں تحلیل ہو رہی تھی۔۔۔۔

"میں یہ گھر بہت مس کروں گی۔۔۔اس سے میری بہت حسین یادیں جڑی ہیں۔۔۔۔"

گردن موڑ کر زینب نے حاذق کو دیکھا جو خود بھی کسی گہری سوچ میں ڈوبا دکھائی دیتا تھا۔۔۔دو دن میں یہ پینٹ ہاؤس انہیں چھوڑ دینا تھا۔۔حاذق جانتا تھا یہ جگہ زینب کے لئے کیا معنی رکھتی تھی۔۔اس نے یہاں کئی خواب بنے تھے۔۔۔کئی مسکراہٹیں سمیٹی تھیں۔۔اور کئی پل یادوں کے دریچوں میں محفوظ کئے تھے۔۔۔انہیں اپنے پہلے بچے کی خوشخبری بھی یہیں ملی تھی۔۔اس جگہ سے زینب کی جذباتی وابستگی تھی۔۔۔

"لیکن جس کے ساتھ یادیں جڑی ہیں۔۔۔وہ تو تمہارے ساتھ ہی جا رہا ہے نا۔۔۔پھر اتنی اداسی کس بات کی۔"اسے خود سے قریب کرتا وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔۔

"ہم نئی جگہ پر نئی یادیں بنالیں گے۔۔۔"اس کے سر دپڑتے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے اس نے ایک بار پھر اسے اپنے تحفظ اور ساتھ کا یقین دلایا۔۔زینب نے مسکرا کر اس کے کندھے پر سر رکھتے آنکھیں موندیں۔۔۔۔حاذق کے ساتھ گزارے ہر ہر لمحے کو وہ بھرپور جینا چاہتی تھی۔۔۔حاذق کچھ دیر اس کے بالوں میں دھیمے دھیمے انگلیاں چلاتا رہا۔۔اس کی سوچ کہیں اور بھٹکی ہوئی تھی۔۔۔پاکستان جا کر عسیل کا سامنا کرنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔۔۔وہ اب تک اس گلٹ کا شکار تھا کہ وہ عسیل کو دھوکا دے رہا ہے۔۔۔

"چلو اٹھو۔۔۔۔اندر چلتے ہیں۔۔۔۔بہت ٹھنڈک ہے۔۔۔"اچانک اسے احساس ہوا تھا کہ ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔۔زینب بیمار ہو سکتی تھی۔۔وہ اس کی زبردستی یہاں آ کر بیٹھا تھا۔۔لیکن یوں زیادہ دیر بیٹھنا مناسب نہیں تھا۔۔

"کچھ دیر اور۔۔"بند آنکھوں سے کہتے اس نے حاذق کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کی۔۔۔۔

"او نہوں۔۔۔ناک دیکھو کیسی چقندر ہو رہی ہے۔۔۔"اس کی سرخ پڑتی ناک کو دباتے وہ اس کا ہاتھ تھام کر کھڑا ہوا۔۔ گو اب برف باری ہونا بند ہو چکی تھی۔۔۔۔ مگر موسم اب بھی بہت ٹھنڈا تھا۔۔زینب ایک گہرا سانس بھرتے اس کا ہاتھ تھامے کھڑی ہوئی۔۔۔دونوں بوجھل قدموں سے اندر کی جانب بڑھ گئے کہ شاید یہاں ساتھ گزارنے والے یہ آخری لمحات تھے۔۔۔

"سنو۔۔۔تم سپلیمنٹس وقت پر نہیں لے رہی ہو نا۔۔"اندر داخل ہوتے حاذق نے اس کی دوا کا باکس چیک کیا۔۔۔

"ہاں۔۔آج بھول گئی۔۔"وہ گردن جھکائے منمنائی تھی۔۔

وہ روز اس کا میڈیسن باکس، سپلیمنٹ، فروٹس اور دودھ چیک کرتا تھا کہ اس نے سب کچھ ٹائم سے لیا ہے کہ نہیں۔۔۔۔کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ کھانے پینے کے معاملے میں زینب بہت لاپرواہ تھی۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زینب اب اگر تم نے اپنی ڈائیٹ میں ذرا بھی کوتاہی کی نا تو میں اس کے اگلے دن نہیں آیا کروں گا۔۔۔بس یہی تمہاری سزا ہے۔"کاؤنٹر پر رکھے فروٹ باسکٹ میں موجود پھل دیکھتے وہ ناراض ہوا۔۔

"کتنے ظالم ہیں آپ۔۔پتہ ہے پورے دن کتنا ویٹ کرتی ہوں پھر بھی ایسے بول دیا کہ نہیں آیا کروں گا۔۔۔"وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے کچن میں چلی آئی تھی۔۔۔آواز میں ناراضی گھلی محسوس ہوتی تھی۔۔۔

"ویسے میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔آہستہ آہستہ بیویوں والی ساری عادات تم میں آتی جا رہی ہیں۔۔۔ہر بات پر ناراض ہونا سیکھ چکی ہیں محترمہ۔۔"آئرن سپلیمنٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھتے اس نے ابرو اچکائے۔۔۔زینب نے جھینپ کر گردن جھکائی تھی۔۔وہ اسے کم ہی نخرے دکھاتی تھی۔۔ضد کرنا،فرمائشیں پوری کروانا،ناز اٹھوانا یا بحث کرنا اس نے کبھی حاذق کے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔۔لیکن آہستہ آہستہ وہ اب دل کا حال کھل کر بیان کرنے لگی تھی۔۔۔اور یہ حاذق کا دیا مان تھا۔۔۔

حاذق کو ایکدم ہی عسیل یاد آئی۔۔اگر ابھی یہ جملہ اس نے عسیل سے کہا ہوتا تو یقیناً اس کا یہی جواب آتا کہ۔۔۔بیویوں والی عادات سے کیا مطلب؟ بیوی ہوں تو عادات بھی ویسے ہی ہوں گی۔۔"یہ خیال آتے ہی ایک مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔وہ دونوں مشرق اور مغرب تھیں۔مگر اس کو دونوں ہی عزیز تھیں۔۔۔۔

"کیا ہوا؟ کیوں مسکرا رہے ہیں؟"اسے اپنے آپ میں مسکراتا دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔۔۔

"اونہوں۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔اچھا چلتا ہوں۔۔۔۔۔اپنا خیال رکھنا۔۔۔ورنہ۔۔"اس کے ماتھے پر پیار کرتا وہ ایک پیار بھری دھمکی دینا نہیں بھولا تھا۔۔زینب نے گردن جھکائے ہامی میں گردن ہلائی۔۔حاذق چلا گیا۔۔۔دروازہ بند ہوتے ہی زینب کو لگا گھر ایکدم ویران ہو گیا ہے۔۔۔ہر رات ہی اسے یہ احساس اندر سے بوجھل کر دیتا تھا۔۔زندگی جیسے سمٹ کر دو گھنٹوں پر مشتمل ہو چکی تھی۔۔۔بھاری دل سے اس نے اندر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔۔۔

آج موسم خوشگوار تھا۔۔آسمان پر چند بادل کے ٹکڑے ادھر ادھر مٹر گشتی کر پھر رہے تھے۔۔۔چونکہ سورج چاچا کا موڈ خوشگوار تھا اس لئے وہ بھی نرم سی مسکراہٹ سجائے ان کی شرارتوں سے محظوظ ہو رہے تھے۔۔۔

ایسے میں کاشانہ حمید میں جھانکو تو شادی کی افراتفری کا سماں بندھا نظر آتا تھا۔۔ہر شخص ہی اپنی تیاریوں کے لئے بازار کے چکر کاٹتا پھر رہا تھا۔۔فلزہ چچی اسی سلسلے میں آج شارق چچا کے ہمراہ باہر نکلی ہوئی تھیں۔۔انہیں اپنی کچھ خریداری کرنی تھی۔۔منال اور مزنٰی ایسے موقعے پر گھر پر رکنے کو زیادہ ترجیح دیتی تھیں۔۔کیونکہ چچی کے مول بھاؤ کرنے کی عادت سے دونوں بیزار تھیں۔۔

اس وقت دونوں آرام سے منال کے کمرے میں بیٹھی تھیں۔۔منال بالوں میں تیل لگا رہی تھی۔۔جبکہ مزنٰی موبائل استعمال کرنے میں مگن تھی۔۔۔اس دن منال کی باتوں کے بعد سے وہ کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی۔۔۔

"آپی یہ بتاؤ۔۔۔اس دن تم نے ریحان سے کہا تھا کہ تمہارے پاس اس کی منگیتر کا نمبر ہے۔۔۔تم نے اسمارہ سے کیا کہہ کر نمبر لیا تھا؟"اچانک خیال آنے پر مزنٰی نے چونک کر

گردن اٹھائی۔۔۔کافی دنوں سے اسے یہ بات پوچھنی تھی لیکن شروع میں وہ ذہنی پریشانیوں کے باعث وہ اس سے یہ بات پوچھ نہیں سکی۔۔۔

"تم اب تک اس قصے کو بھولی نہیں ہو؟" منال کے چہرے پر خفگی کے آثار نمایاں ہوئے تھے۔۔بالوں میں مساج کرتے اس کے ہاتھ ایک پل کو تھمے۔۔اس کی اتنی محنت کے بعد بھی اگر مزنٰی کی سوئی وہیں اٹکی تھی تو اسے اس بات سے شدید دکھ پہنچا تھا۔۔۔

"ارے نہیں بھئی۔۔وہ بات نہیں ہے۔۔۔۔اب مجھے وہ چھچھوندر یاد نہیں آتا۔۔۔۔بس ایسے ہی کافی دفعہ خیال آیا مگر جب بھی خیال آیا تم ساتھ ہی نہیں ہوتی تھیں۔۔۔"مزنٰی کا لہجہ ہلکا پھلکا سا تھا۔۔منال کے اندر ایک سکون اترا۔۔تیل کی بوتل پر ڈھکن لگاتے اس نے ایک گہرا سانس لیا۔۔چہرے پر ایک پر سرار سی مسکراہٹ رینگنے لگی تھی۔۔۔

"میرے پاس کوئی نمبر نہیں تھا۔۔۔۔"اس کے انکشاف پر مزنٰی کا منہ بے یقینی سے کھلا تھا۔۔کتنی دیر وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن اسے دیکھے گئی۔۔

"پھر؟اس دن تو تم نے کانٹیکٹس کھول کر دکھائے تھے۔۔۔"مزنٰی اب تک بے یقین تھی۔۔اس دن فوڈ کورٹ میں جس طرح منال نے موبائل لہرایا تھا۔۔مزنٰی تک کو یہی لگا تھا کہ اس کے پاس نمبر ہے۔۔

"وہ بس ایک بلف تھا۔۔۔۔میں نے بس کانٹیکٹس کھول کر موبائل ہلایا تھا۔۔۔۔اور اسے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع دیئے بغیر دھمکانا شروع کر دیا تھا۔۔۔"بال سمیٹ کر انہیں جوڑے کی شکل میں لپیٹتی وہ مطمئن سی گویا ہوئی۔۔۔۔

"مجھے اتنا کانفیڈنٹ دیکھ کر وہ بھی کنفیوز ہو گیا کہ واقعی میرے پاس کانٹیکٹ ہو گا۔۔۔۔تب ہی اتنے وثوق سے بات کر رہی ہوں۔۔"کندھے اچکاتے وہ بیڈ چھوڑتی اٹھی۔۔۔تیل کی بوتل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی اور الماری کی طرف بڑھ گئی۔۔

"تم تو بڑی اسمارٹ ہو۔۔۔"مزنٰی اس سے اچھی خاصی مرعوب نظر آتی تھی۔۔الماری کھولتی منال کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

"اور وہ پھر عسیل آپی کے میسجز؟اور ماہرہ آپی کو پکس بھیجنے والی بات۔۔۔۔وہ بھی جھوٹ تھا؟"اسے اب لگنے لگا تھا کہ شاید اس دن منال نے ریحان کو صرف دھوکا دیا تھا۔۔۔

"نہیں وہ جھوٹ نہیں تھا۔۔۔"الماری سے ایک سوٹ نکالتے اس نے ایک نظر مزنٰی کی جانب دیکھا۔۔

"عسیل کو سارے واقعے کا پتہ تھا۔۔۔میں نے اس سے میسجز مانگے تھے۔۔۔۔وہ اتفاق سے اس کے پاس پڑے تھے۔۔۔۔اور ماہرہ آپی کو پتہ کچھ نہیں تھا۔۔۔مگر ان کے نمبر پر میں نے پکس سچ میں ہی اٹیچ کی تھیں۔۔۔۔مجھے معلوم تھا کہ مجھے سینڈ کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔۔۔۔وہ اس سے پہلے ہی مجھے موبائل دے دے گا۔۔۔۔"ہینگر سے کپڑے نکال کر بیڈ پر پھیلاتے اس نے کندھے اچکائے۔۔

"یہ بتاؤ اگر غلطی سے بٹن دب جاتا تو۔۔۔"مزنٰی کے پیٹ میں بل پڑنے لگے تھے۔۔۔اس کی بہن نے اس دن واقعی جوا کھیلا تھا۔۔

"اب اتنا رسک تو لینا بنتا تھا۔۔۔۔اور چلی بھی جاتی تو کیا تھا۔۔۔۔۔میں ڈیلیٹ فار ایوری ون کر دیتی۔۔"تولیہ،لوشن،ڈیوڈرنٹ،باڈی کریم کپڑوں کے ساتھ ہی بیڈ پر رکھتے اس نے ایک نظر مزنٰی کی جانب دیکھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ویسے سیریسلی یار۔۔۔تم تو سچ مچ میں بہت ڈیئر نگ اور بولڈ ہو۔۔۔۔میں ایویں تم انڈر اسٹیمیٹ کرتی تھی۔۔۔"مزنٰی کی تعریف پر منال کا دھیما سا قہقہہ نکلا۔۔دراز سے نیل کٹر نکالتی وہ دوبارہ اپنے بیڈ پر آکر بیٹھی۔۔۔

"مزنٰی تمہیں نہیں لگتا کہ ہر لڑکی کو اتنا ہی ڈیئر نگ اور بولڈ ہونا چاہئیے؟؟؟"بیڈ پر ٹشو بچھائے وہ اپنے ناخن تراشنا شروع ہو چکی تھی۔۔مزنٰی نے شرمندگی سے گردن جھکائی۔۔

"میرے حساب سے بولڈ لڑکی وہ نہیں ہوتی جو فیشن ایبل کپڑے پہن کر سامنے والی کی توصیفی نگاہیں اس کی طرف اٹھنے پر مجبور کر دے۔۔۔بلکہ بولڈ لڑکی وہ ہوتی ہے جو اپنے حلیہ سے نہیں بلکہ اپنے کردار سے سامنے والے کو نگاہیں جھکانے پر مجبور کر دے۔۔۔۔"
نیل کٹر سے کھٹ کھٹ کی آوازیں کمرے میں دھیمے دھیمے گونج رہی تھیں۔۔۔مزنٰی کے بنائے کانفیڈنٹ اور بولڈ لڑکی کے بت ایک ایک کر کے ٹوٹ رہے تھے۔۔۔

"پراعتماد لڑکی وہ ہوتی ہے۔۔جو اپنے حق کے لئے آواز اٹھانا جانتی ہو۔۔۔۔جو کسی کو اس کی حق تلفی کرنے کی اجازت نہ دیتی ہو۔۔۔جو اپنے ہر مسئلے کو حل کرنے کی اہلیت رکھتی ہو۔۔۔۔"منال کا ایک ایک لفظ اس کے دل پر اثر کر رہا تھا۔۔اسے اِحساس ہو رہا تھا۔۔وہ نہ

پر اعتماد تھی۔۔۔نہ نڈر۔۔وہ بس باغی تھی۔۔نافرمان تھی۔۔اس نے بے دردی سے لب کچلے۔۔۔

آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرنا شروع ہوئے تھے۔۔۔۔

کاش وہ بھی منال کی طرح ہوتی جسے اپنی ظاہری شکل وصورت کی ہر گز بھی پرواہ نہیں تھی۔۔۔۔اس کے لئے اس کا کردار اور اس کی شخصیت ہی سب کچھ تھی۔۔۔اور وہ اس کے سہارے کسی کو بھی تسخیر کر سکتی تھی۔۔۔

"مزنٰی میں تمہیں شرمندہ نہیں کرنا چاہتی۔۔۔"ٹشو میں لپٹے ناخن مٹھی میں دبائے وہ اس کے نزدیک آئی۔۔

"بس آئندہ خیال رکھنا کہ جو بھی کرو۔۔۔لیکن کبھی اپنی عزت نفس کا سودا مت کرنا۔۔۔"اس کا کندھا تھپتھپاتی وہ ناخن، مٹی میں دبانے کی غرض سے لان کی جانب بڑھ گئی۔۔پیچھے بیٹھی مزنٰی ایک بار پھر اپنا احتساب شروع کر چکی تھی۔۔۔یہ مسلسل لگنے والی ضربیں یقیناً اس کی شخصیت میں بدلاؤ لانے کی اہلیت رکھتی تھیں۔۔۔

حاذق کی فیملی کو پاکستان منتقل ہوئے ایک مہینہ ہو چکا تھا۔۔۔اس عرصے میں ہر چیز کسی حد تک سیٹل ہو چکی تھی۔۔۔ مگر گھر میں اب بھی ہر وقت ایک عجیب سی ہلچل اور اتفرا تفری کا سماں تھا۔۔۔وجہ حاذق اور عسیل کی شادی کی تیاریاں۔۔۔ہر روز کوئی نہ کوئی نئی لسٹ تیار ہوتی۔۔۔بینا خالہ کا ایک پاؤں گھر میں تو ایک مارکیٹ میں ہوتا تھا۔۔۔ عسیل زیادہ تر ان کے ساتھ ہوتی تھی۔۔۔کچھ تو پہلے ہی انہیں عسیل بہت عزیز تھی اور کچھ حاذق کی شادی نے ان کا پلڑا عسیل کی طرف مزید بھاری کر دیا تھا۔۔وہ اس کے ساتھ کسی بھی قسم کی زیادتی نہیں ہونے دینا چاہتی تھیں۔۔وہ ہر ہر چیز کی تیاری میں عسیل کی بھرپور پسند کا خیال رکھ رہی تھیں۔۔۔اکثر حاذق بھی ان کی پکڑ میں آجاتا۔۔۔اکثر اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کے مارکیٹ کے چکر لگتے تھے۔۔۔ عسیل کا شادی کا جوڑا چھ ماہ پہلے ہی ڈیزائنر کے پاس جا چکا تھا۔۔۔ لیکن باقی شاپنگ ابھی باقی تھی۔۔۔آج ان لوگوں کو شادی کے دن پہننے والا زیور خریدنا تھا۔۔۔ عسیل بضد تھی کہ حاذق بھی ساتھ چلے۔۔۔ عموماً حاذق اس کی فرمائش پر ساتھ چلا جاتا تھا مگر آج وہ کچھ پریشان تھا۔۔کہ آج ہی زینب کا ڈاکٹر کے ساتھ اپائنٹمنٹ بھی تھا۔۔۔

یوں تو اس نے زینب کی ہر ممکن سہولت کا بندوبست کر دیا تھا۔۔ایک کل وقتی ملازمہ، گاڑی اور ساتھ میں ڈرائیور ہر وقت زینب کے پاس موجود ہوتے تھے۔۔ مگر پھر بھی ڈاکٹر کے یہاں وہ اسے خود ہی لے کر جاتا تھا۔۔اور اسی باعث اس کا دل وہیں اٹکا ہوا تھا۔۔

کتنی دیر سے وہ ہاتھ میں موبائل تھامے گومگو کی کیفیت میں تھا۔۔ عسیل نے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ نہیں جائے گا تو آج وہ شاپنگ پر نہیں جائے گی۔۔۔یوں تو شاپنگ اگلے دن تک کے لئے ملتوی کی جاسکتی تھی۔۔وہ اس سے مصروفیت کا بہانہ کر سکتا تھا۔۔یوں دونوں کام خوش اسلوبی سے نمٹ جاتے۔۔۔لیکن اس سب میں بینا خالہ کے طنز و طعنے سہنے بھی آسان نہیں تھے۔۔۔انہیں اس کی جائز بات بھی ناجائز لگتی تھی۔۔ایک گہرا سانس لیتے بلآخر فیصلہ لیا۔۔۔

"زینب، مجھے عسیل کے ساتھ کسی کام سے باہر جانا ہے۔۔۔۔تم ایسا کرنا، میڈ کو ساتھ لے کر ہاسپٹل چلی جانا۔۔۔میں عسیل کو فارغ کر کے تمہیں جوائن کر لوں گا۔۔"ایک نظر دیوار گیر گھڑی پر ڈالتے اس نے میسیج ٹائپ کیا۔۔۔اپائنٹمنٹ میں ابھی ڈھائی گھنٹے باقی تھے۔۔۔

Clubb of Quality Content

اس کے حساب سے اگر بنا وقت ضائع کئے کام کیا جاتا تو وہ مقررہ وقت تک زینب کے پاس بھی پہنچ سکتا تھا۔۔

"میں ماما کو لے کر آرہا ہوں۔۔ تیار رہنا۔۔۔ لیکن تمہارے پاس صرف دو گھنٹے ہیں۔۔۔ تو کوشش کرنا اسی دوران کام نمٹالو۔۔۔" اب کی بار عسیل کو میسیج بھیجتا وہ بیڈ چھوڑ کر اٹھا۔۔ آئینے میں خود پر ایک نگاہ دوڑائی۔۔۔ گہرے نیلے ٹراؤزر پر سفید ٹی شرٹ پہنے وہ اچھا بھلا ہی لگ رہا تھا۔۔ برش اٹھا کر بالوں میں پھیرتے اس نے خود پر پرفیوم کا چھڑکاؤ کیا اور دراز سے والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھاتا کمرے سے نکل گیا۔۔

جس وقت وہ باہر نکلا۔۔۔ بینا خالہ اسے لاؤنج میں ہی تیار بیٹھی نظر آئیں۔۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی درزی کے پاس سے آئی تھیں۔۔ سامنے کپڑوں کا مینا بازار کھلا ہوا تھا۔۔ جنہیں وہ تنقیدی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"چلیں؟" اس نے ایک نظر بکھرے ہوئے لاؤنج پر ڈالتے انہیں مخاطب کیا۔۔۔

"فوراً؟" بینا خالہ کچھ متعجب ہوئی تھیں۔۔ ان کے حساب سے تو عسیل ابھی تیار بھی نہیں ہو گی۔۔ تب ہی حاذق کے فون پر عسیل کا پیغام ابھرا۔۔

"اوکے باس۔۔۔کیا یاد کریں گے کس بیوی سے پالا پڑا ہے۔۔دو گھنٹے کیا۔۔میں ایک گھنٹے میں ہی آپ کو فارغ کر دوں گی۔۔"عسیل کا میسیج پڑھتے ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔

"وہ دراصل آج زینب کا اپائینمنٹ ہے۔۔۔بہت مشکل سے ملا ہے۔۔دو دو ماہ بعد کا اپائینمنٹ ملتا ہے اس ڈاکٹر کا۔۔تو جانا بھی ضروری ہے۔۔۔"عسیل کو جواب دیتا وہ ماما کی جانب متوجہ ہوا جو اسے مسکراتا دیکھ کر مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔یقیناً انہیں یہی لگ رہا تھا کہ وہ زینب سے محو گفتگو ہے۔۔۔

"عسیل تو ابھی تیار بھی نہیں ہو گی۔۔۔"ہاتھ میں پکڑے کپڑے کو تہہ لگاتے وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئیں۔۔

"میری اس سے بات ہو گئی ہے۔۔اسی کا میسیج تھا۔۔وہ تیار ہے۔۔۔"حاذق کے جواب پر وہ ایک گہرا سانس بھرتی صوفہ چھوڑتی کھڑی ہوئیں۔۔۔

"آپ کو جو بھی شاپنگ کرنی ہے۔۔دو گھنٹے میں کر لیجئے گا۔۔ڈھائی گھنٹے بعد زینب کا اپائینمنٹ ہے۔۔۔"موبائل پر نظریں جمائے اس نے انہیں مطلع کیا۔۔بینا خالہ بڑبڑاتی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوئی صوفہ چھوڑ کر کھڑی ہوئیں۔۔ایک نظر لاؤنج کے آئینے میں خود پر ڈالی اور والٹ میں کارڈز اور پیسوں کی موجودگی کو یقینی بناتی اس کی جانب متوجہ ہوئیں۔۔۔

"ویسے یہ شاپنگ ہے کوئی ایگزام پیپر نہیں کہ مقررہ وقت میں ختم کرنا ضروری ہو۔۔۔۔ جب جیولری پسند آجائے گی۔۔تو لے کر واپس ہی آئیں گے۔۔ہم بھی وہاں ڈیرہ ڈالنے تو جا نہیں رہے۔۔۔۔"اس کے ساتھ باہر کی جانب قدم بڑھاتے وہ جلے بھنے انداز میں بولی تھیں۔۔۔نہ جانے زینب کے نام پر ان کا پارہ کیوں ہائی ہو جاتا تھا۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔ کہہ تو آپ ٹھیک رہی ہیں۔۔۔واقعی یہ کوئی ایگزام پیپر تو ہے نہیں۔۔۔۔جسے پورا اٹیمپٹ کرنا ضروری ہو۔۔۔۔میں دو گھنٹے بعد وہاں سے نکل جاؤں گا۔۔۔واپسی پر ڈرائیور آپ لوگوں کو لیتا آئے گا۔۔۔"وہ بھی ان کا ہی بیٹا تھا۔۔۔گاڑی کا دروازہ کھولتے اس نے اطمینان سے جواب دیا۔۔بینا خالہ کے لب سختی سے آپس میں پیوست ہوئے تھے۔۔۔ ان کی سمجھ نہیں آتا تھا کہ آخر کس طرح وہ حاذق کے سر سے زینب کے عشق کا بھوت اتار دیں۔۔۔۔جتنا وہ اس عورت سے چڑتی تھیں اتنا ہی ان کا بیٹا اس کا دیوانہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔۔

دھاڑ سے گاڑی کا دروازہ بند کرتے انہوں نے اپنا غصہ باہر نکلا۔۔حاذق نے ایک صدماتی نظر دروازے پر ڈالی۔۔۔ایک خفا بھری اپنی ماں پر۔۔۔اور لب بھینچے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔

جیولری شاپ کی اندرونی فضا روشنیوں سے جگمگا رہی تھی۔۔۔۔ہر طرف شیشے کی الماریوں میں سجے ہوئے چمکدار زیور مصنوعی زرد روشنیوں کے عکس میں مزید دمک رہے تھے۔۔۔۔ فضا میں ہلکی ہلکی خوشبو رچی ہوئی تھی۔۔۔شاید کہیں قریب ہی لوبان جلایا جا رہا تھا۔۔۔۔ اے سی کی خنک ہوا میں اندر کا ماحول ایکدم پر سکون تھا۔۔۔کیٹلاگ کے ورق پلٹنے اور شیشے پر کنگن اور نیکلس رکھے جانے کی آوازیں، دکان میں ہونے والی دھیمی گفتگو میں مدغم ہو رہی تھیں۔۔۔۔

"دیکھیں حاذق۔۔۔یہ کیسا لگ رہا ہے؟"عسیل نے شیشے کی میز پر کھلی کیٹلاگ میں سے ایک سیٹ پر انگلی رکھتے اس کی جانب دیکھا۔۔آنکھوں میں پسندیدگی کی چمک واضح تھی۔۔۔ اس کی آواز پر حاذق نے چونک کر موبائل سے نظریں ہٹائیں۔۔عسیل کی سوالیہ نگاہیں اس پر جمی تھیں۔۔۔

Clubb of Quality Content

"ہمم۔۔اچھا لگ رہا ہے۔۔۔۔ماما کو دکھاؤنا۔۔۔انہیں زیادہ آئیڈیا ہے۔۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے بینا خالہ کی جانب دیکھا جن کے چہرے پر خفگی کے آثار نمایاں تھے۔۔۔

"خالہ کو تو دکھا دیا ہے۔۔۔انہیں بھی پسند ہے۔۔۔"

"ہاں تو پھر دیر کس بات کی۔۔۔ڈن کر دیتے ہیں۔۔کیوں ماما؟"موبائل جیب میں رکھتا وہ پوری طرح ان کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔اس کی اس درجے خوش اخلاقی اور فرمانبرداری پر بینا خالہ کا جی چاہا خوب کھری کھری سنائیں۔۔۔ان کو ہوا لگے بنا باپ تک بننے جا رہے تھے موصوف اور ابھی ایسی فرمانبرداری جیسے سارے کام ان سے پوچھ کر ہی کئے جاتے ہوں۔۔بمشکل خود پر ضبط کرتے وہ عسیل سے گفتگو میں مگن ہو گئیں۔۔۔

"میڈم۔۔اگر یہ سیٹ فائنل ہے تو میں آرڈر کنفرم کر دوں؟"قریب کھڑے دکاندار نے مخصوص پیشہ ورانہ مسکراہٹ سے باری باری تینوں کو دیکھا۔۔۔

"آئی تھنک اسے تو فائنل کرتے ہیں۔۔"بینا خالہ کی جانب دیکھتے عسیل نے سوال کیا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں۔۔یہ تو تمہاری بارات کا ہو جائے گا۔۔۔ابھی ولیمے کا بھی ایک سیٹ دیکھنا ہے۔۔۔" دونوں دوبارہ باتوں میں مگن ہوئی تھیں۔۔۔جبکہ حاذق کے کان مزید خریداری پر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

"لیڈیز۔۔آپ لوگوں کے پاس آدھا گھنٹا ہے۔۔۔۔جلدی جلدی جو کرنا ہے کر لیں۔۔۔"ہاتھ میں پہنی گھڑی پر نظر دوڑاتے اس نے گلا کھنکھارا۔۔۔

"تم اپنے ضروری کام سے چلے جاؤ۔۔۔۔میں اور عسیل کریم سے واپس آجائیں گے۔۔۔۔"بیناخالہ نے کڑوں کا ایک سیٹ اٹھاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔۔۔ان کا سارا زور "ضروری کام" پر تھا۔۔وہ اس کی جانب دیکھنے سے جان بوجھ کر احتراز بھی برت رہی تھیں۔۔

"نہیں، میں آپ لوگوں کو گھر ڈراپ کر کے ہی جاؤں گا۔۔۔۔اگر آج کچھ رہ بھی جاتا ہے تو کل آجائیں گے۔۔۔۔کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔بس آج مجھے تھوڑا اہم کام ہے۔۔۔" بشاشت سے بولتے اس نے عسیل کو دیکھا جو اس کی اتنی فراخدلی سے کی گئی آفر پر کھل کر مسکرائی تھی۔۔جبکہ بیناخالہ ایک بار پھر صبر کا گھونٹ پی کر رہ گئیں تھیں۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خالہ بس ابھی اسے ہی فائنل کر دیتے ہیں۔۔۔۔باقی چیزیں بعد میں آ کر دیکھیں گے۔۔۔۔ آج حاذق کچھ بزی لگ رہے ہیں۔۔۔"کیٹلاگ دکان دار کے سامنے کرتی وہ رسانیت سے بولی۔۔۔

"عسیل ابھی سے اتنی چھوٹ مت دو۔۔۔ان لوگوں کی مصروفیت کی تو کوئی حد نہیں ہوتی ہے۔۔۔۔"بینا خالہ نے ایک ناراض نظر بیٹے پر ڈالی۔۔۔

"میں پہلے ہی دو دو بیویوں کے چکر میں پھنسا ہوا ہوں۔۔اس پر سے ماما تو مجھ سے ظالم ساسوں جیسا سلوک کر رہی ہیں۔۔ہر بات میں طنز، طعنے۔۔۔نہ جانے کیوں میری زندگی مشکل بنانے پر تلی ہوئی ہیں۔۔۔"دل ہی دل میں بڑبڑاتے ہوئے اس نے والٹ سے کارڈ نکالا۔۔ اسے جلد از جلد یہاں سے نکلنا تھا۔۔اسے دیر ہو چکی تھی۔۔یقیناً زینب کو اب اس کے بنا ہی جانا پڑتا۔۔

"خیر نمبر آنے تک میں پہنچ ہی جاؤں گا۔۔"کارڈ دکاندار کی جانب بڑھاتے وہ ایک بار پھر وقت کا حساب کتاب کرنے لگا۔۔۔دکان میں بیٹھے تین نفوس، تین مختلف کیفیت سے گزر رہے تھے۔۔۔

عسیل خوش تھی۔۔۔حاذق اس کے کہنے پر نہ صرف آج آیا تھا بلکہ کل بھی اسے لانے کو راضی تھا۔۔۔

بینا خالہ غصے اور جلن کا شکار تھیں۔۔۔عسیل کے ہر اہم کام میں زینب نام کا ٹنٹنا لگنا جیسے ضروری ٹھہرا تھا۔۔۔

حاذق بے بسی اور جھنجھلاہٹ میں مبتلا تھا۔۔ایک ساتھ تین عورتوں کو خوش رکھنا اس کے بس سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

پوش علاقے میں واقع جدید سہولیات سے آراستہ یہ ایک خوبصورت اپارٹمنٹ تھا۔۔جس کی کھڑکیوں سے شام کی ہلکی روشنی اندر لاؤنج میں داخل ہو رہی تھی۔۔۔جس کی مرکزی دیوار پر لگی ایل ای ڈی روشن تھی۔۔آواز مدھم تھی۔۔۔اسکرین پر کسی اسکالر کا چہرہ واضح تھا۔۔۔سامنے رکھے گہرے سرمئی صوفے پر زینب نیم دراز بیٹھی تھی۔۔۔اس کے ہاتھ میں ریموٹ تھا۔۔ذہن کی سوچیں بھٹک رہی تھیں۔۔سامنے دیواروں پر ہلکے رنگ کے وال پیپر لگے تھے۔۔۔جن پر نازک سی ایمبوسڈ ڈیزائننگ تھی۔۔۔سامنے رکھی لکڑی کی

خوبصورت میز پر ایک گلدان میں سفید للی کے پھول رکھے تھے۔۔۔جن کی ہلکی خوشبو کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ گزشتہ روز ہی یہ پھول حاذق لے کر آیا تھا۔۔کچن سے آتی ہلکی کھٹر پھٹر کی آوازیں،اور میٹھی سی خوشبو ماحول میں رچی ہوئی تھی۔۔۔۔

تب ہی دروازے پر بیل کی آواز گونجی۔۔۔زینب نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔۔۔اس وقت،اس کے یہاں کون آسکتا تھا۔۔ بمشکل اپنے بھاری وجود کو پاس پڑی چادر میں لپیٹتے وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔

"تسلیم۔۔۔دیکھو دروازے پر کون ہے؟"کچن میں کام کرتی ملازمہ کو آواز دیتے وہ ایک بار پھر قیاس آرائی کرنے لگی۔۔اگلے ہی پل اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔۔۔حاذق دھیمے دھیمے چلتا لاؤنج میں داخل ہو رہا تھا۔۔ٹی وی آف کرتی وہ بمشکل صوفہ چھوڑتی اٹھی۔۔

"السلام علیکم۔۔کیسی ہو؟"ہاتھ میں تھاما سرمئی کوٹ صوفے پر اچھالتے اس نے زینب کو بانہوں کے حصار میں لیا۔۔

"وعلیکم السلام۔۔الحمد للہ۔۔آپ۔۔اس وقت کیسے؟" حاذق نے ہمیشہ کی طرح اس کے ماتھے پر پیار کیا۔۔اور اسے اپنے حصار میں لئے صوفے پر دراز ہو گیا۔۔زینب کے چہرے ہر ہنوز حیرانی اور خوشی کے تاثرات تھے۔۔۔

"بس، آج کسی لیگل ایشو کے سلسلے میں کورٹ جانا تھا۔۔وہاں سے جلدی فارغ ہو گیا تو سوچا تم سے ملتا چلوں۔۔" اس کے ہاتھوں کو نرمی سے تھامتا وہ مسکرایا۔۔زینب نے گردن اٹھا کر بغور اسے دیکھا۔۔۔وہ مسکرا رہا تھا۔۔لیکن آنکھوں میں تھکن واضح تھی۔۔۔

"مطلب آج تو پھر دن میں لنچ بھی نہیں کیا ہو گا؟ میں کچھ کھانے کے لئے لے آتی ہوں۔۔۔" اس سے خود کو الگ کرتی وہ کھڑی ہونے لگی۔۔۔

"اونہوں!!! بھوک نہیں ہے۔۔۔بس کچھ دیر تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔۔" اسے خود سے مزید قریب کرتے وہ تھکن زدہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

"حاذق آپ کچھ پریشان ہیں؟" اس کی آنکھوں میں جھانکتے میں متفکر ہوئی۔۔۔حاذق نے آنکھیں موندتے گہرا سانس کھینچا۔۔۔

"چلو بیڈ روم میں چل کر بات کرتے ہیں۔۔۔اس طرف تمہاری میڈ بھی آسکتی ہے۔۔"

ایک نظر کچن کے دروازے پر ڈالتا وہ اس کا ہاتھ تھامتا کھڑا ہوا۔۔۔

بیڈ روم ہمیشہ کی طرح نفاست سے سجا ہوا تھا۔۔۔ہلکے نیلے رنگ کی دیوار پر ایک سادہ مگر خوبصورت پینٹنگ لگی تھی۔۔۔جو کمرے کو ایک پر سکون سا تاثر دے رہی تھی۔۔۔کھڑکی سے داخل ہوتی ہلکی ٹھنڈی ہوا پردوں کو آہستہ آہستہ ہلا رہی تھی۔سورج کی نرم سی کرنیں زمین پر اپنا عکس چھوڑ رہی تھیں۔۔۔

حاذق بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔ایک پاؤں بیڈ پر موڑ کر جبکہ دوسرا زمین پر رکھا ہوا تھا۔۔زینب اس کے برابر میں نیم دراز لیٹی تھی۔۔۔اس کا سر حاذق کے کندھے پر تھا۔۔

"تم سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے زینب کے چہرے کی جانب دیکھا۔۔۔جس کی گردن اٹھی ہوئی تھی۔۔وہ حاذق کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔نہ جانے وہ کیا کہنے والا تھا۔۔

"تمہیں پتہ ہے نا۔۔ بیس دن بعد میری شادی ہے؟"اس کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں چلاتا وہ دھیمے سے بولا۔۔۔زینب نے ایک پر سکون سانس خارج کیا تھا۔۔وہ تو سمجھی تھی نہ جانے وہ اس سے کیا کہنے والا تھا۔۔تو وہ اپنی شادی کو لے کر پریشان تھا۔۔۔اس کے اندر جیسے ایک اطمینان اترا تھا۔۔۔

"ہوں۔۔تو شادی پر تو انسان خوش ہوتا ہے نا۔۔یہ اتنی اداسی کس بات کی؟"اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتی وہ مسکرائی۔۔۔حاذق کے چہرے پر بھی اداس سی مسکراہٹ امڈی تھی۔۔۔

"زینب تمہاری اس حالت میں تمہیں اتنے دن بالکل اکیلا چھوڑنا مجھے اندر سے بہت ڈسٹرب کر رہا ہے۔۔۔۔"اس کے بھاری وجود پر نظر ڈالتے اس نے لب کچلے۔۔۔

"میں کوشش کروں گا کہ تم سے ملتا رہوں یا کم از کم روز بات کر سکوں۔۔۔۔مگر تم جانتی ہو، عسیل کے لئے یہ شادی ایک خواب کی طرح ہے۔۔۔وہ اس وقت کو بھرپور انجوائے کرنا چاہے گی۔۔۔۔۔شاید ہفتہ دس دن کے لئے عسیل مجھے ایک پل کے لئے اکیلا نہیں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چھوڑے۔۔۔ایسی صورت میں میں تمہیں زیادہ وقت نہیں دے سکوں گا۔۔۔۔۔"وہ نظریں جھکائے بول رہا تھا۔۔یوں جیسے کوئی اعتراف جرم کر رہا ہو۔۔۔

"میں جانتا ہوں، تمہیں اس وقت میری سب سے زیادہ ضرورت ہے۔۔تم ذہنی اور جسمانی تبدیلیوں سے گزر رہی ہو۔۔ایمو شنل ان اسٹیبلٹی، موڈ سوئینگز، ہارمونل چینجز۔۔۔یہ سب تمہیں اندر سے توڑ رہا ہو گا۔۔۔ایسے میں عورت کا سب سے بڑا سہارا اس کا شوہر ہوتا ہے۔۔۔مگر میں۔۔"اس نے بوجھل سانس خارج کیا۔۔۔چند پل کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔۔۔یوں جیسے وہ مزید کہنے کی ہمت جٹا رہا ہو۔۔۔ندامت اس کے لفظ لفظ میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔

"میں یہ شادی تمہاری ڈلیوری تک ڈیلے کرنا چاہتا تھا۔۔۔عسیل کو سب کچھ بتا دینا چاہتا تھا۔۔۔مگر ماما اس کے لئے راضی نہیں ہیں۔۔میری سمجھ نہیں آ رہا کیا کروں۔۔"اس نے ایک بے بس سی نظر زینب کے چہرے پر ڈالی۔۔جس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔۔کوئی پریشانی، کوئی فکر، کسی حسد، کسی مقابلے بازی کی ہلکی سی رمق ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتی تھی۔۔

"اس وقت، جب تمہیں میری سب سے زیادہ ضرورت ہے۔۔تو میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر نئی زندگی میں مگن ہو جاؤں۔۔۔یہ خیال مجھے اندر سے توڑ رہا ہے۔۔مجھے اپنا آپ خود غرض لگ رہا ہے۔۔"اس نے بال مٹھیوں میں جکڑے۔۔چند سیکنڈ پھر کمرے میں بوجھل سی خاموشی کا بسیرا رہا۔۔شاید زینب اسے کھل کر بولنے دینا چاہتی تھی۔۔۔اس لئے خاموش بیٹھی اسے سنتی رہی۔۔

"پتہ نہیں میں تم سے یہ سب کیوں کہہ رہا ہوں۔۔لیکن بس دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"زینب کے بالوں پر شدت سے پیار کرتے اس نے آنکھیں موندی تھیں۔۔زینب نے دھیمے سے اس کی پیٹھ سہلائی۔۔

"حاذق۔۔۔آپ کو یاد ہے، نکاح کے شروع میں میں نے آپ سے کیا کہا تھا؟"کچھ دیر بعد اس سے خود کو الگ کرتی وہ دھیمے لہجے میں بولنا شروع ہوئی۔۔حاذق نے ناسمجھی سے اس کی آنکھوں میں جھانکا جہاں ایک نرم سا تاثر ٹھہرا ہوا تھا۔۔

"میں آپ کے لئے کبھی مشکل نہیں بنوں گی۔۔۔آپ کو مجھ سے شادی کرنے پر کبھی پچھتاوا نہیں ہو گا۔۔۔۔میں آپ کے اور عسیل کے بیچ کبھی نہیں آؤں گی۔۔۔اور شاید یہی وہ وقت

ہے جب میں اپنی کہی بات ثابت کر سکتی ہوں۔۔۔۔"وہ دھیما سا مسکرائی تھی۔۔اس کا چہرہ تو پہلے بھی بہت معصوم دکھتا تھا لیکن جب سے وہ پریگننٹ ہوئی تھی حاذق کو لگتا تھا اس کے چہرے پر جیسے نور پھیل گیا ہو۔۔وہ اپنے نام کا عکس لگنے لگی تھی۔۔۔وہ بے خود سا ہو کر اسے دیکھے گیا۔۔

"یقین کریں۔۔مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔۔۔۔لوگ ایک بیوی رکھ کر بھی اسے خوش نہیں رکھ پاتے اور آپ دو کے درمیان بھی توازن رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔ عسیل اور آپ کا نکاح ہماری شادی سے پہلے ہوا تھا۔۔اس کا آپ پر مجھ سے زیادہ حق ہے۔۔۔اسے اس کا مکمل حق دیجئیے گا۔۔۔"حاذق کی سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کہے۔۔۔وہ اس سے کیا معذرت کرے۔۔۔وہ ہمیشہ ہی اسے ہر فرض ہر ذمہ داری سے بری الذمہ قرار دے دیتی تھی۔۔وہ آج تک اس پر اپنا حق سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔۔اس کے لئے یہ شادی حاذق کا اس پر احسان تھی اور اس احسان کو چکانے لئے وہ ہر قربانی دینے کو تیار تھی۔۔۔

"آپ اپنی شادی کو بہت اچھے سے انجوائے کریں۔۔۔بس مجھے روز کی تصاویر بھیجنا نہ بھولئیے گا۔۔۔میں بھی تو دیکھوں، آپ دولہا بن کر کیسے لگتے ہیں۔۔۔میں دور سے سہی آپ

کی خوشیوں کا حصہ بننا چاہتی ہوں۔۔"اس کے کندھے پر ایک بار پھر سر ٹکاتے وہ آنکھیں موند کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

"لوگ کہتے ہیں عورت مرد کے لئے راحت کا باعث ہوتی ہے۔۔۔اس کی قربت میں وہ اپنا ہر دکھ بھول جاتا ہے۔۔۔۔اور یقین جانو۔۔تم سے شادی کر کے میں نے شدت سے اس بات کو محسوس کیا ہے۔۔۔تم میرا سکون ہو۔۔۔تم۔۔۔۔"وہ ایکدم خاموش ہوا تھا۔۔شاید جذبات کی شدت بولنے میں رکاوٹ بنی تھی۔۔۔بات ادھوری چھوڑ کر اس نے ایک بار پھر اسے خود میں بھینچا۔۔۔شاید دل میں چھپے جذبات کے لئے الفاظ کم پڑنے لگ گئے تھے۔۔۔

"چلیں۔۔۔میں کھانا نکلواتی ہوں۔۔آپ فریش ہو جائیں۔۔۔"کچھ دیر بعد وہ اس سے الگ ہوئی۔۔حاذق نے لب بھینچے گردن ہامی میں ہلائی۔۔۔۔اسے بھوک نہیں تھی۔۔مگر وہ زینب کے ساتھ کچھ وقت مزید بتانا چاہتا تھا۔۔۔سو بیڈ چھوڑتا اٹھ گیا۔۔۔

میرے ہمنوا، میرے رہنما

میرے چارہ گر، میرے ہمسفر

میری دل کی ساری خواہشیں

تیرے نام سے ہیں جڑی ہوئی

یہ سنورنا، سجنا، سنگھار سب

میری دلکشی یہ نکھار سب

میری دھڑکنوں کے یہ تار سب

تیرے نام سے ہیں جڑے ہوئے

تیری راہ دیکھوں میں دور تک

تجھے دیکھوں کیسے میں ایک جھلک

سبھی سلسلے یہ دعاؤں کے

تیرے واسطے ہیں سجے ہوئے

میرے سارے دل کے یہ فیصلے

تیرے نام پر ہی ختم ہوئے

تو جو آزمائے مجھے کبھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تو تجھے بھی اس کا پتہ چلے

میرے ہمنوا میرے ہمسفر

میں نے اپنی ساری یہ زندگی

تیرے نام ہی پہ تو ہار دی (حنا رئیس)۔

تھامس صوفے پر نیم دراز تھا۔۔ٹانگیں سامنے رکھی میز پر پھیلائی ہوئی تھیں۔۔میز پر رکھے ٹی وی اسکرین پر خبروں کا چینل چل رہا تھا۔۔۔ٹی وی کی آواز صرف خاموشی کو توڑنے کے لئے کھولی ہوئی تھی۔۔ورنہ اس کی ذرا دلچسپی اس جانب نہیں تھی۔۔۔۔

دوسرے کمرے میں بیٹھی مونا فون پر کسی سے باتوں میں مصروف تھی۔ساتھ ہی وہ لاپرواہی سے ناخنوں پر نیل پالش لگانے میں مگن تھی۔۔۔اس کے قہقہے باہر تک صاف سنائی دیتے تھے۔۔۔جیسے گھر کے ماحول یا تھامس کے بدلتے موڈ سے اسے کوئی سروکار نہ ہو۔۔۔۔

اچانک دروازے پر بیل بجی۔۔۔۔ تھامس نے بیزاری سے دروازے کی جانب دیکھا۔۔۔

"مونا، دیکھو دروازے پر کون ہے؟" اس نے اونچی آواز میں مونا کو مخاطب کیا۔۔ لیکن اندر سے اس کے قہقہے گونجتے رہے۔۔ وہ اس کی بات نہیں سن رہی تھی۔۔۔ ایک گہرا سانس بھرتے اس نے ریموٹ سے ٹی وی کی آواز کم کی اور بڑبڑاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔

دروازہ کھولتے ہی حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔۔ سامنے کھڑی شخصیت نے اس کی سانسیں منجمد کی تھیں۔۔۔ مارتھا۔۔۔ اسکارف میں ملبوس تھی۔۔ اس کے ساتھ ایک داڑھی والا مرد اور دو پولیس اہلکار کھڑے تھے۔۔۔ تھامس کے چہرے پر پل بھر میں حیرت، غصہ اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات ابھرے۔۔۔ وہ ابھی سنبھلنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ ایک آفیسر نے آگے بڑھ کر اسے کورٹ کا نوٹس تھمایا۔۔ اس نے الجھن زدہ چہرے سے نوٹس پکڑا۔۔ ایک نظر سامنے کھڑی خدیجہ پر ڈالی۔۔۔ پھر کاغذ جھٹکتے اپنی نگاہیں اس پر مرکوز کر لیں۔۔ جوں جوں وہ نوٹس پڑھتا جا رہا تھا۔۔ چہرے کی رنگت متغیر ہوتی جا رہی تھی۔۔

نوٹس میں لکھا تھا کہ خدیجہ مشرف بہ اسلام ہو چکی ہے۔اور اس نے اپنی مرضی سے عبدالرحمٰن سے کورٹ میرج کی ہے۔۔۔۔ان دونوں کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچنے کی صورت میں تھامس اور ایلکس زیرِ تفتیش آ سکتے ہیں۔۔

"گیٹ لاسٹ!!!"کاغذ کا ٹکڑا خدیجہ کے منہ پر پھینکتے اس نے دروازہ بند کرنا چاہا۔یوں بھی وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا تو اس کی شکل مزید دیکھ کر خود کو جلانے کا فائدہ بھی نہیں تھا۔۔۔

"میں ایک بار اپنی ماں سے ملنا چاہتی ہوں۔۔ساتھ ہی مجھے کچھ اپنا سامان بھی لینا ہے۔۔۔" دروازے میں پیر پھنساتے خدیجہ نے تھامس کو باز رکھنا چاہا۔۔آنکھوں میں بے خوفی واضح تھی۔۔

"تمہارا مجھ سے یا اس گھر کے کسی فرد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔تم ہمارے لئے مر چکی ہو۔۔۔آئندہ اپنی شکل مت دکھانا۔۔ورنہ میں واقعی تمہاری جان لینے سے دریغ نہیں کروں گا۔۔۔پھر چاہے مجھے پھانسی کے تختے تک کیوں نہ جانا پڑے۔۔"تھامس کا لہجہ قطعیت لئے ہوا تھا۔۔چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی یوں جیسے وہ اپنے کہے کو پورا کرنے سے ذرا نہیں چوکے گا۔۔۔خدیجہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی تھی۔۔۔وہ ساکت

نظروں سے اسے دیکھے گئی۔۔ جس نے اس کے پاؤں کو دھکا دیتے دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا تھا۔۔ دروازہ بند ہوا تو اس نے ایک بے بس، خفت بھری نظر عبدالرحمٰن پر ڈالی۔۔ جو اس کا کندھا پکڑے اس کو اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔۔۔

"یہ رستہ مشکل ضرور ہے۔۔۔ لیکن کامیابی اسی میں ہے۔۔۔" عبدالرحمٰن کی سرگوشی نما آواز پر اس نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔ ایک آخری نظر اس گھر پر ڈالی جہاں اس کا بچپن گزرا تھا۔۔۔ جو ہرگز بھی اس کے لئے خوشگوار نہیں تھا۔۔ مگر جو بھی تھا اس سے اس کی بہت سی یادیں جڑی تھیں۔ نم آنکھوں سے اس پر ایک الوداعی نظر ڈالتی وہ عبدالرحمٰن کی ہمراہی میں وہاں سے پلٹ گئی۔۔۔۔۔

اپارٹمنٹ کے اندر ایک عجب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ جیسے دیواریں بھی کسی انجانے احساس میں گم ہوں۔۔۔ اندر بیڈروم میں جھانکو تو بیڈ کے کنارے ٹک کر بیٹھی خدیجہ گردن جھکائے کسی گہری سوچ میں گم دکھائی دیتی تھی۔۔ بیڈ کے سامنے رکھی الماری میں عبدالرحمٰن منہ ڈالے کھڑا تھا۔۔۔ جیسے کچھ ڈھونڈ رہا ہو۔۔۔ ایک طرف چھوٹا سا کتابوں کا

شیلف رکھا تھا، جس پر چند مذہبی اور فکری کتابیں ترتیب سے رکھی تھیں۔۔ساتھ ہی ایک ڈیجیٹل گھڑی خاموشی سے وقت کے بہاؤ کی گواہ بن رہی تھی۔۔۔اپارٹمنٹ زیادہ بڑا نہیں تھا، مگر یہاں کی سادگی میں ایک کشش تھی، جیسے یہاں رہنے والے کو کسی غیر ضروری چیز کی خواہش نہ ہو۔۔جیسے سکون یہاں کی ہر شے میں رچا بسا ہو۔۔۔

"آپ فی الحال فریش ہو کر یہ کپڑے پہن لیں۔۔۔ان شاءاللہ کل چل کر آپ کے لئے کچھ شاپنگ کر لیں گے۔۔۔"عبدالرحمٰن کی آواز پر اس نے چونک کر گردن اٹھائی۔۔وہ ہاتھ میں اپنا ایک کرتا پاجامہ لئے کھڑا تھا۔۔نرم سی نگاہیں خدیجہ پر جمی تھیں۔۔اس نے نظریں اٹھا کر ایک نظر کپڑوں کو دیکھا۔۔۔

" تھینکس۔۔"دھیمے سے بولتے اس نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ سے کپڑے لئے اور واش روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ بیڈ روم کے آئینے کے سامنے شش و پنج میں کھڑی تھی۔۔۔۔۔ڈھیلے سے کرتے اور اپنے سائز سے بہت لمبے پاجامے میں وہ خود کو انتہائی مضحکہ خیز لگ رہی تھی۔۔۔ کرتے کی آستینیں کافی زیادہ موڑنے کے بعد بھی وہ اسے لمبی تھیں۔۔۔ایسے ہی پاجامے کے

پائنچے بھی دو تین تہوں میں مڑے ہوئے تھے۔۔۔اس کی سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اس حلیے میں عبدالرحمٰن کا سامنا کیسے کرے۔۔ابھی وہ ادھیڑ بن میں ہی تھی جب عبدالرحمٰن نے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔۔۔اس نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔۔

"آیئے کھانا کھالیں۔۔۔آپ کب سے ایسے ہی بھوکی پیاسی ہیں۔۔۔"وہ دروازے کی چوکھٹ پر کھڑا تھا۔۔لہجے میں فکر چھپی ہوئی تھی۔۔۔خدیجہ کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔ اس نے گردن جھکاتے لب کاٹے۔۔۔

"کیا ہوا۔۔کچھ پریشان ہیں؟"وہ اندر ہی چلا آیا۔۔۔خدیجہ نے تیزی سے نفی میں گردن ہلائی۔۔وہ اسے کیا بتاتی کہ یوں اس کی بھوک کا خیال کب کسی کو رہا۔۔۔ان کے یہاں تو سب اپنی اپنی بھوک مٹانے کا سوچتے تھے۔۔۔

"گھر یاد آرہا ہے؟"اسے خود سے لگاتے وہ نرمی سے مستفسر ہوا۔۔خدیجہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔اس کے آنسو چھلک پڑے تھے۔۔وہ سمجھنے سے قاصر تھے وہ کیوں اتنی جذباتی ہو رہی تھی۔۔۔گھر سے اسے کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا۔۔۔پھر کیوں؟ کیوں وہ رونا چاہتی تھی؟ عبدالرحمٰن کے کندھے پر سر رکھے اس نے بمشکل اپنے جذبات قابو کئے۔۔۔۔

"مجھے یہ کپڑے بہت بڑے ہیں۔۔۔"اس سے خود کو الگ کرتی وہ جھجھکتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔عبدالرحمٰن دھیمے سے مسکرایا۔۔

"تو آپ اس لئے رو رہی تھیں؟"اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔۔خدیجہ جھینپی تھی۔۔

"نہیں۔۔وہ بس۔۔۔آپ کو میں عجیب نہیں لگ رہی۔۔۔"کانوں کے پیچھے گیلے بال اڑستی وہ عجیب کیفیات کا شکار ہو رہی تھی۔۔

"بالکل بھی نہیں۔۔۔بلکہ مجھے تو آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔اور یہ کپڑے تو اب میں بہت سنبھال کر رکھوں گا۔۔ان میں آپ کی خوشبو جو بس گئی ہے۔۔"خدیجہ نے چونک کر نظریں اٹھائیں لیکن اگلے ہی پل وہ تیزی سے گردن جھکانے پر مجبور ہوئی تھی۔۔عبدالرحمٰن کی محبت پاش نگاہیں اسی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔۔

"چلیں کھانا کھالیں۔۔۔"خدیجہ کو حیا سے گلابی پڑتا دیکھ کر وہ دھیمے سے مسکرایا۔۔اور پھر کمرہ چھوڑتا نکل گیا۔۔۔

عبدالرحمٰن نے کچن میں رکھی چھوٹی سی گول میز پر ہی کھانا لگا دیا تھا۔۔۔وہ سینٹر جانے سے پہلے ہی کھانا بنا کر جاتا تھا۔۔یہ اس کے معمول میں شامل تھا۔۔اسے نہیں معلوم تھا آج اس کھانے پر خدیجہ کا نام بھی لکھا تھا۔۔

"آج اسی سے کام چلائیں۔۔کل سے آپ کے لئے آپ کی پسند کا کھانا بناؤں گا۔۔۔"اس کے سامنے پلیٹ رکھتا وہ مسکرایا۔۔

"اتنی عزت اور محبت سے کھلایا جانے والا ہر کھانا میرا پسندیدہ ہو گا۔۔۔"وہ پہلی بار مکمل جملہ بولی تھی۔۔۔لیکن عبدالرحمٰن کے دل کو چھو گئی تھی۔۔۔

"یہاں آپ کو عزت،مان،وفا،محبت اور اعتبار کی کمی کبھی محسوس نہیں ہو گی خدیجہ۔۔۔" اس کی پلیٹ میں آلو کی بھجیا ڈالتے اس نے خدیجہ کو اعتماد کی پہلی سیڑھی پر ہاتھ تھام کر کھڑا کیا۔۔اور اس کے اتنے پیار بھرے انداز پر خدیجہ کو پہلے ہی دن اس سے محبت ہو گئی۔۔وہی محبت جو ہر وفا شعار بیوی کو اپنے فکر اور احساس کرنے والے شوہر سے ہوتی ہے۔۔۔باقی کا کھانا خاموشی سے کھایا گیا۔۔۔بس عبدالرحمٰن وقتاً فوقتاً اس کی پلیٹ میں کچھ نہ کچھ ڈالتا جا رہا تھا۔۔کبھی سالن،تو کبھی سلاد،تو کبھی روٹی۔۔۔تو کبھی اس کے پانی کا گلاس بھرتا۔۔۔خدیجہ

کی آنکھیں پورے وقت نم رہی تھیں۔۔ جبکہ یہ کھانا اس کے لئے ایکدم نیا تھا۔۔ یہ مصالحے والے سالن اس کی غذا کا حصہ کبھی نہیں رہے تھے۔۔ لیکن پھر بھی وہ عبدالرحمٰن کا دل رکھنے کو خاموشی سے کھانا کھائے گئی۔۔۔۔

کھانے کے اختتام پر عبدالرحمٰن نے اسے برتن بھی نہیں سمیٹنے دیئے۔۔۔ وہ اسے چند دن تک دلہن بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔۔۔ خدیجہ کو احساس ہو رہا تھا۔۔ وہ ایک بہت حساس انسان تھا۔۔۔ اسے حیرت ہوئی تھی کہ آخر اس جیسے انسان کو کوئی عورت کیسے چھوڑ کر جا سکتی تھی۔۔ سوچوں میں گھری وہ کمرے میں چلی گئی۔۔۔ عبدالرحمٰن برتن سمیٹتا کچن کی جانب مڑ گیا۔۔۔ کھانے کے بعد وہ دو کپ چائے بنا کر لایا تھا۔۔۔۔

جس وقت وہ کمرے میں داخل ہوا خدیجہ کمرے سے ملحقہ بالکونی میں کھڑی دور نظر آتے شہر پر نظر جمائے کھڑی تھی۔۔۔۔ جہاں بہار شروع ہونے کے باعث درختوں پر رنگا رنگ پھول نظر آ رہے تھے۔۔۔۔ پچھلے مہینوں میں ہونے والی برف باری کی برف بھی اب تقریباً پگھلنی شروع ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے موسم اب خوشگوار ہو چکا تھا۔۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ

بازوؤں پر باندھے گلاس ڈور سے سر ٹکائے اس موسم کی خوبصورتی کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔جب اپنے کندھے پر ایک گرم لمس کا احساس ہوا۔۔۔وہ چونک کر پلٹی۔۔۔

"یہ لو۔۔۔تھکن اتر جائے گی۔"اسے چائے کا کپ تھماتا وہ بھی باہر دیکھنے لگا۔۔۔

"آپ نے مجھ سے شادی کا فیصلہ کیوں کیا؟"خدیجہ نے چائے کے کپ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ سے اس کی گرمائش کو اپنے اندر اتارنا چاہا تھا۔۔۔نگاہیں نیچے جھکی ہوئی تھیں۔۔

"کیوں کہ میری ہمیشہ سے خواہش ایسے ہی ہمسفر کی تھی۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے گردن موڑی۔۔خدیجہ نے ایک جھٹکے سے نگاہیں اٹھائی تھیں۔۔۔وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گئی جس کی آنکھوں میں اس کے لئے نرم سا تاثر ٹھہرا تھا۔۔۔

"کیا واقعی وہ اس قابل تھی کہ کسی کی خواہش ہو سکتی تھی؟؟؟تشکر کا ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر گرا تھا۔۔اگلے ہی پل اس نے گردن اوپر اٹھائی۔۔نگاہیں آسمان پر جمی تھیں۔۔ایک خاموش شکریہ تھا جو اس کارواں رواں اس اس ذات کا ادا کر رہا تھا۔۔۔جس نے اسے یہ عزت دی تھی۔جس کی خواہش کوئی بھی نیک مسلمان عورت کر سکتی تھی۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے ماضی کو جاننے کے باوجود بھی؟" وہ گلوگیر آواز میں مستفسر ہوئی۔۔۔اب کی بار بھی اس نے عبدالرحمٰن کی جانب دیکھنے سے احتراز برتا تھا۔۔

"ہمارے لئے جنت اور جہنم کا فیصلہ اس بات پر ہو گا کہ ہماری زندگی کا اختتام کہاں ہوا؟ جب ہم نے اپنا سفرِ زندگی مکمل کیا تو ہم کس راہ پر تھے؟ ہمارے تائب ہوئے گناہوں کی بازپرس نہیں ہو گی۔۔بلکہ جو عمل ہم نے تائب ہونے کے بعد کئے ہم ان پر کتنے ثابت قدم رہے۔۔۔۔تو جب اللہ پاک ہم سے ہمارے تائب ہوئے گناہوں کی بازپرس نہیں کرے گا۔ تو میں کون ہوتا ہوں کسی کو اس کے ماضی سے جج کرنے والا۔۔۔بلکہ مجھے خوشی ہے کہ میرے جیون ساتھی کو اچھائی اور برائی کی تمیز ہے۔۔۔"ایک ہاتھ اس کے کندھوں کے گرد حمائل کرتا وہ مسکرایا۔۔خدیجہ نے حلق سے ایک پر سکون سانس خارج ہوا۔۔اس نے آنکھیں میچتے عبدالرحمٰن کے ساتھ کو محسوس کیا تھا۔۔۔اس کی نرم سی گرفت میں اسے تحفظ کا بے پایاں اِحساس ہوا تھا۔۔

"ہاں مگر ایک وعدہ کریں۔۔۔۔"کچھ دیر بعد وہ دوبارہ گویا ہوا۔۔خدیجہ نے چونک کر گردن موڑی۔۔عبدالرحمٰن کی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلی تھی۔۔شفاف،گلابی،مضبوط ہتھیلی۔۔۔

"جس راہ پر آپ نے چلنا شروع کیا ہے۔۔۔آخری دم تک اس پر ثابت قدمی سے ڈٹی رہیں گی۔۔۔چاہے قدم لڑکھڑاتے رہیں مگر گرتے پڑتے اسی پر اپنا سفر ختم کرنا ہے۔۔۔۔"

خدیجہ کے ہونٹ جذبات سے لرزے تھے۔۔۔اس نے اپنا نرم و نازک ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھمایا۔۔

"وعدہ ہے یہ میرا۔۔جنت میں قدم آپ کے ساتھ ہی رکھوں گی۔۔۔"عبدالرحمٰن نے مٹھی بند کرتے اس کے ہاتھ مضبوطی سے تھامے۔۔۔۔دونوں کھل کر مسکرائے تھے۔۔۔دور کھڑی محبت اپنے وجود پر نازاں ہوئی تھی۔۔جیسے اسے تکمیل کا یقین ہو۔۔۔

شادی کے دن قریب آرہے تھے۔۔۔دونوں گھروں میں تیاریاں اپنے عروج پر تھیں۔۔۔۔لیکن لگتا تھا کام سمٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔عفان صاحب تو دعوت نامہ

بانٹ کر فارغ ہو چکے تھے۔۔ لیکن مہروز صاحب کی یہ ذمہ داری ابھی باقی تھی۔۔۔ان کے دعوت نامے دو روز پہلے چھپ کر آ گئے تھے۔۔۔ لیکن دوسرے بکھیڑوں میں اب تک ان پر نام نہیں لکھے گئے تھے۔۔۔اس وقت وہ اور بینا خالہ بیٹھے اسی مہم پر جٹے ہوئے تھے۔۔۔۔

"حاذق۔۔ شادی کے بعد گھومنے جانے کا کیا پلان ہے؟"آخری کارڈ پر ایک نظر دوڑا کر اس کے لفافے میں ڈالتے مہروز خالو نے سرسری لہجے میں سوال کیا۔۔ چشمے سے پیچھے جھانکتی آنکھیں اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ بخوبی دیکھ رہی تھیں۔۔۔جو گردن جھکائے موبائل پر مصروف نظر آتا تھا۔۔۔

"پاپا۔۔ابھی تو کچھ سوچا نہیں ہے۔۔۔شاید دو تین ماہ ٹھہر کر جاؤں۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے باری باری دونوں کو دیکھا۔۔۔اس کے جواب پر بینا خالہ کے چہرے پر ایکدم ہی سنجیدگی چھا گئی تھی۔۔۔

"کیوں بھئی۔۔اب تک سوچا کیوں نہیں۔۔"سارے کارڈز ایک بیگ میں ڈالتے وہ حیرانی سے مستفسر ہوئے۔۔۔

"تم نے نہیں سوچا تو میں تمہارا ہنی مون ٹرپ پلین کر دیتا ہوں۔۔" ہلکے سے قہقہہ لگاتے انہوں نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔۔حاذق نے خجالت سے کان کی لو مسلی تھی۔۔۔

"ایسا کرو، ملائیشیا وغیرہ کا چکر لگالو۔۔۔۔تم کیا کہتی ہو؟" حاذق سے بات کرتے وہ بینا خالہ کی طرف پلٹے جو سپاٹ چہرے سے بیٹھی تھیں۔۔ان کی ساری توجہ ناموں کی اس لسٹ پر تھی۔۔۔جو وہ ہاتھ میں تھام کر بیٹھی تھیں۔۔

"مجھ سے تو ایسے پوچھ رہے ہیں جیسے اس گھر میں میری ہی تو چلتی ہے۔۔۔" ایک خفا نظر حاذق پر ڈالتے انہوں نے لسٹ تہہ لگا کر کارڈوالے بیگ میں ہی ڈال دی۔۔

"اب ایسی بات بھی نہیں ہے ماما۔۔۔اس وقت آپ نے زیادہ ہی exaggeration سے کام لیا ہے۔۔۔یہ تو آپ پاپا کے دل سے پوچھیں۔۔" حاذق اپنی جگہ سے اٹھ کر ماں کے برابر میں آکر بیٹھا۔۔۔ان کے کندھوں کے گرد بازو حمائل کرتے اس نے ان کے بالوں پر پیار کیا۔۔اس کی ماں اس سے ناراض تھیں۔۔وہ اچھی طرح جانتا تھا۔۔لیکن ماں تھیں۔۔ آسانی سے مان جاتیں۔۔یہ بھی جانتا تھا۔۔۔

"مجھے کیوں پھنسا رہے ہو برخوردار؟ آپ من مانی کر سکتے ہیں ہم تھوڑی۔۔۔"بینا خالہ کے ماتھے پر پڑنے والے بلوں کو دیکھتے ہوئے مہروز خالو نے جلدی سے گڑبڑا کر صفائی دی۔۔۔۔ یوں بھی جب سے انہوں نے حاذق کی دوسری شادی کا سنا تھا۔۔وہ نہ جانے کیوں انہیں مردوں کی بے وفائی پر لیکچر دیتی رہتی تھیں۔۔

"ہاں ایک آپ کا بیٹا مظلوم۔۔۔اور ایک آپ۔۔"بینا خالہ نے ایک شاکی نظر ان پر ڈالی۔۔ مہروز خالو نے بے بسی سے کندھے اچکائے۔۔ان کی کلاس بلاوجہ ہی لگ جایا کرتی تھی۔۔۔

"ماما۔۔آپ باقی سب چھوڑیں۔۔مجھے یہ بتایئے آپ کیسے خوش ہوں گی؟"حاذق نے ان کے کندھے پر ایک بار پھر پیار کیا۔۔۔وہ آج انہیں منانے کے بھرپور موڈ میں تھا۔۔اسے معلوم تھا کہ اس کی ماں کو کب سے اس کی شادی کا ارمان تھا۔اور اب جب شادی قریب تھی تو وہ کتنی پریشان اور چڑچڑائی رہتی تھیں۔۔۔۔

"واقعی تم مجھے خوش کرنا چاہتے ہو؟"ابرو اچکاتے انہوں نے سوالیہ نگاہیں اس پر جمائیں۔۔ اگر اونٹ خود پہاڑ کے نیچے آنا چاہ رہا تھا۔۔سو انہیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔۔

"ہاں۔۔بس ایک بات کی ضد مت کیجئیے گا۔۔۔اس کے سوا آپ کو خوش کرنے کے لئے میں ہر کچھ کرنے کو تیار ہوں۔۔"محبت سے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے وہ گویا ہوا۔۔

"تو بس پھر تم عسیل کو لے کر گھومنے جاؤ گے اور وہ بھی ولیمے کے فوراً بعد۔۔۔۔"اس کی پیشانی پر بکھرے بال ہٹاتے وہ مسکرائیں۔۔۔آج کتنے دن بعد انہوں نے اسے یوں محبت سے دیکھا تھا۔۔۔حاذق نے ایک بے بس سا سانس خارج کیا۔۔۔

"ماما آپ جانتی ہیں نا کہ میں فی الحال کیوں نہیں گھومنے جانا چاہتا؟؟؟"اس نے بے چارگی سے ان کی آنکھوں میں جھانکا۔۔جہاں پل بھر میں تاثر بدلا تھا۔۔کچھ دیر پہلے والی نرمی مفقود دکھائی دیتی تھی۔۔۔

"میں عسیل کو لے کر جاؤں گا۔۔۔۔پوری دنیا گھماؤں گا۔۔۔مگر مجھے بس کچھ وقت دے دیں۔۔۔زینب کو یوں اس حالت میں بے یار و مددگار چھوڑ کر جانے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے ماما۔۔۔"ان کے ہاتھوں پر دباؤ بڑھاتا وہ بے بسی کی حدوں کو چھو رہا تھا۔۔۔بینا خالہ نے ناراضی سے اس کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ کھینچے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ماما میں ہر کام یکسوئی سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔مجھے پتہ ہے اگر میں آپ کی زبردستی عسیل کو لے کر چلا بھی گیا نا تو میرا دل وہاں نہیں لگے گا۔۔۔۔اور میں عسیل کے ساتھ یہ زیادتی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔میں چاہتا ہوں میں دونوں کو ان کا مکمل حق دوں۔۔جب عسیل کے ساتھ جاؤں تو پیچھے کم از کم مجھے زینب کی یہ طبعیت کی فکر سوار نہ ہو۔۔زندگی پڑی ہے گھومنے کو۔۔۔میں اسے بھرپور طریقے سے گھماؤں گا بس مجھے کچھ وقت دے دیں۔۔۔۔"ان کی آنکھوں میں جھانکتے گویا وہ منت کر رہا تھا۔۔۔بینا خالہ نے تاسف سے اسے دیکھا۔۔زینب کا خیال اس پر اتنا حاوی تھا کہ عسیل تو کہیں پس منظر میں چلی گئی تھی۔۔اور انہیں یہ بات ہرگز گوارہ نہیں تھی۔۔۔

"حاذق ساری زندگی تو انسان گھومتا ہی رہتا ہے۔۔۔۔مگر شادی کے فوراً بعد کی بات الگ ہوتی ہے۔۔۔۔یہ ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے۔۔۔۔اور اس کو نہ لے جانا اس کے ساتھ زیادتی ہی ہو گی۔۔۔۔مجھے تو فی الحال یہی نظر آ رہا ہے کہ تم ہر جگہ، ہر مقام پر عسیل کی حق تلفی کرنے کھڑے رہتے ہو۔۔۔۔۔"وہ بولیں تو لہجے میں خفگی کے ساتھ بدگمانی کا عنصر بھی شامل تھا۔۔حاذق ایک بے بس سانس بھر تا لب بھینچ گیا۔

"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی وہ ایسا کون سا انوکھا بچہ پیدا کر رہی ہے کہ تم نے اسے ہاتھ کا چھالا ہی بنا ڈالا ہے۔۔۔" حاذق نے ایک جھٹکے سے گردن اٹھائی۔۔اس کی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی ٹھہری ہوئی تھی۔۔۔

"ماما۔۔۔وہ میری اُولاد دنیا میں لا رہی ہے۔۔۔میرے لئے وہ بچہ انوکھا ہی ہے!!!" اس کا لفظ لفظ جتاتا ہوا تھا۔۔آنکھوں میں ان کے لئے بد گمانی اتری ہوئی تھی۔۔بینا خالہ ایکدم جز بز ہوئی تھیں۔۔شاید وہ روانی میں غلط بات بول گئی تھیں۔۔حاذق کا دل دکھا تھا۔۔۔

"کل کو جب عسیل اس فیز سے گزرے گی تو کیا آپ اور صفیہ خالہ اسے ہاتھ کا چھالا بنا کر نہیں رکھیں گی؟ رکھیں گی۔۔۔اور رکھنا بھی چاہیئے۔۔۔ہر عورت کا حق ہوتا ہے۔۔۔لیکن کچھ بد نصیب ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس ماں نہیں ہوتی کہ زندگی کے اتنے اہم موڑ پر اپنی اُولاد کا خیال رکھ سکے۔۔۔اور ساس اتنی کٹھور دل ہے کہ انہیں اس بات سے فرق نہیں پڑتا کہ ان کی بہو ان کے بیٹے کی اُولاد دنیا میں لا رہی ہے۔۔انہیں بس اس بات سے فرق پڑتا ہے کہ وہ ان کی من پسند بہو نہیں ہے۔۔۔" اس کا لہجہ ایکدم ٹوٹا ہوا تھا۔۔۔اور بینا خالہ کی حالت ایسی تھی کہ بدن کاٹو تو لہو نہیں۔۔وہ خود سے اپنے بیٹے کو اتنا بد گمان نہیں کرنا چاہتی

تھیں۔۔ لیکن نہ جانے کیوں زینب کے نام پر ان کا خون کھول اٹھتا تھا۔۔ وہ بے بس تھیں۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی تلخ ہو جاتی تھیں۔۔

"ماما پتہ ہے میں زینب کے لئے اتنا حساس کیوں ہوں؟؟" اب کی بار وہ بولا تو لہجہ ایکدم ٹوٹا ہوا محسوس ہوتا تھا۔۔ چہرا جذبات کی شدت سے سرخ پڑ رہا تھا۔۔ آواز میں ایک درد گھلا تھا جو بینا خالہ کا دل کاٹ گیا تھا۔۔

"کیونکہ آپ ایک عورت ہو کر ایک عورت کا احساس نہیں کر پا رہیں۔۔۔ ایک ماں ہو کر یہ نہیں سمجھ پا رہیں کہ آپ کی ان چاہی بہو کو بھی اتنی ہی اپنائیت، محبت اور خیال کی ضرورت ہے جتنی کسی بھی چاؤ سے لائی بہو کو ہوتی ہے۔۔ بس اسی لئے مجھے اسے وہ توجہ اور محبت دینی ہے جو دینے کے لئے نہ اس کے پاس اس کی ماں ہے۔۔۔ نہ ساس۔۔" تاسف سے کہتے وہ صوفہ چھوڑتا کھڑا ہوا۔۔۔ وہ اپنی ماں کو منانے آیا تھا لیکن یہاں ماں نے ہی اس کا دل چیر دیا تھا۔۔

"میں زینب کو گھر لانے کو تیار ہوں۔۔۔" اس سے پہلے وہ لاؤنج سے نکلتا۔۔ پیچھے سے بینا خالہ کی آواز آئی۔۔۔

"جتنے دن تم یہاں نہیں رہو گے۔۔زینب میرے ساتھ،اسی گھر میں رہے گی۔۔وعدہ ہے میرا اسے کوئی تکلیف، کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔۔۔اس کا خیال میں اتنا ہی رکھوں گی جتنا تمہارے بچے کی ماں کا رکھنا چاہیئے۔۔۔"وہ بے یقینی سے پلٹا تھا۔۔آنکھوں کے گوشے نرم ہوئے تھے۔۔۔نہ جانے اس کی باتوں نے ان کا دل نرم کیا تھا یا اسے عسیل کے ساتھ بھیجنے کے لئے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھیں۔۔۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔لیکن ان کی یہ یقین دہانی اسے اندر تک مطمئن کر گئی تھی۔۔۔

"آئی لو یو ماما۔۔۔"اس نے پلٹ کر انہیں گلے لگایا۔۔۔اگر اس کے دل میں کوئی گلہ تھا بھی تو وہ ان کی اس عنایت پر اپنا دل صاف کر سکتا تھا۔۔۔

"مجھے تم اور تم سے جڑا ہر رشتہ عزیز ہے حاذق۔۔۔بس عسیل کی حق تلفی نہ ہو۔۔مجھے اس بات کا خوف رہتا ہے۔۔۔"اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لئے وہ محبت سے گویا ہوئیں۔۔آنکھوں میں ایک بار پھر نرمی اتری ہوئی تھی۔۔۔وہ اپنے بیٹے کو خود سے بد ظن نہیں کر سکتی تھیں۔۔اگر انہیں عسیل کی حیثیت مضبوط کرنی تھی تو حاذق کے دل میں اپنی اہمیت، عزت اور محبت برقرار رکھنی تھی اور وقت رہتے وہ یہ فیصلہ کر چکی تھیں۔۔

"ماما۔۔میرا آپ سے وعدہ ہے میں عسیل کو اپنے دانست میں کبھی دکھ نہیں پہنچاؤں گا۔۔ اسے ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کروں گا۔۔۔میں دونوں کے ساتھ انصاف کر سکوں اس کا عہد میں زینب سے شادی کے ساتھ ہی لے چکا ہوں۔۔۔۔۔"

"پھر کہاں کی ٹکٹس کروانی ہیں؟"ماں بیٹے کی جذباتی گفتگو کا سلسلہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔سو مہروز خالو نے بیچ میں ہی لقمہ دے ڈالا۔۔۔

"ملائشیا،بنکاک اور تھائی لینڈ کا ٹور ٹھیک رہے گا۔۔۔"جواب حاذق سے پہلے بینا خالہ کی طرف سے آیا تھا۔۔۔حاذق نے کندھے اچکا کر مہروز خالو کو دیکھا۔۔۔اتنے سب کے بعد اب انکار کی گنجائش تو بچتی بھی نہیں تھی۔۔اتنا تو وہ سمجھ ہی گیا تھا کہ ہنی مون پلان میاں بیوی کے بجائے،خالہ بھانجی کے بیچ طے پا چکا ہے۔۔۔لیکن ماما،زینب کا خیال رکھیں گی۔۔۔ اس سے زیادہ تسلی بخش بات تو کوئی ہو بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔مطمئن سا ہوتا وہ لاؤنج چھوڑ کر نکل گیا۔۔اسے زینب کو بھی ابھی یہ اطلاع دینی تھی۔۔۔

--

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔۔۔آسمان میں جامنی رنگ گھلنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔ یوں جیسے دن اور شام آپس میں گلے مل رہے ہوں۔۔سورج کی روشنی آہستہ آہستہ تحلیل ہو رہی تھی۔۔۔نہ جانے کیوں حاذق کو یہ پہر ہمیشہ ہی افسردہ کر دیا کرتا تھا۔۔اسے لگتا تھا جیسے ایک دن یوں ہی زندگی کی بھی شام ہو جائے گی۔۔

اس وقت وہ اپنے کمرے میں بیزاریت سے بیٹھا موبائل اسکرول کر رہا تھا۔۔جب فون کی اسکرین جگمگا اٹھی۔۔آنے والی کال عسیل کی تھی۔۔جب سے وہ پاکستان شفٹ ہوا تھا۔۔۔ کال کے لئے وقت کی کوئی قید نہیں تھی۔۔۔چہرے پر ہاتھ پھیرتے اس نے فون ریسیو کیا۔۔۔اگلی جانب عسیل کا مسکراتا چہرا اسکرین پر ابھرا۔۔اسے دیکھ کر وہ خود بھی مسکرایا تھا۔۔۔حسبِ معمول وہ اسے اپنے پورے دن کی روداد سناتی رہی۔۔۔مارکیٹ، درزی، پارلر کے چکر۔۔۔۔بھاگ دوڑ۔۔۔۔وہ تھکی ہوئی تھی لیکن چہرے پر خوشی اور جوش صاف دیکھا جا سکتا تھا۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے اسے سنے گیا۔۔۔

"ارے یاد آیا۔۔۔"اچانک ہی عسیل نے ماتھے پر ہلکے سے ہاتھ مارتے برابر رکھا موبائل اٹھایا۔۔۔

"میں آپ کو یہ سانگ کا لنک بھیج رہی ہوں۔۔اسے دیکھ لیجئے گا۔۔مہندی پر ہم دونوں اسی پر پرفارم کریں گے۔۔۔ماہرہ بھابھی اور شعیل بھائی نے تو پریکٹس بھی شروع کر دی۔۔آپ ذرا فرصت سے مجھے ملیں تو ہم بھی اپنی پریکٹس شروع کریں۔۔۔"وہ کچھ خفا خفا دکھائی دیتی تھی۔۔حاذق کی مسلسل مصروفیت کی گردان نے اسے زچ کر دیا تھا۔۔۔

"عسیل ایک بات بولوں؟"وہ چپ ہوئی تو حاذق نے دھیمے لہجے میں سوال کیا۔۔۔اس کے چہرے پر کچھ الجھن تھی۔۔عسیل کا دل کچھ پریشان ہوا تھا۔۔

"خیریت حاذق؟؟آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔۔۔"وہ فوراً سیدھی ہوتی بیٹھی۔۔کچھ دیر پہلے والی خفگی ہوا ہوئی تھی۔۔۔

"آئی نو کہ تم اس شادی کو لے کر بہت ایکسائیٹڈ ہو۔۔میں بھی ہوں۔۔۔۔۔"اس نے ایک لمحے ٹھہر کر عسیل کے تاثرات جانچے۔۔وہ سانس روکے اسے سن رہی تھی۔۔نہ جانے وہ کیا کہنے جا رہا تھا۔۔۔۔

"کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ہم مہندی کا ایونٹ ڈراپ کر دیں۔۔۔۔آئی مین۔۔۔شادی ان سب فضولیات کے بنا بھی تو ہو سکتی ہے نا۔۔یہ میوزک،ڈانس،مہندی کی رسومات یہ سب

سوائے لغویات کے کچھ نہیں ہے۔۔۔"عسیل کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھی۔۔وہ حقیقتاً منہ کھولے اسے دیکھے گئی۔۔۔

"آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے؟"کچھ دیر بعد وہ حیرت میں ڈوبی مستفسر ہوئی۔۔۔حاذق کی سوچ کی اس تبدیلی پر وہ بے یقین تھی۔۔وہ تو ان سب فنکشنز میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔۔۔

"ہاں یار۔۔میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔"وہ سمجھ گیا تھا عسیل کے لئے اس کی بات ہضم کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔

"آئی ڈونٹ نو وائے۔۔۔مگر مجھے اب ان چیزوں سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔۔۔۔شادی ایک شرعی کام ہے۔۔۔۔ہم نہ جانے کیوں اس کی شروعات اتنی فضولیات سے کرتے ہیں۔۔۔"

"کیا ہو گیا ہے حاذق آپ کو۔۔۔عین شادی کے وقت یہ کس مولوی کی روح حلول کر گئی ہے آپ میں۔۔۔"وہ درحقیقتاً پریشان ہوئی تھی۔۔ان کے گھر کے ماحول میں یہ سب عام تھا۔۔اور اس سب کے بنا شادی کا کوئی تصور نہیں تھا۔۔ناچ،گانے،شور،شرابے کے بنا بھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بھلا کوئی شادی ہوتی ہے؟؟؟اسے اتنی روکھی پھیکی شادی کا سوچ کر رونا آیا تھا۔۔حاذق جانتا تھا اسے اس بات کے لئے منانا ہر گز آسان نہیں ہو گا۔۔ایک گہرا سانس بھرتے وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

"عسیل۔۔۔دیکھو میری بات غور سے سنو اور سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔"عسیل نے بنا کوئی جواب دیئے لب بھینچے۔۔۔اس کا موڈ خراب لگتا تھا۔۔لیکن حاذق ایک کوشش کر کے اسے سمجھانا چاہتا تھا۔۔

"میں نے کسی سے سنا ہے کہ جن شادیوں میں یہ سب لغویات ہوتی ہیں۔۔۔۔وہ لوگ شادی کے بعد کسی نہ کسی بے سکونی کا شکار رہتے ہیں۔۔۔اور سوچو نا۔۔ناچ گانے سے شروع کیا کام کیسے کسی کی زندگی میں برکت لا سکتا ہے؟؟؟اور میں نہیں چاہتا کہ ہم کسی بھی بے سکونی کا شکار ہوں۔۔۔"

"حاذق۔۔آپ اسامہ بھائی کی مہندی والے واقعے کی وجہ سے اس کے خلاف ہیں نا؟"حاذق چپ ہوا تو وہ سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتی مستفسر ہوئی۔۔وہ شاید اس پورے دوران

حاذق کی بات سن ہی نہیں رہی تھی۔۔وہ بس اس وجہ کو جاننے کی کوشش کر رہی تھی جس بنا پر حاذق نے یہ فیصلہ لیا تھا۔۔۔اور بہت غور کرنے پر اسے یہی واحد وجہ سمجھ آئی۔۔

"حد کرتی ہو تم بھی۔۔۔یہ تم لڑکیاں کہاں کی بات کہاں لے جا کر ملا دیتی ہو۔۔۔"وہ ایکدم جھلایا تھا۔۔۔وہ اسے کیا سمجھا رہا تھا اور وہ نہ جانے کہاں کی بات کو کہاں سے ملاتے اسے کٹہرے میں کھڑا کر چکی تھی۔۔۔

"اس بات کو تو میں بھول بھی گیا تھا عسیل۔۔بس میں کسی اور وجہ سے ایسا کہہ رہا ہوں۔۔۔"اس نے گردن جھکاتے لب کاٹے۔۔۔

"تو بس پھر میں یہی سمجھوں کہ آج کل آپ کسی مولوی کی صحبت میں رہنے لگے ہیں۔۔جو آپ کو دن و رات پٹیاں پڑھانا شروع ہو گیا ہے۔۔۔کل کو آپ کو میرے پہناوے پر اعتراض ہو گا اور پھر باہر نکلنے پر۔۔۔۔"پہلی بار وہ اس سے یوں اتنے سخت لہجے میں بات کر رہی تھی۔۔حاذق بے یقین ہوا تھا۔۔۔ایک چھوٹی سی اس کی خواہش کو اس نے نہ جانے کیا کیا معنی پہنا دیئے تھے۔۔۔۔

دوسری جانب عسیل بھی کچھ خوش دکھائی نہیں دیتی تھی۔۔وہ محسوس کر رہی تھی کہ آہستہ آہستہ حاذق میں تبدیلیاں آرہی تھیں۔۔۔جتنا خوش وہ نکاح کے وقت تھا۔۔۔اتنی خوشی اور ایکسائٹمنٹ اب اسے اس کے انداز میں محسوس نہیں ہوتی تھی۔۔۔۔بلکہ وہ ہر وقت کچھ پریشان رہتا تھا۔۔۔۔

"کم آن عسیل۔۔۔میں نے بس ایک چھوٹی سی خواہش کا اظہار کیا ہے۔۔۔انسان اگر اپنے دین کے چند احکامات مان لے تو وہ مولوی بن جائے گا؟؟؟"

"نہیں۔۔یوں اچانک ہی دین یاد آنے لگے گا تو مولوی نہ سہی لیکن مولوی کا دوست ضرور لگے گا۔۔۔"اس کے تپے ہوئے لہجے پر حاذق کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ امڈی تھی۔۔۔زینب کا سراپا آنکھوں کے سامنے میں گھوما تھا۔۔

"کیا تم میری یہ ایک چھوٹی سی خواہش نہیں مان سکتیں؟"اس کا لہجہ منت آمیز ہوا تھا۔۔۔عسیل نے گہرا سانس بھرا۔۔یوں بھی وہ اس سے زبردستی یہ کام نہیں کروا سکتی تھی۔۔سو سمجھداری اسی میں تھی کہ اس کی بات مان کر اس کے دل میں اپنی جگہ اور حیثیت مضبوط کر لے۔۔۔یوں اگلی بار اس کے پاس بھی اپنی بات منوانے کا حق ہو گا۔۔۔

"آپ کی خواہش پر تو عسیل حمید اپنی جان بھی دے سکتی ہے۔۔" چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لئے وہ مسکرائی۔۔

"کیسے؟" اس کے استفسار پر عسیل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔۔

"تمہاری جان تو میں نہیں تھا؟؟ تو کسے مجھے تھمانے والی ہو؟" وہ شرارت پر آمادہ ہوا۔۔ماحول ایکدم ہلکا پھلکا ہوا تھا۔۔

"آپ کا یہ دوسری شادی کا بھوت ابھی اترا نہیں ہے؟؟" وہ خفا نظروں سے اس کی جانب دیکھتے گویا ہوئی۔۔۔حاذق کا ایک جاندار قہقہہ نکلا تھا۔۔ عسیل نے اس کی بات مان کر جیسے اسے ایکدم ہلکا پھلکا کر دیا تھا۔۔

"قسم لے لو۔۔۔اب میں مزید شادی نہیں کر سکتا۔۔۔پہلے ہی گھن چکر بن گیا ہوں۔۔۔" اپنے گزرے حالات سوچ کر اس نے جھرجھری لی۔۔۔دو بیویوں اور ماں کے بیچ اس کا اچھا خاصا بھرکس نکل چکا تھا۔۔

"ہاں بس یہ جس خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑ رہے ہیں نا۔۔اس سے دور رہیں۔۔۔ورنہ چھری تلے آتے دیر نہیں لگے گی۔۔۔" حاذق کے خیالوں میں زینب ایک بار پھر چھم سے

اتری تھی۔۔۔شاید عسیل ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔اس پر زینب کی صحبت کا رنگ چڑھنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔پہلے وہ جن باتوں کی فکر نہیں کیا کرتا تھا۔۔۔آہستہ آہستہ وہ ان کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔۔۔اس کے سوچنے کا زاویہ بدل رہا تھا۔۔۔وہ خود بدل رہا تھا۔۔اتنا آہستہ کہ اسے خود بھی اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔۔۔ گردن جھٹکتا وہ دوبارہ عسیل کی جانب متوجہ ہوا جو اسے مزید صلواتیں سنا رہی تھی۔۔۔وہ کان لپیٹے انہیں سنے گیا۔۔۔ایک بیوی کو بولنے کے لئے اکسانا پڑتا تھا۔۔تو دوسری کو چپ کرانے کے لئے ترکیبیں لڑانا پڑتی تھیں۔۔اور وہ خود دو انتہاؤں کے بیچ کسی پینڈولم کی مانند جھول رہا تھا۔۔۔

رات کا آخری پہر چل رہا تھا۔۔ماحول میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔آسمان تاریکی کی چادر اوڑھے،ستاروں کی جھلملاتی روشنی سے سجا ہوا تھا۔۔۔

مونٹریال میں موجود اس چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں جھانکو تو گھر کی ہر چیز ساکت محسوس ہوتی تھی۔۔۔صرف گھڑی کی سوئیوں کی ہلکی سی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔۔۔جو

وقت کے گزرتے لمحوں کی گواہی دے رہی تھی۔بیڈ روم میں ہلکی نیلی روشنی کمرے میں بکھری تھی۔۔بیڈ پر لیٹا عبدالرحمٰن گہری نیند میں تھا جب میز پر رکھی اس کی گھڑی زوردار آواز میں بج اٹھی۔۔الارم بند کرتے اس نے کروٹ لی۔۔ہاتھ برابر میں رکھے تکیہ پر گیا۔۔۔اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔۔خدیجہ وہاں موجود نہیں تھی۔۔وہ سمجھا شاید وہ واش روم گئی ہے۔۔۔سو وہ سیدھا ہوتا اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔۔۔تھوڑی دیر گزرنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ واش روم خالی ہے۔۔۔بیڈ سے اتر کر وہ واش روم کی جانب بڑھا۔۔۔اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔۔وہ خالی تھا۔۔۔اسے کچھ پریشانی ہوئی۔۔وہ تیزی سے کمرے سے نکلا۔۔۔لاؤنج میں آکر وہ ٹھٹھک گیا۔۔۔یہاں مدھم زرد روشنی پوری کمرے میں پھیلی تھی۔۔۔اور جائے نماز بچھائے خدیجہ دونوں ہاتھ اٹھائے دعا میں مشغول تھی۔۔وہ ساکت ہوا تھا۔۔۔وہ اس سے بھی پہلے تہجد کے لئے اٹھ گئی تھی۔۔۔۔

دروازے سے ٹیک لگائے وہ اسے محبت پاش نظروں سے دیکھے گیا۔۔اس کا ترچھے رخ سے نظر آتا پر نور چہرہ،اس کی آواز کا سوز،اس کی تڑپ۔۔۔۔۔عبدالرحمٰن کو اس پر رشک آیا تھا۔۔۔وہ بول رہی تھی اور وہ جیسے سب کچھ بھول بھال کر کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسے سنے جا رہا تھا۔۔۔

"جیسے تو نے مجھے صراطِ مستقیم پر ڈالا۔۔۔اب مجھے اس پر ثابت قدم بھی رکھنا۔۔۔ان گزرے چند مہینوں میں مجھے اس بات کا ادراک ہو گیا ہے کہ دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں گر تو چاہے۔۔۔۔۔"اس کی دعا مکمل ہو چکی تھی۔۔دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے وہ پلٹی تو عبدالرحمٰن کو اپنے پیچھے کھڑا پا کر وہ حیران ہوئی۔۔۔اس کی آنکھوں میں اس کے لئے احترام تھا۔۔عزت تھی۔۔۔رشک تھا۔۔

"آپ۔۔۔"وہ ایکدم جھینپی تھی۔۔۔وہ تو اللہ سے راز و نیاز کر رہی تھی۔۔نہ جانے عبدالرحمٰن نے کیا کیا سن لیا۔۔۔

"ہاں۔۔بس آپ کو ڈھونڈتے ہوئے ادھر آنکلا۔۔۔اور پھر قدموں نے پلٹنے سے انکار کر دیا۔۔۔"اس کے آنسوؤں سے تر چہرے کو نظروں کے حصار میں لئے وہ چند قدم اٹھاتا اس کے نزدیک آیا۔۔خدیجہ کی نگاہیں جھکی تھیں۔۔۔

"جانتی ہیں آپ میری تہجد کی دعاؤں کا ثمر ہیں۔۔۔۔"اس کی ٹھوڑی پر نرمی سے لب رکھتے وہ مسکرایا۔۔خدیجہ کی آنکھیں ایک بار پھر برسنے کو تیار ہوئی تھیں۔۔۔

"کتنا روئیں گی۔۔۔اگر ایسا ہی رہا تو گھر میں کشتی کا بندوبست کرنا پڑے گا۔۔۔"اس کے گال پر بہے آنسوؤں کو انگلی کی پور سے پونچھتے وہ مسکرایا۔۔خدیجہ بے اختیار ہی ہنس دی۔۔۔ عبدالرحمٰن بھی مسکراتا ہوا واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔

اس کے جاتے ہی وہ گہرا سانس بھرتی قرآن پاک کی تلاوت کرنے بیٹھ گئی۔۔۔کچھ ہی دیر میں لاؤنج میں رونق سی محسوس ہونے لگی۔۔۔۔دونوں رات کی ان آخری ساعتوں کا بھرپور فائدہ اٹھا رہے تھے۔۔۔۔فجر کے وقت عبدالرحمٰن مسجد کے لئے نکل گیا۔۔۔جبکہ خدیجہ کچھ دیر مزید قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہی۔۔کھل کر عبادت کرنے کا اصل مزہ تو اسے اب آرہا تھا۔۔آج اسے کسی سے کوئی خوف نہیں تھا۔۔۔کسی سے کچھ چھپانا نہیں تھا۔۔۔وہ پڑھنے کے ساتھ روتی بھی جا رہی تھی۔۔اللہ نے اسے جس نعمت سے نواز دیا تھا۔۔وہ ساری زندگی بھی سجدے میں سر رکھتی تو اس کا شکر ادا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

جس وقت عبدالرحمٰن مسجد سے واپس آیا وہ اسے لاؤنج کے صوفے پر اونگھتی ملی۔۔۔

"خدیجہ۔۔اندر چل کر سو جائیں۔۔۔"اسے دھیمے سے ہلاتے اس نے پکارا۔۔

"وہ۔۔میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔"وہ شرمندہ ہوتی سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔

"میرا انتظار مت کیا کریں۔۔فجر پڑھ کر سو جایا کریں۔۔"اسے محبت سے ساتھ لئے وہ بیڈ روم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔کچھ ہی دیر میں اس کے کندھے پر سر ٹکائے خدیجہ بے خبر سو گئی۔۔عبدالرحمٰن کو وہ اس وقت کسی معصوم بچی جیسی لگ رہی تھی۔۔اس کے چہرے پر چھایا اطمینان عبدالرحمٰن کو اس پر رشک کرنے پر مجبور کر گیا۔۔۔وہ اس کے صبر کا انعام تھی۔۔اس کی دعاؤں کا پھل تھی۔۔اس کی شکر گزاری کی عنایت تھی۔۔۔اس کے ماتھے پر نرمی سے لب رکھتا وہ خود بھی آنکھیں موند گیا۔۔

خدیجہ کی آنکھ گھر میں پھیلی آملیٹ اور چائے کی خوشبو سے کھلی تھی۔۔۔۔وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔۔اسے شرمندگی ہوئی کہ وہ کتنی بے خبر سوئی کہ اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ کب عبدالرحمٰن اس کے پاس سے اٹھ کر گیا۔۔ابھی وہ اپنے بالوں کو جوڑے میں لپیٹ رہی تھی کہ عبدالرحمٰن مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

"چلیں۔۔۔ناشتہ کر لیں۔۔۔۔پھر مجھے سینٹر کے لئے نکلنا ہے۔۔۔"اس نے دیوار گیر گھڑی پر نظر دوڑاتے اس کا ہاتھ تھامتے بیڈ سے اٹھایا۔۔

"آپ مجھے اٹھا دیتے۔۔۔دونوں مل کر ناشتہ بناتے۔۔"وہ کچھ خجل ہوئی تھی۔۔

"ابھی تو آپ نئی نویلی دلہن ہیں۔۔کچھ دن تو یہ پروٹوکال انجوائے کریں۔۔۔"اس کی ناک چٹکی سے پکڑتا وہ مسکرایا۔۔خدیجہ ہنستے ہوئے واش روم کی جانب بڑھ گئی۔۔کچھ دیر بعد دونوں ہلکی پھلکی باتوں کے دوران ناشتہ کرنے لگے۔۔۔

"آج شام آپ کی خریداری کے لئے مارکیٹ چلیں گے۔۔"ناشتے سے فراغت کے بعد وہ کرسی دھکیلتا کھڑا ہوا۔۔خدیجہ نے جواب دینے کے بجائے ہامی میں گردن ہلانے پر اکتفا کیا۔۔

"میں دوپہر میں جلدی آجاؤں گا۔۔کھانا ساتھ ہی کھائیں گے۔۔"میز سے برتن سمیٹتے اس نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی جس کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہو چلی تھیں۔۔اور وہ تیزی سے انہیں جھپکتے آنسو اندر اتارنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔عبدالرحمٰن نے مسکراتے ہوئے گہرا سانس خارج کیا۔۔کچھ دیر بعد وہ گھر سے نکل گیا۔۔خدیجہ آکر لاؤنج میں بیٹھ گئی۔۔کرنے کو کچھ نہیں تھا۔۔لیکن اندر کہیں گہرا سکون اترا ہوا تھا۔۔۔یہ اینٹوں سے بنا گھر اس کا تھا۔۔۔جہاں کی وہ بے تاج ملکہ تھی۔۔۔۔اس خیال کے آتے ہی وہ کھڑی ہوئی۔۔گھر

میں سجی ایک ایک چیز کو استحقاق سے دیکھتی وہ نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔۔۔ سرشاری کی کیفیت اس کے رگ وپے میں سرائیت کر رہی تھی۔۔۔۔یہی تو وہ زندگی تھی جو وہ دعاؤں میں مانگا کرتی تھی۔۔۔ایک چاہنے والا شوہر۔۔۔ عزت اور تحفظ کا سائبان۔۔۔ محبتوں سے گندھے احساسات جنہیں بتانے کے لئے لفظوں کے اظہار کی ضرورت نہ ہو۔۔۔۔ایک بار اس کی آنکھیں پھر چھلک پڑی تھیں۔۔اور اس بار وہ کھل کر رو دی تھی۔۔ آنکھوں کے سامنے اپنی پچھلی زندگی گزر رہی تھی۔۔سب کچھ ایک خواب محسوس ہو رہا تھا۔۔اس کا بچپن، اس کا گھر۔۔اس کے ماں باپ۔۔سب کچھ ذہن کے پردے پر بن کر تحلیل ہو رہا تھا۔۔۔

"کیا واقعی وہ ایک گھر تھا جہاں وہ رہتی تھی؟؟"گھر کا خیال آیا تو وہ سوچنے پر مجبور ہوئی تھی۔۔

جہاں ایک شوہر اپنی بیوی کی تذلیل کرتا تھا۔۔۔جہاں ایک باپ بیٹی سے نفرت کرتا تھا۔۔۔جہاں ایک بیوی اپنے شوہر سے بے وفائی کرتی تھی۔۔۔۔جہاں ایک بیٹی عزت اور

محبت جیسے لفظ سے ناآشنا تھی۔۔۔۔ مگر، وہ سب اب قصہ پارینہ ہوا تھا۔۔۔ سوچتے ہوئے اس نے گال پر پھسلے آنسو انگلی کی پور سے چنے۔۔

اسے اب ایک ایسے گھر کی بنیاد رکھنی تھی۔۔۔۔ جہاں وہ اپنے بچوں کو اپنے باپ کی عزت کرنا سکھائے گی۔۔۔۔ جہاں وہ صرف اپنے شوہر سے وفادار ہو گی۔۔۔۔ جہاں رشتے ایک دوسرے کی قربانی نہیں دیں گے بلکہ ایک دوسرے کے لئے قربانی دیں گے۔۔۔۔ اور یہ سب سوچ کر اس کے چہرے پر ایک آسودہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔۔۔ باہر آسمان صاف تھا اور تیز چمکیلی دھوپ چھن چھن کر کھڑکیوں سے اندر آ کر زندگی کی حرارت کا پتہ دے رہی تھی۔

رات گہری ہو چکی تھی۔۔۔ بیشتر گھروں میں لوگوں کی اکثریت نیند میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔ مگر اس بنگلے میں رنگ و بو کا سیلاب آیا ہوا تھا۔۔ کچھ دیر پہلے ہی عسیل یہاں رخصت ہو کر آئی تھی۔۔ رسومات کا ایک انگنت سلسلہ تھا جو چل رہا تھا۔۔۔ حاذق بظاہر ہر رسم کا حصہ بنا خوش اور مطمئن دکھائی دیتا تھا لیکن اس کی سوچوں کا محور زینب تھی۔۔ کچھ دیر پہلے اس کا

میسیج آیا تھا۔۔وہ اس کی اور عسیل کی تصویر کا پوچھ رہی تھی۔۔۔لیکن یہ خواتین اسے چھوڑنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔۔۔

"لڑکیوں اب بس کردو۔۔۔عسیل کو اس کے کمرے میں پہنچادو۔۔"بلآخر بینا خالہ نے ان لوگوں کی خلاصی کروائی تو وہ ایک گہرا سانس بھرتا جگہ چھوڑ کر اٹھا۔۔۔لڑکیاں عسیل کو لئے کمرے کی جانب بڑھیں تو اس نے تیزی سے جیب سے موبائل نکالا۔۔

"سوری۔۔۔تمہیں جواب نہیں دے پایا۔۔طبعیت کیسی ہے تمہاری؟صبح کال کرتا ہوں۔۔۔"اپنی اور عسیل کی ایک سیلفی کے ساتھ اسے پیغام بھیجتے اس نے فون لاک کیا اور خود بھی کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جس وقت وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔عسیل اسے موبائل میں غرق نظر آئی۔۔یقیناً وہ گھر پر بات کر رہی تھی۔۔۔اس نے مسکرا کر ایک نظر اس پر ڈالی۔۔۔۔زمردی رنگ کے جامہ وار کے غرارے میں ملبوس وہ بے فکری سے بیڈ پر نیم دراز تھی۔۔۔۔غرارے کی گوٹ پر کورے، دبکے اور ہم رنگ اسٹونز کی جھلملاہٹ کمرے کی مدھم روشنی میں مزید

چمک رہی تھی۔۔۔۔عنابی شفون کی لمبی قمیض اور دوپٹے پر کیا گیا بھاری کام اسے کسی نازک فن پارے کی طرح مکمل کر رہا تھا۔۔۔ہاتھوں میں ہم رنگ چوڑیاں اور کندن لگے کڑے، ماتھے پر ہلکورے لیتا ٹیکہ۔۔۔۔وہ کسی دیومالائی کہانی کا حصہ لگ رہی تھی۔۔ایسی کہانی جس کا لفظ لفظ بہت محبت سے قرطاس پر اتارا گیا ہو۔۔۔دروازہ بند ہونے کی آواز پر اس نے چونک کر گردن اٹھائی۔۔حاذق کب کمرے میں داخل ہوا اسے اِحساس ہی نہ ہوا۔۔تیزی سے موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔

"پہلے لڑکیاں گھونگٹ نکال کر دولہا کا انتظار کرتی تھیں۔۔۔۔آج دولہا کمرے میں کھڑا ہے اور دلہن موبائل پر مصروف ہے۔۔۔"کرتے کی آستینیں موڑتا وہ اس کے نزدیک آ کر بیٹھا۔۔آنکھوں میں شرارت ہلکورے لے رہی تھی۔۔

"ویسے یہ بات آپ کو کیسے پتہ کہ دلہنیں گھونگٹ نکال کر دولہا انتظار کرتی تھیں؟ کتنی کا تجربہ ہے؟"ابرو اچکاتے عسیل نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔۔حاذق ایک بے بس سی آہ خارج کر کے رہ گیا۔۔۔اب تو اس سوال پر ہنسی کے بجائے رونا آتا تھا۔۔

"قسمت کی ستم ظریفی یہ ہے دلہن صاحبہ کہ مجھے کوئی گھونگٹ اٹھانے کا موقع ہی نہیں دیتا ہے۔۔"اس نے بے بسی سے کندھے اچکاتے منہ بسورا۔۔عسیل کی آنکھوں میں نا سمجھی کے رنگ اترے تھے۔۔۔آج کل حاذق کی باتیں یوں ہی اس کے سر سے گزر جایا کرتی تھیں۔۔۔

"چلو یہ سب چھوڑو۔۔سب سے پہلے میری منہ دکھائی نکالو۔۔"اس سے پہلے عسیل کچھ جواب دیتی وہ اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلائے گویا ہوا۔۔۔عسیل کا منہ بے یقینی سے کھلا تھا۔۔

"ہیں۔۔۔۔منہ دکھائی تو دلہن کو دی جاتی ہے۔۔۔یہ کون سی الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔۔۔" اس کی پھیلے ہاتھ کو مٹھی کی صورت میں بند کرتی وہ خفا ہوئی۔۔

"بھئی دلہن کو تب منہ دکھائی دی جاتی تھی۔۔جب اس کا منہ چھپا ہوتا تھا۔۔اور اسے دیکھنے کے لئے کچھ دے دلا کر معاملہ سیٹل کیا جاتا تھا۔۔۔اب جب دلہن کا منہ کھلے عام نظر آرہا ہے۔۔تو کاہے کی منہ دکھائی۔۔۔"کندھے اچکاتا وہ بیڈ پر نیم دراز ہوا۔۔پر شوق نگاہیں عسیل کے چہرے پر جمی تھیں۔۔جہاں بے یقینی اور خفگی پھیلی نظر آتی تھی۔۔۔

"اور یہ اس ناقص معلومات کا منبع کیا ہے؟" عسیل نے اسے کڑے تیوروں سے گھورا تھا۔۔۔

"لاجک مائی ڈیئر وائی فائی۔۔لاجک۔۔دیکھو نا منہ دکھائی دو الفاظ پر مشتمل مرکب لفظ ہے۔۔۔منہ اور دکھائی۔۔یعنی جب منہ دیکھو۔۔تو منہ دکھائی دو۔۔۔۔اس حساب سے تو تم بھی میرا منہ دیکھ رہی ہو۔۔۔سو میری منہ دکھائی بھی بنتی ہے۔۔۔" وہ اس وقت اسے چھیڑنے پر آمادہ دکھتا تھا۔۔جبکہ عسیل اس کی اتنی اعلیٰ منہ دکھائی کی تعریف پر بھونچکارہ گئی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔پھر یہ ایک عدد تکیہ سنبھالیں۔۔۔اور کمرے کے باہر جا کر رات گزاریئے۔۔اب جب مجھے کمرہ دکھائی ملے گی۔۔تب ہی آپ کمرے میں داخل ہو سکتے ہیں۔۔۔" چند لمحوں بعد برابر میں رکھا تکیہ اٹھا کر اس کے سینے پر مارتی وہ بیڈ چھوڑ کر اترنے لگی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ نیچے اترتی۔۔حاذق نے اس کا ہاتھ تھام کر ایک ہلکا سا جھٹکا دیا۔۔۔اتنے بھاری کپڑوں میں وہ اپنا توازن نہ برقرار رکھ سکی اور عین اس کے اوپر گری۔۔

"اچھا سوری۔۔یوں ناراض مت ہوا کرو۔۔۔"اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستا وہ محبت سے گویا ہوا۔۔

"ویسے سچ تو یہی ہے کہ اتنا حسین منہ دیکھنے پر تو واقعی منہ دکھائی بنتی ہے۔۔۔۔"اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لئے وہ مسکرایا۔۔۔عسیل کا چہرہ گلابی پڑا تھا۔۔وہ تیزی سے اپنا غرارہ سنبھالتی پیچھے ہٹی۔۔دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگی تھیں۔۔حاذق نے مسکراتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔

"یہ حسین سا تحفہ،میری حسین سی بیوی کے لئے۔۔۔"اس سے پہلے وہ پلٹتی،جیب میں رکھے جڑاؤ کنگن نکال کر حاذق نے اس کے ہاتھ میں پہنائے۔۔۔۔وہ اسے مزید ستانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔عسیل کے لبوں پر ایک گہری مسکراہٹ امڈی تھی۔۔۔کنگن واقعی بہت خوبصورت تھے۔۔۔یہ وہی کنگن تھے جو وہ لوگ اس دن دیکھ رہے تھے۔۔۔بعد میں بینا خالہ نے اس کے لئے کنگن کے بجائے چوڑیاں بنوالیں۔۔۔لیکن حاذق عسیل کی آنکھوں میں ان کے لئے پسندیدگی دیکھ چکا تھا سو اس نے بعد میں جا کر وہ خرید لئے۔۔

"یہ تو ہوا مجھے ستانے کا جرمانہ۔۔۔اب میری منہ دکھائی۔۔۔"اگلے ہی پل اپنے حنائی ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتے وہ مسکرائی۔۔کچھ دیر پہلے والے لمحے کے اثر سے وہ نکل چکی تھی۔۔۔

"یہ جو تم دن میں تین سو پینسٹھ بار ناراض ہوتی ہو۔۔۔۔۔اس کے لئے ہر بار مجھے ایسا جرمانہ بھرنا پڑے گا۔۔۔"حاذق نے دل پر ہاتھ رکھتے آنکھیں پھیلائیں۔۔کنگن پر پھسلتے عسیل کے ہاتھ تھمے تھے۔۔۔اگلے ہی پل اس نے نگاہیں اٹھائیں۔۔۔ان میں خفگی تیر رہی تھی۔۔

"میں ذرا اس مصیبت سے چھٹکارا پالوں۔۔۔پھر آپ سے اچھے سے نمٹتی ہوں۔۔۔"اپنا بھاری غرارہ سنبھالتی وہ بیڈ سے اتری۔۔انداز میں دھمکی واضح تھی۔۔حاذق گردن جھٹکتے مسکرایا۔۔عسیل ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو حاذق نے جیب سے موبائل نکالا۔۔زینب کے کئی میسیجز آئے ہوئے تھے۔۔وہ اس کی اور عسیل کی جوڑی کی تعریف کر رہی تھیں۔۔ساتھ ہی حسب توقع ڈھیروں دعائیں تھیں۔۔اس نے ایک نظر ڈریسنگ روم کے بند دروازے کی جانب دیکھا اور مسکرا کر جواب بھیجنے لگا۔۔۔۔

ہسپتال کا کمرہ پر سکون اور نیم روشن تھا۔۔۔نرم روشنی والے بلب چھت پر نصب تھے۔۔۔۔بیڈ کے قریب رکھی آرام دہ کرسی پر خدیجہ نیم دراز تھی۔۔۔اس کے چہرے پر ہلکی سی تکلیف جھلک رہی تھی۔۔مگر آنکھوں میں ممتا کی پرچھائیاں ہلکورے لے رہی تھی۔۔قریب ہی ایک چھوٹا سا ہسپتال کا کاٹ رکھا تھا۔۔۔جس میں وہ ننھی پری گلابی چادر میں لپٹی سکون سے سو رہی تھی۔۔۔۔عبدالرحمٰن میز کے پاس کھڑا سیب کے تراشے پلیٹ میں رکھ رہا تھا۔۔اس کی نظریں بار بار اپنی بیٹی اور خدیجہ پر اٹھتیں۔۔۔جن میں بے پناہ محبت اور شکر گزاری تھی۔۔۔تب ہی دروازے پر ہلکی آہٹ ہوئی۔۔دونوں نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔۔۔

"بہت بہت مبارک ہو۔۔۔"اندر داخل ہونے والی زینب تھی۔۔اس کے ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ تھا۔۔خدیجہ کے ہونٹوں پر ایک دلکش مسکراہٹ ابھری تھی۔۔زینب اس

کا سب کچھ تھی۔۔اس نے اس پورے عرصے اس کی دیکھ بھال کی تھی۔۔وہ اس کی بہت ممنون تھی۔۔زندگی میں کبھی وہ اس کے احسانات نہیں اتار سکتی تھی۔۔۔

"اووو! یہ تو بہت ہی پیاری ہے۔۔۔۔بلکل تمہاری طرح۔۔۔۔"خدیجہ کو پھول پکڑاتے اس نے ننھی پری کو گود میں لیا۔۔۔جس کا رنگ روپ،ناک نقشہ بلکل خدیجہ کی طرح تھا۔۔۔۔گود میں آنے پر اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں اور سرمئی آنکھوں سے زینب کو دیکھ کر واپس آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔

"ہاں مگر میری دعا ہے کہ یہ کردار،عادات اور اخلاق پر اپنے بابا پر جائے۔۔۔۔"خدیجہ نے مسکراتے ہوئے عبدالرحمٰن کو دیکھا۔۔۔جو پلیٹ تھامے اسی کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

"نام کیا رکھا؟"زینب نے بے بی کی ننھی ننھی انگلیوں کو نرمی سے چھوتے ہوئے سوال کیا۔۔۔

"زینب نور۔۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے میں بے بی کا نام پوچھ رہی ہوں۔۔۔"روانی سے جواب دیتی زینب ایکدم ٹھٹھکی۔۔ اس نے باری باری خدیجہ اور عبدالرحمٰن کو دیکھا۔۔دونوں میاں بیوی کے چہروں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔۔

"میری زندگی میں اسلام کا نور تمہاری وجہ سے آیا تھا۔۔۔آج پھر مجھے اللہ پاک نے ایک اور نور عطا کیا ہے۔۔۔۔تو اس کا نام میں نے تمہارے نام پر زینب نور رکھا ہے۔۔۔۔تاکہ یہ بھی تمہاری طرح اپنے نور سے لوگوں کی زندگیاں روشن کرے۔۔۔۔۔"زینب کی آنکھوں میں چھپی الجھن کو بھانپتے خدیجہ نے جواب دیا۔۔اس کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہوئی تھیں۔۔۔

"یہ جس کی گود میں پرورش پانے جا رہی ہے۔۔۔۔وہاں سے اس کی زندگی ویسے ہی ہدایت کی روشنی سے منور ہو گی۔بس اللہ پاک اس کا نصیب بہت اچھا کرے۔۔"زینب نے بچی کو کاٹ میں واپس لٹاتے صدقِ دل سے دعا دی تھی۔عبدالرحمٰن اور خدیجہ کے منہ سے بیک وقت آمین نکلا۔۔۔۔

"ہاں میں دعا گو ہوں۔۔اسے اپنے بابا جیسا احساس اور خیال کرنے والا ہمسفر ملے۔۔۔جو اسے پلکوں پر بٹھا کر رکھے۔۔"خدیجہ کے لہجے میں عبدالرحمٰن کے لئے مان ہی مان تھا۔۔۔ اس ایک سال میں وہ اس کی گرویدہ ہو گئی تھی۔۔اسے اب سمجھ آیا تھا اسلام میں مرد کو افضیلت کیوں دی گئی تھی۔۔ایک بار پھر اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔اس کے منہ میں سیب کی قاش ڈالتے عبدالرحمٰن نے اس کے کندھے پر دوسرا ہاتھ رکھا۔۔وہ ہمیشہ ہی اسے اپنے ہونے کا یقین دلاتا تھا۔۔۔خدیجہ نے جھٹ اپنے آنسو پونچھ ڈالے۔۔۔

"اچھا تمہیں ایک خوشخبری دینی تھی۔۔۔۔ایک طرح سے اچھی خبر بھی ہے اور شاید افسردہ کرنے والی بھی۔۔۔"زینب کی بات پر خدیجہ کا دل دھک سے ہوا تھا۔۔نہ جانے افسردگی کی کیا بات تھی۔۔

"چلو تم خبر سناؤ۔۔پھر میں فیصلہ کروں گی کہ مجھے اسے سن کر خوشی زیادہ ہوئی یا افسوس۔۔۔"چہرے پر بشاشت سجاتے وہ مسکرائی۔۔عبدالرحمٰن انہیں گفتگو میں مگن دیکھ کر خود کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

Clubb of Quality Content

"اگلے مہینے میری شادی ہو رہی ہے۔۔۔۔میں رخصت ہو کر یو ایس جا رہی ہوں۔۔"زینب نے پلیٹ میں رکھے سیب میں سے ایک ٹکڑا کانٹے میں پھنسا کر خدیجہ کے منہ میں رکھا۔۔۔۔ جو عبدالرحمٰن اس کے نزدیک میز پر رکھ گیا تھا۔۔۔

"ماشااللہ خبر تو اچھی ہے۔۔۔۔اللہ پاک تمہارے نصیب اچھے کرے۔۔۔۔ہاں یہ ضرور ہے کہ میں تمہیں بہت یاد کروں گی۔میری زندگی میں ایک زینب آئی تو دوسری مجھ سے دور جا رہی ہے۔۔۔۔"اپنی بیٹی پر پیار بھری نظر ڈالتے وہ زینب کی جانب پلٹی۔۔اس کی آنکھیں ہنوز نم تھیں۔۔۔

"میں بھی۔۔۔۔۔زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔۔۔۔ان شاءاللہ۔۔"زینب نے بھی نم آنکھوں سے اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے پکڑا۔۔۔۔ساتھ گزارے دن دونوں کے ذہن کے پردے پر کسی فلم کی طرح چل رہے تھے۔۔۔۔مگر یہی زندگی کی ریت ہے۔۔۔۔ایک نہ ایک دن سب ہمیں چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ساتھ رہ جاتے ہیں تو بس ہمارے اعمال، جو روزِ محشر تک ہمارے ساتھ رہیں گے۔۔۔۔

دنیا کی جو الفت ہے تو اس کی ہے یہ کچھ راہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب شکل یہ ہووے تو بھلا کیونکہ ہو نر باہ

ناچاری ہو جس جایں تو واں کیجئے کیا چاہ

سب رہ گئے جو ساتھ سا تھی تھے نظیر آہ

آخر کے تیئں ہنس اکیلا ہی سدھارا (ہنس نامہ، نظیر اکبر آبادی)

رات کا آغاز تھا اور پورا شہر روشنیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔پیٹرو ناس ٹوئن ٹاورز کی بلندیوں سے نیچے کی دنیا ایک روشنی کے سمندر کی طرح پھیلتی نظر آرہی تھی۔۔۔۔شہر کی بلند عمارتیں اور سڑکیں اتنی چھوٹی لگ رہی تھیں جیسے وہ کسی کھلونے کے شہر کا حصہ ہوں۔۔۔۔ برج کی سطح پر کھڑے ہو کر نیچے کی منظر سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔عسیل اور حاذق اس بلند مقام پر کھڑے شہر کا نظارہ کر رہے تھے۔۔۔

"افف۔۔۔میں نیچے نہیں دیکھ سکتی۔۔"عسیل نے نیچے نظر پڑتے ہی دونوں آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھے تھے۔۔۔۔جہاں سے نظر آنے والی ہر چیز اونچائی کے باعث بہت ہی چھوٹی

نظر آرہی تھی۔۔۔اتنی اونچائی سے نیچے دیکھتے ہوئے اسے چکر آنے لگے تھے۔۔۔وہ برج کے بیچ میں آکر ساکت کھڑی ہو گئی۔۔۔

"کم آن یار۔۔۔کچھ نہیں ہوتا۔۔۔آنکھیں کھولو۔۔دیکھو کتنا حسین لگ رہا ہے سب۔۔۔ سارا کوالمپور ہمارے قدموں کے نیچے ہے۔۔۔"اسے خود سے لگاتے حاذق نے اس کی ہمت بندھانی چاہی۔۔۔

"حاذق کیوں چاہ رہے ہیں کہ یہاں سے جا کر آپ کو دوسری شادی کا بہانہ مل جائے۔۔۔" وہ خوف میں بھی اس پر ناراض ہونے سے باز نہیں آرہی تھی۔۔

"تم لنکاوی برج پر کیا کرو گی؟؟"اس کے کندھوں کے گرد بازو حمائل کئے وہ اسے ساتھ لگا کر آگے بڑھنے لگا۔۔باتیں کرتے اسے اِحساس ہی نہیں ہوا کہ وہ برج عبور کر گئے تھے۔۔

"یہ چھ فٹ کا انسان میں اپنے ساتھ اسی لئے لے کر گھوم رہی ہوں نا کہ جب مجھے ڈر لگے تو آپ کے اندر چھپ جاؤں۔۔۔"ٹاور سے ملحقہ سوریا کوالالمپور سٹی سینٹر میں داخل ہوتے اس نے ایک شرارتی نظر حاذق پر ڈالی جس کا منہ اس کی بات پر ہونقوں کی طرح کھلا تھا۔۔۔

"تم مجھے اپنا باڈی گارڈ بنا کر لائی ہو۔۔۔"ایک دکان میں داخل ہوتے وہ خفگی سے مستفسر ہوا۔۔۔

"ہاں تو کیا ہوا۔۔وقت آنے پر شوہر آپ کا باڈی گارڈ، شوفر، شیف، اے ٹی ایم مشین کچھ بھی بن سکتا ہے۔۔۔"مختلف ریکس میں سجے سامان سے اپنی شاپنگ ٹرالی بھرتے اس نے کندھے اچکائے۔۔۔ان کا ارادہ سب کے لئے تحفے لے جانے کا تھا۔۔سو وہ ساتھ ساتھ یہ کام بھی نمٹا رہے تھے۔۔۔شاپنگ سے فارغ ہو کر وہ لوگ تھوڑی دور واقع "کے ایل ٹاور" دیکھنے چلے گئے۔۔۔۔جب کہ ان کا ارادہ ٹوئن ٹاور کے پیچھے موجود تالاب میں فاؤنٹین شو دیکھنے کا تھا۔۔۔۔مگر وہاں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ شو آٹھ بجے کے بعد شروع ہوتا تھا۔۔۔اس لئے انہوں نے اسے دیکھنے کا ارادہ ترک کر کے "کے ایل ٹاور" کی راہ لی۔۔۔

کے ایل ٹاور کا اصل نام مینارہ کوالالمپور ہے۔۔۔۔یہ دراصل ایک کمیونیکیشن ٹاور ہے۔۔۔۔یہ ملائیشیا کی دوسری بڑی بلڈنگ ہے۔۔۔۔

جس وقت وہ لوگ وہاں پہنچے رات اپنے پر پھیلا چکی تھی۔۔۔۔پورا ملائشیا روشنیوں میں نہا چکا تھا۔۔۔۔کے ایل ٹاور کے اوبزرویٹری ڈیک پر کھڑے ہو کر ملائیشا کی اسکائی لائن دیکھنے کا

ایک الگ ہی سحر تھا۔۔۔حاذق کے کندھے پر سر ٹکائے عسیل مسحور سی کھڑی اس خوبصورتی کو محسوس کرنے لگی۔۔۔

"ویسے ایک بات ہے۔۔جس نے بھی یہ ہنی مون پیریڈ ایجاد کیا ہے نا۔۔اسے میری طرف سے سو توپوں کی سلامی۔۔۔ورنہ تو زندگی میں بکھیڑوں میں گم کتنی لڑکیاں کبھی گھوم ہی نہیں پاتیں۔۔۔اسی بہانے انہیں کم از کم گھومنے کا موقع مل جاتا ہے۔۔۔"حاذق کے بازو کے گرد اپنے ہاتھوں کا حصار بناتے وہ اس کے مزید نزدیک ہوئی۔۔۔

"ہوں۔۔۔لیکن اب بھی پتہ نہیں کتنی لڑکیاں یہ سب نہیں کر پاتی ہیں۔۔۔سب کی قسمت میں تو یہ سب نہیں ہوتا۔۔"اس کے سر پر نرمی سے لب رکھتا وہ ایک گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔

"ہاں۔۔یہ تو خیر ہے۔۔۔۔مگر حاذق شرجیل کی بیوی تو کر سکتی ہے نا۔۔"عسیل نے گردن اٹھا کر محبت سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

Clubb of Quality Content

"ایسا بھی ضروری نہیں کہ حاذق شرجیل کی ہر بیوی اس کے ساتھ ہنی مون پر جائے۔۔۔" سامنے شہر پر نظر جمائے وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔۔ عسیل نے ایک خونخوار نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ پھر بازو پر زور سے مکا مارا۔۔۔۔

"مجھے لگتا ہے کسی دن آپ کی اس خیالوں والی بیوی کا میرے ہاتھوں قتل ہو گا۔۔۔" اس سے الگ ہوتی وہ خفگی سے بولی۔۔

"تم میرا قتل کر دینا۔۔ اور خود دونوں پیار سے رہنا۔۔" وہ اس کے پیچھے اسے منانے چلا آیا۔۔

"آپ سے تو میں ہوٹل چل کر نمٹتی ہوں۔۔۔" اس کے بازو میں ایک بار پھر اپنے بازو حمائل کئے وہ آگے بڑھی۔۔

رات کے کھانے کا وقت ہو رہا تھا۔۔۔ وہاں موجود ریولونگ ریسٹورنٹ میں ان کے ڈنر کی بکنگ پہلے سے ہی تھی۔۔۔ جہاں سے سارا شہر صاف نظر آتا تھا۔۔۔۔ یہ ریسٹورنٹ ۳۶۰ ڈگری پر گھومتا رہتا ہے۔۔۔۔ جس کی وجہ سے شہر کا نظارہ اور بھی دلکش لگتا ہے۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ اس مسحور کن ماحول میں بیٹھے کھانے کھا رہے تھے۔۔۔ حاذق نے زیادہ کچھ نہیں کھایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھا۔۔اس کی طبعیت کچھ بوجھل محسوس ہوتی تھی۔۔۔جبکہ عسیل مکمل طور پر ماحول کے سحر میں کھوئی دھیمے دھیمے کھا رہی تھی۔۔۔

"اتنے حسین ماحول میں کھانا کھانے کا بھی ایک اپنا ہی مزہ ہے۔۔۔۔نہیں؟"پراؤن کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالتے اس نے ریسٹورنٹ کی چھت پر نظر ڈالی۔۔۔۔جہاں چھوٹے چھوٹے مصنوعی ستارے جگمگا رہے تھے۔۔۔اس کی نیلگوں روشنی میں ہر چیز بہت مسحور کن لگ رہی تھی۔۔۔۔

"پتہ ہے جب دل کا موسم اچھا ہو تو ہر چیز اچھی لگتی ہے۔۔۔"کولڈ ڈرنک کے گلاس سے آخری گھونٹ بھرتے حاذق نے گہرا سانس لیا۔۔۔عسیل نے تائید میں گردن ہلائی۔۔وہ اس وقت اتنی خوش تھی کہ حاذق کی عدم دلچسپی محسوس ہی نہیں کر پائی۔۔جبکہ حاذق کا دل اس وقت بہت بھاری ہو رہا تھا۔۔اسے لگ رہا تھا وہ زینب کے ساتھ انصاف نہیں کر پا رہا ہے۔۔۔۔وہ ہمیشہ کی طرح دو کشتی میں سوار تھا۔۔۔۔خود وہ عسیل کے ساتھ تھا۔۔۔۔مگر دل زینب کے پاس لگا تھا۔۔۔۔

"میرے خیال سے ہوٹل واپس چلتے ہیں؟"عسیل کو کھانا ختم کرتا دیکھ کر اس نے گھڑی پر نظر دوڑائی۔۔کل صبح انہیں کوالالمپور سے لنکاوی کے لئے نکلنا تھا۔۔سو صبح جلدی اٹھنا تھا۔۔عسیل نے بھی گردن ہلاتے ہوئے ٹشو سے ہونٹ تھپتھپائے۔۔وہ بہت خوش تھی۔۔۔اس کا یہ ٹرپ بہت یادگار ہونے والا تھا۔۔ہوٹل پہنچ کر وہ فریش ہونے گئی تو حاذق نے زینب کو کال ملائی۔۔۔

"کیسی ہو؟طبعیت ٹھیک ہے تمہاری؟"واش روم کی جانب ایک نظر ڈالتا وہ متفکر سا گویا ہوا۔۔

"جی بالکل۔۔۔ہشاش بشاش۔۔۔آپ سنائیں کیسا گزرا آج کا دن؟؟؟"زینب کی خوش باش سی آواز سن کر اس کا دل کچھ مطمئن ہوا تھا۔۔۔۔

"ماما کیسی ہیں؟"وہ پوچھنا تو یہ چاہتا تھا کہ ماما کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے۔۔۔لیکن ایسا پوچھنا اسے کچھ مناسب نہیں لگا۔۔۔اسے لگا یوں وہ اپنی ماں کی بے عزتی کروائے گا۔۔۔

"جی۔۔وہ بھی ٹھیک ہیں۔۔بس ابھی ہی میرے کمرے میں دودھ پہنچوا کر گئی ہیں۔۔آپ میری طرف سے بے فکر ہو جائیں۔۔خوب انجوائے کریں۔۔بس مجھے پکچرز بھیجنا مت بھولا

کریں۔۔"اس نے سکون کا سانس لیا کہ ماما اپنی ذمہ داری نبھا رہی تھیں۔۔ان کا رویہ زینب سے اچھا تھا۔۔یہ سب سے زیادہ اطمینان بخش بات تھی۔۔اسے ان کی قدر ہوئی تھی۔۔کچھ دیر وہ زینب سے ادھر ادھر کی بات کرتا رہا۔۔کھانے پینے کی ہدایت دیتے اس نے جلدی سے فون کاٹا۔۔۔غالباً عسیل واش روم سے نکل گئی تھی۔۔۔اس کے ہیئر ڈرائیر کے شور کی آواز ڈریسنگ روم سے اسے سنائی دے رہی تھی۔۔۔لیکن اب وہ بالکل مطمئن اور ہشاش بشاش تھا۔۔کچھ دیر پہلے چھائی کلفت اور پریشانی ختم ہو گئی تھی۔۔۔

صبح کی مدھم روشنی ہر سو پھیل چکی تھی۔۔۔ہوٹل کے اس کمرے میں جھانکو تو کھڑکی سے چھن کر آتی سورج کی کرنیں لکڑی کے فرش پر سنہری دھاریاں بکھیر رہی تھیں۔۔کمرے کا ماحول پر سکون تھا۔۔دور سے آتی پرندوں کی آواز فضا میں رس گھولتی محسوس ہوتی تھی۔۔۔ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی عسیل کافی دیر سے تیاری میں مگن تھی۔۔۔اس نے سفید جینز کے ساتھ سرخ اور سفید دھاری دار شرٹ پہنی تھی۔۔جس کے سارے بٹن سامنے سے کھلے تھے۔۔۔اندر سے جھانکتی سفید ٹی شرٹ پر کوئی کارٹون کریکٹر بنا تھا۔۔

آستینیں کہنیوں تک چڑھائی ہوئی تھیں۔۔۔تازہ دھلے اخروٹی رنگ کے بال روشنی میں چمک رہے تھے۔۔جو کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔آئینے کے سامنے کھڑی وہ سرخ لپ اسٹک کا آخری ٹچ دے رہی تھی۔۔مگر مطمئن نہ دکھتی تھی۔۔خود کا تنقیدی جائزہ لیتے ایک بار پھر اس نے برش اٹھایا اور آؤٹ لائن درست کرنے لگی۔۔اور تب ہی اس کی نظر آئینے میں حاذق کے عکس پر پڑی۔۔۔جو بستر پر نیم دراز مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"اوہ۔۔آپ جاگ گئے۔۔۔اتنا گھور کیوں رہے ہیں؟ پہلی بار خوبصورت لڑکی دیکھی ہے؟" لپ اسٹک پاؤچ میں رکھتے اس نے ایک ادا سے بال ایک طرف کندھے پر ڈالے اور بستر پر آ کر اس کے قریب بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔بس یہ سوچ رہا ہوں کہ جتنی دیر میں دس مرد تیار ہو جاتے ہیں۔۔اتنی دیر میں تم نے صرف لپ اسٹک لگائی ہے۔۔۔" حاذق نے ابرو چڑھاتے حیرانی کا اظہار کیا۔۔۔

"کیونکہ میں پرفیکشنسٹ ہوں۔۔۔۔اتنی آسانی سے ہر چیز سے مطمئن ہونا مجھے نہیں آتا۔۔۔" اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ فخریہ گویا ہوئی۔۔۔حاذق نے ایک گہری نظر اس کے سراپے پر ڈالی۔۔۔وہ واقعی بہت دل لگا کر تیار ہوئی تھی۔۔

"مگر زندگی کبھی پرفیکٹ نہیں ہوتی مائی ڈیئر وائی فائی۔۔۔ کہیں نہ کہیں کوئی اگر، مگر یا کاش رہ ہی جاتا ہے۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے حاذق نے بیڈ سے قدم اتارے۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل جیب میں ڈالا اور بستر چھوڑتا کھڑا ہو گیا۔۔ وہ اپنا موبائل ہر دم ساتھ رکھتا تھا۔ حتی کہ واش روم جاتے وقت بھی۔۔ گر کبھی غلطی سے بھی عسیل، زینب کا میسیج دیکھ لیتی تو اس کی پرفیکٹ لائف کو امپکر فیکٹ ہوتے لمحہ نہیں لگنا تھا۔۔

"ویسے میری تو ہے۔۔۔"حاذق کا ہاتھ تھامتے وہ مسکرائی۔۔

"اور اللہ کرے ہمیشہ رہے۔۔۔"وہ پلٹ کر مسکرایا۔۔ عسیل کی مسکراہٹ بھی گہری ہوئی تھی۔۔

"ویسے ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ پرفیکٹ صرف اللہ کی ذات ہے۔۔ اور وہ ہی پرفیکشنسٹ ہے۔۔"اس کے بال بگاڑتا وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

"حاذق۔۔۔"پیچھے سے عسیل کی احتجاج میں ڈوبی آواز گونجی۔۔۔ وہ اپنے بال خراب کئے جانے پر ناراض ہو رہی تھی۔۔۔

"بتایا تو۔۔۔ہمیشہ سب کچھ پرفیکٹ نہیں ہوتا۔۔۔۔کہیں نہ کہیں کوئی کمی رہ جاتی ہے۔۔۔۔ لیکن اصل کامیابی اسی میں ہے کہ ہم ان کمیوں کے ساتھ جینا سیکھ لیں۔۔۔۔"واش روم کے دروازے کے پیچھے سے اس کی آواز آئی۔۔

"عجیب فلسفیانہ باتیں کرنے لگ گئے ہیں۔۔"بڑبڑاتے ہوئے وہ برش نکال کر دوبارہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔

یونیورسٹی کا ماحول ہمیشہ کی طرح پر رونق تھا۔۔۔۔وسیع و عریض کیمپس میں جگہ جگہ طلبہ کے گروپس موجود تھے۔۔۔کوئی کیفے میں بیٹھا چائے کے کپ کے ساتھ گپ شپ میں مصروف تھا۔۔تو کوئی لان میں گھاس پر بیٹھا اگلے سیمسٹر کے کورسز پر بحث کر رہا تھا۔۔۔۔

ڈیپارٹمنٹ کی راہداری میں بھی چہل پہل تھی۔۔۔مختلف کلاسز کے طلبہ ہاتھوں میں نوٹس لیے تیزی سے ایک کمرے سے دوسرے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔۔۔۔دیواروں پر سوسائٹی ایونٹس کے رنگ برنگے پوسٹرز چسپاں تھے۔۔۔راہداری میں چلتے ہوئے ہلکی ہلکی ہنسی اور گفتگو کی سرگوشیاں ہر طرف گونج رہی تھیں۔۔۔۔کچھ طلبہ سیڑھیوں پر بیٹھے گیمز

کھیل رہے تھے۔۔۔تو کچھ کسی امتحان کی تیاری میں مصروف دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

ایسے میں دور سے دیکھو تو زینب نور سنجیدہ چہرہ لئے تیز قدموں سے راہداری سے گزرتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔ہاتھ میں نوٹس اور کندھے پر بیگ پیک لئے وہ جھکی گردن سے چلتی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔جب حسبِ معمول ایتھن اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔۔

"کیسی ہو زینب؟ کل کہاں تھیں؟ میں نے تمہیں بہت مس کیا؟" دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں پھنسائے وہ دوستانہ لہجے میں گویا ہوا۔۔بل چباتا منہ زینب کے سراپے کا بھرپور معائنہ کر رہا تھا۔۔۔

"میں آج تمہیں آخری بار بول رہی ہوں ایتھن۔۔کہ میرے راستے میں مت آیا کرو۔۔۔ میں تمہیں ہزار بار بول چکی ہوں مجھے تم سے بات کرنا پسند نہیں۔۔" بے لچک لہجے میں بولتی وہ اس کے کنارے سے ہو کر نکلنے لگی۔۔۔چہرہ غصے کی حدت سے سرخ پڑنے لگا تھا۔۔

"زینب نور۔۔۔اب تک میں نے تم سے بہت شرافت سے بات کر لی ہے۔۔۔تم شاید مجھے جانتی نہیں ہو۔۔۔میں اپنی پسند کی چیز ہر قیمت پر حاصل کرتا ہوں۔۔تمہیں پسند کرتا ہوں۔۔اس لئے عزت سے اپنانا چاہتا ہوں۔۔۔ورنہ میں تمہارے ساتھ زبردستی بھی کر

سکتا ہوں۔۔۔اور یاد رکھو اس بار انکار آیا تو۔۔۔"اس کا ہاتھ تھامتے وہ دھمکی آمیز لہجے میں گویا ہوا۔۔۔زینب کو لگا کسی نے اس کی کلائی کے گرد انگاروں کا طوق پہنا دیا ہو۔۔۔وہ ایک جھٹکے سے پلٹی۔۔اس کی کلائی ہنوز ایتھن کے ہاتھ میں تھی۔۔۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے چھونے کی۔۔"اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچتی وہ غرائی۔۔اگلے ہی پل اس کا بیگ ہوا میں گھوما اور ایتھن کے اُحوال پوچھ گیا۔۔۔وہ منہ پر ہاتھ رکھتا زمین پر بیٹھا تھا۔۔۔

"میں تو تم جیسوں کو میں مارنے کے لئے بھی اپنا ہاتھ استعمال نہ کروں۔۔۔اور تمہاری اتنی ہمت کہ میرا ہاتھ پکڑ بیٹھے۔۔۔آئندہ میرے راستے میں آنے کی کوشش کی تو جیل جانے کی تیاری کر لینا۔۔"انگارہ آنکھوں سے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کرتی وہ آگے بڑھ گئی۔۔۔ ایتھن منہ پکڑے اسے خونخوار نظروں سے دیکھے گیا۔۔۔راہداری میں کھڑے طلاب اس منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔کہیں دبی سرگوشیاں تھیں۔۔۔تو کہیں ہونٹوں پر مسکراہٹ۔۔کئی طالبات زینب سے متاثر نظر آتی اسے دل میں سراہ رہی تھیں۔۔۔

ڈیپارٹمنٹ کے باہر ایک رش لگ گیا تھا۔۔

"آپ سب اپنی کلاسز میں جائیں۔۔اور آپ ڈین کے آفس میں پہنچیں۔۔"تب ہی وہاں سے گزرتے ایک پروفیسر نے سب کو مخاطب کرتے وہاں سے ہٹایا۔۔ایتھن کا خون کھول رہا تھا۔۔اسے اپنی اس بے عزتی کا بدلہ اب زینب نور سے لینا ہی تھا!!!

شام ڈھلنا شروع ہو چکی تھی۔۔لیکن زینب کا غصہ کسی صورت کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔۔جس جگہ سے ایتھن نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔اسے اب بھی وہاں انگارے کی طرح جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔دوپہر سے کتنی بار وہ اپنا ہاتھ دھو چکی تھی۔۔۔مگر شاید جلن ہاتھ سے زیادہ دل میں محسوس ہو رہی تھی۔۔۔جسے وہ دھو کر ٹھنڈا بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔فی الحال وہ وضو کر کے عصر پڑھنے کھڑی ہو گئی۔۔۔خدیجہ ابھی سینٹر سے نہیں آئی تھی۔۔۔وہ حفظِ قرآن کر چکی تھی اور ساتھ ہی حدیث اور تفسیر کی سند یافتہ بھی تھی۔۔۔دو سال پہلے عبدالرحمٰن کی ہارٹ اٹیک سے آنے والی موت کے نتیجے میں وہ دونوں ماں بیٹی اکیلی رہ گئی تھیں۔۔اور اب خدیجہ اسی سینٹر میں جاب شروع کر چکی تھی۔

اس نے زینب کی پرورش اسلامی تعلیمات کے مطابق کی تھی۔۔۔ بچپن سے ہی دینی احکام کی پابندی کی وجہ سے اس کی عادت اتنی پختہ ہو چکی تھی کہ خدیجہ کو اسے کبھی نماز یا روزہ کے لئے نہیں کہنا پڑتا تھا۔۔۔ وہ نیک صفت اور مضبوط کردار کی مالک تھی۔۔۔ جس کے لئے حلال اور حرام کا فرق بہت معنی رکھتا تھا۔۔۔ اور اللہ کے احکام کی بجاآوری اس کی زندگی کی اولین ترجیح تھی۔۔۔ اس نے کبھی اپنے والدین کو کسی ناجائز بات کے لئے نہیں ستایا تھا۔۔۔ انیس سال میں ہی وہ اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار اور معاملہ فہم ہو گئی تھی۔۔

ابھی وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی جب خدیجہ گھر میں داخل ہوتے دکھائی دی۔۔۔ اس نے اب تک ایتھن کے بارے میں خدیجہ کو کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔ وہ ماں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اور یہیں اس سے غلطی ہو گئی تھی۔۔۔

اس نے سوچا تھا کہ آنے والے ویک اینڈ پر جب خدیجہ گھر میں ہو گی تو وہ اسے صورتحال سے آگاہ کرے گی۔۔ آج والے واقعے کے بعد اسے اب ایتھن سے بچنے کے لئے کوئی مستقل حل ڈھونڈنا تھا۔۔۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ قسمت اسے ویک اینڈ تک کی مہلت نہیں دینے والی تھی۔۔ اس سے پہلے ہی اس کی پوری زندگی تلپٹ ہونے جا رہی تھی۔۔۔

یہ ایک جدید طرز پر بنا خوبصورت ٹاؤن ہاؤس تھا۔۔۔داخلی دروازے سے قدم رکھتے ہی ایک وسیع و عریض لاؤنج تھا۔۔جس کی آرائش بیش قیمت سامان سے کی گئی تھی۔۔

دیواروں پر لگی مہنگی پینٹنگز رہنے والوں کے عمدہ ذوق کی نشاندہی کر رہی تھیں۔۔۔شیشے کی بڑی الماری میں قیمتی شو پیسز سلیقے سے سجے ہوئے تھے، جن میں کرسٹل کے نازک مجسمے اور برانڈڈ اشیاء نمایاں تھیں۔۔۔کمرے کے وسط میں رکھا ٹی وی ہلکی آواز میں چل رہا تھا۔۔

جس کے آگے رکھی آرام کرسی پر بیٹھا آدمی اپنے بیٹے کو خاموش نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

چہرے پر بیزاریت عیاں تھی۔۔۔

"پاپا آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔وہ لڑکی اب میری ضد بن چکی ہے۔۔۔مجھے کسی بھی حال میں اس سے شادی کر کے اس کا غرور توڑنا ہے۔۔۔"ایتھن کے لہجے میں ضد، تنفر اور بدلے کی آگ کی ملی جلی پرچھائی گھلی ہوئی تھیں۔۔وہ اپنے ماں باپ کی تینوں اولادوں میں سب سے چھوٹا اور لاڈلا تھا۔اور اسی لئے سرکشی، ضد اور انا اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔۔۔۔

"ایتھن تم میری بات کیوں نہیں سمجھ رہے ہو۔۔وہ لڑکی مسلمان ہے۔۔۔ہم اپنی نسلیں یوں خراب نہیں کر سکتے۔۔۔"ریموٹ اٹھا کر ٹی وی بند کرتا اس کا باپ سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔وہ جانتا تھا اس کا بیٹا ضدی ہے۔۔اور ضدی بنانے میں بھی اس کا ہاتھ تھا جو ہمیشہ ہی اس کی ہر ضد ہنس کر پوری کر دیا کرتا تھا۔۔

"پاپا مجھے اس کے مذہب سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ویسے بھی اب میرا مقصد صرف اسے برباد کرنا ہے۔۔۔۔"سامنے رکھی شیشے کی میز پر لات مارتا وہ نفرت سے گویا ہوا۔۔۔دوپہر والی بے عزتی ایک بار پھر ذہن کے پردے پر تازہ ہوئی تھی۔ہونٹوں پر بیگ کے ہینڈل سے لگنے والا زخم تکلیف دینے لگا تھا۔۔۔۔

"برباد کرنے کے لئے شادی ضروری تو نہیں ہوتی۔۔۔۔"ایتھن نے چونک کر نگاہیں اٹھائیں۔۔بے یقینی سے باپ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر کریہہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔۔

"لیکن۔۔۔اس طرح۔۔اس طرح تو میں پھنس بھی سکتا ہوں۔۔۔زندہ چھوڑا تو وہ پولیس میں جا سکتی ہے۔۔مار دیا تو بھی پکڑے جانے کا اندیشہ سر پر سوار رہے گا۔۔"اپنے باپ کی اتنی کھلنڈرانہ سوچ پر ایتھن حیران ہوا تھا۔۔وہ اسے ایسا مشورہ دے بھی کیسے سکتے تھے۔۔۔

"یوں بھی میں اسے شادی کے چند دن بعد ہی چھوڑ دوں گا۔۔مجھے کون سا اس سے اپنی نسل چلانی ہے جس سے آپ کے مذہب کو خطرہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔۔۔" تنفر سے کہتے اس نے ہونٹ کا کنارہ انگلی سے سہلایا۔۔۔اس نے ثابت کیا تھا کہ بھلے بدلے کی کتنی بھی آگ اس کے دل میں دہک رہی تھی مگر وہ اب بھی ہوش میں رہ کر فیصلہ لے رہا تھا۔۔۔وہ خباثت میں اپنے باپ سے چار ہاتھ آگے تھا۔۔۔

"خوب۔۔بہت خوب۔۔۔"اس کا باپ محظوظ ہوتا صوفہ چھوڑتا کھڑا ہوا۔۔۔

"آج رات، آپ میرے ساتھ اس کے گھر چلیں۔۔۔۔اس کی ماں سے رشتے کی بات کریں۔۔۔۔جیسے بھی کر کے اسے منائیں۔۔۔۔میں اسے سب کی موجودگی میں رخصت کرواوں گا۔۔جن لوگوں کے سامنے آج اس نے مجھے ذلیل کیا ہے۔۔۔وہ سب دیکھیں گے

وہ میرے ساتھ گردن جھکا کر میرے گھر آئے گی۔۔" باپ کے ساتھ وہ خود بھی ساتھ ہی صوفہ چھوڑتا کھڑا ہوا۔۔۔

"ٹھیک ہے لیکن ایک ہفتہ۔۔بس ایک ہفتے سے زیادہ تمہارا یہ کھیل میں برداشت نہیں کروں گا۔۔کوئی مسلمان لڑکی میرے گھر پر رہے۔۔یہ مجھے گوارہ نہیں۔۔" انگلی اٹھا کر کہتا وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے بات کسی جیتی جاگتی لڑکی کی نہیں۔۔۔۔ بلکہ بازار سے خریدی ہوئی گڑیا کی ہو رہی تھی۔۔۔۔جسے مرضی سے خرید کے لاؤ۔۔۔اس سے دل بہلاؤ اور پھر دل بھر جانے پر کوڑے میں ڈال دو۔۔۔۔

"زینب نور تمہارا یہ غرور اور طنطنہ میں خاک میں ملاؤں گا۔۔۔تمہاری عزت نفس کی اتنی دھجیاں اڑاؤں گا کہ تمہیں اپنے پیدا ہونے پر افسوس ہو گا۔۔۔تمہیں نہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر خود سے معافی مانگنے پر مجبور کیا تو میرا نام ایتھن نہیں۔۔۔" کمرے میں ٹہلتا وہ مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔۔اس کے جلتے دل پر ٹھنڈے پھائے اب زینب کی چیخیں ہی رکھ سکتی تھیں۔۔۔اور اس کے لئے ایک ایک لمحے کا انتظار بہت مشکل تھا۔۔۔

کوالالمپور سے لنکاوی کی پرواز محض ایک گھنٹہ اور پانچ منٹ کی تھی۔۔ جیسے ہی جہاز نے نیلے آسمان میں اڑان بھری، دلکش مناظر آنکھوں میں اترنے لگے۔۔۔۔ لنکاوی، جو نیلگوں پانیوں میں گھرا ایک خوبصورت جزیرہ ہے۔۔۔ وہاں پہنچنے کے صرف دو راستے ہیں۔۔۔ ہوائی سفر یا سمندری راستہ۔۔۔۔ چھوٹے بڑے بحری جہاز اور کشتیاں بھی چلتی ہیں مگر عسیل اور حاذق نے ہوائی جہاز کے سفر کو ترجیح دی تھی۔۔۔۔

ایئرپورٹ سے نکلتے ہی وہ سیدھے اپنے ہوٹل پہنچے، جو ساحل کے قریب تھا اور کھڑکیوں سے سمندر کا شفاف پانی نظر آتا تھا۔۔۔ مختصر آرام کے بعد، وہ لنکاوی کے مشہور "اسکائی برج" دیکھنے کے لئے روانہ ہو گئے۔۔۔ برج تک پہنچنے کے لئے کیبل کار کا سفر کرنا پڑتا تھا۔۔ عسیل اس سے پہلے مری کی کیبل کار میں بیٹھ چکی تھی۔۔۔ تب بھی اسے تھوڑا سا ڈر لگا تھا۔۔۔ لیکن اب کی بار چونکہ حاذق ساتھ تھا۔ اس بات نے اس کی ہمت بڑھائی تھی۔۔ دھڑکتے دل سے حاذق کا ہاتھ تھامے وہ کیبل کار میں سوار ہوئی۔۔۔

لنکاوی کیبل کار "Gunung Machinchang" نامی پہاڑ کی چوٹی تک جاتی ہے۔۔۔ جہاں سے انڈامن سمندر کا خوبصورت نظارہ نظر آتا ہے۔۔۔ کیبل کار میں دو

جوڑے اور بیٹھے تھے۔۔وہ لوگ اس سفر سے کافی لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔سب ہی موبائل تھامے قدرتی نظاروں کو کیمرے میں قید کرنے میں مگن تھے۔۔۔ایک وہ ہی تھی جس کا خوف سے برا حال ہو رہا تھا۔۔۔کیبل کار آہستہ آہستہ اونچائی کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔۔اس نے آیت الکرسی پڑھتے مضبوطی سے حاذق کے بازوؤں کے گرد حصار بنایا۔۔۔لیکن جوں جوں کار اونچائی کی طرف جا رہی تھی۔۔اس کی سانسیں اٹکنا شروع ہو گئیں۔۔حاذق کے کندھے پر سر ڈالے اس نے آنکھیں موند لیں۔۔ساتھ ہی زبانی ورد زور و شور سے جاری ہو چکا تھا۔۔۔حاذق کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری تھی۔۔

"عسیل۔۔۔وہ دیکھو ان پہاڑوں کے پیچھے تھائی لینڈ ہے۔۔۔۔"اس کے چہرے کو نرمی سے تھپتھپاتے اس نے دور دھندلے نظر آتے پہاڑوں کی جانب اشارہ کیا۔۔۔وہ اس کا دھیان بٹانا چاہتا تھا۔۔۔ایسے خاموش بیٹھ کر تو اسے اور خوف محسوس ہوتا۔۔۔

"آپ ویڈیو بنا لیں۔۔میں بعد میں دیکھ لوں گی۔۔"وہ اس کے بازو میں منہ دیئے منمنائی۔۔۔۔اس نے ایک لمحے کے لئے بھی آنکھیں کھول کر دیکھنے کی زحمت نہیں کی۔۔

"ویڈیو ہی دیکھنی تھی تو میں یوٹیوب پر ورلڈ ٹور کروا دیتا۔۔۔ہم یہاں کیوں آئے؟"اس کے جواب پر حاذق کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔۔اسے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ عسیل کو اونچائی سے اتنا خوف آتا ہے تو وہ کسی دوسری جانے کا پلان ترتیب دیتا۔۔یوں بھی اسے لگا تھا یہ ٹرپ عسیل نے اس کی ماما کے ساتھ مل کر پلان کیا تھا تو سوچ سمجھ کر ہی کیا ہو گا۔۔

"آپ یہ بد تمیزیاں ہوٹل پہنچ کر سکتے ہیں؟"وہ خوف میں بھی اس پر برہم ہوئی تھی۔۔ حاذق نے بے بسی سے ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔۔وہ وقفے وقفے سے اس سے باتیں کرتا رہا لیکن عسیل کا خوف ہر چیز پر حاوی تھا۔۔

اللہ اللہ کر کے پندرہ منٹ بعد وہ لوگ مڈل اسٹیشن پر پہنچ گئے۔۔یہاں کچھ دیر کے لئے کیبل کار رکتی تھی۔تاکہ ٹورسٹ سیون ویل واٹر فال کے نظارے کے ساتھ تصاویر بھی بنوا سکیں۔۔

"توبہ۔۔"عسیل نے اسٹیشن پر اترتے سکون کا ایک سانس خارج کیا۔۔اس نے یہ اپنی زندگی کے مشکل ترین پندرہ منٹ گزارے تھے۔۔۔

"ویسے۔۔ایک بات بتاؤ۔۔جب تم اونچائی سے اتنا ڈرتی ہو تو پھر گھومنے کے لئے ان جگہوں کے انتخاب کی وجہ؟"اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتے وہ حیرانی سے مستفسر ہوا۔۔

"بھئی خالہ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں انہیں جگہیں دیکھ کر بتاؤں جہاں ہم گھومنے جا سکیں۔۔۔میں نے جب گوگل پر ٹاپ ہنی مون ڈیسٹینیشن ڈالیں تو ان میں ایک یہ ٹور بھی تھا۔۔اس کی پکچرز اتنی خوبصورت تھیں کہ میرا دل مچل گیا۔۔۔"ریلنگ سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اس نے کندھے اچکائے۔۔حاذق نے ابرو چڑھاتے اسے بے یقینی سے دیکھا۔۔اس کے پاس کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔۔۔کیونکہ جو وہ کہنا چاہتا تھا اس پر عسیل کا موڈ خراب ہوتا۔سو خاموشی میں عافیت سمجھی۔۔

"سنیں۔۔۔کیا آپ ہماری ایک پکچر اس واٹر فال کے ساتھ لے سکتی ہیں؟"تب ہی عسیل نے پاس سے گزرتی ایک ادھیڑ عمر انڈین خاتون کو مخاطب کیا۔۔۔جو ان کے ساتھ ہی کیبل کار میں موجود تھیں۔۔۔

"یس شیور۔۔۔"خوش اخلاقی سے کہتے انہوں نے اس کے ہاتھ سے کیمرا لیا۔۔۔

"فل پکچر لیجیے گا۔۔۔" حاذق کے بازو میں ہاتھ ڈالتی وہ بولی۔۔خاتون نے مسکرا کر ہامی میں گردن ہلائی۔۔ تین چار کلکس کے بعد انہوں نے اسے کیمرا واپس کر دیا۔۔

"تھینکس۔۔۔" عسیل نے مسکراتے ہوئے کیمرا تھاما۔۔خاتون بھی ہاتھ ہلاتی آگے بڑھ گئیں۔۔۔

"یہ کیا؟" تصاویر پر نظر پڑتے ہی اس کا منہ بے یقینی سے کھلا تھا۔۔وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔۔ کسی تصویر میں واٹر فال دھندلا ہو گیا تھا۔۔کسی میں اس کی آدھی گردن ہی غائب تھی۔۔۔۔ تو کہیں اس کا ٹیڑھا منہ کھلا ہوا تھا۔۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ہم اور پکچرز لے لیں گے۔۔۔ویسے مجھے لگتا ہے کہ یہ آنٹی تم سے ابھینندن کا بدلہ لے کر گئی ہیں۔۔۔" مسکراہٹ دبائے حاذق نے اسے خود سے نزدیک کیا۔۔انداز تسلی دینے سے زیادہ دل جلاتا ہوا تھا۔۔۔جواباً عسیل نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔۔اگلے ہی پل دانت پیستی وہ اسے دھکا دے کر آگے بڑھ گئی۔۔

"سوچ لو۔۔ابھی دوبارہ کیبل کار میں بیٹھنا ہے۔۔۔" پیچھے سے آتی حاذق کی آواز پر وہ غصے سے پلٹی۔۔

"اور آپ بھی یاد رکھیے جانا آپ نے میرے ساتھ ہی واپس ہے۔۔۔" تیز تیز قدم اٹھاتے وہ واپس اس کے نزدیک آئی۔۔حاذق کا ایک جاندار قہقہہ نکلا تھا۔

"اچھا سب چھوڑو۔۔۔یہ دیکھو یہ پکچر کیسی آئی ہے؟" اسے خود سے لگاتے حاذق نے ایک سیلفی لی۔۔عسیل کا غصے میں پھولے منہ کے تاثرات فوراً بدلے تھے۔۔ایک ہاتھ حاذق کے کندھے پر جبکہ دوسرے سے پیچھے واٹر فال کی طرف اشارہ کرتی وہ مسکرائی۔۔اب کی بار تصویر واقعی خوبصورت آئی تھی۔۔

"اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔۔۔" تصویر دیکھتے اس نے موبائل واپس حاذق کو تھمایا۔۔۔چہرے پر دوبارہ ناراضی پھیل چکی تھی۔۔۔

"تو یہ محبت سے جو مجھ پر ہاتھ رکھا گیا تھا۔۔یہ سب ڈرامہ تھا؟" حاذق کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں۔۔

"ہاں وہ تو انسٹا گرام کی اسٹوری کے لئے تھا۔۔" کندھے اچکاتے وہ آگے بڑھ گئی۔۔حاذق نے بھی جھرجھری لیتے اس کی پیروی کی۔۔۔

تھوڑی ہی دیر بعد دوبارہ کیبل کار کا سفر شروع ہو گیا۔۔۔ مگر اب کی بار یہ سفر زیادہ خطرناک ثابت ہوا۔۔۔ کار اب اچھی خاصی اونچائی پر پہنچ چکی تھی کہ نیچے نظر آنے والے درخت صرف اب ننھی ننھی جھاڑیاں لگ رہے تھے۔ کار کا رخ بھی اوپر کی طرف اٹھ گیا تھا۔۔ ساتھ ہی عسیل کے چہرے کا رنگ بھی اڑ چکا تھا۔۔ اس کی دعاؤں میں اضافہ ہو گیا تھا۔۔ اب وہ ساتھ ساتھ کلمے کا ورد بھی کر رہی تھی۔۔ اسے تو لگ رہا تھا کہ نہ جانے وہ واپس نیچے اتر بھی پائے گی یا نہیں۔۔

"اگر یہ کیبلز ٹوٹ گئیں۔۔۔" یا

"اگر یہ کار یہیں بیچ میں لٹک گئی۔۔" اسے اب واہمے اور اندیشے ستانے لگے تھے۔۔ حاذق اسے خود سے لگائے مسلسل باتوں سے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ لیکن عسیل کا ڈر کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

مت چنگ چن پہاڑ پر پہنچ کر کیبل کار رک گئی۔۔۔ اس جگہ پر دو پہاڑ کی چوٹیاں نیم دائرہ کی شکل میں ایک پل سے ملائی گئی تھیں۔۔۔ یہاں چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں جنگلات سے نکلتی ہوئی آبزرویٹری ڈیک تک جا رہی تھیں۔۔۔ جہاں سے آپ پورے شہر کا نظارہ کر سکتے

ہیں۔۔۔ مگر ساتھ ہی لفٹ ٹائپ کیبن بھی بنا تھا۔۔۔۔ اگر آپ واکنگ ٹریل سے نہیں جانا چاہتے۔۔۔۔ تو اس لفٹ کو بھی استعمال کیا جا سکتا تھا۔۔۔۔ عسیل کی وجہ سے حاذق نے لفٹ ہی استعمال کی۔۔۔ بلآخر وہ اس برج تک پہنچ گئے جس کے لئے اتنی دیر کی خواری اٹھائی تھی۔۔ لیکن حاذق کی بے یقینی کی انتہا نہ رہی جب عسیل نے اس برج پر چلنے سے انکار کر دیا۔۔۔ اسے اس پر کھڑے ہوتے ہی چکر آنے لگے تھے۔۔۔ بڑی مشکل سے حاذق نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آنکھ بند کر کے ہی سہی لیکن اس کے ساتھ آگے تو بڑھے۔۔۔ وہ روہانسی ہوتی بمشکل اس کے ساتھ چلنے کو تیار ہوئی۔۔ لیکن برج کے وسط پر پہنچنے کے بعد وہ باقاعدہ رونے والی ہو گئی۔۔۔۔ کیونکہ یہاں اب پاؤں کے نیچے کانچ کے بڑے بڑے ٹکڑے لگے نظر آ رہے تھے۔۔ جن سے سارا شہر نظر آتا تھا۔۔۔ لیکن وہ لوگ اس وقت اتنی اونچائی پر تھے کہ ہر چیز ننھے ننھے ستاروں کی مانند محسوس ہوتی تھی۔۔۔۔

"حاذق مجھے واپس جانا ہے۔۔۔" دونوں ہاتھ اس کی گردن کے گرد حمائل کرتے وہ باقاعدہ رونے لگی۔۔۔ منہ اس کے سینے میں چھپا ہوا تھا۔۔ اس سے آگے جانے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا ہر بڑھتا قدم اس کا سانس روک رہا تھا۔۔۔

"ارے لڑکی۔۔میں ہوں نا۔۔آنکھیں تو کھولو۔۔۔" وہ اسے مسلسل بہلانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن عسیل کی ہمت اب جواب دے چکی تھی۔۔

"اچھا دیکھو اس پر کھڑے ہو کر دونوں کے پاؤں کی پکچر لیتے ہیں۔۔۔۔تمہاری انسٹا گرام کی اسٹوری کے لئے بیسٹ رہے گی۔۔۔" حاذق نے اسے لالچ دے کر بہلانا چاہا۔۔اس کی بات کا کچھ اثر نظر بھی آیا تھا۔۔عسیل نے ایک آنکھ چھوٹی سے کھول کے نیچے دیکھنے کی کوشش کی۔۔۔مگر اگلے ہی پل ایک زوردار چیخ مارتی وہ واپس اس سے لپٹ گئی۔۔

"حاذق کوئی گاڑی، جہاز، ٹرین کچھ بھی بلائیں۔۔مجھے بس اس جگہ سے نکالیں۔۔" اس کے گلے میں بانہیں ڈالے وہ بے حد خوفزدہ لگتی تھی۔۔۔

حاذق سوچ رہا تھا اگر یہ پاکستان ہوتا تو عسیل کی ایسی ویڈیو وائرل ہو جانی تھی۔۔۔یہاں تو زیادہ تر سیاح آئے ہوئے تھے۔۔۔۔جن کی توجہ کا مرکز وہاں کی خوبصورتی تھی۔۔۔۔سب ان کے آس پاس سے گزرتے جا رہے تھے۔۔۔یہاں دو لڑکے لڑکی کا پبلک پلیس پر ایک دوسرے کے گلے لگ کر کھڑا ہونا ان کے لئے ویسے بھی معیوب نہیں تھا۔۔چند ایک انڈین اور پاکستانیوں نے مڑ کر انہیں دیکھا تھا۔۔کیونکہ عسیل کے بین زور و شور سے جاری

تھے۔۔۔ مگر وہ بھی مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئے تھے۔۔۔ حاذق نے موبائل نکال کر دونوں کی ایک سیلفی اسی پوز میں لی تاکہ عسیل کو بعد میں دکھا سکے۔۔۔ وہ اسے یوں ہی تھامے آگے بڑھتا رہا۔۔ عسیل بنا دیکھے بس قدم بڑھا رہی تھی۔۔۔

"اچھا چلو اب گلاس والا پورشن ختم ہو گیا ہے۔۔۔۔ تم برج کے بیچ میں ہو کر چلو۔۔۔۔ اور ارد گرد نہ دیکھنا۔۔" اب کی بار اس نے اسے خود سے الگ کیا۔۔۔ عسیل نے ایک بار پھر آنکھیں کھولیں۔۔ منظر کی خوفناکی میں کچھ کمی آئی تھی۔۔۔ وہ گردن جھکائے چلنے لگی۔۔۔ لیکن حاذق کا ہاتھ اب بھی اس کی مضبوط گرفت میں تھا۔۔۔۔

"اچھا تمہیں پتہ ہے (Don, The chase begin again) کا لاسٹ سین اسی برج پر شوٹ ہوا تھا۔۔۔" اسے بہلانے کے لئے وہ ایک بار پھر اسے ادھر ادھر کی باتوں میں لگانے کی کوشش کرنے لگا۔۔ اور کافی حد تک اس میں کامیاب بھی ہوا تھا۔۔۔ عسیل نے گردن گھما کر ایک بار برج کو غور سے دیکھا۔۔۔ مگر اگلے ہی پل پھر اس سے چپک گئی۔۔۔ حاذق جانتا تھا ایک بار تو وہ ضرور اب یہ سین جا کر دیکھے گی۔۔ مسکراتے ہوئے وہ اسے خود سے لگائے آگے بڑھ گیا۔۔۔

آج رات زیادہ گہری محسوس ہوتی تھی۔۔۔ ٹھٹھرا دینے والی سردی کے باعث سڑکیں جلدی ویران ہو گئیں تھیں۔۔ ویسٹ اینڈ میں واقع اس چھوٹے سے گھر میں جھانکو تو مدھم سی روشنی جلتی نظر آرہی تھی۔۔۔ گھر میں خاموشی کا راج تھا۔۔۔ خدیجہ لاؤنج میں رکھی شیشے کی الماری کے آگے کھڑی کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ شاید کل کے لیکچر کے لئے نوٹس بنانے کی تیاری میں تھی۔۔۔ تب ہی دروازے پر نامانوس سی دستک ہوئی۔۔۔ اس نے چونک کر گھڑی پر نظر دوڑائی۔۔

"زینب۔۔۔ دیکھو دروازے پر کون ہے؟" آنکھوں میں الجھن لئے اس نے زینب کو پکارا۔۔۔ لیکن اس کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔۔۔ سر پر دوپٹہ ٹھیک کرتی وہ خود ہی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔۔ میجک آئی سے جھانکنے پر اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔ اس نے تیزی سے دروازہ کھولا۔۔۔ سامنے ایلکس کھڑا تھا۔۔۔ بیس برسوں میں اس میں زیادہ

خاص بدلاؤ نہیں آیا تھا۔۔بس صحت تھوڑی اچھی ہو گئی تھی۔۔اور بال سفید ہونے کے ساتھ تھوڑے کم ہو گئے تھے۔۔

"تم۔۔۔۔"خدیجہ پر نظر پڑتے ہی وہ بھی حیرت زدہ رہ گیا۔۔۔بیس برسوں کا فاصلہ سمٹنے میں لمحہ نہیں لگا تھا۔۔۔دونوں بے یقین سے ایک دوسرے کو دیکھے گئے۔۔۔۔مگر جہاں بھائی کی محبت نے خدیجہ کے دل میں جوش مارا تھا۔۔۔۔وہیں ایلکس کے چہرے پر اس کے لئے نفرت کے رنگ چھلکے تھے۔۔۔۔

"اندر آؤ ایلکس۔۔۔۔"آنکھوں کے نم گوشے دوپٹے سے خشک کرتے وہ دروازے سے ہٹی۔۔۔اس بات سے انجان کہ وہ اپنے گھر کی بربادی کو اندر دعوت دے رہی تھی۔۔۔ایلکس چند لمحے اسے گھورتا رہا۔۔جیسے کوئی فیصلہ لینا چاہتا ہو۔۔اگلے ہی پل اس نے گھر کی دہلیز میں قدم رکھا۔۔وہ سوچ چکا تھا کہ خدیجہ سے بدلہ لینے کا اس سے بہترین موقع اسے نہیں مل سکتا تھا۔۔وہ جس طرح ایک مسلمان آدمی کے لئے ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ مار کر گئی تھی۔۔آج اس کی بیٹی کو برباد کر کے دونوں باپ بیٹے کا بدلہ ایک ساتھ پورا ہو سکتا تھا۔۔

"یہ سیموئیل ہے؟" ساتھ کھڑے ایتھن کی جانب اشارہ کرتے خدیجہ مسکرائی۔۔اسے سیموئیل کے ساتھ گزارے اس کے بچپن کے دن یاد آئے تھے۔۔۔ماضی کے اُوراق تیزی سے آنکھوں کے آگے پلٹنے لگے تھے۔۔۔

"نہیں۔۔یہ میرا چھوٹا بیٹا ایتھن ہے۔۔۔" ایلکس نے اکھڑے لہجے میں جواب دیا۔۔

"اچھا۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔۔" اسے تو واقعی معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کے پیچھے اس گھر میں کیا کیا ہوا۔۔۔کون سی تبدیلیاں آئیں۔۔۔نہ جانے کون زندہ تھا۔۔کون مر گیا۔۔۔ایک گہرا سانس لیتی وہ ایتھن کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"میں تمہاری آنٹی ہوں۔۔تمہارے بابا کی بہن۔۔" محبت سے اس کے گال پر ہاتھ پھیرتی وہ مسکرائی۔۔۔۔ایتھن نے سپاٹ چہرے سے اس کی بات سنی۔۔یوں جیسے یہ کوئی معمول کی خبر ہو۔۔۔۔اسے یہ جان کر کہ خدیجہ سے اس کا خونی رشتہ ہے۔۔کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔

"آؤ بیٹھو نا ایلکس۔۔۔کھڑے کیوں ہو۔۔۔" خدیجہ کے ہاتھ اب تک کانپ رہے تھے۔۔اتنے عرصے بعد اپنے خونی رشتے دیکھ کر وہ جذباتی ہوئی تھی۔۔۔

"ہم یہاں بیٹھنے نہیں آئے ہیں۔۔ایک ضروری کام تھا۔۔۔"سامنے لگی دیوار پر قرآنی آیت کی کیلیگرافی سے نظریں پھیرتے ایلکس،خدیجہ کی جانب مڑا۔۔خدیجہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔خدیجہ کی طرح وہ ہر گز بھی جذباتی نہیں دکھائی دیتا تھا۔۔۔

"ایتھن،زینب سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔"وہ سیدھا مدعے پر آیا تھا۔۔۔جبکہ خدیجہ کو لگا کسی نے اس کے آس پاس بہت سے دھماکے کر دیئے ہوں۔۔وہ بے یقینی سے صوفے پر ڈھنے کے انداز میں گری تھی۔۔وہ لوگ زینب کو کیسے جانتے تھے؟؟؟اس کا دماغ ایکدم سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔۔۔چند لمحے وہ سن دماغ سے بیٹھی رہی۔۔نگاہیں دونوں باپ،بیٹا کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔اسے اب محسوس ہو رہا تھا کہ دونوں کا رویہ ایکدم سرد اور سپاٹ تھا۔۔۔

"ایلکس تم جانتے ہو۔۔۔میری بیٹی مسلمان ہے اور ہمارا مذہب ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتا ہے۔۔۔"کچھ دیر بعد وہ مضبوط لہجے میں بولنا شروع ہوئی۔۔۔اپنے جذبات پر وہ کسی حد تک قابو پا چکی تھی۔۔۔اس کے سامنے اس کا بھائی اور بھتیجا نہیں بلکہ ایک غیر مذہب کے دو آدمی کھڑے اس کی بیٹی کا ہاتھ مانگ رہے تھے۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارے مذہب کے حساب سے بھی زینب ایتھن سے شادی نہیں کر سکتی ہے۔۔۔(کرسچنز میں کزن میرج جائز نہیں ہوتی)اگر تم لوگ صرف اس لئے آئے تھے۔ تو ابھی اور اسی وقت یہاں سے نکل جاؤ اور آئندہ یہاں آنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔"انگلی سے دروازے کی جانب اشارہ کرتی وہ درشتی سے بولی۔۔اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ دونوں باپ بیٹا کے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔۔ساری زندگی اس نے اپنے باپ اور بھائی کے خوف میں گزاری تھی۔۔اور اب وہ لوگ اس کی بیٹی کو ستانا چاہتے تھے۔۔۔۔

"مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا اس کا مذہب کیا ہے؟اور آپ دونوں کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ اگر یہ رشتہ سیدھے طریقے سے نہیں ہوا تو مجھے اور بھی اور طریقے آتے ہیں۔میں ابھی اور اسی وقت زینب کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔۔۔"ایتھن جو کافی دیر سے خاموش کھڑا تھا۔اس نے باری باری ایلکس اور خدیجہ کی طرف دیکھتے ہوئے ناگواری سے کہا۔۔۔خدیجہ کا تنفس تیز ہوا تھا۔۔اس کا اندازہ درست تھا۔۔ان کی نئتیں خراب تھیں۔۔۔

"میری بیٹی کوئی سامان نہیں ہے کہ تم اسے اٹھا کر لے جاؤ گے۔۔۔تمہیں منہ کی بات سمجھ نہیں آ رہی ہے نا۔۔۔میں ابھی پولیس کو کال کرتی ہوں۔۔میرے جیتے جی تم زینب پر غلط

نظر نہیں ڈال سکتے۔۔"میز پر رکھا موبائل اٹھاتے وہ پھنکاری۔۔۔اسے ان درندوں سے اپنی بیٹی بچانی ہی تھی۔۔شکر یہ تھا کہ زینب اب تک باہر نہیں آئی تھی اور خدیجہ کی دعا تھی وہ مزید کچھ دیر اور باہر نہ نکلے۔۔

"تو تمہیں مار کر اس پر غلط نظر ڈال لیتے ہیں۔۔میرے اور میرے بیٹے دونوں کا بدلہ پورا ہو جائے گا۔۔۔"ایلکس نے جینز کے نیچے چھپائی ہوئی پسٹل نکال کر اس پر فائر کیا۔۔۔اس کا لہجہ تنفر میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔پسٹل پر سائلنسر لگا ہونے کے باعث آواز کسی تک نہیں پہنچی تھی۔۔۔خدیجہ اس سے ایسے کسی قدم کی توقع ہر گز نہیں کر رہی تھی۔۔۔بے یقینی سے پیٹ پر ہاتھ رکھتی وہ دوہری ہوئی۔۔۔موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹتا دور جا گرا تھا۔۔۔ زینب کا چہرا نگاہوں میں گھوما تھا۔۔اسے کسی بھی طرح زینب کو بچانا تھا۔۔اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ بیڈ روم کی جانب بھاگی۔۔۔اندر پہنچ کر اس نے تیزی سے دروازہ بند کیا۔۔اس کے دماغ نے بروقت کام کیا تھا۔۔ورنہ اس سے پہلے ان دونوں میں سے کوئی بیڈ روم میں داخل ہو جاتا تو اس کے لئے زینب کو بچانا ناممکن ہو جاتا۔۔وہ دونوں باپ بیٹا باہر آپس میں الجھے تھے۔۔اس لئے خوش قسمتی سے اسے یہ موقع مل گیا تھا۔۔ایتھن اپنے باپ پر برہم ہو رہا تھا۔۔اسے گولی چلانے پر ایلکس سے اختلاف تھا۔۔۔

اندر کمرے میں جاؤ تو خدیجہ دروازہ بند کر کے دیوار کے سہارے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔ جبکہ زینب واش روم سے نکلتی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔وہ ابھی نہا کر نکلی تھی اور اب عشاء پڑھنے جا رہی تھی۔

"ماں۔۔۔"منہ پر ہاتھ رکھتے وہ زور سے چیخی۔۔۔اگلے ہی پل وہ بھاگتی ہوئی اس کی جانب آئی۔۔۔

"یہ۔یہ کیسے ہوا؟؟؟"گھٹنوں کے بل خدیجہ کے پاس بیٹھتی وہ روتے ہوئے مستفسر ہوئی۔۔ دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا تھا۔۔بلکہ اس کا پورا وجود ہی جھٹکوں کی زد میں آ گیا تھا۔۔

"زینب میری بات غور سے سنو۔۔۔یہ۔۔۔باہر۔۔۔دو لوگ جو کھڑے ہیں۔۔۔۔۔ان میں ایک۔۔۔۔میرا بھائی ایلکس۔۔۔اور ایک اس کا بیٹا۔۔۔ایتھن ہے۔۔۔"تکلیف کی شدت سے دوہری ہوتی خدیجہ نے اٹک اٹک کر بولنا شروع کیا۔۔ایتھن کا نام سن کر زینب کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ تم۔۔۔سے۔۔۔تم سے۔۔۔۔زبردستی شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔میں شاید اب بچ نہیں پاؤں گی۔۔۔"اس نے زور سے ایک سانس اندر کھینچا۔۔۔صاف لگتا تھا۔۔اس کے پاس وقت بہت کم بچا تھا۔۔وہ کھینچ کھینچ کر سانس لے رہی تھی۔۔لیکن بیٹی کی حفاظت کو یقینی بنائے بغیر وہ مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔وہ دل ہی دل میں اللہ سے چند لمحوں کی مزید مہلت مانگ رہی تھی۔۔۔

"تم فوراً۔۔۔باتھ روم کی کھڑکی۔۔۔کھڑکی کھول کر وہاں کے راستے فرار ہو جاؤ۔۔۔میری فکر مت کرنا۔۔۔اللہ پر بھروسہ رکھنا۔۔۔میری۔۔۔اور اپنے بابا۔۔"زینب کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اس نے آخری نصیحت کی۔۔

"بابا کی تربیت کی لاج رکھنا۔۔۔۔کبھی کوئی حرام یا غلط کام نہ کرنا۔۔۔۔"اس کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔۔۔۔باہر دروازے پر مسلسل ضرب پڑ رہی تھی۔۔۔ایتھن اسے توڑنا چاہتا تھا۔۔۔

"ماں میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔۔۔۔میں ابھی ایمبولینس اور پولیس بلاتی ہوں۔۔۔"زینب نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے موبائل اٹھایا۔۔۔وہ مضبوط ماں کی مضبوط

بیٹی تھی۔۔اس نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا تھا۔۔کانپتے ہاتھوں سے اس نے موبائل پر نمبر ڈائل کرنا شروع کیا۔۔

"زینب۔۔جب تک وہ لوگ آئیں گے۔۔یہاں قیامت۔۔۔آچکی ہو گی۔۔۔۔میں تو۔۔۔ ویسے بھی۔۔۔نہیں بچوں گی۔۔۔۔مگر تمہاری عزت۔۔۔اور جان میرے لئے۔۔۔سب سے قیمتی ہے۔۔۔"پیٹ تھامے وہ بمشکل گھسٹتے ہوئے ساتھ رکھی الماری کی طرف بڑھی۔۔زینب نے بے بسی سے ماں کو دیکھا۔۔

"تم یہاں سے۔۔۔فوراً بھاگ جاؤ۔۔۔۔یہ پسٹل اپنے۔۔۔۔ساتھ رکھو۔۔۔یہ تمہارے بابا کی ہے۔۔۔۔"الماری کے اندر سے ایک چھوٹی سے پسٹل نکال کر اس نے زینب کو تھمائی۔۔۔زینب کی آنکھ سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔

"اللہ کے بعد اگر۔۔۔۔۔کسی پر بھروسہ کر سکتی ہو۔۔تو اپنے زورِ بازو پر کرنا۔۔۔۔اپنی عزت۔۔اور جان۔۔۔بچانے کے لئے کسی کا قتل۔۔۔قتل بھی کرنا پڑے تو مت چوکنا۔۔۔۔کیونکہ سیلف ڈیفنس۔۔۔ہر انسان کا حق ہوتا ہے۔۔"وہ مرنے سے پہلے اپنی

بیٹی کو ہر وہ اہم بات بتا دینا چاہتی تھی۔۔جو اسے ضروری لگ رہی تھی۔۔۔اس کا چہرا زرد پڑ چکا تھا۔۔صاف لگتا تھا وہ کچھ دیر کی ہی مہمان ہے۔۔

"اب تم فوراً یہاں سے نکلو۔۔وہ لوگ کسی بھی۔۔۔وقت اندر داخل ہو جائیں گے۔۔۔۔ یہاں واپس مت پلٹنا۔۔۔وہ لوگ۔۔۔۔تمہاری تاک میں رہیں گے۔۔۔۔اسے میرا آخری حکم سمجھو۔۔۔"وہ ایک بار پھر پیٹ پکڑے زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔۔۔۔

"ماں۔۔"زینب کے آنسوؤں میں تیزی آئی تھی۔۔وہ بھاگ کر اس کے نزدیک آئی۔۔۔

"جاؤ۔۔۔یہ میرا حکم ہے۔۔۔"خدیجہ نے اسے خود سے دور کیا۔۔زینب نے ایک بے بس سی نظر ماں پر ڈالی۔۔آنکھ سے بہتے آنسو کو ہاتھ کی پشت سے پونچھا۔۔۔تیزی سے الماری سے کپڑے نکال کر بدلے۔۔کہ یہ کپڑے خون آلود ہو رہے تھے۔۔۔وہ کسی کی بھی نظروں میں آسانی سے آسکتی تھی۔۔ساتھ ہی اپنے بابا کی پاکستان سے لائی ہوئی کالی چادر نکال کر خود کو اچھی طرح لپیٹا۔۔پسٹل ابھی ٹراؤزر کی پاکٹ میں ڈالی ہی تھی کہ دروازہ پوری قوت سے ہلا۔۔۔۔جیکٹ کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ کانپے۔۔۔

"زینب بھاگو!!!خدیجہ پوری قوت سے چلائی تھی۔۔زینب سب چھوڑ چھاڑ بدحواسی میں باتھ روم میں داخل ہوئی۔۔۔دروازہ بند کر کے وہ کھڑکی پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔آخر کار چند کوششوں کے بعد وہ کھڑکی سے چھلانگ لگا کر باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئی۔۔تب ہی اسے باتھ روم کا دروازہ دھڑ دھڑانے کی آواز آئی۔۔۔۔یعنی وہ لوگ کمرے کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔۔۔۔اس نے ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر سرپٹ بھاگنا شروع کر دیا۔۔۔۔

بھاگتے بھاگتے اسکا سانس پھول چکا تھا۔خالی سڑک پر بار بار پیچھے دیکھتے،اسٹریٹ لائٹ کی روشنی سے راستے کا تعین کرتی وہ اندھا دھند اپنی زندگی اور عزت بچانے کے لئے بھاگ رہی تھی۔۔۔۔جب ہی سامنے سے آنے والی کار سے ٹکرا کر زمین بوس ہو گئی۔۔۔اور یہی وہ وقت تھا جب اس کی حاذق سے پہلی بار ملاقات ہوئی۔۔۔

"سنو،تم مسلمان ہو؟"حاذق اسے چھوڑ کر پلٹ رہا تھا۔جب کسی خیال کے تحت اس نے اسے روکا۔۔۔اس کی ماں نے اس کے دل میں مسلمانوں اور بالخصوص پاکستانیوں کی محبت بھر دی تھی۔۔۔۔وہ اپنی زندگی میں دو پاکستانی مسلمانوں سے ملی تھی اور دونوں نے اس

زندگی پلٹ دی تھی۔۔۔اس کے سوچنے کا طریقہ بدل دیا تھا۔۔۔یہی وجہ تھی کہ زینب بھی یہی سمجھتی تھی کہ سارے مسلمان بہت اچھے ہوتے ہیں۔۔۔کم از کم وہ ایتھن کی طرح اس کی عزت پر ہاتھ تو نہیں ڈالے گا۔۔۔اور یہی سوچ کر اس نے ٹراؤزر میں پسٹل کی موجودگی کا یقین کر کے اس کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔کیوں کہ بہر حال اسے اپنی ماں کے آخری الفاظ یاد تھے کہ اللہ کے بعد اپنے زورِ بازو پر بھروسہ کرنا۔۔وہ بیٹھنے کو حاذق کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔مگر ابھی بھی اس کا ایک ہاتھ ٹراؤزر کی پاکٹ پر ہی تھا۔۔۔وہ بہت چوکنی تھی۔۔۔اور یوں کہانی کا وہ موڑ آ گیا۔جس کا کسی نے بھی نہیں سوچا تھا۔۔

لنکاوی میں کل چھوٹے بڑے ننانوے جزیرے ہیں۔۔۔آج ان ہی میں سے تین جزیروں پر حاذق اور عسیل کو جانا تھا۔۔۔اس وقت وہ ہوٹل میں اپنے کمرے میں موجود تیاری میں مگن تھے۔۔۔

"تمہیں پانی سے تو ڈر نہیں لگتا نا؟ حاذق نے اپنے اوپر پرفیوم کا چھڑکاؤ کرتے عسیل کی جانب دیکھا جس کے لیسز باندھتے ایک پل میں تھمے تھے۔۔۔اس نے گردن اٹھا کر خونخوار

نظروں سے حاذق جو دیکھا۔۔جو پرفیوم کی بوتل بند کرتا میز پر رکھ رہا تھا۔۔۔آنکھوں میں شرارت ہلکورے لے رہی تھی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔میں ایکروفوبک ہوں اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ مجھے ہر چیز سے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔" گردن جھٹکتے وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔ایک تو وہ ویسے ہی اپنی حرکت پر سخت شرمندہ تھی۔۔۔نہ کہ حاذق کا یہ چڑانا اسے مزید تپا گیا تھا۔۔

"ارے بابا سوری۔۔۔۔اب اس میں اتنا ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔۔میں تو بس تمہیں ایسے ہی چھیڑ رہا تھا۔۔۔" مسکراتا ہوا وہ اس کے نزدیک آیا۔۔۔عسیل کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔

"بیوی کو کون چھیڑتا ہے؟" حاذق کی آنکھوں میں جھانکتے وہ دوبدو گویا ہوئی۔۔۔

"اچھا تو تم کہہ رہی ہو کہ آج باہر نکل کر دوسری لڑکیوں کو چھیڑوں؟" عسیل کو کندھوں سے تھامتا وہ معصومیت سے گویا ہوا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"حاذق مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ ہم بہت جلد یہاں کے اخبارات کی ہیڈ لائنز بن جائیں گے۔۔۔"دونوں ہاتھ بازو پر باندھتے اس نے ابرو اچکائے۔۔۔حاذق نے آنکھیں چندھیائیں یوں جیسے اس کی بات کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔

"خوبصورت، حسین دوشیزہ نے اپنے بدتمیز، بے ادب شوہر کو ہنی مون کے دوران اپنے ناخنوں سے زخمی کر دیا۔۔"اس کے کالر کو دبوچ کر خود سے نزدیک کرتے وہ غرائی۔۔۔۔

"تمہیں اپنے اکلوتے شوہر کے ساتھ یہ سب کرتے بلکل شرم نہیں آتی نا؟"اپنے کالر کی جانب اشارہ کرتے حاذق نے ایک بے بس سی آہ بھری۔۔۔اس کی آنکھیں عسیل کی آنکھوں میں جھانک رہی تھیں جہاں ہنوز خفگی تیر رہی تھی۔۔۔

"آپ اکلوتے شوہر اور میں آپ کی سوتیلی بیوی۔۔جس سے آپ جب چاہیں بدتمیزی کر سکتے ہیں۔۔۔ہیں نا؟؟"اس کے کالر چھوڑتی وہ وہیں صوفے پر دھپ سے بیٹھی۔۔۔حاذق کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔۔۔

"ہیں! یہ سوتیلی بیوی کون ہوتی ہے؟"اگلے ہی پل وہ بھی اس کے برابر براجمان ہوا۔۔

"میرا مطلب ہے کہ دوسری بیوی ہوتی ہے۔۔۔تیسری بیوی ہوتی ہے۔۔۔چوتھی بھی۔۔۔"اس سے پہلے اس کا جملہ مکمل ہوتا۔۔عسیل خفا ہوتی جگہ چھوڑ کر اٹھ گئی۔۔۔

"ارے یار۔۔۔ایک تو تم جلدی سے ناراض ہو جاتی ہو۔۔"اس سے پہلے وہ آگے بڑھتی۔۔حاذق نے تیزی سے کھڑے ہو کر اسے روکا۔۔۔

"دیکھو۔۔۔میرا مطلب تھا کہنے کا کہ تم میری سگی بیوی ہو۔۔بالکل پکی والی۔۔جیسے پکے دوست ہوتے ہیں۔۔۔"اس کی کمر کے گرد ہاتھ کا گھیرا بناتے اس نے عسیل کو خود سے نزدیک کیا۔۔۔عسیل نے مشکوک نظروں سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔

"اب یہ پکی والی بیوی کیا ہوتی ہے۔۔"وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ حاذق کوئی سیدھی بات کر لے یہ ممکن نہیں۔۔سو اس کا مشکوک ہونا بنتا تھا۔۔۔

"جس کے بنا آپ خود کو ادھورا محسوس کریں۔۔"عسیل کو خود سے مزید نزدیک کرتے وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا گویا ہوا۔۔لہجے میں رومانویت تھی۔۔۔عسیل اس اچانک کایا پلٹ پر حیران ہوئی۔۔حاذق ہنوز بول رہا تھا۔۔

"جو آپ کے سکون کا باعث ہو۔۔ جس کے ساتھ آپ دنیا کی ہر پریشانی بھول جائیں۔۔ جو آپ کی دنیا ہو۔۔۔" عسیل کا چہرہ گلابی پڑنے لگا تھا۔۔۔ نہ جانے اس کی قربت کا اثر تھا یا اس کے الفاظ کا۔۔ اس کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔۔

"جو ہر وقت آپ پر مکے برساتی رہے۔۔ آپ کو طعنے دیتی رہے۔۔۔" اگلے ہی پل عسیل کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔ اس نے بے یقینی سے نگاہیں اٹھائیں۔۔ حاذق پٹڑی سے اتر چکا تھا۔۔۔۔

"جو ہر دم آپ کی ناک میں دم کر کے رکھے۔۔۔" عسیل نے ایک مکا اس کے بازو میں جڑتے خود کو اس سے دور کرنا چاہا۔۔ لیکن حاذق کی مضبوط گرفت کے باعث یہ ممکن نہیں ہوا۔۔۔۔۔

"جو ہر وقت آپ سے ناراض رہتی ہو۔۔ لیکن۔۔۔" اس نے ایک لمحے کو رک کر اس کی خفا آنکھوں میں جھانکا۔۔۔

Clubb of Quality Content

"جو آپ کو بہت عزیز ہو۔۔۔ جس کی آنکھوں میں آنسو دیکھنا آپ کے لئے تکلیف دہ ہو۔۔۔ جسے خوش رکھنے کے لئے آپ کسی بھی حد تک جا سکتے ہوں۔۔"اس کی ناراض آنکھوں پر لب رکھتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔

"بہت برے ہیں آپ۔۔۔"حاذق کی گرفت ڈھیلی پڑی تو وہ گلابی پڑتے چہرے سے بولتی اس سے الگ ہوئی۔۔وہ اسے کبھی ستاتا تھا۔۔تو کبھی مناتا تھا۔۔۔اس سے پہلے کہ حاذق کوئی جواب دیتا۔۔۔میز پر رکھا موبائل بج اٹھا۔۔۔

"نیچے بس آگئی ہے۔۔ چلو۔۔واپس آکر میں تم سے اپنے برے ہونے کی تعریف پوچھوں گا۔۔۔"میز پر رکھا بیگ پیک اٹھا کر کندھے پر ڈالتے اس نے آنکھ دبائی۔

"زہریلے بھی ہیں آپ۔۔۔"عسیل نے مزید دل کی بھڑاس نکالی۔۔حاذق کا جاندار قہقہہ نکلا تھا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ اسے مناتا کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔۔۔

سورج ابھی پوری طرح بلند نہیں ہوا تھا۔۔۔ مگر آسمان کی نیلگوں رنگت میں سنہری رنگ بکھرنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔ سمندر کا پانی کسی شیشے کی مانند چمک رہا تھا۔۔ جس پر سورج کی

کرنیں جھلملاتے ہوئے عکس بکھیر رہی تھیں۔ ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا جسم کو چھو کر گزرتی، تو ایک فرحت بخش احساس پیدا ہوتا۔۔۔

Kilim Jetty کے کنارے کھڑے وہ دونوں اس خوبصورت نظارے میں محو ہو گئے تھے۔۔۔ تاحدِ نگاہ پانی ہی پانی تھا۔۔۔ جہاں چھوٹی بڑی بوٹس نظر آ رہی تھیں۔۔۔۔ ارد گرد کھڑے بلند و بالا سبز پہاڑ پانی میں اپنا عکس بکھیر رہے تھے۔۔۔۔

"چلو، بوٹ اسٹارٹ ہونے والی ہے۔۔۔۔" حاذق نے ہوپنگ بوٹ کے پلیٹ فارم کی جانب اشارہ کرتے عسیل کو مخاطب کیا۔۔ جو اپنے کیمرے میں یہ خوبصورت نظارہ قید کرنے میں مگن تھی۔۔۔ بوٹ میں سیاح جوق در جوق سوار ہو رہے تھے۔۔ وہ دونوں بھی تیزی سے اس جانب چلے گئے۔۔۔ بوٹ میں بیٹھنے کے بعد انہیں لائف جیکٹس دی گئیں۔۔۔

"کیا یہاں ڈوبنے کا بھی خطرہ ہے؟" عسیل نے لائف جیکٹ لیتے ہی حاذق کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

"مجھے تو ڈوبنے کا خطرہ ہر دم تمہاری آنکھوں میں بھی رہتا ہے۔۔"لائف جیکٹ پہنتے حاذق نے آنکھ کا کونا دبایا۔عسیل نے دانت پیستے خود کو بمشکل کچھ بھی کہنے سے روکا کہ ارد گرد کافی لوگ بیٹھے تھے۔۔۔

"وہ کیا کہتے ہیں۔۔۔ جھیل سی تیری آنکھوں میں ڈوب جانے کو دل کرتا ہے۔۔"اس کا اگلا مصرعہ منہ میں ہی رہ گیا جب عسیل نے جوتے کی ہیل سے اس کے پاؤں دبائے۔۔اشارہ واضح تھا کہ سب کے سامنے مجنوں بننے سے گریز کیا جائے۔۔۔۔

"اتنا ظلم کرتی ہو اور پھر کہتی ہو کہ دوسری شادی بھی نہ کروں۔۔۔کیا پتہ دوسری والی تھوڑی عزت ہی دے دے مجھے۔۔۔"ایک آہ بھرتے اس نے پاؤں سہلایا۔۔۔

"میں مل گئی نا۔۔کافی ہے۔۔ہر کوئی آپ کی یہ ڈرامے بازیاں جھیل نہیں سکتا۔۔۔"بال جھٹکتے اس نے کیمرے کا بٹن آن کیا۔۔۔اتنی دیر میں بوٹ بھی چلنا شروع ہو گئی۔۔

عسیل کا دھیان ارد گرد کے نظاروں پر تھا۔۔آج پہلی بار وہ ان نظاروں کا بھرپور لطف اٹھا رہی تھی۔۔۔حاذق خاموش بیٹھا پانی پر نظریں جمائے تھا۔۔۔اچانک ہی بوٹ نے تیزی پکڑ

لی۔۔۔لوگوں کے لئے توازن برقرار رکھنا مشکل ہونے لگا۔۔عسیل نے بھی کیمرا بند کرتے فوراً حاذق کا ہاتھ تھاما۔۔۔دوسرا ہاتھ بوٹ کی راڈ پر تھا۔۔

"واؤ۔۔۔یہ تو بہت تھرلنگ ہے۔۔۔۔"چہرے پر آئے پانی کے چھینٹے جھاڑتے وہ زور سے بولی۔۔۔لہروں کے شور اور بوٹ کے انجن کی وجہ سے انہیں چلا کر بات کرنی پڑ رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ سفر زیادہ لمبا ثابت نہیں ہوا اور کچھ ہی دیر میں وہ لوگ Pulau Singa Besar پہنچ گئے۔۔۔۔جس کا مطلب "شیروں کا جزیرہ" ہے۔۔۔۔البتہ وہاں شیر نہیں پائے جاتے۔۔۔۔۔شاید اس کا نام اس کی ہئیت کی وجہ سے ایسا پڑ گیا تھا۔۔۔بوٹ ایک پر سکون حصے میں آکر ٹھہری تھی۔۔۔جہاں پانی آئینے کی طرح ساکت تھا۔۔۔چاروں طرف سرسبز درختوں کا قدرتی حصار ایک خاموش پناہ گاہ سا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ہوا میں ایک عجیب سی سنسنی تھی، جیسے فطرت کسی شاندار مظاہرے کے آغاز کا انتظار کر رہی ہو۔۔۔۔دراصل یہ ایگل فیڈنگ پوائنٹ تھا۔۔۔بوٹ کے رکتے ہی بوٹ مین نے تمام مسافروں کو عقبی حصے میں جانے کا اشارہ کیا۔۔۔اور خود چکن اسکن کے ٹکڑے پانی میں اچھالنے لگا۔۔۔۔جیسے ہی وہ

ٹکڑے سطحِ آب پر گرے، ایک لمحے کے لئے ہر چیز ساکت ہو گئی۔۔اور پھر آسمان جیسے زندہ ہو گیا۔۔۔۔۔۔

دور فضاء میں پرواز کرتے عقاب ایک دم نیچے کی طرف جھپٹے۔۔ان کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ ہوا میں ارتعاش پیدا کرنے لگی۔۔۔۔سورج کی روشنی میں ان کے سنہری-بھورے پروں کی چمک مزید نمایاں ہو گئی تھی۔

"انہیں دیکھ کر تو لگ رہا ہے کہ جیسے یہ جانتے تھے کہ ان کی دعوت کا انتظام شروع ہونے والا ہے۔۔"عسیل نے سرگوشی میں کہا، اس کی نظریں آسمان میں منڈلاتے ان شاہی پرندوں پر جمی تھیں۔۔۔۔

"بالکل۔۔"حاذق نے کیمرے کا فوکس ایڈجسٹ کرتے ہوئے گردن ہلائی۔۔۔۔

"یہ ان کی روٹین کا حصہ ہوتا ہے۔۔۔۔جیسے ہی بوٹ کی آواز سنائی دیتی ہے، انہیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ ضیافت کا وقت آ گیا۔۔۔۔یہ آواز ان کے لئے اپیٹائزر کا کام کرتی ہے۔۔۔۔"

جوں ہی ایک عقاب نے نیچے آ کر گوشت پنجوں میں دبایا۔۔حاذق نے فوراً کیمرے کا بٹن دبایا۔۔۔مگر جتنی دیر میں کلک ہوا، عقاب اپنی خوراک لے کر جا چکا تھا۔۔۔عقاب انتہائی

مہارت سے ہوا میں جھپٹتے، پانی کے بالکل قریب پہنچ کر اپنے تیز پنجوں سے خوراک دبوچ لیتے اور پلک جھپکنے میں واپس ہوا میں بلند ہو جاتے۔۔۔۔

"ارے یار۔۔۔" اس نے مایوسی سے سر جھٹکا، پھر جلدی سے دوبارہ کوشش کرنے لگا۔۔۔۔ بار بار کوششوں کے بعد، آخر کار ایک بہترین شاٹ کیمرے کی اسکرین پر نمودار ہوا۔۔۔۔ عقاب کا نوکیلی چونچ میں گوشت دبائے، ہوا میں بلند ہونے کا ناقابلِ یقین منظر!!!

"واؤ۔۔۔" خلاف توقع عسیل کو بھی تصویر پسند آگئی تھی۔۔ وہ لوگ کافی دیر اس منظر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔۔۔ تقریباً بیس منٹ بعد بوٹ نے نیلگوں پانی کی سطح پر ایک نرم ہچکولے کے ساتھ اپنا سفر دوبارہ شروع کیا۔۔۔ پانی کی چمکدار سطح پر سورج کی کرنیں جھلملاتی تو ایسا لگتا جیسے کسی نے سمندر پر سنہری چادر بچھا دی ہو۔۔۔ چاروں طرف بکھری چھوٹی چھوٹی جزیرے نما چٹانیں، ہلکی نم آلود ہوا اور کشادہ نیلا آسمان۔۔۔ سب کچھ خواب جیسا تھا۔۔۔ بوٹ جیسے ہی Beras Basah Pulau کے قریب پہنچی۔۔۔ منظر اور دلکش ہوتا گیا۔۔۔ سفید نرم ریت، سرسبز درختوں کی گھنی چھاؤں، اور پانی کا شفاف نیلا رنگ۔۔۔ سب کچھ ایک جادوئی لینڈ اسکیپ کی طرح لگ رہا تھا۔۔۔

"یار میں تو سوچ رہی ہوں، جنت کیسی ہو گی؟ جب دنیا اتنی حسین ہے۔۔۔" عسیل کی نظریں ارد گرد کے سحر انگیز مناظر میں کھوئی ہوئی تھیں۔۔

"ہوں۔۔۔ یہ تو ہے۔۔۔ جب ہی تو کہتے ہیں نا، اور تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔۔" حاذق نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔۔ وہ لوگ بھی بوٹ سے اتر کر ساحل کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ نرم ریت پر ننگے پاؤں چلنے کا احساس عسیل کو بے حد اچھا لگا۔۔۔ جیسے زمین کی ٹھنڈی سانسیں اس کے پیروں سے ٹکرا رہی ہوں۔۔۔ کچھ دیر دونوں سمندر کی طرف دیکھتے ہوئے خاموشی سے چلتے رہے۔۔۔ جیسے اس لمحے کو مکمل طور پر محسوس کرنا چاہتے ہوں۔۔۔۔۔

اچانک عسیل کی نظر ریت پر لیٹی سن باتھ لیتی خواتین پر پڑی۔۔۔ وہ کچھ دیر انہیں دیکھتی رہی۔۔۔ پھر حاذق کی طرف دیکھتے سرگوشی میں مستفسر ہوئی۔۔۔

"سنیں۔۔۔ جب آپ اکیلے آتے ہیں، تب بھی یہ آنٹیاں یہی پائی جاتی ہیں؟" حاذق نے ایک نظر ان عورتوں پر ڈالی۔۔۔

"استغفراللہ۔۔یار میں شریف آدمی ہوں۔۔یہ کیا تم مجھے گنہگار کر رہی ہو۔۔۔" نظریں پھیرتے اس نے جھرجھری لی۔۔۔

"جی آپ کی شرافت پر تو چند دن میں کتاب چھاپنے کا سوچ رہی ہوں۔۔۔حاذق شریف شرجیل۔۔۔" عسیل نے جل کر اس کی جانب دیکھا۔۔جو مسکراہٹ دبائے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتا چل رہا تھا۔۔۔عسیل کی گھوری پر اس نے گردن موڑی۔۔۔

"ویسے او نسٹلی اسپیکنگ۔۔۔لاسٹ ٹائم جب میں یہاں آیا تھا تو یہ والی آنٹیاں نہیں تھیں۔۔۔وہ زیادہ اچھی تھیں۔۔" سنجیدگی سے کہتے اس نے کندھے اچکائے۔۔عسیل کی آنکھیں پھیلیں، پھر منہ کھلا اور اگلے ہی پل ایک زوردار مکے نے حاذق کے اُحوال پوچھے تھے۔۔۔۔

"انتہائی بے حیا اور چھچھورے ہیں آپ۔۔" وہ غصے سے کہتی آگے بڑھ گئی۔۔

"ارے کبھی کہتی ہو۔۔اتنے شریف نہیں ہیں۔۔کبھی کہتی ہو۔۔بے حیا ہیں۔۔خود آنٹیاں دکھاتی ہو اور خود ہی ناراض ہوتی ہو۔۔۔" اس کے نزدیک پہنچتے وہ بے بسی سے بولا۔۔

عسیل ایک بار پھر اس پر برس رہی تھی۔۔لہروں کے شور میں ان کی آوازیں دبتی جا رہی

تھیں۔۔ساحل پر بنتے ان کے قدموں کے نشان وہاں ان کی موجودگی کے گواہ بنتے جا رہے تھے۔۔۔۔

ان کی نوک جھونک ابھی جاری تھی جب بوٹ ساحل کے کنارے آ کر لگی۔۔۔اسے اب اپنی اگلی منزل کی جانب بڑھنا تھا۔۔۔وہ روٹھتے مناتے بوٹ میں سوار ہو گئے۔۔اور ایک بار پھر سفر شروع ہوا۔۔۔یہ سفر بھی زیادہ لمبا نہیں تھا۔۔اب کی بار ان کے سامنے Pulau Dayang Bunting کا سرسبز اور پراسرار جزیرہ پھیلا تھا۔۔۔۔لمبے، گھنے درخت، پہاڑوں کے بلند سائے، اور پس منظر میں پرندوں کی مدھم چہچہاہٹ۔۔۔سب کچھ کسی جادوئی منظر کی مانند لگ رہا تھا۔۔سب کے ہمراہ وہ بھی بوٹ سے اترے۔۔۔اس جزیرے میں تازہ پانی کی جھیل تھی۔۔۔۔جو کہ کافی عرصے پہلے کسی انڈر واٹر غار کے منہدم ہونے کی وجہ سے بنی تھی۔۔۔۔بلند و بالا پہاڑوں سے گھرا یہ جزیرہ بھی قدرت کا ایک خوبصورت شاہکار تھا۔

"چلو جھیل کی طرف چلتے ہیں۔۔۔"عسیل کو بوٹ سے اترنے میں مدد دیتے اس نے دور تک نظر آتی سیڑھیوں کو دیکھا۔۔۔جھیل تک جانے کے لئے پہلے تقریباً دس منٹ تک

سیڑھیاں چڑھ کر پہاڑ تک پہنچنا تھا اور پھر وہاں سے دوبارہ سیڑھیاں اترنے کے بعد جھیل آتی تھی۔۔یہ یقیناً ایک لمبا اور تھکا دینا والا سفر تھا۔۔۔دونوں باتیں کرتے سیڑھیاں چڑھنے لگے۔۔۔آس پاس بہت سارے لوگ ان کے ہمراہ چل رہے تھے۔۔سب ہی کچھ دیر سستا کر آگے بڑھ رہے تھے۔۔۔۔

"حاذق،دو منٹ رک جائیں۔۔۔پانی پی کر آگے چلتے ہیں۔۔۔"چلتے چلتے عسیل تھک گئی۔۔پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولتے اس نے بیگ سے بوتل نکال کر گھونٹ بھرا۔۔۔حاذق نے بھی ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائی اور ارد گرد کا جائزہ لینے لگا۔۔۔جس جگہ وہ رکے تھے۔۔یہ ایک جنگل تھا۔۔۔۔۔جو ایکدم خاموش محسوس ہوتا تھا۔۔۔مگر اس خاموشی میں کچھ چھپا تھا۔۔۔۔بظاہر یہاں سب ٹھیک لگ رہا تھا۔۔۔مگر کچھ تھا۔۔جو حاذق کو اندر سے الارم دے رہا تھا۔۔۔۔

"یار یہاں کافی بندر ہیں۔۔۔"اچانک حاذق سرگوشی میں گویا ہوا۔۔عسیل کے جسم میں ایک جھرجھری دوڑی تھی۔۔۔۔درختوں کی شاخوں سے کئی جوڑی چمکتی آنکھیں جھانک

رہی تھیں۔۔۔اور تب ہی چند بندر زمین پر کودے اور قریب آ کر انہیں گھورنے لگے۔۔۔۔۔عسیل بھاگ کر حاذق کے نزدیک گئی۔۔۔

"حاذق، فوراً چلیں۔۔۔مجھے ان بندروں کے تیور کچھ خطرناک لگ رہے ہیں۔۔۔"کندھے پر پہنے بیگ پر ایک ہاتھ سے گرفت مضبوط کرتے اس نے دوسرے ہاتھ سے مضبوطی سے حاذق کا ہاتھ تھاما۔۔۔

"ہاں۔۔لیکن ہم ایسے یہاں سے نکلیں گے تو یہ ہمارا پیچھا کریں گے۔۔۔"خونخوار نظروں سے گھورتے بندروں کو دیکھتے حاذق نے اپنا بیگ پیک کندھے سے اتارا۔۔بندر آہستہ آہستہ ان کی جانب بڑھنا شروع ہوئے۔۔۔عسیل کی دھڑکنیں بے ربط ہو رہی تھیں۔۔۔اس نے سنا تھا اکثر بندر انسانوں کو زخمی کر دیتے ہیں۔۔وہ حاذق کا ہاتھ دبوچے اس کی پشت پر کھڑی رہی۔۔۔اتنی دیر میں حاذق بیگ سے مونگ پھلی کے چند پیکٹ برآمد کر چکا تھا۔۔اس نے تھوڑے فاصلے پر وہ پیکٹ اچھال کر خالی کئے۔۔۔۔اگلے ہی پل بندروں کی توجہ بٹ گئی۔۔۔وہ جلدی جلدی ان پر جھپٹنے لگے۔۔۔۔۔موقع اچھا تھا، وہ دونوں فوراً آگے بڑھ گئے۔۔۔۔

جب وہ جھیل کے قریب پہنچے تو عسیل نے گہری سانس لی۔۔۔

"شکر۔۔۔ورنہ آپ کے دوستوں نے تو آج لگتا تھا ہمیں مارنے کا پلان بنایا تھا۔۔" حاذق کی جانب دیکھتے وہ شرارت سے گویا ہوئی۔۔

"ہاں۔۔۔میرے نصیب میں ساری ایسی ہی مخلوق لکھی ہیں۔۔۔جو بس مجھے زخمی کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔۔" بازو پر عسیل کے ناخنوں کے نشان سہلاتا وہ آگے بڑھ گیا۔۔۔اور جب تک عسیل کو بات سمجھ آئی۔۔۔وہاں مزید لوگ جمع ہونا شروع ہو چکے تھے۔۔۔۔

سامنے Pregnant Maiden Lake کی پراسرار جھیل نظر آ رہی تھی۔۔جو چاروں طرف سے بلند و بالا پہاڑوں میں قید تھی۔۔۔۔سبز پانی میں پہاڑوں کا عکس اترا ہوا تھا،اور ایک مخصوص زاویے سے دیکھنے پر پہاڑوں کی ساخت واقعی کسی لیٹی ہوئی حاملہ عورت جیسی دکھتی تھی۔۔۔۔چونکہ کافی لوگ اکٹھا ہو چکے تھے سو گائیڈ نے روایتی انداز میں کہانی سنانا شروع کی۔۔۔۔

"یہاں میٹ تیجا نامی آدمی کی ملاقات شہزادی مبانگ سے ہوئی۔۔۔۔وہ ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہوئے، شادی کی اور ان کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔۔۔"عسیل حاذق کے برابر جا کر کھڑی ہو گئی۔۔گائیڈ بول رہا تھا اور سب ساکت سے اسے سن رہے تھے۔۔۔

"مگر وہ کچھ عرصے میں مر گیا۔۔۔انہوں نے اسے جھیل کی تہہ میں دفن کر دیا۔۔۔اور تب غمزدہ شہزادی نے ہر بے اولاد جوڑے کے لئے اولاد کی دعا کی۔۔۔۔جب سے یہ بات مشہور ہے کہ کوئی بھی بے اولاد عورت اس جھیل میں نہاتی ہے۔۔۔۔تو اس کی گود بھر جاتی ہے۔۔۔"عسیل کے چہرے پر ناگواری کے رنگ اترے تھے۔۔

"حد ہو گئی۔۔۔مطلب یہ توہم پرستی یہاں بھی قائم ہے۔۔۔۔"اس نے بے یقینی سے حاذق کی جانب دیکھا۔۔۔جو خود بھی اس کہانی سے بیزار دکھائی دیتا تھا۔۔

"ہاں تو تمہیں کیا لگتا ہے۔۔اس کا شکار خالی پاکستان اور انڈیا ہے۔۔۔۔جی نہیں!!! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ توہم پرستی کیسے لوگوں کے اندر سرائیت کر چکی ہے۔۔۔"اس کا ہاتھ تھامے وہ آگے بڑھتا گویا ہوا۔۔۔پیچھے کھڑا گائیڈ کی مزید کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔۔

"اسپین میں منگل کے دن مہینے کی 13 تاریخ ہو تو اسے قومی طور پر بد قسمتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔۔۔آئرلینڈ میں دلہنیں اپنے لباس یا زیورات میں چھوٹی گھنٹی ضرور استعمال کرتی ہیں۔۔۔جسے خوش قسمتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔۔۔چائنا میں 8 کا ہندسہ مبارک اور 4 کا ہندسہ منحوس خیال کیا جاتا ہے۔۔۔حتٰی کہ کچھ لوگ عمارت کی چوتھی منزل تعمیر نہیں کرتے۔۔مغرب میں سفید مرغی نظر آنا رحمت جب کہ سیاہ مرغی کو شیطان کی روح گمان کیا جاتا ہے۔۔۔مصر میں خالی قینچی چلانے کو بُرا سمجھا جاتا ہے کیوں کہ اس سے ہوا میں موجود بدروحیں کٹ جاتی ہیں جس کے باعث ان کو غصہ آجاتا ہے۔۔۔برطانیہ میں چیونٹیوں کی آمد برے موسم اور ان کا قطار میں چلنا بارش ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔۔۔ترکوں کا خیال ہے کہ اگر آپ دو ہم نام لوگوں کے درمیان کھڑے ہیں تو جو مراد چاہیں وہ پوری ہو گی۔۔۔قصے اور بھی بہت ہیں پھر کبھی سناؤں گا۔۔"حاذق نے پیڈل بوٹ والے کو رینٹ پے کرتے ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔ان کا ارادہ جھیل کی سیر کا تھا۔۔جس کے لئے یہاں چھوٹی پیڈل بوٹس کرائے پر ملتی تھیں۔۔

"ہاں جیسے ہمارے یہاں منڈیر پر کوا بیٹھا تو مہمان آنے والے ہیں۔۔۔چھینک آئی تو کوئی یاد کر رہا ہے۔۔۔ماہ صفر مردوں پر بھاری ہوتا ہے۔۔۔دائیں ہاتھ میں خارش ہے تو دولت

آئے گی۔۔۔ بائیں میں ہے تو جائے گی۔۔۔۔ جھاڑو کھڑا کرنا یا بعد از عصر جھاڑو دینا نحوست ہے۔۔۔۔۔ ٹوٹے تارے کو دیکھ کر یا پلک کا بال گرنے پر جو دعا مانگو وہ قبول ہو گی۔۔۔ جائے نماز کا کونا الٹا دو ورنہ شیطان نماز پڑھنے لگ جائے گا۔ خالی قینچی چلانے سے گھر میں لڑائی ہو جائے گی۔۔۔ نمک غلطی سے بھی زمین پر گر گیا تو روز قیامت پلکوں سے اٹھانا پڑے گا۔۔۔۔ چھوٹے بچے کو نظر بد سے بچانے کے لئے پیشانی پر کاجل کا ٹیکا یا نشان لگانا یا ہاتھ میں کالا دھاگہ باندھنا۔۔۔ شام کے وقت جھاڑو نہ دینا کہ اس سے دولت کم ہو گی۔۔۔۔ مرد کی دائیں اور عورت کی بائیں آنکھ پھڑکنے پر اچھی خبر ملے گی۔۔۔ ٹانگیں ہلانے سے دولت کا جانا۔۔۔ چاند گرہن پر پریگننٹ عورت کا چھری قینچی نہ استعمال کرنا ورنہ بچے کا کوئی عضو کٹا ہوا ہو گا۔۔۔ لڑکی کو جہیز میں قینچی اور چھری نہ دینا کہ یہ رشتے کاٹتی ہے۔۔۔ اس کے علاوہ کالی بلی کا راستہ کاٹنا۔۔۔ شیشہ ٹوٹنا۔۔۔ دودھ کا ابل کر برتن سے باہر گرنا۔۔۔۔۔ افففف۔۔۔ شاید میں گنتی جاؤں تو رات ہو جائے گی۔۔۔۔ مگر جو بھی کہیں۔۔۔ اس میں جیتیں گے ہم ہی۔۔۔" عسیل نے بوٹ میں بیٹھتے ہوئے انگلیوں پر گن کر ہمارے معاشرے میں موجود سارے توہمات گنوائے۔۔۔۔

"کوائٹ انٹر سٹنگ۔۔۔ مگر تمہیں سب کی سب یاد بھی ہیں۔۔۔" پیڈلنگ کرتے اس نے توصیفی نظروں سے عسیل کو دیکھا۔۔۔

"ہاں بچپن سے آس پاس سے یہی سب سن کر بڑے ہوئے ہیں۔۔۔۔" ٹھہری پر سکون جھیل پر نظر جمائے وہ لاپرواہی سے بولی۔۔ حاذق گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔

آس پاس کے قدرتی حسین مناظر دیکھتے، جس وقت وہ واپس آئے کافی شام ہو چکی تھی۔۔۔ وہاں موجود لوگ اب بھی ڈیپ واٹر ڈائیونگ کر رہے تھے۔۔۔ مگر عسیل کا موڈ نہ ہونے کے باعث وہ لوگ ساحل پر موجود لکڑی کے تختوں پر ہی بیٹھ گئے۔۔۔۔

"سبز پانی میں ڈوبتے سورج کا نارنجی تھال، بلند قامت پام ٹریز سے گھرے پہاڑ، سرسبز حسین جزیرہ اور آپ کا من پسند جیون ساتھی۔۔۔۔ کیا اس سے زیادہ بھی کوئی حسین شام ہو سکتی ہے؟" عسیل نے بے خودی کے عالم میں سامنے ڈوبتے سورج کی ٹھنڈی شعاؤں پر نظر جمائے کہا۔۔ حاذق کے چہرے پر گہری مسکراہٹ امڈی تھی۔۔۔

"کیا بات ہے میری بیگم کو بڑی شاعرانہ باتیں کرنی آگئی ہیں۔۔۔" گردن موڑتے وہ شرارت سے گویا ہوا تو عسیل نے جھینپ کر سر اس کے بازو سے ٹکا دیا۔۔۔۔ وہ کم کم ہی ایسے

محبت کا اظہار کرتی تھی۔۔۔اس وقت شاید ماحول کا اثر تھا، جس کی وجہ سے وہ بہت خوش اور رومانوی موڈ میں تھی۔ مگر اس کی خوشی کا دورانیہ زیادہ لمبا نہیں تھا۔۔یہ اسے ابھی معلوم نہیں تھا۔۔۔۔

چاندنی کے مدھم عکس میں سمندر خاموشی سے لہرا رہا تھا۔۔فضا میں ہلکی سی خنکی گھلی ہوئی تھی۔۔۔مگر حاذق کے اندر اضطراب کی حدت بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔وہ ٹیرس کی ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔۔فون کان پر لگا تھا۔۔۔

"ہیلو ماما۔۔۔زینب کہاں ہے؟ کتنی دیر سے اس کا نمبر ٹرائی کر رہا ہوں۔۔"اگلی جانب جیسے ہی فون اٹھایا گیا وہ بے چینی سے مستفسر ہوا۔۔۔اس کا لہجہ بتاتا تھا وہ کچھ دیر پہلے کتنا پریشان رہا ہو گا۔۔۔

"یہیں ہے۔۔۔ابھی ٹھیک ہے۔۔۔۔"اگلی جانب سے سنے جانے والے جملے پر اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

"کیا مطلب۔۔۔اب ٹھیک ہے؟وہ اس وقت ہے کہاں؟"وہ ایک ساتھ ہی سب کچھ جان لینا چاہتا تھا۔۔۔اضطراب اس کے لہجے سے نمایاں تھا۔۔۔بالوں میں ہاتھ چلاتے اس نے گلاس ڈور سے ایک نظر اندر جھانک کر دیکھا۔۔عسیل بیڈ پر دراز نظر آ رہی تھی۔۔وہ بہت تھک گئی تھی۔۔سو جلدی سونے لیٹ گئی تھی۔۔۔

"حاذق پریشانی کی بات نہیں ہے۔۔۔۔بس اس کا بی پی وغیرہ کچھ ہائی ہو گیا تھا۔۔۔میں ڈاکٹر کے پاس لے آئی تھی۔۔۔۔ابھی بس ہم گھر کے لئے نکل رہے ہیں۔۔۔۔میں گھر پہنچ کر تمہاری بات زینب سے کروا دوں گی۔۔۔"اس کا شک ٹھیک نکلا تھا۔۔زینب کی طبعیت خراب تھی۔۔وہ اسی لئے اسے ایسی حالت میں چھوڑ کر نہیں آنا چاہتا تھا۔۔بے بسی سے اس نے اپنے بال مٹھی میں جکڑے۔۔

"نہیں ماما۔۔۔مجھے ابھی زینب سے بات کرنی ہے۔۔۔۔آپ اسے فوراً فون دیں۔۔۔۔اس کی طبعیت خراب تھی اور آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔۔بہت غلط کیا آپ نے میرے ساتھ۔۔"وہ سخت اشتعال میں آ گیا تھا۔۔گرماں کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید وہ پھٹ پڑتا۔۔اس وقت وہ بمشکل اپنے جذبات قابو کئے ہوئے تھا۔۔۔

"حاذق تمہیں پریشان کرنے کا فائدہ نہیں تھا۔۔۔اور میں کہہ رہی ہوں ناوہ ٹھیک ہے۔۔۔ بس اس کا بی پی ہائی ہو گیا تھا۔۔۔اسے ڈاکٹر کی ضرورت تھی۔۔تم ڈاکٹر نہیں ہو۔۔"اب کی بار ان کا لہجہ بھی تیز ہو گیا تھا۔۔وہ زینب کے لئے اس کے اس دیوانے پن پر اندر تک جل بھن جاتی تھیں۔۔۔

"ڈاکٹر نہیں ہوں۔۔شوہر ہوں اس کا۔۔اس کا خیال رکھنا میری ذمہ داری ہے۔۔ایسے وقت میں سیر سپاٹے کرنے کا کوئی تک نہیں بنتا تھا میرا۔۔۔"بینا خالہ کا پارہ ہائی ہوا تھا۔۔ جب سے یہ عورت اس کی زندگی میں آئی تھی۔۔وہ یوں ہی ان سے تلخ ہو جاتا تھا۔۔ورنہ وہ ان کی فرمانبردار اُولاد تھا۔۔

"حاذق۔۔تم یہاں ہوتے تو بھی سوائے ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے کیا کرتے؟ میں نے بھی وہی کیا۔۔۔"اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا۔۔عسیل دروازہ کھسکاتی باہر نکلی۔۔

"میں آپ کو بعد میں کال کرتا ہوں۔۔۔۔"ایک چور نظر عسیل پر ڈالتے اس نے فون کاٹ دیا۔۔۔

"حاذق سب خیریت ہے۔۔۔۔کس سے بات کر رہے تھے؟کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟"اسے مسلسل ٹیرس میں ٹہلتے دیکھ کر عسیل کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کچھ مضطرب ہے۔۔سو وہ باہر نکل آئی تھی۔۔۔۔۔

"سب ٹھیک ہے۔۔۔۔مگر مجھے نہیں پتہ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔۔میں یہاں مزید رہا تو شاید میرا دماغ پھٹ جائے گا۔۔۔۔"آنکھیں بند کرتے اس نے گردن پیچھے ڈالی۔۔دماغ میں اب بھی زینب گھوم رہی تھی۔۔نہ جانے وہ کیسی تھی؟

"گھر میں سب لوگ ٹھیک ہیں؟"عسیل کا دل بھی پل بھر میں گھبرایا تھا۔۔۔ذہن میں آنے والا پہلا خیال یہی تھا۔۔۔

"ہاں ماما، پاپا ٹھیک ہے۔۔۔ابھی ماما سے بات ہوئی۔۔"اس نے بند آنکھوں سے جواب دیا۔۔جو ٹھیک نہیں تھی۔۔۔اس کے بارے میں وہ اسے بتا نہیں سکتا تھا۔۔۔

"پھر؟"اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی وہ نرمی سے مستفسر ہوئی۔۔۔حاذق نے آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا۔۔عسیل دیکھ سکتی تھی اس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے۔۔جیسے وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا ہو۔۔۔

"عسیل۔۔بس مجھے۔۔"اس نے گردن جھکاتے لب کاٹے۔۔۔شاید آنسو حلق میں اٹکنے لگے تھے۔۔۔وہ خاموش ہو گیا۔۔عسیل اسے کچھ دیر خاموشی سے دیکھتی رہی۔۔۔

"حاذق ہم واپس چل چلتے ہیں۔۔۔کوئی بات نہیں پھر دوبارہ کبھی آجائیں گے۔۔۔زندگی پڑی ہے گھومنے پھرنے کے لئے۔۔"اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ دھیمے سے بولی۔۔اس وقت حاذق کی شکل دیکھ کر کوئی بھی ہوتا وہ یہی مشورہ دیتا۔۔۔پریشانی اور اضطراب اس کے چہرے سے چھلک رہا تھا۔۔۔عسیل کو وجہ تو نہیں پتہ تھی۔۔۔مگر اتنا ضرور سمجھ گئی تھی کہ بات جو بھی ہے۔۔۔۔حاذق کے لئے ہرگز بھی معمولی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

"تھینکس عسیل۔۔تھینکس فار انڈر اسٹینڈنگ می۔۔"حاذق نے ہامی بھرنے میں پل نہیں لگایا۔۔آگے بڑھ کر عسیل کے گلے لگتا وہ ایکدم جذباتی ہوا تھا۔۔

"ہم خالی خوشیوں کے نہیں، غموں کے بھی ساتھی ہیں حاذق۔۔"اس کی پیٹھ تھپکتی وہ نرمی سے گویا ہوئی۔۔اس وقت وہ اس عسیل سے یکسر مختلف دکھائی دیتی تھی جو اس سے ہر دم روٹھتی رہتی تھی۔۔

"اگر کچھ ایسا ہے جسے آپ مجھ سے شئیر کر کے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہیں۔۔تو ضرور کریں۔۔"حاذق نے اسے خود سے الگ کیا۔۔چند لمحے وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہا۔۔یوں جیسے کوئی فیصلہ لینا چاہتا ہو۔۔۔

"لو ویو عسیل۔۔۔تمہارا اتنا ہی ساتھ ہی میرے لئے بہت معنی رکھتا ہے۔۔"اس کے ماتھے پر نرمی سے پیار کرتا وہ اداسی سے مسکرایا۔۔شاید وہ عسیل سے فی الحال یہ سب نہیں کہہ سکتا تھا۔۔۔نہ جانے وہ اسے ابھی سمجھتی یا نہیں۔۔

"میں ٹکٹ چینج کروا کر آتا ہوں۔۔۔ہم کل کی فلائٹ سے نکل جائیں گے۔۔۔"ایک گہر سانس بھرتا وہ گلاس ڈور کھول کر اندر چلا گیا۔۔عسیل وہیں بیٹھی کالے آسمان پر پھیلے ننھے تاروں کو دیکھنے لگی۔۔۔ایک دن بعد ان کی بنکاک کی فلائٹ تھی۔۔۔مگر شاید ابھی وہاں کا دانہ پانی ان کی قسمت میں نہیں لکھا تھا۔۔۔۔۔

کمرے میں ندامت بھری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔سورج کی کرنیں کھڑکی کے رستے اندر میں داخل ہو رہی تھیں۔۔۔ماحول اے سی چلنے کے باعث خنک تھا۔۔لیکن وہ دونوں کسی گہری سوچ کے زیر اثر پریشان تھے۔۔۔زینب کی آنکھوں میں اب بھی ہلکی نیند کا خمار باقی تھا۔۔حاذق کے کندھے پر سر رکھے وہ آنکھیں موندے نیم دراز تھی۔۔ہاتھ اس کی کمر کے گرد حصار باندھے تھے۔۔۔یوں جیسے وہ اسے مکمل طور پر محسوس کرنا چاہتی ہو۔۔۔

"آپ کو یوں واپس نہیں آنا چاہیئے تھا۔۔"بند آنکھوں سے اس نے تیسری بار یہ جملہ ادا کیا تھا۔۔۔حاذق نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔۔

"ماما سے تمہاری طبعیت کا سن کر میں بہت پریشان ہو گیا تھا زینب۔۔۔"اس کے بازو سہلاتے وہ بے بسی سے بولا۔۔۔

"مگر جو بھی تھا۔۔۔عسیل کے ساتھ بہت غلط ہوا ہے۔۔۔اس سب میں مجھے اپنا آپ مجرم لگ رہا ہے۔۔"گردن اٹھا کر اس کی حاذق کی آنکھوں میں جھانکا۔۔

"مجھے اندازہ ہے۔۔۔میں چند ماہ بعد اسے دوبارہ لے جاؤں گا۔۔۔۔"گردن بیڈ کراؤن سے لگاتے اس نے بوجھل سانس خارج کیا۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم یہ بتاؤ۔۔بی پی کیوں ہائی ہوا؟ کوئی ٹینشن لی تھی؟"اس کی جانب پلٹتے وہ مشکوک نظروں سے مستفسر ہوا۔۔۔

کوئی ٹینشن نہیں لی تھی۔۔۔۔ڈاکٹر کہہ رہی تھی کہ یہ نارمل ہے اکثر لوگوں کا بی پی ہائی ہو جاتا ہے۔۔۔۔"اس سے الگ ہوتے زینب نے بکھرے بال جوڑے میں سمیٹے۔۔۔

"بھئی مجھے ایسی اُولاد نہیں چاہیئے۔۔جو اتنی تکلیفوں۔۔"اس کا جملہ منہ میں ہی تھا جب زینب نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھتے اسے مزید بولنے سے روکا۔۔۔۔

"یہ کفران نعمت ہے حاذق۔۔خدارا دوبارہ کبھی یہ مت بولیئے گا۔۔۔"وہ اندر تک کانپ ہی تو گئی تھی۔۔۔

"یار اتنی تکلیف۔۔طبعیت خراب۔۔۔مطلب اس سب کے بنا یہ نہیں ہو سکتا۔۔"وہ جھلایا۔۔۔

"اس میں کچھ انوکھا نہیں ہے حاذق۔۔۔ہر عورت اس سب سے گزر کر ہی ماں بنتی ہے۔۔ایسے ہی تو جنت اس کے قدموں تلے نہیں رکھ دی گئی نا۔۔۔۔"اس کے ہاتھ تھامتے وہ نرمی سے بولی۔۔حاذق نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کی ماما نے بھی یہ سب تکلیفیں اٹھائی ہوں گی۔۔۔ لیکن کیا آج آپ کو اِحساس ہے ان کے پیدا کرنے، پالنے، راتوں کو جاگنے کی تکلیف کے بدلے میں آپ کیا کر رہے ہیں؟"

حاذق نے چونک کر گردن اٹھائی۔۔

"ماما نے تم سے کچھ کہا؟" وہ سیدھا ہوتا بیٹھا۔۔۔

"وہ مجھ سے کیا کہتیں حاذق۔۔ میرا اور ان کا رشتہ تو بہت نازک ہے۔۔۔ امیدیں تو انہیں آپ سے ہیں۔۔ لیکن مجھے لگتا ہے آپ کی باتوں سے انہیں دکھ پہنچتا ہے۔۔ آپ انہیں تکلیف دے رہے ہیں۔۔۔ دو دن پہلے آپ نے ان سے فون پر کیا کہا تھا؟" حاذق کو لگ رہا تھا۔۔ اس پر کسی نے گھڑوں پانی پھینک دیا ہو۔۔ دل دیکھنے والا وہ آئینہ دکھا دیا ہو جس میں اس کی شکل بدصورت لگ رہی تھی۔۔۔

"یار۔۔ میں تمہارے لئے پریشان تھا۔۔۔" وہ ندامت سے گویا ہوا۔۔۔

"خود باپ بن رہے ہیں تو اپنی بیوی اور اُولاد کی اتنی فکر۔۔۔ وہ بھی تو ماں ہیں۔۔ آپ کی زبان کیسے ان کا دل چھلنی کرتی ہو گی۔۔۔ کبھی سوچا ہے؟ بیوی اور ماں کے درمیان توازن

رکھنا ایک مرد کی ذمہ داری ہوتی ہے حاذق۔۔۔"وہ بول رہی تھی اور حاذق کو لگ رہا تھا۔۔ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

"میں کہاں کہاں توازن رکھوں زینب۔۔ تمہارے اور عسیل کے بیچ۔۔ تمہارے اور ماما کے بیچ۔۔۔میں تھک گیا ہوں۔۔ کوئی مجھے بھی تو سمجھے۔۔۔"بے بسی سے بولتے اس نے گردن اٹھائی۔۔۔زینب دیکھ سکتی تھی اس کی آنکھیں نم تھیں۔۔وہ ذہنی طور پر خلفشار کا شکار تھا۔۔۔

"ہاں یہ آسان نہیں ہے۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے گردن ہلائی۔۔حاذق کے ہاتھ اب بھی اس کے ہاتھوں میں دبے تھے۔۔۔

"شاید اسی لئے مرد کو شادی کی اجازت کے ساتھ قرآن میں کہا گیا ہے کہ اگر تمہیں خطرہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو تو ایسا نہ کرو۔ لیکن شاید میں نے آپ کے ساتھ زیادتی کی۔۔۔"وہ گردن جھکاتی لب کاٹنے لگی۔۔۔

"زینب میری پوری کوشش ہے کہ میں تم دونوں کے حقوق ادا کر سکوں۔۔۔کیا تمہیں ایسا لگ رہا ہے میں کسی کے ساتھ کوتاہی کر رہا ہوں؟؟"وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔ پچھلے کتنے ماہ سے وہ

ایکدم گھن چکر بنا ہوا تھا۔۔اور اس کی اتنی ذہنی کوفت کے بعد بھی اگر کسی کو لگتا تھا وہ انصاف نہیں کر پا رہا تو اس سے زیادہ اس کی بد قسمتی کیا تھی۔۔

"حاذق آپ بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔۔میں سب جانتی ہوں اس لیے میری بھی کوشش یہی ہے کہ میں جہاں تک ہو سکے آپ کے لئے آسانیاں پیدا کر سکوں۔۔لیکن میری وجہ سے ماما یا عسیل کو لگے کہ ان کی حق تلفی ہو رہی ہے تو یہ احساس مجھے اندر ہی اندر ختم کر دے گا۔۔"اس کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔۔۔اتنے دن سے بھرا دل اب مزید خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔بینا خالہ نے اتنے عرصے اسے اپنے ساتھ رکھا ضرور تھا لیکن ان کی باتیں اس کا سینہ چھلنی کر چکی تھیں۔۔اسے شدت سے احساس ہونے لگا تھا وہ گھر اجاڑنے والی ڈائن ہے۔۔۔وہ کسی اور کی خوشیوں پر اپنی خود غرضی کا محل کھڑا کر رہی تھی۔۔۔وہ یہ سب کچھ حاذق کو نہیں بتا سکتی تھی۔۔۔اس کا دل اس کی ماں سے نہیں خراب نہیں کر سکتی تھی۔۔ لیکن تھی تو وہ بھی ایک لڑکی۔۔۔بیس سال کی ایک چھوٹی سی لڑکی۔۔۔جس کی زندگی خود خوف و ہراس کا شکار تھی۔۔وہ تو اس کی ماں نے اس کی تربیت ایسی کی تھی کہ وہ اس عمر میں جب لڑکیاں ماؤں کو نخرے دکھاتی پھرتی ہیں۔۔۔وہ متانت کے ساتھ خود کو سنبھالے ہوئے تھی۔۔وہ کوئی عام لڑکی ہوتی تو شاید حاذق کو سب سے متنفر کرنے میں کب کی

کامیاب ہو چکی ہوتی۔۔۔لیکن وہ عبدالرحمٰن اور خدیجہ کی بیٹی تھی جنہوں نے اسے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی سختی سے تاکید کی تھی۔۔۔

"زینب۔۔۔تمہاری ان ہی سوچوں نے تمہارا بی پی ہائی کیا ہے۔۔۔تم کیوں فضول کی سوچیں دماغ پر سوار کر رہی ہو۔۔۔"اسے خود سے لگاتے وہ نرمی سے بولا۔۔اس سے لگتے ہی زینب کے اندر کا لاوا آنسوؤں میں باہر بہہ نکلا تھا۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔حاذق ایکدم حواس باختہ ہوا تھا۔۔

"زینب۔۔کیا ہوا؟تم ایسے کیوں رو رہی ہو؟ماما نے تم سے کچھ کہا ہے؟"اسے خود سے الگ کرتے آنکھوں میں جھانکتا وہ بہت پریشان دکھائی دیتا تھا۔۔زینب کے آنسو اس کے دل پر گر رہے تھے۔۔۔اسے اب پورا یقین ہو چلا تھا کہ اس کی ماں نے زینب کو باتیں سنائی تھیں۔۔جانے سے پہلے زینب ایسی بالکل نہیں تھی۔۔وہ اپنے پچھلے خوف بھلا چکی تھی۔۔وہ خوش رہتی تھی۔۔۔اور آج ایک بار پھر اسے اپنی بیوی ذہنی ٹوٹ پھوٹ کا شکار لگ رہی تھی۔۔

"نہیں۔۔۔مامانے کچھ نہیں کہا۔۔۔"آنسوؤں کے بیچ اس کی گردن تیزی سے نفی میں ہلی۔۔۔وہ ساتھ ساتھ اپنے آنسو پونچھتی خود کو نارمل بھی کرنا چاہ رہی تھی۔۔لیکن ایک تو کچھ اس کی حالت اور کچھ دل بھاری تھا۔۔آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔

"زینب میری جان۔۔۔ایسے مت رو۔۔مجھے لگ رہا ہے میں تمہارا مجرم ہوں۔۔"سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر اس کے منہ سے لگاتے وہ بے بسی سے بولا۔۔۔زینب نے آنسو پیتے گردن ہلائی۔۔حاذق نے ایک بار پھر اسے خود سے لگایا تھا۔۔کچھ دیر وہ خاموشی سے اس کے گلے لگی رہی۔۔دل کچھ ہلکا ہو گیا تھا۔۔اسے سکون ملا تھا۔۔اسے سکون اسی شخص کی بانہوں میں ملتا تھا۔۔لیکن شاید یہ اس کے نصیب میں زیادہ عرصے نہیں لکھا تھا۔۔دنیا کو اس کا یہ سکون کھٹک رہا تھا۔۔

"آپ۔۔۔آپ مجھے طلاق۔۔۔"

"زینب!!!"اس کا جملہ منہ میں ادھورا تھا جب حاذق اسے خود سے دور کرتا حلق کے بل چلایا۔۔کتنی دیر فضا میں اس کی آواز کی بازگشت سنائی دیتی رہی۔۔۔وہ بے یقین تھا۔۔۔زینب اس نہج پر کیسے پہنچ گئی تھی؟

"آئندہ مجھ سے اس لفظ کا نام بھی لیا تو۔۔۔" وہ بیڈ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔زینب کے آنسو تھم گئے تھے۔۔۔لیکن اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔۔۔کتنی دیر وہ بے چینی سے کمرے کے چکر کاٹتا رہا۔۔دل چاہ رہا تھا اسی وقت گھر سے نکل جائے۔۔تاکہ آئندہ وہ ایسا کہنے سے پہلے سو بار سوچے۔۔۔لیکن چاہتے ہوئے بھی وہ ایسا کر نہیں پایا۔۔بار بار بے بس سی نگاہیں زینب کی جانب اٹھتی تھیں جو گردن جھکائے ہاتھ کی ہتھیلی میں نہ جانے کیا دیکھ رہی تھی۔۔ اس کا بھاری وجود،اس کی متورم آنکھیں،اس کی حساس باتیں۔۔حاذق ایک بار پھر پگھلا تھا۔۔

"زینب کس بات نے تمہیں ایسا کہنے پر مجبور کیا ہے؟"ایک گہرا سانس بھرتا وہ پھر اس کے نزدیک آیا۔۔۔

"اِحساس جرم نے۔۔"بنا سر اٹھائے وہ دھیمے سے بولی۔۔

"اگر کوئی مجرم ہے تو وہ میں ہوں۔۔تم نہیں۔۔سمجھیں۔۔آئندہ منہ سے یہ لفظ نکالا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"اس بار اس نے اسے چھوا نہیں تھا۔۔یہ اس کی ناراضی کا اظہار تھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"حاذق میں یہاں پاکستان میں محفوظ ہوں۔۔۔ہمارے نکاح کی واحد وجہ میری حفاظت تھی۔۔اب اس کی ضرورت نہیں۔۔،دوسرے آپ کی نشانی، ہماری اُولاد میرے پاس ہو گی۔۔۔میں اس کے سہارے اپنی زندگی گزار سکتی ہوں۔۔آپ پہلے کی طرح اپنی زندگی میں واپس لوٹ جائیں۔۔اپنی ماما اور عسیل کے پاس۔۔۔میری وجہ سے سب کی زندگیاں مشکلات کا شکار ہیں۔۔۔"وہ جھکی گردن سے مسلسل بول رہی تھی اور حاذق کو سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔وہ اس کے دماغ سے اس خناس کو کیسے نکالے۔۔۔

"زینب۔۔مجھ سے چھٹکارے کی تمہارے پاس ایک ہی صورت ہے کہ میری موت کی دعا کرو۔۔اس کے سوا میں تمہیں یا عسیل دونوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑنے والا۔"اس کے جملے پر زینب اندر تک کانپ گئی تھی۔۔

"حاذق۔۔۔اللہ آپ کو میری بھی عمر لگائے۔۔"وہ لرزتی ہوئی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔اس کی آنکھوں میں خوف دیکھ کر حاذق ایک بار پھر نرم پڑا تھا۔۔اس کے نزدیک بیٹھتے اس نے گہرا سانس خارج کیا۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم ساتھ بہت لمبا جئیں گے زینب۔۔۔ابھی ہم نے اپنے بچے کھلانے ہیں۔۔۔پھر ان کے بچے کھلانے ہیں۔۔۔اور پھر ان کے۔۔۔"اس خود سے لگاتے وہ ہلکے پھلکے لہجے میں گویا ہوا۔۔یہاں سے جانے سے پہلے اسے زینب کا موڈ ٹھیک کر کے جانا تھا۔۔۔ورنہ جانتا تھا وہ سارے وقت پریشان رہتی۔۔اس کی بات پر زینب دھیمے سے ہنس دی تھی۔۔۔

"آئی لو ویو۔۔۔اب میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے والا۔۔۔اس لئے آئندہ مجھ سے ایسی بات مت کرنا۔۔۔"اس کے ماتھے پر پیار کرتا وہ تنبیہی لہجے میں گویا ہوا۔۔زینب نے لب بھینچے گردن ہلائی۔۔۔کچھ دیر وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔۔وہ اس سے ٹرپ کے متعلق پوچھتی رہی۔۔وہ کہانیاں سناتا رہا۔۔تصاویر دیکھ کر دونوں تبصرے کرتے رہے۔۔وہ اب کافی نارمل دکھائی دے رہی تھی۔۔حاذق کو اطمینان ہوا۔۔

"اب چلوں گا۔۔۔عسیل ابھی تو سو رہی تھی۔۔۔میرا دل تم میں لگا تھا۔۔اسی لئے ادھر آ گیا۔۔۔اس کے اٹھنے سے پہلے پہنچ جاؤں تو زیادہ اچھا ہے۔۔۔۔"وہ بیڈ چھوڑتا کھڑا ہوا۔۔۔زینب نے بھی ساتھ اٹھنے کی کوشش کی۔۔

"اونہوں۔۔تم لیٹ جاؤ۔۔اوراب مزید کوئی ٹینشن مت لینا۔۔میں رات کو پھر چکر لگاتا ہوں۔۔"اس کا ہاتھ تھام کر بیڈ پر تکیے کے سہارے لٹاتا وہ سیدھا ہوا۔۔زینب کے ہونٹوں پر اداس سی ایک مسکراہٹ ابھری تھی۔۔اتنا احساس کرنے والا،چاہنے والا شوہر ہوتے ہوئے بھی وہ نہ جانے کیوں بے کل تھی۔۔خود کو ملامت کرتے اس نے حاذق پر دعائیں پڑھ کر دم کیں۔۔دروازہ بند ہوا تو وہ آنکھیں موند کر لیٹ گئی۔۔۔ایک بار پھر گھر میں حاذق کی خوشبو رقص کر رہی تھی۔۔۔

میں نے ہر بار تجھ سے ملتے وقت

تجھ سے ملنے کی آرزو کی ہے۔

تیرے جانے کے بعد بھی میں نے

تیری خوشبو سے گفتگو کی ہے۔(جون ایلیا)

شام کے چائے سے فارغ ہو کر وہ ٹیرس میں نکل آیا تھا۔۔عسیل گزشتہ روز سے اپنے میکے گئی تھی۔۔۔چند دن اس کا وہاں رکنے کا اُرادہ تھا۔۔وہ ہنوز زینب کے بارے میں سوچ رہا

تھا۔۔وہ دوسروں کے معاملے میں بہت حساس تھی اور اس کی حساسیت ہی حاذق کو اس کی طرف سے متفکر رکھتی تھی۔۔وہ ہر جگہ اپنا نقصان کرنے کے لئے تیار رہتی تھی کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔۔۔کیا واقعی دنیا میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں؟آسمان پر نظر جمائے وہ گہری سوچ میں تھا جب ٹیرس کا دروازہ کھلا۔۔۔اس نے گردن موڑی۔۔۔آنے والی بینا خالہ تھیں۔۔۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"وہ اس کے برابر میں آکر کھڑی ہو گئیں۔۔

"سوری ماما۔۔"انہیں خود سے لگاتے وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوا۔۔بینا خالہ کو اچھنبا ہوا تھا۔۔۔

"کس بات کی؟"گردن اٹھاتے وہ حیرت سے مستفسر ہوئیں۔۔

"ہر بات کے لئے۔۔۔میں پچھلے چند ماہ سے آپ سے بد تمیزی کرنے لگا ہوں۔۔"اس نے گردن جھکائے اعتراف کیا۔۔۔بینا خالہ ایک بار پھر حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوئی تھیں۔۔

"یہ اچانک خیال کیوں آیا؟"

"کل صبح زینب سے ملنے گیا تھا۔۔"بینا خالہ نے ایک جھٹکے سے گردن موڑی۔۔ان کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔

"اس نے میرے بارے میں کچھ کہا؟"انہوں نے ٹٹولتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔لیکن وہ خفا کے بجائے پشیمان لگتا تھا۔۔۔حاذق نے دھیمے سے گردن ہلائی۔۔

"کیا؟"سرسراتی ہوئی ایک آواز ان کے حلق سے نکلی تھی۔۔نہ جانے اس لڑکی نے ان کے بیٹے کو کیا کیا لگائی بجھائی کی ہو گی۔۔۔

"وہ کہتی ہے۔۔آپ بہت اچھی ہیں۔۔۔اس کا بہت اچھے سے خیال رکھا۔۔۔"ان کی جانب دیکھتے وہ مسکرایا۔۔بینا خالہ کی آنکھوں میں شک کی پرچھائی لہرائی تھی۔۔

"وہ کہہ رہی تھی کہ ہر ماں اپنی اُولاد کے لئے بہت تکلیف اٹھاتی ہے۔۔آپ نے بھی اٹھائی ہو گی۔۔مجھے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا ہو گا۔۔میرے لئے راتوں کو جاگی ہوں گی۔۔میرے لئے درد سہا ہو گا۔۔۔میرے ہر ہر قدم پر خوشی منائی ہو گی۔۔"سامنے نظر آتے شہر کی روشنیوں پر نظر جمائے وہ بے خودی کے عالم میں بول رہا تھا۔۔۔جبکہ بینا خالہ ایکدم گنگ تھیں۔۔

"میری کامیابی کے لئے دن رات دعائیں کی ہوں گی۔۔میری شادی کے ارمان سجائے ہوں گے۔۔میرے بچے کھلانے کی آرزو کی ہو گی۔۔اور آج جب میں اس مقام تک پہنچ گیا تو میرے لئے میری بیوی اور بچہ اہم ہو گیا۔۔آپ کہیں پس منظر میں چلی گئیں۔۔۔"اس نے گردن موڑی۔۔آنکھوں کے گوشے نم تھے۔۔۔بینا خالہ کی آنکھیں بھی بھر آئی تھیں۔۔۔ لیکن الفاظ جیسے ان کے حلق میں اٹکے ہوئے تھے۔۔وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں بول پا رہی تھیں۔۔۔

"وہ کہہ رہی تھی۔۔۔مجھے آپ کی ناجائز بات بھی گردن جھکا کر سننی چاہئیے۔۔یہ آپ کا حق ہے۔۔اگر آپ مجھ سے خفا ہیں تو جائز ہیں۔۔میں نے آپ کو بنا بتائے اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ لیا ہے۔۔۔"انہیں خود سے نزدیک کرتے اس نے ان کے بالوں پر پیار کیا۔۔۔

"سوری ماما۔۔۔میں جانتا ہوں میں جھلا جاتا ہوں۔۔میں سارے رشتوں میں توازن نہیں رکھ پا رہا ہوں۔۔۔لیکن مجھے کچھ وقت دیں۔۔میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میری زندگی میں آنے والی تینوں عورتیں مجھ پر اپنی جان چھڑکتی ہیں۔۔۔ میرے سکون کے لئے وہ حد سے گزرنے کو تیار ہیں۔۔۔میرا وعدہ ہے ماما میں آپ تینوں کو

آپ کا حق دوں گا۔۔"ایک آنسو ٹوٹ کر ان کے بالوں میں جذب ہوا تھا۔۔۔بینا خالہ کو سمجھ نہیں آیا وہ اس سے کیا کہیں۔۔وہ اس عورت کو کیا کہیں۔۔جسے وہ اپنی بہو ماننے کو تیار نہیں تھیں۔۔۔لیکن وہ ان کے بیٹے کو فرمانبردار اُولاد بننا سکھا رہی تھی۔۔انہوں نے تو اتنے دن صرف اسے کچوکے لگائے تھے۔۔۔وہ چاہتی تو ان کے بیٹے کو ان سے بد ظن کر سکتی تھی۔۔ اور وہ جانتی تھی ایسا کرنا اس کے لئے مشکل نہیں تھا۔۔ان کا بیٹا اس کے عشق میں پور پور ڈوبا ہوا تھا۔۔اور کیوں ڈوبا ہوا تھا آہستہ آہستہ انہیں اس بات کا ادراک ہو رہا تھا۔۔لیکن اسے اپنا کر وہ عسیل کی مجرم بھی نہیں بن سکتی تھیں۔۔۔شدت بھرا ایک پیار اس کے بازو پر کرتیں وہ اندر کی جانب بڑھ گئیں۔۔شاید سامنے کھڑی رہتیں تو اِحساس جرم انہیں اس سے آنکھ ملانے نہ دیتا۔۔۔باہر کھڑے حاذق نے ایک بار پھر گہرا سانس بھرتے آسمان کی جانب گردن اٹھائی۔۔۔نہ جانے وہ کیسے ان سب کو خوش رکھنے والا تھا۔۔یہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔وہ ان تینوں میں سے کسی کی آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔لیکن فی الحال تینوں کو ہی اپنی اپنی جگہ پریشان کرتا رہتا تھا۔۔اور یہی چیز اسے اندر سے مسلسل توڑ رہی تھی۔۔۔۔

(دو سال بعد)

یہ ایک بینکوئیٹ ہال تھا۔۔۔ جس کی چکاچوندر وشنیاں ہر سو بکھری کونے کونے کو روشن کئے تھیں۔۔ خوشبوؤں سے بوجھل ماحول میں ہنسی مذاق کی آوازیں گونج رہی تھیں۔۔۔ کہیں بچے بھاگ دوڑ میں مصروف تھے، کہیں عورتیں خوش گپیوں میں مگن تھیں۔۔ کھانا کھایا جا چکا تھا۔۔۔

آخری کنارے پر لگی میزوں میں سے ایک پر عسیل اور فلزہ چچی بیٹھی نظر آتی تھیں۔۔۔ حاذق کچھ دیر پہلے ہی اٹھ کر جاتا دکھائی دیا تھا۔۔۔

"ایک بات کہوں عسیل برا مت ماننا۔۔۔" ان کی سرگوشی میں کی گئی بات پر عسیل چونکے بنا نہیں رہ پائی تھی۔۔۔۔ "برا نہ ماننا" کہہ کر شروع کی گئی بات یقیناً اس کا دل چیرنے والی ہو گی۔۔۔ اس بات کا اسے پورا یقین تھا۔۔۔۔ اس نے ارد گرد نظریں دوڑا کر اپنی ماں کو ڈھونڈنا چاہا۔۔ لیکن وہ دور کھڑی کسی سے باتوں میں مشغول تھیں۔۔ جبکہ فلزہ چچی بولنا شروع ہو چکی تھیں۔۔

"میرے خیال سے تمہیں کسی اچھی ڈاکٹر کو دکھانا چاہئیے۔۔۔۔۔"عسیل کا چہرہ فق پڑا تھا۔۔وہ جانتی تھی وہ اس سے یہ کیوں کہہ رہی تھیں۔۔کرسی پر چڑھے کوور کو مضبوطی سے تھامتے اس نے اپنے لرزتے ہاتھوں کو سہارا دینا چاہا۔۔چچی کی دلدوز باتیں ہنوز جاری تھیں۔۔۔

"مرد ایسی عورتوں کے ساتھ زیادہ عرصہ ٹک نہیں پاتے۔۔۔آج نہیں تو کل وہ دوسری شادی کرلے گا۔۔۔کیوں کہ حقیقت یہی ہے کہ اولاد کی خواہش مرد کو بڑی شدت سے ہوتی ہے۔۔۔۔اور یوں ویسے بھی بچے ماں باپ کے رشتے کو مضبوط کرتے ہیں۔۔۔۔"زہر میں بجھے لفظوں کے تیر وہ اس کے سینے میں پیوست کر رہی تھیں۔۔۔ان کے الفاظ چمکتے فانوس کے نیچے بھی اندھیرا کر گئے تھے۔۔۔عسیل کا چمکتا چہرا پل بھر میں بجھ چکا تھا۔۔وہ کانپتے دل سے انہیں دیکھے گئی جو کتنے آرام سے اس کی ذات کا اعتماد متزلزل کر گئی تھیں۔۔۔

"مامی۔۔۔ویسے ہوشیار آپ بھی رہئیے گا۔۔۔۔۔"عقب سے آتی آواز پر دونوں چونک کر پلٹیں۔۔۔حاذق ہاتھ میں کافی کے دو ڈسپوزایبل کپ تھامے کھڑا تھا۔۔۔

"کیوں کہ لڑکیوں کی ماؤں کے قدم بھی اپنے گھر میں کمزور ہی ہوتے ہیں۔۔۔"کپ میز پر رکھ کر وہ کرسی کھینچتا بیٹھا۔۔عسیل نے خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

"بیٹوں کی چاہت اکثر مردوں کو دوسری شادی کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔۔۔اور یاد رکھیے گا دوسری شادی کا عمر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔۔"اس کی سرد نگاہیں فلزہ چچی کے چہرے پر جمی تھیں۔۔۔جہاں احساس ہتک کے باعث سرخی چھلکنے لگی تھی۔۔

"تمہیں بڑوں سے بات کرنے کی ذرا بھی تمیز ہے یا نہیں؟ٹھیک کہتے ہیں۔۔۔بری عورتوں کے لئے برے مرد ہوتے ہیں۔۔۔"ہمیشہ کی طرح چچی نے قرآن کی آیت کو اپنے مطلب کے معنی پہنائے۔۔۔اگلے ہی پل وہ کرسی چھوڑتی کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔یہاں بیٹھ کر مزید خون جلانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔

"چچی عزت کروانے کے لئے عزت والے کام بھی کرنے پڑتے ہیں۔۔۔اور ویسے آپ تو ماشااللہ اتنی مذہبی،صوم صلوۃ کی پابند ہیں تو آپ نے وہ آیت تو سنی ہی ہو گی نا جس کا مفہوم ہے کہ اللہ جسے چاہے بیٹے دے،جسے چاہے بیٹیاں دے اور جسے چاہے دونوں عطا کرتا ہے۔۔اور جسے چاہے بانجھ رکھتا ہے۔۔تو اللہ کے کاموں اللہ کے سپرد ہی رہنے دیں۔۔۔دنیا

میں خدائی فوجدار بن کر مت گھومیں۔۔۔"حاذق نے سورہ الشوری کی آیت کا حوالہ دیتے انہیں مزید سلگایا۔۔۔چچی کانوں کو ہاتھ لگاتیں وہاں سے ہٹ گئیں۔۔ایسے منہ پھٹ، زبان دراز لوگ تو انہیں ویسے ہی پسند نہیں تھے۔۔

"ان کی باتوں کو ایک سے سن کر دوسرے سے نکالا کرو مائی ڈیئر وائی فائی۔۔"چچی ہٹیں تو وہ عسیل کے ہاتھ تھامتا نرمی سے گویا ہوا۔۔۔جو برف کی مانند ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔وہ اس ساری گفتگو کے دوران گردن جھکائے بیٹھی تھی۔۔اسے تو کافی عرصے یہی لگنے لگا تھا کہ شاید اولاد نہ ہونے میں ساری غلطی اسی کی ہے۔۔۔اور اس ایک کمی نے اسے اور بھی زیادہ حساس بنا دیا تھا۔۔۔لاکھ حاذق اسے سمجھاتا تھا کہ یہ سب اللہ کے فیصلے ہیں۔۔۔مگر اس کی ایک ہی رٹ ہوتی تھی کہ وہ خود بھی ادھوری ہے۔۔۔اور اس کی وجہ سے حاذق بھی۔۔۔۔اور آج چچی کی باتوں نے اسے ایک نیا زاویہ دکھا دیا تھا۔۔۔دوسری شادی۔۔۔یہ الفاظ اس کے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔۔۔

"حاذق مجھے گھر واپس جانا ہے۔۔۔۔"آنکھوں میں آئی نمی کو اندر اتارتے وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔وہ اپنا مزید تماشہ نہیں لگوانا چاہتی تھی۔۔۔سو یہاں سے جانے میں ہی

عافیت تھی۔۔۔وہ جانتی تھی چچی کسی میز پر بیٹھی ان دونوں میاں بیوی کو ہی گفتگو کا موضوع بنائے ہوں گی۔۔۔

"اچھا رکو۔۔۔میں ماما کو بتا کر آتا ہوں۔۔۔۔"حاذق ایک گہرا سانس لے کر کرسی چھوڑتا کھڑا ہوا۔۔۔کچھ دیر بعد دونوں بینکوئیٹ کے خارجی دروازے کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔۔

گاڑی سڑک پر ہموار رفتار سے دوڑ رہی تھی۔۔۔مگر اندر کا ماحول شدید کشیدگی میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔ڈیش بورڈ پر روشنیوں کی مدھم چمک، سڑک کے کنارے نصب اسٹریٹ لائٹس کی زرد روشنی اور ونڈ شیلڈ سے دکھائی دینے والا دھندلا سا منظر۔۔۔سب کچھ عسیل کے اندر کے جذبات کی عکاسی کر رہا تھا۔۔۔وہ گردن موڑے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔

حاذق نے ایک لمحے کو اس کی طرف دیکھا۔۔۔وہ ہمیشہ مضبوط نظر آنے والی لڑکی کتنے مہینوں سے یوں ہی ٹوٹتی ہوئی دکھائی دینے لگی تھی۔۔۔حاذق کی بھرپور کوشش تھی کہ وہ اسے اس احساس محرومی سے نکال سکے لیکن عسیل کے لئے یہ ایک کمی ساری خوشیوں کو

نگلتی جا رہی تھی۔۔اس وقت بھی اس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے گواہی دے رہے تھے کہ وہ دل پر بوجھ لئے بیٹھی ہے۔۔۔۔

"عسیل تم مامی کی باتوں کو دل سے لگا کر بیٹھی ہو۔۔جانتی نہیں ہو۔۔انہیں ہر کسی، خاص طور پر تم پر نکتہ چینی کرنے کا کتنا شوق ہے۔۔۔"اس کی جانب دیکھتے وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔عسیل نے گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھا۔۔پلکوں پر لرزتے آنسو آخر کار ہار مان گئے۔۔۔اگلے ہی پل وہ گالوں پر بہہ نکلے تھے۔۔۔۔اس نے بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے انہیں پونچھا۔۔

"مگر اس بار وہ ٹھیک کہہ رہی تھیں حاذق۔۔۔"اسے خود اپنی آواز کسی گہرے کنوئیں سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔۔حاذق نے بے بسی سے لب بھینچے۔۔۔

"عسیل یقین جانو۔۔۔مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔میں، تمہارے ساتھ خوش ہوں۔۔تم بھی اللہ سے ضد لگانا چھوڑ دو۔"اس کے ہاتھ کو نرمی سے تھامتے اس نے اپنی گود میں رکھا۔۔عسیل نے گردن جھکائے لب کاٹے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کل کو آپ کو بھی فرق پڑے گا۔۔۔حاذق!!!میں جانتی ہوں۔۔۔یہ کمی ہر انسان کو محسوس ہوتی ہے۔۔۔لاکھ وہ اوپر سے کچھ بھی کہتا پھرے۔۔لیکن اُولاد کی خواہش تو فطری ہے۔۔"اس کی آواز شکستہ تھی۔۔گردن سیٹ پر ڈالتے اس نے آنکھیں موندیں۔۔حاذق نے ایک ترحم آمیز نگاہ اس پر ڈالی۔۔۔اگر اولاد خریدی جاسکتی ہوتی تو وہ اب تک اس کی جھولی بھر چکا ہوتا۔۔عسیل کی یہ حالت اس کا دل کاٹتی تھی۔۔لیکن وہ بے بس تھا۔۔۔

"عسیل۔۔ہماری خواہش کے ساتھ اللہ کی مرضی بھی ضروری ہے۔۔اس کی مصلحت میں یا تم نہیں سمجھ سکتے۔۔"اس کے ہاتھ پر لب رکھتے اس نے اسے اپنے ساتھ کا یقین دلانا چاہا تھا۔۔گاڑی کے اندر ایک پل کے لئے مکمل خاموشی چھا گئی۔۔۔باہر سڑک پر گاڑیاں تیزی سے گزر رہی تھیں۔۔۔مگر حاذق کی دنیا اس وقت صرف عسیل کے گرد گھوم رہی تھی۔۔۔۔

"جانتے ہیں کل کو خالہ،خالو بھی پوتے پوتی کے لئے ترسنے لگیں گے۔۔ان کی اکلوتی اُولاد یوں بے اُولاد رہے وہ کیسے یہ برداشت کریں گے۔۔وہ ضرور آپ سے دوسری شادی کا کہیں

گے۔۔"اس کے نہ جانے کون سے خدشے اور اندیشے تھے۔۔۔حاذق ایک بے بس سا سانس بھر کر رہ گیا۔۔

"عسیل۔۔۔میری ایک بات آج لکھ لو۔۔۔میری زندگی میں دوسری شادی کی وجہ کبھی بھی اولاد نہیں ہو گی۔۔۔۔۔یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔۔۔"اس کی جانب دیکھتا وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوا۔۔اور اپنی پریشانی میں عسیل اس کے لفظوں کی ہیرا پھیری سمجھ ہی نہیں پائی۔۔۔

"حاذق۔۔۔آپ کیوں کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں چلتے؟"اس نے منت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔جیسے امید کا آخری سہارا یہی ہو۔۔۔وہ کتنے عرصے سے اس کے پیچھے لگی تھی لیکن ہر بار وہ اسے ٹال جاتا تھا۔۔لیکن اب کی بار اس نے گہرا سانس لیتے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"اچھا۔۔میں کسی ڈاکٹر کا اپائنٹمنٹ لے لیتا ہوں۔۔۔لیکن اب میں تمہیں ایسے افسردہ نہیں دیکھنا چاہتا۔۔"عسیل نے دھیرے سے آنسو پونچھے اور گردن موڑ کر کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی۔۔۔سڑک کے کنارے لگے درخت تیزی سے پیچھے چھوٹ رہے تھے۔۔۔دونوں کے

ذہن اپنی سوچوں کے محور پر گھوم رہے تھے۔۔عسیل کو مطمئن کرنے کا اب ایک ہی طریقہ تھا اور اب حاذق کو وہ ہی کرنا تھا۔۔کہ اس کے بنا کوئی چارہ نہیں تھا۔۔

کمرے میں سنجیدگی اور بے چینی کی دبیز چادر تنی ہوئی تھی۔۔۔دیواروں پر نصب ہلکی پیلی روشنی ماحول کو مدھم اور بوجھل بنا رہی تھی۔۔سامنے لکڑی کے بھاری صوفے پر چچی فلزہ خاموشی سے بیٹھی تھیں۔۔ان کا چہرہ سختی لئے ہوا تھا۔۔۔ان کے برابر رکھی میز پر ایک تسبیح رکھی تھی جو شاید ابھی کچھ دیر پہلے تک ان کی انگلیوں میں گردش کر رہی تھی۔۔۔مگر اب بے حس پڑی تھی۔۔۔

شارق چچا کی نظریں ان پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔جن میں ناراضی چھلک رہی تھی۔۔

"غلطی تمہاری ہے فلزہ۔۔۔تمہیں عسیل کا دل اس طرح نہیں دکھانا چاہیئے تھا۔۔۔"
شارق چچا کے انداز میں قطعیت تھی۔۔جو چچی کو مزید پتنگے لگا گئی تھی۔۔

"مطلب وہ کل کا بچہ میرے آگے زبان چلا کر چلا گیا اور آپ کہتے ہیں کہ میری غلطی ہے۔۔۔۔"انہوں نے دکھ سے اپنے مجازی خدا کو دیکھا تھا۔۔۔وہ بھی چاہتی تھیں کہ حاذق کی طرح بھری محفل میں نہ سہی، مگر ان کا شوہر بھی ان کی طرف داری کرے۔۔۔۔اس بات سے قطع نظر کہ غلط بات پر طرف داری ہی انسان کو مزید غلطیوں کی شہ دیتی ہے۔۔۔۔ اور چچا کو انہیں اس بات کا احساس دلانا ضروری تھا۔۔۔۔

"فلزہ دیکھو۔۔۔میں مانتا ہوں حاذق نے تم سے بد تمیزی کی ہے۔۔۔۔مگر وجہ تو تم نے دی تھی نا؟تم کسی کو بھی ایسی کسی بات کے لئے کیسے مشورہ دے سکتی ہو۔۔۔۔جو انسان کے بس میں ہی نہیں ہیں۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے انہوں نے تاسف سے گردن ہلائی۔۔چچی نے جز بز ہوتے تسبیح دوبارہ تھامی۔۔

"تم حقوق اللہ کی اتنی سختی سے پابندی کر کے حقوق العباد سے کیسے رو گردانی کر سکتی ہو؟جب کہ اللہ کے معاملات میں کوتاہی تو اللہ پاک چاہے گا تو اپنے کرم سے معاف کر دے گا۔۔۔مگر اس کے بندوں کے ساتھ کی گئی زیادتی جب تک بندے معاف نہیں کریں گے۔۔۔نہیں ہو گی۔۔۔"چچا بول رہے تھے اور چچی کے اندر بے چینی بڑھ رہی تھی۔۔۔انہیں چچا کا یوں

خود کو مجرم ٹھہرانا پسند نہیں آرہا تھا۔۔۔ لیکن اب وہ خود ہی موضوع نکال چکی تھیں سو اب چچا کی باتیں سننا لازم ٹھہرا تھا۔۔

"حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک فاحشہ عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزر رہی تھی، جو ایک کنویں کے قریب کھڑا پیاسا ہانپ رہا تھا۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پیاس کی شدت سے ابھی مر جائے گا۔۔۔ اس عورت نے اپنا موزہ نکالا اور اس میں اپنا دوپٹہ باندھ کر پانی نکالا اور اس کتے کو پلا دیا، تو اس کی بخشش اسی نیکی کی وجہ سے ہو گئی۔ (صحیح بخاری، ۳۳۲۱)

سوچو نا۔۔۔ جانور سے اچھا سلوک کرنے پر ایک فاحشہ کو جنت مل گئی تو انسانوں کے ساتھ نیکی کرنے پر اللہ پاک کیا معاملہ فرمائیں گے۔۔۔ بڑے ہونے کے ناطے تمہیں تو چاہیئے تھا اگر وہ اس بات کو لے کر پریشان ہو تو تم اس کی ڈھارس بندھاؤ۔۔۔ نہ کہ تم نے الٹا اپنے طنز کے تیر سے اس کا سینہ چھلنی کر دیا۔۔۔" چچا کے لہجے میں افسوس کی کرچی گھلی محسوس ہوتی تھی۔۔۔ ایسا لگتا تھا عسیل کے ساتھ، ان کا دل بھی زخمی ہوا تھا۔۔

"مگر میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھاؤ۔"اب کی بار وہ منمنا کر بولی تھیں۔۔۔غلطی آسانی سے تسلیم کرنا ان کا ظرف نہیں تھا۔۔۔

"کیوں تمہیں لگتا ہے کہ وہ لوگ تمہارے مشورے کے ہی انتظار میں بیٹھے ہوں گے۔۔۔یا ان کے پاس عقل، سمجھ کی کمی پڑ گئی ہے۔۔۔۔اور پھر اچھا ڈاکٹر اور برا ڈاکٹر کیا،اللہ پاک نے ان کے نصیب میں اولاد لکھی ہو گی تو بغیر کسی ڈاکٹر کے دے دے گا۔۔۔۔ورنہ لاکھ ڈاکٹر بدلتے رہیں۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ابھی کل کو صفیہ بھابھی آ کر تم سے کہیں کہ اپنی بیٹیوں کے رشتے جلدی سے طے کر دو۔۔۔۔جوان لڑکیوں کو زیادہ دن گھر میں نہیں بٹھاتے تو تمہیں کیسا لگے گا؟" چچا نے ان کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔چچی نے تڑپ کر نگاہیں اٹھائیں۔۔وہ اپنی بچیوں کے لئے اتنے سفاک کیسے ہو سکتے تھے؟ وہ سوچ کر رہ گئیں۔۔اس بات سے قطع نظر کہ وہ بھی اتنی سفاکی سے کسی کا دل چیر آئی تھیں۔۔

"تم ان سے یہی بولو گی نا کہ اللہ پاک جب نصیب کھولے گا تب ہی یہ اپنے گھر کی ہوں گی۔۔۔۔ان کا یہ بے جا سا تبصرہ صرف تمہاری تکلیف بڑھائے گا اس مسئلے کو حل نہیں کرے گا۔۔۔۔جتنی شدت سے تمہیں منال کی شادی کا انتظار ہے نا۔۔۔۔اتنی ہی شدت

سے عسیل اور حاذق اولاد کے لئے بے چین ہوں گے۔۔۔" چچا جانتے تھے کہ وہ منال اور مزنٰی کے رشتوں کے لئے بہت پریشان تھیں اور کسی کا بھی ان کی شادی سے متعلق سوال انہیں اذیت میں مبتلا کرتا تھا۔۔۔ مگر اپنے دکھوں پر تو سب کو تکلیف ہوتی ہے۔۔۔۔انسان کی معراج تو اس میں ہے کہ وہ دوسرے کے غم کو محسوس کرے۔۔۔۔ چچی نے نظریں اٹھائیں تو ان میں دکھ، تکلیف، شرمندگی کیا کیا نہ تھا۔۔۔ مگر وہ خاموشی سے چچا کو دیکھے گئیں جو ابھی مزید بول رہے تھے۔

"سب سے پہلے تو تم اپنی عبادتوں پر غرور کرنا چھوڑ دو۔۔۔۔ کہ تم اللہ کی نیک بندی اور باقی سب جہنمی ہیں۔۔۔۔ان کے پہننے، اوڑھنے سے لے کر ان کی عبادات پر نکتہ چینی کرنے سے گریز کرو۔۔۔۔دوسری بات کسی کی شادی نہ ہو رہی ہو یا اولاد نہ ہو، کوئی بے روزگار بیٹھا ہو یا دوسری شادی کر کے بیٹھا ہو۔۔۔ تم اپنی ذاتی رائے اپنی حد تک ہی رکھا کرو۔۔۔۔اسے دوسروں پر تھوپنے کی ہرگز کوشش نہ کیا کرو۔۔۔ کسی کو مشورہ اس وقت دو جب وہ تم سے مانگے۔۔۔۔بے جا کے مشورے سوائے تکلیف دینے کے انسان کو کچھ نہیں دیتے ہیں۔۔۔۔ اور جو کام اللہ نے اپنے ذمہ رکھے ہیں اسے ان کو ہی پورا کرنے دو۔۔۔۔لوگوں کے لئے باتیں بنانے کے بجائے اگر تم ان کے مسئلے حل کر سکتی ہو تو اس کی کوشش کرو۔۔ تم نہیں

جانتی تمہاری کون سی نیکی تمہاری مشکل ٹال دے گی۔۔۔"ناراضی سے کہتے وہ ریک سے کتاب نکالنے کھڑے ہو گئے۔۔۔۔انہیں واقعی بہت دکھ تھا کہ چچی نے ایسی حرکت کیوں کی۔۔۔۔وہ اکثر ہی انہیں ایسی باتیں سمجھاتے تھے مگر آج تو انہوں نے حد کر دی تھی۔۔۔۔

"سوری۔۔آپ کو برا لگا۔۔۔مگر میری نیت غلط نہیں تھی۔۔۔"چچی نے گردن جھکائے دھیمے لہجے میں بولا۔۔۔چچا کی نظروں میں وہ خود کو مزید گرانا نہیں چاہتی تھیں۔۔۔۔

"معافی عسیل سے مانگنا اس کا دل تم نے دکھایا ہے۔۔۔۔اور دکھے ہوئے دلوں کی آہیں انسان کو تباہ کر دیتی ہیں۔۔۔۔"جواب دے کر وہ کتاب ہاتھ میں تھامے کمرے سے نکل گئے۔۔یعنی وہ ان سے مزید بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔

رات دبے پاؤں آسمان پر اپنی چادر پھیلا چکی تھی۔۔۔۔نیلے سیاہ آسمان میں چمکتے ہوئے ستارے کسی ان کہے راز کی گواہی دے رہے تھے۔۔۔۔ہوا میں ہلکی سی خنکی تھی۔۔۔۔کھڑکی کے اس پار، چاند ادھورا تھا۔۔۔جیسے کسی نے اس کی روشنی کا کچھ حصہ چرا لیا ہو۔۔۔حاذق صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔۔سامنے ہی بچھے قالین پر

دو سالہ فاطمہ اپنے کھلونے بکھرائے کھیل رہی تھی۔۔۔جو کچھ دیر پہلے ہی وہ اس کے لئے لے کرایا تھا۔۔

"حاذق۔"زینب کی آواز پر وہ ایک گہرا سانس بھرتا سیدھا ہوتا بیٹھا۔۔۔ایک نظر کھڑکی سے باہر چاند کو دیکھا۔۔جواب بادلوں کے پیچھے چھپ رہا تھا۔۔۔جیسے کوئی اپنے آنسو چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔یہی تو زندگی تھی۔۔۔کچھ حقیقتیں چاند کی طرح ہوتی ہیں، ادھوری۔۔۔مگر پھر بھی روشنی دینے والی۔۔۔کچھ خواب ستاروں جیسے، جو زمین سے جڑے نہیں رہ سکتے۔۔بس دیکھے جا سکتے ہیں۔۔۔چاہے کتنی بھی کوشش کر لی جائے۔۔۔

"کچھ پریشان ہیں؟"وہ اس کے نزدیک آکر بیٹھی۔۔ہاتھ میں تھاما پانی کا گلاس اس کے آگے بڑھایا۔۔حاذق نے شکریہ کے ساتھ گلاس تھاما۔۔۔

"نہیں۔۔بس عسیل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔وہ آج کل بہت ٹینسڈ رہتی ہے۔۔اسے بے بی کی بہت چاہت ہے۔۔"پانی پی کر اس نے گلاس میز پر رکھا۔۔۔نگاہیں میز پر جمی تھیں۔۔وہ بہت تھکن زدہ لگتا تھا۔۔یوں جیسے کڑی مسافت طے کر کے آرہا ہو۔۔۔

"اللہ پر بھروسہ رکھیں۔۔وہ انسان کو اس کی چاہت سے زیادہ نوازتا ہے۔۔۔"زینب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے نرمی سے کہا۔۔

"ہمم۔۔لیکن عسیل فی الحال کچھ سننا نہیں چاہتی ہے۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے اس نے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے۔۔

"خیر تم بتاؤ۔۔۔کیسی ہو۔۔۔مارننگ سیکسنس بہتر ہوئی؟"زینب کے چہرے پر نظر جمائے وہ مستفسر ہوا۔۔ان کے یہاں دوسرے بچے کی آمد تھی۔۔

یوں تو حاذق مہینے میں ایک ہفتہ زینب کے پاس رہتا تھا۔۔۔عسیل کو یہی معلوم تھا کہ وہ ہر مہینے کام کے سلسلے میں دوسرے شہر جاتا ہے۔۔لیکن آج کل اس کی گرتی طبعیت کے باعث وہ کچھ زیادہ وقت اسے دینا چاہتا تھا کہ ایک چھوٹی بچی کا ساتھ بھی تھا۔۔مگر ادھر عسیل جس ذہنی دباؤ میں پچھلے ایک سال سے گزر رہی تھی۔۔۔وہ اسے بھی زیادہ دیر اکیلے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔اس کی زندگی اسی کشمکش میں گزر رہی تھی۔۔۔دونوں کو خوش رکھنے کے چکر میں وہ خود گھن چکر بن گیا تھا۔۔۔مگر وہ جب بھی یہ بات مہروز صاحب سے کرتا تھا کہ وہ بہت برا پھنس گیا ہے۔۔۔نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے تو وہ یہی کہتے تھے کہ آزمائشیں

ہی ہمیں ہمارے مضبوط ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔۔۔تم جس خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہو۔۔ایسے ہی نبھاتے رہو۔۔۔اور ظاہر ہے وہ اس کے سوا کر بھی کیا سکتا تھا۔۔لیکن اب وہ کسی سے یہ سنتا تھا کہ مرد دو شادیاں عیاشی کے لئے کرتا ہے تو اس کے تن بدن میں آگ لگ جاتی تھی۔۔کوئی اس کے دل سے پوچھتا۔۔اس کے حساب سے در حقیقت عیاشی تو ایک شادی والا کر رہا تھا۔۔جسے صرف ایک بیوی کے حقوق و فرائض ادا کرنے تھے۔۔ایک کے نخرے اٹھانے تھے۔۔ایک کی ذمہ داریاں پوری کرنی تھی۔۔ایک خاندان کی کفالت کرنی تھی۔۔۔اور ایک بیوی کو خوش رکھنا تھا۔۔اس کی زندگی بہت مصروفیت کا شکار ہو گئی تھی اور سب کو خوش رکھتے رکھتے وہ اپنا آپ بھولنے لگا تھا۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔آپ میری فکر مت کریں۔۔۔فی الحال عسیل کو زیادہ توجہ دیں۔۔"

حاذق نے ایک ممنون نظر اس پر ڈالی۔۔وہ ہمیشہ ہی خود کو اس کی ذمہ داریوں میں سب سے نچلے درجے پر رکھتی تھی۔۔لیکن اس کے ایسا کہنے سے وہ اس کی حق تلفی تو نہیں کر سکتا تھا۔۔ایک اداس مسکراہٹ سجاتے اس نے لب بھینچے۔۔

"اچھا آپ شاور لے کر فریش ہو جائیں۔۔میں تب تک کھانا نکالتی ہوں۔۔"وہ صوفہ چھوڑتی اٹھنے لگی۔۔۔

"او نہوں!!!میرے پاس بیٹھی رہو۔۔میں تمہیں دیکھ کر فریش ہو جاؤں گا۔۔"اس کا ہاتھ تھامتا وہ محبت سے گویا ہوا۔۔زینب کا چہرہ گلابی پڑا تھا۔۔وہ اب بھی اس کی محبت بھری نظروں پر یوں ہی حیا سے گلابی پڑ جاتی تھی۔۔۔

"سوچتا ہوں۔۔تمہارے گالوں کی یہ سرخی چرا کر بلش آن کا کاروبار شروع کر دوں۔۔۔" اس کی گود میں سر رکھتے وہ شرارت سے گویا ہوا۔۔انگلیاں زینب کے گالوں پر پھسل رہی تھیں۔۔

"یہ میلی ماما ہیں۔۔۔آپ ہٹیں۔۔"اور تب ہی فاطمہ تیزی سے بھاگتی ہوئی ان کے درمیان پہنچی۔۔حاذق کا سر زینب کی گود سے ہٹاتے وہ خفگی سے گویا ہوئی۔۔اسے اپنی ماں کی شراکت گوارہ نہیں تھی۔۔

"تو کیا آپ مجھ سے اپنی ماما شئیر نہیں کر سکتیں؟"حاذق نے ہنستے ہوئے اس کی پونیاں کھینچیں۔۔۔

"نی۔۔ماما کہتی ہیں۔۔۔فوداور توائے شئیل کرتے ہیں۔۔"اس نے انگلیوں پر گنتے سمجھداری سے ماما کو شئیر نگ والی لسٹ سے خارج کیا تھا۔۔

"تو پھر بابا کس کے پاس جائیں؟"منہ لٹکاتے حاذق مصنوعی اداسی سے بولا۔۔فاطمہ سے باتیں کرنے میں اسے بہت مزا آتا تھا۔۔وہ اپنی ماں کے ایکدم الٹ تھی۔۔۔دو سال کی عمر میں ہی وہ پوری پٹاخہ تھی۔۔۔حاذق کی زندگی میں اس سے ہی رونق تھی۔۔۔

"اپنی ماما کے پاچھ۔۔"جواب اب بھی سمجھداری سے آیا تھا۔۔حاذق کا بے ساختہ قہقہہ نکلا تھا۔۔

"آپ کو پتہ ہے۔۔میری ماما آپ کی دادو ہیں۔۔۔"اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھاتا وہ مسکرایا۔۔

"لیتن فاطمہ تو بچھ دداتو جانتی ہے۔۔۔"اس کے جواب پر حاذق کے چہرے پر ایک پل کے لئے سنجیدہ سا تاثر ٹھہرا۔۔۔

"میں آپ کو دادو سے بھی ملواؤں گا۔۔۔"اس کے گالوں پر پیار کرتے اس نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چلیں ابھی ہم کھیلتے ہیں۔۔۔"اسے گود میں لئے وہ نیچے بکھرے کھلونوں کی طرف بڑھ گیا۔۔فاطمہ بھی خوشی خوشی اس کے ساتھ کھیل میں مگن ہو گئی۔۔۔

مہروز خالو اکثر ہی زینب سے ملنے آتے تھے۔۔۔ان کی جان فاطمہ میں تھی۔۔۔ایک تو ان کی اپنی کوئی بیٹی نہیں تھی۔جس کا انہیں بہت ارمان تھا۔۔اور دوسرے یہ ان کے عزیز از جان بیٹے حاذق کی بیٹی تھی۔۔۔وہ اس کے ساتھ اکثر ہی کافی وقت گزار کر جاتے تھے۔۔۔اسی لئے فاطمہ بھی ان سے بہت ہلی ہوئی تھی۔۔۔بینا خالہ چاہتے ہوئے بھی ایسا نہیں کر پاتی تھیں۔۔۔انہیں لگتا تھا کہ ایسا کرنے سے وہ عسیل کی مجرم بن جائیں گی۔۔۔۔

مہروز خالو کی زبانی اس کی باتیں سن کر ان کی محبت بھی جوش مارتی تھی۔۔۔مگر وہ دل میں اسے دبا لیتی تھیں۔۔۔انہیں قسمت کی ستم ظریفی پر افسوس ہوتا تھا کہ وہ دادی ہوئے بھی وہ بچوں کی کھلکھلاہٹ کے لئے ترستی تھیں۔۔۔انہیں اب گھر کے سونا ہونے کا احساس شدت سے ہونے لگا تھا۔۔۔مگر وہ اس کا احساس عسیل کو نہیں ہونے دیتی تھیں۔۔۔۔ادھر زینب کے یہاں پھر ایک بار خوش خبری تھی۔۔حاذق کی فیملی مکمل ہو رہی تھی۔۔۔مگر عسیل کی گود اب تک سونی تھی۔۔۔اور کوئی بھی چاہتے ہوئے بھی اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

یہ شہر کا مشہور ہسپتال تھا۔۔۔جہاں کا ماحول ہمیشہ کی طرح ایک بوجھل پن لئے ہوا تھا۔۔ فرق صرف اتنا تھا کہ آج عسیل کو بھی اپنا دل اس ماحول کے بوجھل پن کا حصہ محسوس ہوتا تھا۔۔۔وہ بنا حاذق سے نظریں ملائے ڈاکٹر کے کمرے سے نکلی تھی۔۔باہر نکلتے ہی اس نے ہاتھ میں تھامی رپورٹس پھاڑ کر قریبی ڈسٹ بن میں ڈالیں۔۔اور سرخ پڑتے چہرے سے تیز تیز قدم اٹھاتی خارجی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔۔پیچھے سے آتے حاذق نے مسکراہٹ دبائے ایک نظر ڈسٹ بن کی جانب دیکھا اور ایک پرسکون سا سانس خارج کرتا اس کے پیچھے چلنے لگا۔۔۔

کچھ دیر بعد گاڑی سڑک پر رواں تھی۔۔اندر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔باہر اسٹریٹ لائٹس کی زرد روشنی اور کبھی کبھار دور سے سنائی دینے والے ایمبولینس کے سائرن اس ماحول کو مزید گھمبیر بنا رہے تھے۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عسیل۔۔۔تم دوسری شادی کر لینا۔۔۔میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔"حاذق کی آواز نے گاڑی میں چھائی اس خاموشی کو توڑا۔۔۔عسیل ایک جھٹکے سے اس کی جانب پلٹی تھی۔۔۔

"حاذق۔۔آپ ہوش میں تو ہیں۔۔۔آپ جانتے بھی ہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"وہ صدماتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی مستفسر ہوئی۔۔۔آواز میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔۔۔آنکھوں کے گوشے نم پڑنے لگے تھے۔۔

"تمہیں اُولاد کی شدید خواہش ہے عسیل۔۔اور اب جب ہمیں پتہ لگ گیا ہے کہ اس خواہش کی تکمیل کے بیچ میں رکاوٹ ہوں۔۔۔تو شاید یہی سب سے بہتر فیصلہ ہو گا۔۔۔"وہ اب بھی سنجیدہ تھا۔۔چہرہ سپاٹ تھا اور نگاہیں ونڈ اسکرین کے پار جمی تھیں۔۔۔عسیل کو لگا جیسے اس کی آواز بھیگ رہی ہو۔۔۔اسے افسوس ہوا کہ اس نے کیوں ڈاکٹر کو دکھانے کی ضد باندھی۔۔۔کم از کم اب تک حاذق تو مطمئن تھا۔۔۔

"مجھے ان رپورٹس سے کوئی فرق نہیں پڑتا حاذق۔۔۔"وہ جھلاتے ہوئے گویا ہوئی۔۔انداز میں بے بسی واضح تھی۔۔۔حاذق نے گردن موڑی۔۔۔اس کی آنکھوں میں عسیل کے

لئے پیار چھلک رہا تھا۔۔۔ کتنی آسانی سے اس نے کہہ دیا تھا کہ اسے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ جبکہ سب جانتے تھے کہ عسیل کے لئے یہ رپورٹس کیا معنی رکھتی تھیں۔۔

"اللہ پاک نے مجھے اپنی نعمت سے نوازنا ہو گا تو وہ نواز دے گا۔۔۔" گھنٹوں میں اس کا بیان بدل چکا تھا۔۔۔ حاذق نے اداسی سے مسکراتے نگاہیں دوبارہ ونڈ اسکرین پر جما دیں۔۔۔

"مجھے ویسے بھی ان ڈاکٹرز کی باتوں پر یقین نہیں ہے۔۔۔۔ اور کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کو مزید ٹیسٹ کروانے کی۔۔۔ یہ صرف پیسے بنانے کا ذریعہ ہے۔۔۔" گئیر باکس پر رکھے حاذق کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی وہ ناراضی سے گویا ہوئی۔۔ وہ اپنا دکھ بھول گئی تھی۔۔ فکر تھی تو بس یہ حاذق کی تکلیف کو کس طرح کم کر سکے۔۔۔

"تمہیں آج یہ بات سمجھ آ گئی کہ اللہ نے ہمیں اپنی نعمت سے نوازنا ہو گا۔۔ تو نواز دے گا۔۔ اس کے لئے انسان دوسری، تیسری اور چوتھی شادی بھی کر لے تو نصیب سے نہیں جیت سکتا۔۔۔" عسیل نے گردن جھکاتے لب کاٹے۔۔ وہ اسے اس دن والی بات کا حوالہ دے رہا تھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم مجھے اس لئے نہیں چھوڑ سکتیں کہ کمی مجھ میں ہے۔۔اور میں اُولاد کے حصول کے لئے تمہیں چھوڑ دیتا؟"اس نے تاسف سے عسیل کی جانب دیکھا۔۔لہجے میں دکھ کی پرچھائی گھلی محسوس ہوتی تھی۔۔۔۔

"حاذق یہ بہت عام سی بات ہے۔۔۔ہزاروں ایسے کیسز ہیں جب مرد نے اُولاد یا اُولاد نرینہ کے لئے دوسری شادی کی ہے۔۔لیکن عورت صرف اس لئے کہ اس کی اُولاد نہیں ہو رہی۔۔۔کبھی شادی ختم نہیں کرتی حاذق۔۔۔"وہ بولی تو آواز میں گھلی یاسیت صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔۔۔

"تو یعنی تمہارے حساب سے وفا خالی عورت سے مشروط ہے؟"حاذق کے سوال پر اس کے چہرے پر شرمندگی کے سائے لہرائے۔۔۔

"میں نے جنرل بات کی تھی۔۔۔"اس نے جھینپتے ہوئے صفائی دی۔۔

"یہ ہماری زندگی ہے عسیل۔۔لوگ کیا کرتے ہیں۔۔کیا کہتے ہیں۔۔کیا سوچتے ہیں۔۔ہمیں اس سے سروکار نہیں ہونا چاہئیے۔۔۔"وہ بولا تو لہجے میں ناراضی واضح تھی۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور تمہارا مجھے جاننے کا دعوی کہاں گیا جب تم نے مجھے عام مردوں کی صف میں کھڑا کر دیا۔۔" عسیل کے پاس اس کے سوال کا جواب نہیں تھا۔۔۔واقعی وہ اس قدر ذہنی اذیت کا شکار تھی کہ اس سے بھی بد ظن ہو گئی تھی۔۔حاذق مزید بول رہا تھا۔۔وہ شرمندگی سے سرخ پڑتی اسے سنے گئی۔۔۔

"کم از کم میں اُولاد کے حصول کے لئے شادیوں پر شادیوں والے اُصول سے متفق نہیں ہوں۔۔آدمی۔۔۔"

"تو پھر دوسری شادی کرنے کے لئے کون سے اُصول ہیں آپ کے؟" وہ بے ساختہ ہی گردن موڑتی مستفسر ہوئی۔۔۔حاذق لمحہ بھر کے لئے سٹپٹا گیا۔۔

"شاید ہمدردی، شاید انسانیت۔۔۔یا شاید۔۔۔" کچھ دیر بعد ایک گہرا سانس بھرتے اس نے اپنے لئے راہ ہموار کرنی چاہی۔۔

"بس بس رہنے دیں۔۔۔زیادہ مدر ٹریسا بن کر انسانیت کی خدمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔" عسیل نے بدمزہ ہوتے ہاتھ اٹھائے۔۔۔چہرے کا زاویہ ایسا بگڑا تھا جیسے منہ میں کوئی کڑوا بادام آ گیا ہو۔۔۔حاذق ایک گہرا سانس بھرتا گردن جھٹک گیا۔۔۔نہ جانے کبھی

اگر زندگی میں اس کی دوسری شادی کا پردہ فاش ہوتا تو عسیل اس کے ساتھ کیا کرنے والی تھی۔۔یہ خیال اسے ہمیشہ ہی بے چین کر دیتا تھا۔۔لیکن فی الحال اس کا منصوبہ کام کر گیا تھا۔۔۔یہ اس کے لئے خوش کن تھا۔۔حاذق کو اپنی کمی کا احساس نہ ہو اس لئے اب عسیل اس بات کو لے کر ہر وقت پریشان رہنا چھوڑ دے گی۔۔۔یہ سوچ کر اس نے سکون کا سانس خارج کر کے ایک موڑ کاٹا۔۔

محبت کرنے والوں کی تجارت بھی انوکھی ہے

منافع چھوڑ دیتے ہیں خسارے بانٹ لیتے ہیں۔

(فیض احمد فیض)

دراصل ڈاکٹر ہما حاذق کے ایک دوست کی بیوی تھی۔۔جو ایک مشہور ہاسپٹل میں بحیثیت گائنا کولوجسٹ خدمات سرانجام دے رہی تھی۔۔۔۔حاذق نے اس سے چند دن پہلے مل کر عسیل کی ذہنی حالت کے بارے میں بتایا تھا۔۔۔ساتھ ہی درخواست کی تھی کہ وہ اس کے ساتھ تھوڑا سا ڈرامہ رچا لے۔۔دوسری صورت میں عسیل کی ذہنی صحت متاثر ہو سکتی تھی۔۔اور ایسا وہ ہر گز نہیں چاہتا تھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر دونوں کی رپورٹس نارمل ہوتیں۔۔۔اس صورت میں بھی عسیل کی ذہنی پریشانی کم ہونے والی نہیں تھی۔۔۔وہ ہر وقت احساسِ کمتری کا شکار رہتی۔۔۔اس صورتحال میں یہی ایک واحد حل تھا جو اسے سمجھ آیا تھا۔۔۔اور جس سے عسیل اس خواہش سے باآسانی دستبردار ہو سکتی تھی۔۔۔

اگر عسیل کی خواہش پوری کرنے کی طاقت اس کے ہاتھوں میں ہوتی تو وہ کسی بھی طرح اسے پورا کرتا۔۔۔مگر یہ سب تو اس قادرِ مطلق کے فیصلے ہیں جو ان مصلحتوں کو سمجھتا ہے۔۔۔اس کے آگے انسان بے بس ہے۔۔۔وہ بس دعا اور امید کر سکتا ہے۔۔۔اس لئے اپنی چہیتی بیوی کو اس پریشانی سے نکالنے کا واحد حل جو اسے نظر آیا اس نے وہ کیا تھا۔۔۔

جب اس نے پہلی بار ڈاکٹر ہما سے اس بارے میں بات کی۔۔تو وہ حیرت سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔اس نے کئی جوڑے دیکھے تھے جو بے اولادی کے غم میں گھل رہے تھے۔۔لیکن ہر بار الزام عورت پر ہی آتا۔۔۔مردوں کی غیرت اور انا کے لئے یہ قبول کرنا ناممکن ہوتا کہ کمی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ان میں بھی ہو سکتی ہے۔۔۔۔ مگر آج، حاذق اپنی بیوی کے سکون کی خاطر وہ "داغ" خود پر لینے کو تیار تھا۔۔۔۔

"آپ جانتے ہیں۔۔ یہ فیصلہ ہر گز بھی آسان نہیں ہو گا؟" وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔۔ نگاہوں میں جتاتا ہوا تاثر تھا۔۔۔ حاذق نے ہولے سے گردن ہلائی۔

"مشکل ہی سہی۔۔۔ لیکن اگر میرا یہ فیصلہ میری بیوی کو ہر روز خود پر ترس کھانے سے، ہر لمحہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہونے سے بچا سکتا ہے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اس بوجھ سے آزاد ہو جائے۔۔۔ اس احساس سے نکل آئے کہ شاید وہ کسی کمی کا شکار ہے۔۔۔" ڈاکٹر ہما نے گہرا سانس لیا۔۔ محبت کی اس انتہا پر وہ واقعی ششدر رہ گئی تھی۔۔۔۔ ہر آئے دن اس کے پاس ایسے کیسز آتے تھے جس میں مرد اپنی کمزوری چھپانے کے لئے رپورٹس بدلوانے کی کوشش کرتے تھے۔۔ سارا الزام عورت پر ڈالنے کے لئے وہ ہر قیمت دینے کو تیار ہوتے تھے۔۔۔ اور ایک یہ شخص تھا۔۔۔ جو دنیا کی نظروں میں کمزور بننے کو تیار تھا۔۔۔ صرف اپنی بیوی کے ذہنی سکون کے لئے!!!

"ویسے آپ جانتے ہیں نا کہ آپ اپنی مردانگی پر ایک بڑا سوالیہ نشان لگا رہے ہیں؟ مردوں کے لئے تو یہ بہت انا کی بات ہوتی ہے۔۔۔ کیا آپ دنیا کے سامنے یہ الزام سہہ پائیں گے؟" نہ جانے کیوں وہ اب تک بے یقین تھی۔۔۔ حاذق کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی، جیسے یہ سوال اس کے لئے بے معنی ہو۔۔۔۔

"مجھے نہیں معلوم کہ مردوں کی انا اور مردانگی کو کس چیز سے تقویت ملتی ہے۔۔۔۔ لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اگر میں اپنی بیوی کو مطمئن اور خوش نہیں رکھ سکتا، تو میں ہرگز بھی ایک کامیاب شوہر نہیں ہوں۔۔۔۔ میری مردانگی اس میں ہے کہ میں خود سے جڑی عورت کو سکون فراہم کر سکوں۔۔۔" وہ بول رہا تھا اور ڈاکٹر ہما کو اب سمجھ آ رہا تھا کہ کیوں اللہ نے مرد کو افضل بنایا تھا۔۔ وہ خاموشی سے اپنے سامنے بیٹھے اس مرد کو دیکھ رہی تھی جو عزت کئے جانے کے قابل تھا۔۔۔

"ویسے بھی جس چیز میں میرا کوئی اختیار یا غلطی ہی نہیں۔۔ اس پر شرمندہ ہونے یا انا پر ضرب لگنے کا جواز مجھے سمجھ نہیں آتا۔۔۔ یہ اللہ کے فیصلے ہیں۔۔۔۔ میں صرف ان معاملات میں شرمندگی محسوس کر سکتا ہوں جو میرے اختیار میں ہیں اور ان میں سب سے اہم میری

بیوی کا ذہنی سکون ہے۔۔۔۔"محبت اور عشق کے بھی نہ جانے کون کون سے روپ ہوتے ہیں۔۔ڈاکٹر ہما نے سوچتے ہوئے گردن جھٹکی۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔میں آپ کا ساتھ دوں گی۔۔۔۔"یہ کہتے ہوئے وہ دل ہی دل میں دعا گو تھی کہ اللہ ان کے درمیان قائم محبت کو اُولاد کی نعمت سے مزید مضبوط کر دے۔۔حاذق کی آنکھوں میں شکر گزاری کی جھلک اتری تھی۔۔

"شکریہ،ڈاکٹر!!!میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتا وہ کرسی چھوڑتا کھڑا ہوا۔۔۔اسے اب اگلے روز عسیل کو یہاں ٹیسٹ کے لئے لے کر آنا تھا۔۔ وہ اندر سے مطمئن تھا۔۔اور آج۔۔آج اس کا منصوبہ مکمل طور پر کامیاب ٹھہرا تھا۔۔۔وہ اپنی بیوی کو اس ذہنی ابتری سے نکالنے میں کسی حد تک کامیاب ہو چکا تھا۔۔۔۔

شام کے سائے لمبے ہو رہے تھے۔۔۔۔آسمان پر نارنجی اور سرخی مائل رنگوں کی آمیزش تھی۔۔۔۔سورج دن بھر کی تپش کے بعد رخت سفر باندھ رہا تھا۔۔۔جبکہ چاند انگڑائی لیتا آسمان پر نمودار ہونے جا رہا تھا۔۔

ایسے میں عسیل اپنے کمرے میں خاموش بیٹھی تھی۔۔۔ذہن کسی گہرے خیال میں الجھا ہوا تھا کہ موبائل کی گھنٹی بجی۔۔۔۔اسکرین پر"فلزہ چچی"کا نام چمکنے لگا۔۔لمحے بھر کو وہ حیران ہوئی۔۔۔چچی اسے کبھی کال نہیں کرتی تھیں۔۔ایک گہرا سانس بھرتے اس نے کال ریسیو کی۔۔۔

"عسیل بیٹا۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔"دوسری طرف فلزہ چچی کی آواز نمی سے بوجھل تھی۔۔۔۔وہ سلام کا جواب دیتے سیدھے مدعے پر آئی تھیں۔۔عسیل نے کان سے فون ہٹا کر ایک بار پھر اسکرین کو دیکھا۔۔۔حیرت میں ڈوبے اس نے دوبارہ فون کان سے لگایا۔۔چچی کا لہجہ ہمیشہ سخت اور تلخ رہا تھا۔۔مگر آج اس میں نرمی تھی۔۔پشیمانی تھی۔۔۔ایک خالص سی ملال بھری عاجزی تھی۔۔چچی کے منہ سے ایسی بات سن کر عسیل کو بہت اچھنبا ہوا تھا۔۔۔وہ جو ہمیشہ خود کو حق پر سمجھتی تھیں آج انہیں احساس ہو گیا تھا کہ غلطیاں ہر انسان سے ہوتی ہیں۔کیونکہ انسان بندہ بشر ہے مگر ان غلطیوں پر ڈٹ کر ان کو دہرائے جانا انسان کو متکبر اور سرکش بناتا ہے۔۔۔اور یہیں سے اس کی نیکیوں کا زوال شروع ہوتا ہے۔۔۔مگر غلطی کر کے معافی مانگ لینے میں ہی انسان کی کامیابی ہے۔۔۔پھر چاہے وہ

معافی اللہ پاک سے ہو یا اس کے بندوں سے۔۔۔یہی نیکیوں کو دوام بخشتی ہے۔۔۔۔دل کو نرم کرتی ہے اور انسان کو عاجز اور انکسار بناتی ہے۔۔۔۔

"مجھے اندازہ ہے کہ میں نے ہمیشہ ہی تمہیں لفظوں سے تکلیف دی ہے۔۔۔مگر شاید اس بار میں بہت زیادہ زیادتی کر گئی تھی۔۔۔" یہ اعتراف شاید آسان نہیں تھا۔۔۔عسیل سامنے ہوتی تو دیکھتی کہ بولتے ہوئے انہوں نے بے اختیار آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔چہرے پر پشیمانی چھلک رہی تھی۔۔وہ بہت دنوں سے یہ قدم اٹھانے کے بارے میں سوچ رہی تھیں۔۔۔مگر غلطی کا اعتراف، وہ بھی کسی چھوٹے کے سامنے۔۔یہ حوصلہ جٹانے میں وقت لگتا ہے۔۔۔مگر آج، جب شارق چچا نے عمرے کی روانگی سے پہلے انہیں تاکید کی کہ وہ دل صاف کر کے جائیں، تو انہوں نے اپنے اندر کی تمام دیواریں توڑ دی تھیں۔۔۔۔عسیل نے لمحہ بھر کو آنکھیں موندیں۔۔۔دل میں ایک نرم سی لہر اٹھی۔۔۔جو ہر تلخی کو بہالے جانے کے لئے تیار تھی۔

"چچی۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔آپ بڑی ہیں۔۔معافی مانگ کر مجھے شرمندہ نہیں کریں۔۔" ایک گہرا سانس بھرتے وہ نرمی سے گویا ہوئی۔۔

"ہم سب ہی کبھی نہ کبھی جانے انجانے میں کسی کا دل دکھا دیتے ہیں۔۔۔اللہ پاک ہم سب کو اس کی مخلوق کی دل آزاری سے محفوظ رکھے۔۔۔" فلزہ چچی کا دل بھر آیا تھا۔۔۔ جس لڑکی کو وہ سخت گیر، خوددار اور انا پرست سمجھتی تھیں۔۔وہ آج کتنی آسانی سے انہیں در گزر کر گئی تھی۔۔۔دل سے بوجھ اترنے کا جو احساس تھا۔۔۔وہ نا قابل بیان تھا۔

دونوں نے پہلی بار رسمی جملوں سے ہٹ کر دیر تک باتیں کیں۔۔۔زندگی کے بارے میں، بدلتے وقت کے بارے میں۔۔۔۔ان کے درمیان جو دیوار تھی، وہ آہستہ آہستہ ٹوٹ رہی تھی۔۔۔۔شاید یہی زندگی کا حسن تھا۔۔۔جب دل سے بغض، حسد اور کینہ نکل جائے تو زندگی کی تلخیاں بھی مٹھاس میں بدل جاتی ہیں۔۔۔

عسیل نے بھی موقع دیکھ کر حاذق کی طرف سے بھی اس دن والی بد تمیزی کی معذرت کر لی۔۔۔جسے فلزہ چچی نے مسکراتے ہوئے قبول کر لیا تھا۔۔۔۔وہ بڑی تھیں اور آج انہیں یہی احساس ہو رہا تھا کہ بڑے پن کا مظاہرہ ہی عزت اور محبت کے در وا کرتا ہے۔۔۔۔آج ان کے دل پر جمی برف پگھل رہی تھی۔۔۔اور اس کے ساتھ ہی اندر ایک روشنی سی اتر آئی تھی۔۔۔ہلکی، مگر دیرپا روشنی۔

رات اپنی سیاہ چادر میں لپٹی ہر شے کو دھیرے دھیرے خاموشی میں سمو رہی تھی۔۔۔ مگر کاشانہ حمید کے مکینوں کے دل میں طوفان برپا تھا۔۔۔ ہسپتال کے سفید دیواروں والے کوریڈور میں وہ سب خاموش بینچ پر بیٹھے تھے۔۔۔ عسیل کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ جو اس کے چہرے کی زردی میں مزید پژمردگی گھول رہے تھے۔ ماہرہ بھابھی اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی کتنی دیر سے اسے خاموش کروانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔ مگر عسیل کے کان سی سی یو کے دروازے پر لگے تھے جہاں عفان صاحب زندگی اور موت کی کشمکش میں تھے۔۔

سامنے بینا خالہ اور صفیہ بیگم بیٹھی تھیں۔۔۔ صفیہ بیگم کی انگلیاں تسبیح کے دانے تیزی سے گھما رہی تھیں۔۔ ہونٹ بے آواز حرکت کر رہے تھے۔۔ جیسے کوئی دعا دہرا رہی ہوں۔۔۔۔ ہر گزرتا لمحہ ان کے چہرے کی پریشانی بڑھا رہا تھا۔۔۔۔ مگر عسیل کے مقابلے وہ خود پر قابو کئے تھیں۔۔

اسی لمحے تیزی سے آتے قدموں کی آواز سنائی دی۔۔۔عسیل نے سر اٹھایا۔۔سامنے حاذق کھڑا تھا۔۔۔اس کے چہرے پر پریشانی کی لکیر گہری تھی۔۔۔عسیل کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔۔۔

"کیا ہوا خالو کو؟"عسیل کو خود سے لگاتے وہ متفکر سا گویا ہوا۔۔اسے کچھ دیر پہلے ہی عسیل سے فون پر ان کی طبعیت خراب کی اطلاع ملی تھی۔۔وہ سب چھوڑ چھاڑ کر بھاگا چلا آیا تھا۔۔۔

"حاذق۔۔پاپا کو ہارٹ اٹیک آیا ہے۔۔۔"عسیل کی آواز ایک بار پھر ہچکیوں میں ڈوبنے لگی۔۔وہ جو کچھ دیر کے لئے خاموش ہوئی تھی حاذق کو دیکھتے ہی پھر بکھر گئی تھی۔۔

"ڈاکٹرز۔۔۔کہہ رہے ہیں کہ ابھی کچھ بھی کہنا مشکل ہے۔۔۔وہ انہیں۔۔انہیں کسی سے ملنے نہیں دے رہے۔۔۔مجھے پاپا سے ملنا ہے حاذق۔۔۔پلیز۔۔پلیز آپ ڈاکٹرز سے بات کریں۔۔۔"وہ اس کے گلے لگی بے حال ہو رہی تھی۔۔۔حاذق جانتا تھا عسیل اپنے رشتوں کے لئے کتنی حساس تھی۔۔لب بھینچے وہ نرمی سے اس کی پشت سہلاتا رہا۔۔عسیل کو بھی جیسے ڈھارس ملی تھی۔۔وہ کچھ دیر اس سے لگی آنسو بہاتی رہی۔۔۔

"پہلے تم چپ ہو جاؤ۔۔میں ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں۔۔"اسے خود سے الگ کرتے حاذق نے اس کی سرخ متورم آنکھوں میں جھانکا۔۔۔لہجے سے نرمی اور پیار چھلک رہا تھا۔۔۔

"تمہیں اس وقت خود کو مضبوط رکھنا ہو گا۔۔۔ورنہ ایسی حالت میں ڈاکٹرز اندر نہیں جانے دیں گے۔۔۔"عسیل کی آنکھ سے نکلے آنسو انگلی کی پور سے پونچھتے وہ اسے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔عسیل نے نم آنکھوں سے اس کی بات سنی اور ہلکی سی گردن ہلا دی۔۔۔جیسے اسے اس کی بات سمجھ آئی ہو۔۔۔اگلے ہی پل ہتھیلی سے آنکھوں کو رگڑتے اس نے اپنے آنسو خشک کرنے کی کوشش کی۔۔۔دل میں خوف اب بھی سر سرا رہا تھا۔۔لیکن فی الحال بظاہر اسے خود کو نارمل ظاہر کرنا تھا۔۔۔۔

تب ہی سی سی یو کا دروازہ کھلتا دکھائی دیا۔۔۔سب کی نظریں امید اور خوف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ بیک وقت اس پر جا ٹکیں۔۔وہاں موجود ہر شخص ساکن سانس سے ڈاکٹر کو دیکھے گیا۔۔۔

"ہی از آؤٹ آف ڈینجر ناؤ۔۔۔"اس نوید کے ساتھ ہی اگلے ہی پل سب کی حلق میں اٹکا سانس بحال ہوا تھا۔۔ ٹھہرے ہوئے آنسو ایک بار پھر بہہ نکلے تھے۔۔۔زبانیں کلمہ شکر ادا کرنے لگیں۔۔

"مگر فی الحال آپ لوگ ان سے مل نہیں سکتے۔۔۔۔بس اندر کی ونڈو سے دیکھ سکتے ہیں۔۔ بات کرنا ابھی ممکن نہیں ہو گا۔۔"ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں بولتا آگے بڑھ گیا۔۔۔جبکہ پیچھے بیٹھے وہ چند نفوس اس جملے کی خوبصورتی کو مکمل طور پر اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

کبھی کبھی زندگی کی سب سے خوبصورت آواز وہ چند جملے ہوتے ہیں جو امید کی صورت میں آپ کے خون میں زندگی بن کر دوڑنے لگتے ہیں۔۔اور اس وقت عفان حمید کے پیاروں سے بہتر یہ بات کون سمجھ سکتا تھا؟؟؟

ہسپتال کی وسیع راہداریوں میں سورج کی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔کچھ وارڈز کے دروازے کھلے تھے، کہیں مریضوں کے لواحقین تھکن سے چور کرسیوں پر نیم دراز تھے اور کہیں نرسیں خاموشی سے اپنا کام کر رہی تھیں۔۔۔

عفان صاحب کو صبح روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔وہ اب کافی بہتر تھے۔۔مگر ان کی بیماری نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

حاذق اور صفیہ بیگم رات ان کے ساتھ رکے تھے۔۔۔صبح عسیل واپس آگئی تھی۔۔اس نے ان دونوں کو زبردستی گھر بھیج دیا تھا تاکہ وہ تھوڑا آرام کر سکیں۔۔۔شعیل فلائٹ پر تھا۔۔۔اسے ابھی تک اس واقعے کی اطلاع نہیں دی گئی تھی اور شرجیل کینیڈا سے نکل چکا تھا۔۔۔۔وہ رات تک پاکستان پہنچنے والا تھا۔۔۔چچا اور چچی ابھی عمرے سے واپس نہیں آئے تھے۔۔۔اس وقت ہسپتال میں بس مہروز خالو اور عسیل ہی موجود تھے۔۔۔۔

"یہ میڈیسن ہمارے پاس ختم ہو گئی ہیں۔۔۔۔آپ انہیں باہر سے منگوا دیں۔۔۔۔پیشنٹ کو دینی ہیں۔۔۔۔"تب ہی کمرے میں داخل ہوتی نرس نے عسیل کے ہاتھ میں ایک نسخہ پکڑایا۔۔۔۔

"لاؤ مجھے دو۔۔۔کیا لے کر آنا ہے؟"اس کی ہدایت پر مہروز خالو کرسی چھوڑتے عسیل کے نزدیک آئے۔۔۔نسخہ تھام کر وہ اسے دیکھنے لگے۔۔۔

"خالو۔۔۔میرے خیال سے آپ ہاسپٹل میں ٹھہریں۔۔۔۔پاپا کو کسی چیز کی ضرورت ہو گی تو آپ زیادہ اچھے سے انہیں دیکھ سکتے ہیں۔۔۔میں ڈرائیور کے ساتھ یہ لے کر آتی ہوں۔۔۔۔"مہروز خالو کو عسیل کی بات میں وزن لگا تھا۔سو انہوں نے گردن ہلاتے ہوئے نسخہ اس کے ہاتھ میں واپس دے دیا۔۔۔وہ تیز قدموں سے ہاسپٹل کا دروازہ عبور کر گئی۔۔۔باہر ڈرائیور کھڑا تھا۔۔۔وہ گاڑی میں بیٹھ کر اسے ہدایت دینے لگی۔۔۔۔

ایک مشہور ہسپتال کی فارمیسی سے اسے وہ دوا با آسانی مل گئی۔۔۔۔بل ادا کر کے ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ سامنے کے منظر نے اس کے قدم جکڑ لئے۔۔۔اس نے بے یقینی سے اس منظر کو دیکھا۔۔۔گود میں دو سالہ بچی پکڑے وہ کوئی اور نہیں۔۔اس سے محبت کا دعوی کرنے والا۔۔۔اس کا عزیز از جان شوہر۔۔۔حاذق شرجیل تھا۔۔جس کی بانہوں کا حصار اس کے لئے دنیا میں سب سے محفوظ پناہ گاہ تھی۔۔۔۔لیکن ابھی وہ حصار کسی اور کے گرد بندھا تھا۔۔۔دوا کا پیکٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا۔۔۔اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے

منہ سے نکلنے والی آواز کو روکنے کی سعی کی۔۔تب ہی سامنے سے آتے حاذق اور زینب کی نگاہ بھی اس پر پڑ گئی۔۔۔وہ لوگ وہیں ٹھٹھک کر رک گئے۔۔۔تو آخر وہ دن آ گیا تھا۔۔جس کا خوف ہمیشہ حاذق کے حواسوں پر سوار رہا تھا۔۔اس نے بے دردی سے لب کچلتے آنکھیں موندیں۔۔

"عسیل۔۔"چند لمحوں بعد خود کو پر سکون کرتے اس نے آگے بڑھ کر عسیل کو روکنا چاہا۔۔عسیل کی گردن نفی میں ہلی تھی۔۔آنکھ میں پتھر ہوا آنسو لکیر کی صورت میں باہر بہہ نکلا۔۔۔زمین پر گرا دوا کا پیکٹ اٹھاتے اس نے ایک بار پھر بے یقینی سے اس ہرجائی کو دیکھا اور بھاگتی ہوئی ہسپتال کا دروازہ عبور کر گئی۔۔گاڑی میں پہنچتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔ضبط کا بندھن اتنا بھی مضبوط نہ تھا کہ وہ اس پر بند باندھے رکھتی۔۔۔۔

"عسیل بی بی۔۔۔اتنا پریشان نہ ہوں۔۔۔اللہ فضل کرے گا۔۔۔"ڈرائیور نے رئیر ویو مرر میں دیکھتے اسے تسلی تھمانی چاہی۔۔۔۔وہ اس کے رونے کو عفان صاحب کی طبعیت سے نتھی کر رہا تھا۔۔۔عسیل کے رونے میں مزید تیزی آئی تھی۔۔۔۔وہ پاپا کے پاس پہنچنے سے پہلے اپنے سارے آنسو بہا دینا چاہتی تھی۔۔۔۔کیوں کہ اب اس کے پاس وہ کندھا نہیں تھا

جس پر وہ رو کر دل کا بوجھ ہلکا کر لیتی۔۔۔اس نے اسے بیچ سفر میں اکیلا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ سارے رستے وہ وقفے وقفے سے روتی رہی۔۔۔حاذق کے ساتھ گزارے پل آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح گھوم رہے تھے۔۔ مختلف موقعوں پر بولے اس کے جملے یادداشت سے نکل نکل کر کانوں میں سرگوشی کرتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔تو وہ سب مذاق نہیں ہوتا تھا۔۔حاذق شرجیل نے واقعی دو شادیاں کر رکھی تھیں۔۔۔۔یہ یقین کرنا اس کے لئے ایکدم ناممکن تھا۔۔۔

ہسپتال آ چکا تھا۔۔۔۔اس نے بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑیں۔۔۔۔خود پر قابو پاتی وہ بمشکل گاڑی سے اتری۔۔ جانے والا رستہ، واپسی کے رستے سے ایکدم مختلف تھا۔۔۔کچھ پل میں ہی سب کچھ بدل گیا تھا۔۔۔۔وہ خود بدل گئی تھی۔۔اس کے اندر بہت کچھ ٹوٹا تھا۔۔۔۔ اعتبار، مان اور بھروسے جیسے الفاظ اسے اپنا مذاق اڑاتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔شاید کوئی اور وقت ہوتا تو وہ ایک ہنگامہ برپا کر دیتی۔۔۔۔مگر کبھی کبھی حالات انسان کو سرتاپا بدل دیتے ہیں۔۔۔۔سوئی چبھنے پر رونے والی آج اعتبار، وفا اور رشتے کا خون ہونے کے باوجود ضبط کر رہی تھی۔۔۔۔شاید یہی محبت اور رشتوں کی ڈور ہوتی ہے جو انسان کو مضبوط بنا دیتی

ہے۔۔۔اسے اپنے باپ کے سامنے خود کو نارمل ظاہر کرنا تھا۔۔مضبوط قدم اٹھاتی وہ ہسپتال کی عمارت میں داخل ہو گئی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حاذق رات بھر کا جاگا، صبح جب گھر پہنچا۔۔۔اسے زینب کی کال موصول ہوئی۔۔فاطمہ کی طبعیت کافی خراب تھی۔۔وہ اسے لے کر ہسپتال جا رہی تھی۔۔۔۔حاذق نے اسے اکیلے جانے سے روک دیا۔۔ویسے تو زینب اکثر ہی فاطمہ کو لے کر مارکیٹ وغیرہ چلی جاتی تھی۔۔۔۔مگر ابھی اس کی خود کی بھی طبعیت ٹھیک نہیں تھی۔۔اسے روکتا وہ الٹے پاؤں گھر سے نکلا۔۔۔اس نے سوچا تھا ایک دو گھنٹے تک واپس آ کر وہ زینب کے پاس ہی آرام کر لے گا۔۔فی الحال عسیل ہسپتال میں تھی۔۔اور اسے خود آج رات پھر عفان صاحب کے پاس ٹھہرنا تھا۔۔

لیکن ڈاکٹر کو دکھانے کے بعد جو کچھ ہوا۔۔۔۔اس کا تو اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔ایسے غیر متوقع طور پر وہ عسیل کو ملے گا۔۔۔یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔۔۔۔آج اس کے نصیب میں آرام نہیں لکھا تھا۔۔۔۔زینب کو گھر چھوڑ کر وہ

دوبارہ ہسپتال بھاگا۔۔۔وہ جانتا تھا کہ عسیل نے رو رو کر اپنا حال خراب کر لیا ہو گا۔۔

سارے رستے وہ اسے کال کرتا آیا تھا۔۔مگر عسیل ہر بار اس کا فون کاٹ دیتی تھی۔۔۔

جس وقت وہ ہسپتال پہنچا۔۔عسیل، عفان صاحب کو سوپ پلا رہی تھی۔۔چہرہ ایکدم نارمل لگتا تھا۔۔یوں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہوا۔۔مگر وہ جانتا تھا یہ محض ایک دکھاوا تھا۔۔

وہ خود بھی عفان صاحب کے نزدیک چلا گیا۔۔۔ان کی خیریت لیتے بھی اس کی نگاہیں مسلسل عسیل پر جمی تھیں۔۔جو ایکدم سپاٹ چہرے سے کھڑی تھی۔۔۔کچھ دیر بعد سوپ کا خالی پیالہ لئے وہ کمرے سے متصل کچن کی جانب چلی گئی۔۔۔مہروز خالو، عفان صاحب سے بات کرنے لگے تو وہ اس کے پیچھے ہی چلا آیا۔۔۔

"عسیل۔۔"اس کی آواز پر وہ پلٹی۔۔آنکھوں میں ٹھہرے تاثر کو دیکھ کر حاذق کا دل ڈوبا تھا۔۔۔وہاں اس کے لئے سوائے تنفر کے کچھ نہ تھا۔۔۔حاذق نے ایک بوجھل سانس خارج کی۔۔۔

"مجھے۔۔۔"

"ڈونٹ ڈیئر ٹو۔۔۔" حاذق نے ابھی بولنا شروع ہی کیا تھا۔۔۔جب وہ انگلی اٹھائے اس کی آنکھوں میں دیکھتے غرائی۔۔۔چہرہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔۔۔آنکھوں میں سوائے بدگمانی اور تنفر کے کچھ نہ دکھتا تھا۔۔حاذق لب بھینچ کر رہ گیا۔۔عسیل واپس کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔تھوڑی ہی دیر میں ماہرہ اور صفیہ بیگم بھی آ گئیں۔۔سب آپس میں بات چیت کرنے لگے۔۔۔عسیل سب سے بے نیاز موبائل تھامے صوفے پر بیٹھی رہی۔۔۔

"عسیل پلیز۔۔۔مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔۔میرے ساتھ گھر چلو۔۔۔" اسے موبائل میں مگن دیکھ کر حاذق نے فوراً میسیج بھیجا۔۔۔میسیج پڑھ کر عسیل کے چہرے کے عضلات تنے تھے۔۔۔

"اب بات کرنے کو کچھ نہیں بچا ہے۔۔۔پاپا کے گھر جانے کے بعد اب بس کورٹ کے تھرو بات ہو گی۔۔" اسے غصے میں جو سمجھ آیا لکھ کر بھیج دیا۔۔۔حاذق کو اس سے ایسی ہی جذباتیت کی امید تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر میں نے زندگی میں کبھی بھی تمہارے ساتھ کوئی اچھائی کی ہو۔۔۔تو اس کی خاطر مجھے ایک بار اپنی صفائی کا ایک موقع دو۔۔۔۔۔پلیز!!!!" میسیج بھیج کر اس نے عسیل کے چہرے پر نظر دوڑائی۔۔۔جو بے تاثر چہرے سے موبائل کی اسکرین تک رہی تھی۔۔۔

"اوکے۔۔مگر یہ ملاقات میرا فیصلہ نہیں بدلے گی۔۔۔"چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے ہامی بھری۔۔۔حاذق کی جان میں جان آئی۔۔۔کم از کم وہ اس کی بات سننے کو تیار ہو گئی تھی۔۔۔جیب میں موبائل رکھتا وہ سیدھا ہوا۔۔عسیل صفیہ بیگم سے بات کرنے لگی۔۔یقیناً وہ انہیں حاذق کے ساتھ جانے کا بتا رہی تھی۔۔۔وہ خاموشی سے کھڑا رہا۔۔

"چلیں۔۔۔"اس کے نزدیک سے گزرتی وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔حاذق بھی تیزی سے سب سے ملتا اس کے پیچھے ہی باہر نکلا۔۔۔

"عسیل۔۔"وہ تیز قدموں سے چلتا اس کے نزدیک پہنچا۔۔۔عسیل نے رکنے کی زحمت نہیں کی۔۔۔وہ گردن جھکائے چلتی رہی۔۔

"یار۔۔۔بات تو سنو۔۔"اسے کندھے سے تھامتے وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مسٹر حاذق۔۔مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش مت کیجئیے گا۔۔"اس کے ہاتھوں کو کندھے سے جھٹکتے وہ درشتی سے بولی تھی۔۔آنکھوں میں اس کے لئے ایک اجنبی سا تاثر ٹھہرا ہوا تھا۔۔۔ حاذق نے شرمندگی سے لب کاٹتے، گردن جھکائی۔۔دونوں بظاہر قدم سے قدم ملاتے چل رہے تھے۔۔۔مگر ایک دوسرے سے کتنے دور تھے۔۔ان کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

گاڑی میں بھی دونوں سارا وقت خاموش رہے۔۔حاذق نے اسے خود بھی مخاطب نہیں کیا۔۔وہ اس سے آرام سے گھر جا کر بات کرنا چاہتا تھا۔۔دوران ڈرائیونگ وہ بار بار ایک نظر اس کے چہرے پر بھی ڈال لیتا تھا لیکن اس کے دل میں کیا چل رہا تھا۔۔۔اندازہ لگانا ہر گز بھی آسان نہیں تھا۔۔حاذق کو یہ طوفان سے پہلے والی خاموشی محسوس ہوتی تھی۔۔۔وہ دل ہی دل میں دونوں کے مابین رشتے کی مضبوطی کی دعا مانگتا رہا۔۔۔

گاڑی پورچ میں رکی تو عسیل تیزی سے بنا کچھ کہے اتر گئی۔۔۔زور سے بند کیا دروازہ اس کے اندر کا اشتعال ظاہر کر رہا تھا۔۔۔۔اس وقت تک بینا خالہ بھی گھر سے ہسپتال کے لئے نکل چکی تھیں۔۔۔۔سو وہ سیدھی اپنے بیڈ روم میں چلی گئی۔۔۔۔

جس وقت حاذق گاڑی پارک کر کے کمرے میں داخل ہوا وہ سوٹ کیس کھولے الماری سے کپڑے نکال کر اس میں ڈال رہی تھی۔۔۔

"عسیل۔۔یہ کیا؟" وہ تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے نزدیک آیا۔۔بیڈ پر کپڑوں کا ڈھیر لگا تھا۔۔گویا وہ سب کچھ خالی کر دینا چاہتی تھی۔۔

"آپ کو جو بات کرنی ہے فوراً کریں۔۔۔میں اپنے گھر جا رہی ہوں۔۔۔آپ کی کوئی صفائی میرا فیصلہ نہیں بدلے گی۔۔۔" دو سالوں میں پہلی بار اس نے میکے کو اپنا گھر کہا تھا۔۔ورنہ تو اب وہ حاذق کے گھر کو ہی اپنا گھر اور میکے کو امی کا گھر پکارتی تھی۔۔حاذق نے شرمندگی سے لب بھینچے۔۔۔اس کی سوچ کی تبدیلی کا ذمہ دار وہ ہی تو تھا۔۔۔

"ابھی میں صرف پاپا کی وجہ سے چپ رہوں گی۔۔۔ان کی مکمل صحت یابی کے بعد یہ بات کھل کر ہو گی۔۔۔" کام سے ہاتھ روک کر اس نے سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کی اور دوبارہ اپنے کام میں مگن ہو گئی۔۔۔وہ جو سمجھ رہا تھا۔۔وہ رو رو کر زمین آسمان ایک کر دے گی تو ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔وہ بہت تحمل سے یہ طوفان جھیل گئی تھی۔۔۔نہ جانے وقت نے کب اسے اتنا بردبار بنا دیا تھا۔۔

"میری اس سے ملاقات ہمارے نکاح کے ایک سال بعد سڑک پر حادثاتی طور پر ہوئی تھی۔۔۔۔"بیڈ کے کنارے ٹکتے حاذق نے دھیمی اور شکستہ آواز میں بولنا شروع کیا۔۔۔ عسیل بظاہر لاتعلقی سے کام میں مگن رہی۔۔یوں جیسے اسے اس کی کہانی میں کوئی دلچسپی نہ ہو۔۔لیکن حاذق جانتا تھا کہ بظاہر وہ ضرور لاتعلق ہے لیکن اس کا رواں رواں اس کی جانب متوجہ ہو گا۔۔۔۔

"اتنا ہی نیکی کا بھوت سوار تھا۔۔۔۔تو اپنے گھر میں پناہ دے دیتے۔۔۔ساتھ ہی جن محترم نے آپ کو نکاح کا مشورہ دیا تھا۔۔۔وہ خود یہ نیک کام انجام دے دیتے۔۔آپ کا شادی رچانا ضروری تھا؟"وہ چپ ہوا تو بیڈ پر پڑے کپڑوں کے گٹھر پر مزید کپڑے پھینکتے وہ تندی سے گویا ہوئی۔۔۔

حاذق کو اس کے رد عمل سے کم از کم اس بات کا اطمینان ہوا تھا کہ عسیل نے اس کی کہانی کو من گھڑت نہیں سمجھا تھا۔۔۔۔وہ آج بھی اس پر اعتبار کرتی تھی۔۔۔۔اب بھی اسے موقع دے رہی تھی کہ وہ خود کو بے قصور ثابت کر دے۔۔۔اور امید کی یہ کرن اسے حوصلہ دے گئی تھی۔۔

Clubb of Quality Content

"شجاع پہلے سے شادی شدہ تھا۔۔۔ کینیڈا میں پولی گیمی کا کوئی کانسپٹ نہیں ہے۔۔۔ وہ قانوناً جرم ہے اور میرا تمہارا نکاح وہاں رجسٹرڈ نہیں تھا۔۔۔ اس حساب سے میں اس سے وہاں شادی کر سکتا تھا۔۔" عسیل نے ایک تاسف بھری نظر اس پر ڈالی۔۔ بنا کچھ کہے وہ بیڈ کے دوسرے کنارے جا کر ٹک گئی۔۔ کام میں اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔۔ حاذق مزید بول رہا تھا۔۔ وہ بنا کچھ کہے سپاٹ چہرے سے بیٹھی رہی۔۔۔

"شادی کرنا اس لئے ضروری تھی کہ اس کے ماموں مجھے اسے اپنے ساتھ رکھنے اور ورغلانے پر اغوا کا کیس کر سکتے تھے۔۔۔ ٹھیک ہے، وہ بالغ تھی۔۔۔ وہ اپنے ڈیسیشنز لے سکتی تھی۔۔۔ کیس وہ جیت بھی جاتی مگر جب تک کورٹ کا کیس چلتا وہ لوگ اس کے ساتھ نہ جانے کیا کر چکے ہوتے۔۔۔ میری بیوی ہونے کی صورت میں یہ کیس سرے سے ہی خارج ہو جاتا۔۔ اس لئے شادی کرنا ضروری تھی۔۔۔ مگر میں نے یہ شادی بس کاغذی حد تک کی تھی۔۔۔" اس نے نگاہیں اٹھائیں۔۔ عسیل کی آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں۔۔ وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہی تھی۔۔ حاذق نے آگے بڑھ کر اسے خود سے قریب کرنا چاہا۔۔ لیکن اس نے ایک بار پھر اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔

"بعد میں مجھے لگا کہ اس بے آسرا لڑکی کو ان درندوں کے بیچ چھوڑ کر میں خود یہاں آ جاؤں۔۔۔یہ صرف خود غرضی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔"لب کاٹتے وہ دوبارہ بولنا شروع ہوا۔۔۔پرانے سارے منظر فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہے تھے۔۔۔۔۔

"لیکن اللہ گواہ ہے کہ میں نے تم سے ہمیشہ محبت کی ہے۔۔۔۔کوشش کی ہے کہ تمہاری کبھی حق تلفی نہ کروں۔۔تم میری پہلی محبت ہو عسیل۔۔۔"بیڈ پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔

"مگر آخری تو نہیں نا؟"وہ ہنس کر گردن جھٹک گئی۔۔حاذق کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر مسلا تھا۔۔۔عسیل کی یہ اُداس ہنسی اس کے دل پر کسی برچھی کی مانند چلی تھی۔۔چند منٹ کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔۔۔یوں جیسے دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہوں۔۔۔

"میرا اور زینب کا رشتہ بھی بہت عجیب ہے۔۔۔"کچھ دیر بعد حاذق گردن اٹھاتا دوبارہ بولنا شروع ہوا۔۔

"جو کسی انہونی طاقت سے بندھا ہے۔۔۔۔میں نے جو بھی کیا وہ سب ان پلینڈ تھا۔۔شاید اسی کو قسمت کہتے ہیں۔۔۔" گردن جھکائے وہ جیسے اعتراف جرم کر رہا تھا۔۔۔اور عسیل کو لگ رہا تھا کہ وہ کتنی بیوقوف تھی کہ اس کا شوہر پچھلے دو سال سے اسے بیوقوف بناتا رہا۔۔اور وہ اس کی محبت اور اعتبار میں اتنی اندھی تھی کہ کبھی اس کی مصروفیات کی نوعیت ہی نہ جان سکی۔۔

"میں یہ نہیں کہوں گا کہ میں مجبور تھا یا میرا قصور نہیں۔۔۔میں تمہارا مجرم ہوں۔۔۔۔مگر یقین جانو ایمانِ مفصل کا ایک حصہ تقدیر پر یقین بھی ہے اور اسے میں اپنی تقدیر سمجھ کر قبول کر چکا ہوں۔۔۔۔" حاذق کے منہ سے اب اکثر ہی عسیل اس قسم کی باتیں سنتی تھی۔۔۔۔ وہ ان دو سالوں میں آہستہ آہستہ بدلا تھا۔۔۔عسیل کو اندازہ تھا وہ مذہبی ہوتا جا رہا تھا۔۔۔وہ باقاعدگی سے نماز پڑھنے لگا تھا۔۔۔اکثر ہی وہ اسے کسی اسکالر کو سنتا دیکھتی تھی۔۔۔۔اس کی باتوں میں اب اللہ اور اس کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حوالے ہوتے تھے۔۔۔۔مگر یہ اسرار آج کھلا تھا کہ ان کا محرک کیا تھا۔۔۔۔وہ زینب کے رنگ میں رنگ رہا تھا۔۔۔۔عسیل کو لگا وہ تو اس سے کب کا دور ہو چکا ہے۔۔۔وہ صرف بظاہری ویسا تھا مگر اندر سے تو وہ مکمل طور پر بدل گیا تھا۔۔۔۔

"حاذق آپ ایک وکیل ہیں۔۔۔آپ کے پاس میرے ہر سوال کا تسلی بخش جواب ہو گا۔۔۔ میں جانتی ہوں آپ مجھے قائل کر لیں گے کہ آپ کتنے مجبور تھے۔۔۔۔اور وہ شادی آسمان سے فرشتوں نے اتر کر کروائی تھی۔۔۔۔اور یقین جانیں میں قائل ہو بھی جاؤں گی۔۔۔۔ مگر میں ایسا چاہتی نہیں ہوں اس لئے اس بات کو یہیں ختم کر دیں۔۔۔"وہ بیڈ چھوڑتی کھڑی ہوئی۔۔ایک بار پھر وہ اپنی پیکنگ شروع کر چکی تھی۔۔۔

"عسیل کیا تمہیں کبھی لگا کہ میں نے تمہاری کوئی حق تلفی ہے؟کیا اگر زینب ہماری زندگی میں نہیں ہوتی تو جس طرح ہم رہ رہے ہیں اس میں اور تب میں کوئی فرق ہوتا؟"حاذق بھی اٹھ کر اس کے نزدیک آیا۔۔اسے کندھوں سے تھامے وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا مستفسر ہوا۔۔۔عسیل نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔وہ خالی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔۔۔

"میری تم سے محبت ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے۔۔۔تم مانو یا نہ مانو۔۔۔دنیا کی کوئی بھی چیز اس رشتے کی مضبوطی کو کبھی کم نہیں کر سکتی۔۔۔۔نہ ہی میرے لئے تمہارے پیار کو۔۔۔۔"عسیل کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔۔وہ آنکھیں جہاں کبھی حاذق کے لئے محبت کا ایک سمندر ہمیشہ ٹھاٹھیں مارتا تھا۔۔۔۔وہ جذبات سے

خالی دکھتی تھیں۔۔۔اچانک ان آنکھوں میں اسے الجھن نظر آئی تھی۔۔۔وہ ایکدم ہی بے چین ہوئی تھی۔۔۔حاذق کے ہاتھوں کو اپنے کندھے سے ہٹاتے وہ ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔

"حاذق۔۔۔آپ کی گود میں وہ بچی کون تھی؟"ایک گھٹی ہوئی آواز اس کے حلق سے برآمد ہوئی۔۔۔اس کے ذہن کے پردے پر اچانک اس بھرپور فیملی کا منظر گھوما تھا۔۔۔ماں باپ اور بچی کا محبت بھرا ٹرائنگل۔۔۔وہ عورت کتنے استحقاق سے اس کا بازو تھامے تھی۔۔۔

"اور وہ بچی۔۔اس کا دہانہ۔۔ٹھوڑی پر پڑنے والا وہ گڑھا۔۔۔ہو بہو ریشمی، بھورے بال۔۔۔اوہ مائی گاڈ! میرے ساتھ ایک اور دھوکا۔۔۔"سر پر ہاتھ رکھتے وہ بے یقین ہوئی تھی۔۔وہ اس بچی کے ایک ایک نقش کو ذہن پر زور دے کر یاد کر رہی تھی۔۔اور حاذق کے چہرے میں اسے اس بچی کی تصویر صاف نظر آ رہی تھی۔۔۔آنسوؤں کا ایک گولہ تھا جو اس کے حلق میں اٹکا تھا۔

"مسٹر حاذق آپ کی وائف کی ساری رپورٹس نارمل ہیں۔۔۔البتہ آپ کی کچھ رپورٹس صحیح نہیں ہیں۔۔۔میں آپ کو کچھ ٹیسٹ مزید لکھ کر دے رہی ہوں۔۔۔یہ کروا کر آئیں۔۔۔"چند دنوں پہلے سنا ہوا جملہ ایک بار پھر اس کے کان میں گونجا تھا۔۔۔

"عسیل تم دوسری شادی کرلو۔۔۔"ایک ایک کرکے اس کے گھر کی بنیاد ہلتی جارہی تھی۔۔۔وہ آدمی اسے صرف ایک بیوقوف عورت سمجھتا تھا۔۔۔اس کا جی چاہا وہ چیخیں مار کر روئے۔۔۔اتنا بین ڈالے کہ ساری دنیا اکھٹی کرلے۔۔۔

"آپ نے میرا مذاق بنایا۔۔۔مجھے تماشہ بنا کر رکھ دیا۔۔"بے یقینی سے کہتے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنا شروع ہوئے تھے۔۔۔

"آپ نے کس کس سے میری محرومی کا رونا رویا ہے؟آپ خود صاحبِ اولاد تھے۔۔اس لئے آپ کو میری اولاد کی چاہت ہی نہیں تھی۔۔۔"وہ اس سے آہستہ آہستہ دور ہورہی تھی۔۔۔پیچھے ڈریسنگ ٹیبل ہونے کی وجہ سے وہ ایک جھٹکے سے رکی۔۔۔اور اسی کا سہارا لے کر وہیں زمین میں بیٹھ گئی۔۔۔دماغ ایکدم مفلوج ہورہا تھا۔۔۔اسے دھوکا دینے والا وہ شخص تھا۔۔جس پر اس نے دنیا میں سب سے زیادہ بھروسہ کیا تھا۔۔

"عسیل۔۔میری بات سنو۔۔۔یار میں تمہیں ڈپریس نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔مجھے غلط مت سمجھو۔۔۔۔افف۔۔۔۔۔"حاذق بھی تیزی سے اس کے نزدیک آیا۔۔زمین پر اس کے سامنے گھٹنے ٹکائے وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا جو اپنا منہ گھٹنوں میں دے کر بیٹھ

گئی تھی۔۔۔اس کی کسی بات پر اب وہ کوئی رد عمل نہیں دے رہی تھی۔۔۔اس کا ہولے ہولے کانپتا جسم اس بات کا گواہ تھا کہ وہ رو رہی تھی۔۔حاذق کی سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔وہ کیسے اسے اپنے خلوص کا یقین دلائے۔۔۔

"عسیل اللہ کے واسطے میرا یقین کرو۔۔۔۔میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں تھا۔۔۔میں بس تمہارے دل سے یہ بات نکالنا چاہتا تھا کہ اس سب معاملے میں تم کسی بھی طرح قصوروار ہو۔۔"اپنے بال مٹھیوں میں جکڑتا وہ بے بسی سے بولا۔۔۔وہ نیک نیتی سے کئے گئے کام کے لئے کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا تھا۔۔۔شاید اس لئے کہ اعتبار کا شیشہ ایک بار ٹوٹ جائے تو اس کی کرچیوں میں ہر چیز ٹوٹی پھوٹی ہی نظر آتی ہے۔۔۔اس کے خاموش ہونے پر عسیل نے اپنا چہرہ اٹھایا۔۔۔اس کی آنکھیں ویران تھیں۔۔۔خشک آنکھوں کے نیچے ایک لکیر سی بنی تھی۔۔۔چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔۔۔وہ اس وقت بلکل نارمل نہیں لگ رہی تھی۔

"مجھے زینب سے ملنا ہے۔۔۔۔"اس نے بے تاثر لہجے میں جملہ ادا کیا۔۔۔حاذق اس کی اس فرمائش پر بھونچکا رہ گیا تھا۔۔۔وہ کم از کم اس وقت اس سے ایسی کوئی فرمائش ہر گز توقع نہیں کر رہا تھا۔۔۔

"مگر کیوں؟ابھی تم۔۔۔"

"فکر مت کریں۔۔۔اتنا بھروسہ تو رکھیں آپ کی بیٹی کی ماں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔۔۔"اس کی بات کو بیچ سے کاٹتے وہ اذیت سے ہنسی۔۔۔۔جیسے اپنا ہی مذاق اڑا رہی ہو۔۔۔حاذق کا دل اس کی حالت پر کٹ رہا تھا۔۔۔لیکن وہ بے بس تھا۔۔۔اسے دکھ دینے والا وہ ہی تو تھا۔۔کیسے ان پر مرہم رکھتا سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔

"عسیل تم ابھی کچھ دیر آرام کر لو۔۔۔۔تمہاری طبعیت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔۔۔"اسے بازوؤں سے تھام کر کھڑا کرتے وہ نرمی سے بولا۔۔خلاف توقع عسیل بغیر کسی مزاحمت کے اس کی بانہوں میں بیڈ تک آئی۔۔۔وہ اس وقت سخت ذہنی ٹوٹ پھوٹ کا شکار لگتی تھی۔۔۔۔

"مجھے چھوڑ کر آپ چلے جایئے گا۔۔۔بس ایک بار اس عورت سے ملنا چاہتی ہوں۔۔جس نے بغیر آگ کے میری دنیا بھسم کر دی۔۔۔۔جو میری پونجی لوٹ کر بھی ڈاکو نہیں کہلا رہی۔۔۔جو میرے آشیانے پر اپنی سلطنت جما کر مجھ سے زیادہ مضبوط ہو چکی ہے۔۔۔۔ملنا چاہتی ہوں اس خوش قسمت عورت سے۔۔۔۔"ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہتے اس نے اپنی آنکھوں سے نکلنے والے گرم سیال کو آستینوں سے پونچھا۔۔۔۔گردن موڑ کر اپنے برابر بیٹھے ہر جائی کو دیکھا۔۔۔۔جواب بھی اس سے وفا کی امید لگا کر بیٹھا تھا۔

"اچھا کل چلتے ہیں۔۔۔"حاذق نے اس کے بکھرے بالوں کو سمیٹ کر پونی میں باندھتے ہوئے پچکارا۔۔۔

"نہیں مجھے ابھی ملنا ہے اسی وقت۔۔۔۔وہ بھی اکیلے میں۔۔۔۔ورنہ یہ درد میری جان لے لے گا۔۔۔"ایک بار پھر سختی سے کہتے اس نے حاذق کے ہاتھوں کو جھٹکا تھا۔۔۔جو اس کے کندھے کے گرد حمائل تھے۔۔۔۔

اور تھوڑی ہی دیر میں وہ بلکل تر و تازہ نظر آتی اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی خاموشی سے ونڈ اسکرین کے پار دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب کے ڈرائنگ روم میں اس وقت گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔عسیل اور زینب آمنے سامنے رکھے صوفوں پر بیٹھی تھیں۔۔۔جہاں عسیل کا چہرہ شکستگی لئے ہوا تھا۔۔۔وہیں زینب کے چہرے پر ہلکی ندامت چھلک رہی تھی۔۔۔یوں جیسے وہ مجرم ہو۔۔۔حاذق نے عسیل کو یہاں لانے سے پہلے اسے کال کر دی تھی۔۔۔اسے اس کی ذہنی حالت سے آگاہ کر دیا تھا۔۔۔وہ چاہتا تھا زینب، عسیل کو دل کی بھڑاس نکالنے دے۔۔۔وہ پہلے ہی اس سے معافی مانگ کر درخواست کر چکا تھا کہ وہ اس کی خاطر عسیل کو کوئی جواب نہیں دے۔۔ شاید عسیل دل ہلکا کر لیتی تو اسے کچھ قرار آ جاتا۔۔زینب یوں بھی عسیل کو کچھ نہ کہتی۔۔۔وہ مصلحتوں اور نزاکتوں کو سمجھتی تھی۔۔۔اس نے تو یہاں تک فیصلہ کر لیا تھا اگر عسیل اسے حاذق کو چھوڑنے کا کہے گی تو وہ اس کی پر سکون زندگی کے لئے یہ تک کر گزرنے کو تیار تھی۔۔۔حاذق اس کا عشق تھا اور عشق تو پانے اور کھونے کے کھڑاگ سے آزاد ہوتا ہے۔۔۔

"کیسی ہو عسیل؟"ڈرائنگ روم میں چھائی خاموشی کو زینب نے توڑا۔۔عسیل نے چونک کر گردن اٹھائی۔۔

"جس عورت کا شوہر اس سے چھین لیا جائے وہ کیسی ہو گی؟"شدتِ ضبط سے لال پڑتی آنکھیں اس پر گاڑتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔۔

"اور اگر میں کہوں کہ وہ کل بھی تمہارے تھے۔۔۔آج بھی تمہارے ہیں اور کل بھی تمہارے ہی رہیں گے،تو تم کیا کہو گی؟"عسیل کی آنکھوں میں بے یقینی اتری تھی۔۔۔وہ اس سے ایسا کوئی جواب توقع نہیں کر رہی تھی۔۔وہ اسے ایک روایتی سوتن سمجھ کر ملنے آئی تھی۔۔جس کے پاس اس کے شوہر پر جتانے کے لئے کچھ روایتی سے جملے ہوں گے۔۔۔مگر یہاں تو حق جتانے کا کوئی دعویٰ ہی نہیں تھا۔۔۔

"بہت اچھا بول لیتی ہو۔۔۔ساحرہ ہو۔۔۔اسی لئے حاذق تمہاری باتوں میں آ گئے۔۔۔"اس نے فوراً دوسرا نتیجہ اخذ کیا۔۔چبھتی نگاہیں زینب کے چہرے پر جمی تھیں جہاں ایک تاریک سایہ لہرا کر گزرا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔وہ نہ میری باتوں میں آئے۔۔۔۔نہ ہی میرے ہیں۔۔۔"ایک اداس سی مسکراہٹ سجاتے اس نے گردن جھکائی۔۔

"تم حاذق کی محبت ہو۔۔۔۔پہلی محبت،جو دل میں بیٹھتی تو ایک چھوٹے سے بیج کی طرح ہے۔۔۔مگر وہ انسان کے وجود پر ایک تناور درخت بن کر چھا جاتی ہے۔۔۔۔وہ لاکھ شادیاں کرے۔۔۔مگر اس پہلی محبت کے پھل کی مٹھاس کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا جو اس نے محبت کا مطلب سمجھنے کے بعد سب سے پہلے چکھا ہوتا ہے۔۔۔۔"وہ دھیمے دھیمے بول رہی تھی اور عسیل کی بے یقینی بڑھتی جا رہی تھی۔۔اس کی ذات کا ٹھہراؤ،اس کے انداز کی نرمی، اس کا حسن اخلاق۔۔۔عسیل اندر سے بے چین ہونے لگی تھی۔۔

"حاذق کی مجھ سے شادی بس ایک مجبوری تھی۔۔۔ایک نیکی تھی جو شاید ان کی آخرت سنوارنے کا بس ایک ذریعہ ہے۔۔۔۔کیونکہ یہ نیکی کرنا بھی ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی ہے۔۔۔میں نے آج بھی حاذق کی آنکھوں میں تمہارے لئے وہی جذبات دیکھے ہیں جو پہلے دن تھے۔۔۔۔۔مجھ سے وہ وفا صرف رشتے کی وجہ سے بنھاتے ہیں۔۔۔۔مگر تم ان کی زندگی ہو۔۔۔جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔۔۔۔"عسیل دم بخود تھی کہ یہ کس

مٹی کی بنی عورت تھی جو اپنے منہ سے اپنے شوہر کی محبت کی داستان بخوشی سنا رہی تھی۔۔۔۔ جو اپنی سوتن کو بتا رہی تھی کہ اس کا شوہر بس اس کا ہے۔۔۔اس کے خود کے لئے وہ بس ایک محسن تھا۔۔۔

"تم جو بھی کہو۔۔۔ مگر حاذق کو مکمل تم نے کیا ہے۔۔۔۔ تمہاری حیثیت اور قدم مضبوط ہیں۔۔۔۔ تم اس کی بیٹی کی ماں ہو۔۔۔۔ میرا کیا ہے میں ایک نامکمل، بے وقوف عورت ہوں۔۔۔۔ جسے اس بات تک کا احساس نہیں ہوا کہ اس کا شوہر اس کی ناک کے نیچے کھیل کھیل رہا ہے۔۔۔" اس وقت وہ خود ترسی اور اذیت کی انتہا پر تھی۔۔۔۔ وہ آئی تو یہاں شاید اسے باتیں سنانے تھی۔۔۔۔ مگر اس کی اپنائیت میں خود کا ہی دکھڑا رونے بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہیں تھی۔۔۔۔ مگر وہ خاتم النبین حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چہیتی بیوی تھیں۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفاتِ مبارکہ قریب آئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی تمام ازواج کو بلا کر پوچھا:

"میرے لئے باری باری تم سب کے گھر جانا مشکل ہو گیا ہے، اس لئے اجازت دو کہ ایام علالت ایک کے گھر گزار لوں۔۔۔۔سب نے اجازت دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے میرے گھر تشریف لے آئے اور ایام علالت یہاں گزارے(صحیح بخاری، ۴۴۴۲)۔"

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی آخری سانسیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود مبارکہ میں لی تھیں۔(صحیح بخاری ۴۴۳۸)

تمہیں یہ سب بتانے کا مقصد کا یہ تھا کہ ہمارا دین اتنا مکمل ہے اس میں ہر مسئلے، ہر پریشانی کا حل ہے۔۔۔۔اگر اولاد نہ ہونے سے عورت کمزور یا حقیر ہوتی۔۔۔۔تو آپ رضی اللہ عنہا کو اتنا بلند پایہ رتبہ مل پاتا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری سانسیں ان کی گود مبارکہ میں لیں یا پھر وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اولاد کی نعمت سے سرفراز کئے بغیر ان کی چہیتی زوجہ کیسے بن گئیں؟؟؟اللہ پاک کے ہر فیصلے میں مصلحت ہوتی ہے۔۔۔۔ شاید اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو اولاد نہ دینے کی مصلحت بھی یہ ہی ہو گی کہ صرف اولاد پانے سے ہی عورت مکمل یا شوہر کی چہیتی نہیں ہوتی ہے۔۔۔یہ تو اللہ کے کام ہیں۔۔۔۔

شوہر کے دل میں گھر عورت اولاد سے نہیں اپنی عادات واطوار سے بناتی ہے۔۔۔۔۔"

عسیل کو سمجھ آرہا تھا۔۔حاذق پر زینب کی صحبت کا اثر چڑھ رہا تھا۔۔۔وہ عورت اس کے لئے صرف اس کی بیوی نہیں۔۔اس کی راہبر تھی۔۔۔وہ خود کسی ٹرانس کی کیفیت میں بیٹھی اسے سن رہی تھی۔۔جس کے الفاظ کسی میٹھے بولوں کی طرح اس کی روح کو سیراب کر رہے تھے۔۔

"جہاں تک یہ بات ہے کہ تمہیں اس رشتے کا علم نہیں ہو پایا۔۔۔تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حاذق نے کبھی تمہاری حق تلفی نہیں کی۔۔۔اس لئے نہیں کہ تم بے وقوف تھیں۔۔۔"

عسیل تحیر سے اس عجیب عورت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔جو اپنی سوتن کی دل جوئی کر رہی تھی۔۔۔۔اس کی ہر ہر بات میں وزن تھا۔۔۔مگر پھر بھی عسیل کا دل بے چین تھا۔۔۔وہ اتنی آسانی سے اس کی باتوں میں نہیں آسکتی تھی۔۔۔

"تم عالمہ ہو؟" وہ اس سے جس مسئلے پر بات کرنے آئی تھی۔۔۔۔اسے بھول کر اس کی ذات کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔۔۔۔اسے تجسس ہو رہا تھا کہ آخر اس میں کیا خاص ہے کہ پہلے اس کا شوہر اور اب وہ اس کے آگے بے بس ہو گئے تھے۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔بس میں ایک سچی مسلمان ہوں۔۔۔۔ہر کام اللہ کی خوشنودی کے لئے کرتی ہوں۔۔۔اپنے ہر مسئلے کو بس اس سے ڈسکس کرتی ہوں۔۔۔۔لوگوں سے شکوے نہیں کرتی۔۔۔۔کیونکہ لوگ تو بس ہمارے مسئلوں کو سننے کی حد تک انٹرسٹڈ ہوتے ہیں۔۔۔اور ایک گوسپ ملنے کے بعد انہیں ہمارے حال سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔۔۔۔جب بھی پریشان ہوا کرو اس سے مانگا کرو۔۔۔۔وہ ہی تمہیں کسی بھی مشکل سے نکلنے کا راستہ دے گا۔۔۔"زینب نے ایک ٹشو نکال کر اسے تھمایا۔۔۔۔کیونکہ نہ چاہتے ہوئے بھی آنسو عسیل کی آنکھ سے چھلک پڑے تھے۔۔۔وہ یہاں خود کو بہت مضبوط کر کے آئی تھی۔۔اس عورت سے اپنی حق تلفی اور دھوکے کا حساب لینے آئی تھی۔۔۔لیکن یہاں آ کر نہ جانے کیوں اس کا دل پگھل رہا تھا۔۔۔وہ اس کے آگے خود کو بے بس محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔

جب ہی دوسرے کمرے سے فاطمہ بھاگتی ہوئی زینب کے پاس آئی۔۔۔۔وہ اب تک اندر اپنے کھلونوں سے کھیلنے میں مگن تھی۔۔۔۔

"مما ہوا زسی؟"زینب کا گھٹنا ہلاتے وہ تجسس سے گویا ہوئی۔۔کیونکہ اس کے گھر سوائے اس کے بابا اور دادا کے کوئی نہ آتا تھا۔۔۔اس کی پر شوق نگاہیں عسیل پر جمی ہوئی تھیں۔۔

"یہ آپ کی بڑی مما ہیں۔۔۔جاؤ انہیں سلام کر کے آؤ۔۔"زینب کے کہنے پر وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی۔۔۔۔

"اچھام تم۔۔۔بلی مما۔۔۔آپ لو(رو)کوں لی(رہی)ہیں؟ڈڈ سم ون ہلٹ(ہرٹ)یو؟ فاطمہ نے اپنی سرمئی آنکھوں کو پٹپٹاتے ہوئے سوال کیا۔۔۔وہ اس کے رونے سے پریشان ہوئی تھی۔۔۔۔شاید وہی نرم طبعیت اس کے مزاج کا حصہ تھی۔۔۔۔جو اس کے ماں باپ کا خاصہ تھی۔۔عسیل نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس بچی کا ہاتھ تھاما۔۔۔وہ چاہتے ہوئے بھی اس سے نہیں بول پائی کہ مجھے ممانہ بلاؤ۔۔۔۔نہ وہ اس کے لئے دل میں کوئی منفی جذبہ لا پائی۔۔۔اس کی آنکھیں بس زینب کی طرح تھیں۔۔ورنہ وہ پورا احاذق کا پرتو تھی۔۔۔وہ اس کے چہرے پر اپنے بے وفا شوہر کا عکس صاف دیکھ سکتی تھی۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔ہاں مجھے بہت پین ہو رہا ہے۔۔۔۔میں بہت ہرٹ ہوئی ہوں۔۔۔۔۔" اس نے جھلملائی ہوئی آنکھوں سے جواب دیا۔۔۔۔فاطمہ کا عکس دھندلا پڑنے لگا تھا۔۔۔۔ اس نے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اس کے گال پر بہے آنسو پونچھے۔۔عسیل کے رونے میں شدت آئی تھی۔۔پتہ نہیں کیوں وہ چاہتے ہوئے بھی ان دونوں ماں بیٹی سے بددل نہیں ہو

پائی تھی۔۔۔وہ زینب اور فاطمہ سے نفرت کرنا چاہتی تھی۔۔۔مگر نہ جانے کیوں وہ دونوں کے لئے ہی اپنے دل میں کوئی بھی جذبہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔

"مائی بابا از سو اسٹلانگ۔۔۔وہ میجک ولڈز (ورڈز) سے آپ کا پین فولن (فوراً) گائب (غائب) کلیں (کر دیں) گے۔۔۔ہیں نا مما؟" فاطمہ نے پونیاں ہلاتے ہوئے اپنی مما سے تائید چاہی۔۔۔اس معصوم نے انجانے میں اس کے زخموں کی تکلیف سوا کی تھی۔۔۔وہ اس دشمنِ جان کو اس کا طبیب بنا رہی تھی جو اس غم اور تکلیف کی اصل وجہ تھا۔۔۔

"فاطمہ۔۔۔آپ اندر جاؤ۔۔۔بڑی مما چلی جائیں گی تب ہم کھیلیں گے۔۔۔" زینب جانتی تھی اس کے بابا کا حوالہ سامنے بیٹھی لڑکی کی تکلیف میں اضافہ کر رہا تھا۔۔اس نے فاطمہ کو پچکارتے ہوئے وہاں سے جانے کا کہا۔۔وہ تابعداری سے گردن ہلاتی اندر چلی گئی۔

"مت جوڑو اس کا مجھ سے کوئی رشتہ۔۔۔" وہ خاص کر کے اپنے لہجے میں اس کے لئے تندی لائی تھی۔۔۔وہ کچھ نہ کچھ اپنی بھڑاس اس پر نکالنا چاہتی تھی۔۔۔

"فاطمہ تمہاری بھی بیٹی ہے عسیل۔۔۔وہ حاذق کی اولاد ہے۔کیا ہوا اگر اسے دنیا میں تم نہیں لائیں۔۔تمہارا اس پر پورا حق ہے۔۔۔" فراخ دلی سے کہتی زینب کی دماغی حالت پر

عسیل کو شک ہوا تھا۔۔۔اس پر حاذق کی مجبوری کے اسرار پہلی ہی ملاقات میں کھلنے شروع ہو گئے تھے۔۔۔اس عورت کو نظر انداز کرنا قطعاً آسان نہیں تھا۔۔۔وہ واقعی ایک ساحرہ تھی۔۔ لفظوں کے جادو سے لوگوں کے دل تسخیر کرنا جانتی تھی۔۔۔

"تمہیں پتہ ہے زینب۔۔ بچپن سے حاذق سے اتنی اٹیچ تھی کہ کسی بھی گیم میں انہیں کسی کا پارٹنر نہیں بننے دیتی تھی۔۔۔تب جب میں لفظ محبت سے بھی ناآشنا تھی۔۔۔ان پر صرف میرا حق ہوتا تھا۔۔۔"وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بول رہی تھی۔۔ نگاہیں دور کسی بچپن کے باب سے گرد جھاڑتی ماضی میں محو سفر تھیں۔۔ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔۔اور آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔۔۔زینب کو اس پر ترس آیا تھا۔۔وہ بہت ٹوٹی بکھری سی لگتی تھی۔۔۔

"میں وہ گیم ہی نہیں کھیلتی تھی جس میں حاذق میرے ساتھ نہ ہوں اور آج۔۔۔آج حاذق نے اپنی زندگی میں میرے ساتھ کسی کو شراکت دار بنا دیا ہے۔۔۔"اس نے نگاہیں موڑیں۔۔۔ان میں اذیت کی کرچیاں بکھری محسوس ہوتی تھیں۔۔۔زینب ایک بوجھل سانس بھرتی اٹھ کر اس کے نزدیک آکر بیٹھی۔۔

Clubb of Quality Content

"عسیل تم لوگ کتنے بہن بھائی ہو؟"اس کا ہاتھ تھامتے وہ نرمی سے گویا ہوئی۔۔۔عسیل نے نا سمجھی سے گردن اس کی جانب موڑی۔۔۔وہ اس موقع پر اس سوال کا مقصد نہیں جان سکی تھی۔۔

"تین۔۔۔"الجھن میں گھرے اس نے جواب دیا۔۔اس نے زینب کے ہاتھوں کے اپنے ہاتھ نہیں نکالے تھے۔۔۔

"تمہارے پیرنٹس سب سے زیادہ کس کو چاہتے ہیں؟"اس کا اگلا سوال پہلے سے بھی زیادہ حیران کن تھا۔۔۔عسیل نے بیزاریت سے اسے دیکھا۔۔وہ اس کے ہاتھ کی پشت کو نرمی سے اپنے انگوٹھے سے سہلا رہی تھی۔۔۔

"والدین کے لئے سب اولاد برابر ہوتی ہے۔۔۔۔ان کا پیار سب بچوں کے لئے ہوتا ہے۔۔۔۔وہ کسی کو کم یا زیادہ نہیں چاہتے کیوں کہ اس سے دوسرے بچے کی حق تلفی ہو سکتی ہے۔۔۔"عسیل کے جواب پر زینب اس کی جانب دیکھتی مسکرائی۔۔

"واقعی والدین کے لئے ہر بچے کی محبت غیر مشروط ہوتی ہے۔۔۔ہر بچے کے لئے دل میں الگ خانہ ہوتا ہے۔۔۔ہر ایک کی اپنی اہمیت اور جگہ ہوتی ہے۔۔۔"وہ دوبارہ اپنے مخصوص

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انداز میں بولنا شروع ہو چکی تھی۔۔۔عسیل خاموشی سے اس کے چہرے پر نگاہیں جمائے اسے سنے گئی۔۔۔

"کبھی بھی بچے اس بات پر نہیں لڑتے کہ والدین دوسرے بچے کو کیوں پیار کرتے ہیں۔۔۔۔تو جب ہم اپنے پیدا کرنے والے ماں باپ کو بہن بھائیوں سے بانٹ لیتے ہیں۔۔۔۔تو پھر شوہر اگر ہمیں ہمارے تمام حقوق دینے کے ساتھ دوسری شادی کر لے تو ہم سے برداشت کیوں نہیں ہوتا؟جب کہ اس کی اجازت تو ہمارا مذہب بھی دیتا ہے۔۔"

اس نے ابرو اچکاتے سوالیہ نگاہیں عسیل کے چہرے پر گاڑیں۔۔۔

"کیوں کہ ہمارے معاشرے میں دوسری شادی کی ہی غلط طریقے سے جاتی ہے۔۔۔۔وہ یا تو پہلی بیوی کو دھوکا دے کر کی جاتی ہے یا پھر ناجائز رشتہ رکھ کر۔۔۔۔"عسیل کے لہجے میں پہلی بار غصہ عود آیا تھا۔۔اسے ایک بار پھر حاذق کی بے وفائی اندر تک کاٹ گئی تھی۔۔

"مگر حاذق نے یہ شادی کسی محبت میں نہیں کی تھی۔۔۔۔نہ ہی یہ کسی ناجائز رشتے کو جائز بنانے کی کوشش تھی۔۔۔۔یہ بس ان کی نیکی تھی جسے وہ آج تک نبھا رہے ہیں۔۔"زینب ایک بار پھر حاذق کی وکالت شروع ہو چکی تھی۔۔۔عسیل زچ ہوئی تھی۔۔

"مگر دھوکا تو مجھے ملا نا۔۔۔میں اس بات سے لاعلم تھی اور آج بھی رہتی۔۔۔۔اگر آج میں تم دونوں کو ایک ساتھ نہ دیکھ لیتی۔۔۔تم تو جانتے بوجھتے ان کی زندگی میں آئی۔۔اس لئے تمہارے لئے یہ سب تکلیف دہ نہیں ہے۔۔لیکن میرا تو گھر برباد ہوا ہے۔۔مجھ سے میرا شوہر چھینا گیا ہے۔۔۔مجھے زبردستی کی شراکت داری کو قبول کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔۔۔"اب کی بار اس کا لہجہ سختی لئے تھا۔۔دل میں چھپا درد وہ اس کے سامنے انڈیلنا شروع ہو گئی تھی۔۔زینب لب کاٹتے گردن جھکائے سنتی رہی۔۔عسیل کو اس کی خاموشی سے جھنجھلاہٹ ہوئی تھی۔۔اسے اس عورت سے لڑنا تھا۔۔اسے اس کی اُوقات دلانی تھی۔۔اسے بتانا تھا وہ گھر توڑنے والی ڈائن ہے۔اس نے کسی کی خوشیوں پر ڈاکہ ڈالا ہے۔۔لیکن وہ اکیلی ایسی عورت سے کیا لڑتی جو خود کو پہلے ہی مجرم گردان رہی تھی۔۔ہر حق سے دستبردار تھی۔۔

"کبھی کبھی ہم بہت سی باتیں اپنوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے چھپاتے ہیں۔۔۔۔وہ دھوکا نہیں ہوتا۔۔۔۔محبت کی ہی ایک قسم ہوتی ہے۔۔۔۔تم اس وقت جتنی دکھی ہو۔۔۔۔اگر شادی سے پہلے تمہیں یہ سب پتہ لگتا تو کیا تم یہ شادی کرتیں؟نہیں نا۔اور پھر غصے میں کئے فیصلے کا پچھتاوا ساری عمر اٹھاتیں۔۔۔۔کیونکہ تم بھی جانتی ہو تم حاذق کے بغیر نہیں رہ

سکتیں۔۔۔"زینب کی بات پر عسیل چونکی تھی۔۔۔تو کیا حاذق کو بھی یہ ہی خوش فہمی تھی کہ وہ کچھ بھی کر لے گا اور عسیل اسے نہیں چھوڑ پائے گی۔۔کیونکہ وہ اس کے بنا نہیں رہ سکتی تھی۔۔اس نے دانت پر دانت جمائے غصہ اندر اتارا۔۔

"مجھے اب کسی چیز کی حاجت نہیں ہے۔۔۔حاذق کو چاہنا شاید کبھی میری کمزوری ہوتی تھی۔۔مگر اب نہیں۔۔۔اب میں انہیں چھوڑ دوں گی۔۔۔تم لوگ اپنی ایک پر سکون زندگی گزارنا۔۔۔ویسے بھی تم انہیں ڈیزرو کرتی ہو۔۔۔میرے پاس تو بس وہ دن گزارنے آتے ہیں۔۔۔اصل سکون تو تمہارے پاس میسر ہے۔۔"وہ ایک بار پھر خود اذیتی کا شکار ہوئی تھی۔۔۔لبوں کو دانتوں سے کچلتے اس نے آنکھیں میچیں۔۔۔آنسو ٹپک کر ایک بار پھر گال بھگونے لگے تھے۔۔۔

"عسیل۔۔۔محبت کا جذبہ عمر کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا ہے۔اسے نوچ کر پھینکا نہیں جا سکتا۔۔۔یہ دل کی زمین پر اپنی جڑیں پھیلا کر انسان کو بے بس کر دیتا ہے۔۔۔اسے اکھاڑ پھینکنے سے انسان کو صرف اذیت کے سوا کچھ نہیں ملتا۔۔۔تم محبت کے وجود کی نفی نہیں کر سکتی ہو۔۔۔کسی کو چھوڑ دینا، کہنا بہت آسان ہوتا ہے۔۔۔مگر کر گزرنا بہت مشکل۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تمہیں حاذق کی اور حاذق کو تمہاری ضرورت ہے۔۔۔اگر بات کسی ایک کو چننے کی ہی ہے تو میں تم دونوں کے بیچ میں آئی تھی۔۔۔مجھے ہی جانا ہو گا۔۔۔وہ تمہارے ہیں۔۔۔میں اس بے بی کی ڈلیوری کے بعد یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔۔"عسیل نے چونک کر گردن اٹھائی۔۔

"میں پریگننٹ ہوں اور اب یہ بچے ہی میری دنیا ہیں۔۔"اس نے لب بھینچے گردن جھکائی۔۔۔

"میں ان کے اور حاذق کی یادوں کے سہارے اپنی باقی زندگی گزار لوں گی۔۔۔"گہرا سانس خارج کرتے اس نے نگاہیں اٹھائیں۔عسیل ساکت بیٹھی تھی۔۔اس کے دماغ میں ایک ہی جملہ گونج رہا تھا۔۔"میں پریگننٹ ہوں۔۔"یعنی وہ ایک بار حاذق کو خوشی دینے جا رہی تھی۔۔اس کے بچے کی ماں بننے جا رہی تھی۔۔اور وہ خود۔۔وہ تو خود ہی ادھوری تھی۔۔وہ اسے کیا دے سکتی تھی؟؟؟وہ کتنی دیر بے خودی سے زینب کو تکے گئی۔۔۔وہ اس عورت سے لڑے؟اسے برا کہے یا اسے اپنا دوست بنا لے؟وہ عجب سی الجھن کا شکار تھی۔۔وہ یہاں اسے کہنے آئی تھی کہ وہ حاذق کا پیچھا چھوڑ دے۔۔لیکن وہ تو بن مانگے ہی اسے اس کی جھولی میں

ڈالنے کو تیار تھی۔۔ہر حق سے دستبردار ہوتی سب کچھ اس کے لئے چھوڑنے کو راضی تھی۔۔اس نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔۔ گر وہ اس کی سوتن نہیں ہوتی تو شاید آج سے اس کی بہترین دوست بن جاتی۔۔

"تم سے مل کر بہت اچھا لگا زینب۔۔۔" کچھ دیر بعد اس سے الگ ہوتے اس نے آنکھ سے ٹپکے آنسو انگلی کی پور سے پونچھے۔۔۔۔

"لیکن یہ ہماری پہلی اور آخری ملاقات ہے۔۔۔۔میں نے حاذق کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔۔۔۔تم اپنے بچوں کے ساتھ خوش اور آباد رہو۔۔۔تم اس قابل ہو کہ کسی مرد کی چاہت بن سکو۔۔۔کوئی تم پر اپنی وفائیں لٹا سکے۔۔۔مجھے یقین ہے حاذق کو سکون تمہارے پاس ہی ملتا ہو گا۔۔۔" یہ دو سوتنوں کے وہ مکالمے ہر گز نہیں تھے جو کبھی اس کائنات نے سنے تھے۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کے لئے قربانی دینے کے لئے تیار تھیں۔۔۔ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے بال برابر بھی حسد نہیں تھا۔۔۔نہ جانے یہ کون سا رشتہ تھا۔۔وہ خود حیران تھیں۔۔۔کچھ ہی دیر بعد عسیل شکستہ دل کے ساتھ اس کے گھر سے نکلی۔۔۔زینب اسے کچھ دیر اور بٹھانا چاہتی تھی۔۔۔لیکن مزید رکنا عسیل کے بس میں نہیں

تھا۔۔وہ اس عورت کے ساتھ مزید وقت گزارتی تو شاید اس کی گرویدہ ہو جاتی۔۔اور ایسا وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی۔۔

جس وقت وہ نیچے اتری۔۔حاذق اُسے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا نظر آیا۔۔۔اسے نظر انداز کرتی وہ آگے بڑھ گئی۔۔۔

"عسیل۔۔کہاں جا رہی ہو؟ساتھ چلتے ہیں۔۔۔"وہ تیزی سے اس کے پیچھے لپکا۔۔

"مسٹر حاذق۔۔۔میرا آپ سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔پاپا کے ٹھیک ہوتے ہی مجھے ڈائیورس بھیج دیجئیے گا۔۔۔ورنہ میں کورٹ کے ذریعے خلع لے لوں گی۔۔"کندھے پر رکھے اس کے ہاتھ کو جھٹکتی وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔۔۔اس نے فیصلہ لے لیا تھا۔۔۔وہ ان معصوم بچوں کے سر سے ان کے باپ کا سایہ نہیں چھین سکتی تھی۔۔۔۔اور حاذق کا بٹوارا اسے کسی صورت قبول نہیں تھا۔۔۔سو بس اس کے پاس یہی آخری رستہ تھا۔۔۔

حاذق نے لب بھینچے اسے دور جاتے دیکھا۔۔۔۔

عفان صاحب کو گھر آئے پندرہ دن ہو چکے تھے۔۔۔ مگر عسیل کے لئے وقت جیسے رک سا گیا تھا۔۔۔ وہ اتنے دن سے مسلسل میکے میں ٹھہری ہوئی تھی۔۔۔ سب سے یہی کہا تھا کہ جب تک پاپا مکمل صحت یاب نہیں ہو جاتے، وہ کہیں نہیں جائے گی۔۔۔ صفیہ نے ایک آدھ بار اسے سمجھایا بھی کہ حاذق شرافت میں چپ ہے تو وہ اس بات کا غلط فائدہ مت اٹھائے۔۔۔ اسے اب گھر چلے جانا چاہیئے۔۔ لیکن وہ بس ضد کر کے رکی رہی۔۔۔ صفیہ خاموش ہو گئیں۔۔۔ حقیقت سے تو وہ ناواقف تھیں۔۔ دوسری جانب عسیل خود بھی دل پر پتھر رکھ کر یہاں رہ رہی تھی۔۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ ایک بار اس گھر کی دہلیز پار کر گئی، تو پلٹنا اس کے لئے ممکن نہیں ہو گا۔۔ اور اب حاذق کو اسے چھوڑنا ہی تھا۔۔

اس بیچ حاذق کئی بار آیا تھا۔۔۔ بار بار اس نے منت کی کہ وہ اس سے اکیلے میں بات کرے۔۔۔ مگر وہ ہر بار انکار کر دیتی تھی۔۔۔ سب کے سامنے چائے پانی کا رسمی سا پوچھ لیتی۔۔۔ مگر اس کے لئے تنہائی میں اس کے ساتھ ایک پل بھی گزارنا ممکن نہیں تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ ایک بار اس کی آنکھوں میں دیکھ بیٹھی، تو اس کی دنیا پھر سے وہیں رک جائے گی۔۔۔ جہاں سے اس نے زبردستی خود کو آگے بڑھنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔ اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔

آج بھی حاذق آیا تھا۔۔۔ صبح سے وہ مسلسل میسجز کر رہا تھا۔۔۔ عسیل نے سب دیکھے تھے۔۔۔ مگر جواب دینا اس کے ارادوں کے مضبوطی میں دراڑ ڈال سکتا تھا۔ سو وہ اسے نظر انداز کئے گئی۔۔۔

"عسیل پلیز۔۔ اللہ کے واسطے۔۔۔ میری بات تو سنو۔۔۔ جو کہنا ہے کہو۔۔ جو سزا دینی ہے دو۔۔۔ لیکن پلیز یوں بے رخی نہ برتو۔۔۔ میں کتنی راتوں سے صرف اس خیال سے سو نہیں سکا ہوں کہ تم ناراض ہو۔۔۔ بھوک پیاس سب اڑ گئی ہے میری۔ زندگی ٹھہر سی گئی ہے۔۔۔ خدارا مجھ سے ایک بار بات کرو۔۔" عسیل نے نم آنکھوں سے میسیج پڑھا۔۔ دل چاہا بڑھ کر اس کے پاس چلی جائے۔۔ اس کے گلے لگ کر اپنی ساری تشنگی مٹا دے۔۔۔ اتنے دن کی اس کی دوری اسے خود بھی اندر سے توڑ رہی تھی۔۔۔ لیکن اپنی ساری خواہشات دباتے اس نے ایک بار پھر بنا جواب دیئے موبائل واپس رکھ دیا۔ حاذق نے ایک تاسف بھری نظر اس پر ڈالی۔۔۔ اور غصے میں دروازہ کھولتا گھر سے نکل گیا۔۔۔

عسیل کھڑکی کے قریب جا کھڑی ہوئی۔۔۔ پردے کی اوٹ سے اس نے اسے دیکھا۔۔۔ لمبے قدموں سے تیز چلتے ہوئے، بے بسی میں مٹھیاں بھینچے، جیسے خود کو قابو میں رکھنے کی

کوشش کر رہا ہو۔۔۔وہ اسے پکارتے پکارتے رہ گئی۔۔۔دل جیسے مٹھی میں جکڑا جا رہا تھا، مگر وہ خود کو روک گئی۔۔۔آنکھوں میں ایک عجیب سا خلا ابھر آیا۔۔۔کیا وہ واقعی اس کے بنا ساری زندگی رہ سکتی تھی؟خود سے سوال کرتے اس نے ایک بوجھل سانس خارج کیا۔۔

چند ہی دنوں میں وہ بہت تھکی ہوئی لگنے لگی تھی۔۔۔جیسے کسی طویل جنگ سے ہو کر آئی ہو۔۔۔حاذق کی گاڑی وہاں سے گئی تو وہ اپنے بیڈ روم میں چلی گئی۔۔۔الماری کھولی تو نظر سامنے رکھے پرانے البم پر گئی۔۔آج کل وہ اکثر اسے بیٹھ کر دیکھتی تھی۔۔

وہی البم، جس کے ہر ورق میں ایک ہنستا مسکراتا ماضی قید تھا۔۔۔البم اٹھا کر وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔ہاتھ کپکپاتے ہوئے اس نے پہلا صفحہ پلٹا۔۔۔بچپن کی تصویر، جہاں وہ اور حاذق ایک ہی جھولے پر بیٹھے ہنس رہے تھے۔۔۔دوسرا صفحہ۔۔۔عفان صاحب کی بانہوں میں دونوں کھلکھلا رہے تھے۔۔۔اڑے رنگوں والی تصاویر میں زندگی آج سے زیادہ خوبصورت محسوس ہوتی تھی۔۔۔سانس اس کے سینے میں کہیں اٹکا تھا۔۔۔آنکھوں کے آگے سب دھندلانے لگا۔۔۔اگلے ہی پل چند آنسو اس کے گالوں پر لڑھک گئے۔۔۔

جب رات کی ناگن ڈستی ہے

نس نس میں زہر اترتا ہے

جب چاند کی کرنیں تیزی سے

اس دل کو چیر کے آتی ہیں

جب آنکھ کے اندر ہی آنسو

زنجیروں میں بندھ جاتے ہیں

سب جذبوں پر چھا جاتے ہو

تب یاد بہت تم آتے ہو

جب درد کی جھانجر بجتی ہے

جب رقص غموں کا ہوتا ہے

خوابوں کی تال پر سارے دکھ

وحشت کے ساز بجاتے ہیں

گاتے ہیں خواہش کی لے میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مستی میں جھومتے جاتے ہیں

سب جذبوں پر چھا جاتے ہو

تب یاد بہت تم آتے ہو (وصی شاہ)

بھاری دل سے البم بند کر کے وہ اٹھی ہی تھی کہ صفیہ بیگم ہانپتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔۔۔چہرے پر خوف اور گھبراہٹ واضح تھی۔۔۔۔آواز کپکپا رہی تھی۔

"حاذق۔۔۔حاذق کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔۔" وہ حواس باختہ لگتی تھیں۔۔عسیل کو لگا جیسے ایک پل کے لئے سب ساکت ہو گیا ہو۔۔۔

"ہاسپٹل سے مہروز بھائی کی کال آئی ہے۔۔۔اللہ کا شکر وہ ٹھیک ہے مگر۔۔۔" وہ پھولے تنفس کے بیچ بول رہی تھیں۔۔۔

"مگر؟" اس سے آگے وہ کیا کہنا چاہتی تھیں؟؟؟ عسیل کے دل میں ایک طوفان اٹھنے لگا۔۔۔اس نے کچھ کہنا چاہا، مگر الفاظ لبوں پر آ کر منجمد ہو گئے۔۔۔۔وہ قدم بڑھانا چاہتی تھی۔۔۔مگر زمین جیسے اس کے پاؤں کے نیچے سے سرکنے لگی تھی۔۔۔۔کانوں میں شور سا

گونجنے لگا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔۔صفیہ کے ہونٹ ابھی ہل رہے تھے لیکن اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔۔اور اگلے ہی لمحے وہ دھڑام سے زمین پر گری تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس وقت اسے ہوش آیا۔۔۔سارا گھر اس کے ارد گرد جمع تھا۔۔۔چند لمحے وہ غائب دماغی سے سب کو دیکھے گئی اور پھر اچانک یادوں کا ریلا ذہن پر حملہ آور ہوا۔۔۔۔اسے یاد آیا صفیہ اسے ایکسیڈنٹ کے بارے میں بتا رہی تھیں۔۔وہ ان کی پوری بات نہیں سن سکی تھی۔۔دل میں اچانک شدید ٹیس اٹھی تھی۔۔۔۔ایک جھٹکے سے وہ سیدھی ہوتی بیٹھی۔۔۔

"حاذق۔۔۔حاذق کہاں ہیں بھابھی؟؟"اپنے پاس کھڑی ماہرہ بھابھی کا ہاتھ تھامتی وہ بے چینی سے گویا ہوئی۔۔۔آنکھیں ایک بار پھر نم پڑنے لگی تھیں۔۔۔

"حاذق بالکل ٹھیک ہے عسیل۔۔بس کچھ چوٹیں ہیں۔۔۔اس لئے ہاسپٹل میں ہے۔۔" ماہرہ بھابھی نے اسے گلے لگاتے تسلی دی۔۔۔لیکن نہ جانے کیوں عسیل کے دل کو قرار نہیں آیا تھا۔۔۔۔اسے لگ رہا تھا جیسے اس کی ناقدری کی سزا کے طور پر حاذق کو اس سے دور

کر دیا گیا ہو۔۔کچھ حاذق کی فکر، کچھ احساس پچھتاوا۔۔۔اس کے رونے میں تیزی آئی تھی۔۔

"بھائی۔۔۔بھائی۔۔۔مجھے حاذق۔۔۔حاذق کے پاس جانا ہے۔۔مجھے انہیں دیکھنا ہے۔۔" اب کی بار وہ ہچکیوں کے بیچ بولتی شعیل بھائی کی جانب پلٹی جو دوسری جانب اس کا ہاتھ تھامے بیٹھے تھے۔۔۔۔

"ہاں بیٹا ہم ہاسپٹل ہی جا رہے ہیں۔۔لیکن اس طرح نہیں۔۔تم پہلے رونا بند کرو۔۔۔" شعیل نے اس کے گال پر پھسلے آنسو ہاتھ سے صاف کئے۔۔۔عسیل نے بمشکل خود پر ضبط کیا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ چپ ہو گئی تھی۔۔۔لیکن ہلکی ہلکی ہچکیاں اب بھی سنائی دیتی تھی۔۔۔

"امی۔۔بابا کو میں نے کہہ دیا ہے کہ ہم آئسکریم کھانے جا رہے ہیں۔۔"ماہرہ بھابھی عسیل کے بال باندھ رہی تھیں جب شعیل نے گاڑی کی چابی اٹھاتے صفیہ بیگم کو مخاطب کیا۔۔۔عفان صاحب کو فی الحال وہ لوگ پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔

Clubb of Quality Content

"بیٹا پہنچتے ساتھ ہی مجھے حاذق کی خیریت کی اطلاع دے دینا۔۔" تسبیح کے دانے گراتی صفیہ نم آنکھوں سے بولی تھیں۔۔۔انہیں تو اب یہ واہمہ ستانے لگا تھا کہ ان کے گھر کی خوشیوں پر کسی کی نظر لگ گئی ہے جو ایک کے بعد ایک آزمائش آ رہی تھی۔۔ شعیل اور ماہرہ، عسیل کو لئے گھر سے نکلے تو وہ جائے نماز بچھا کر کھڑی ہو گئیں۔۔ شاید ایسے ہی انہیں کچھ سکون آ سکتا تھا۔۔۔

ہسپتال پہنچتے پہنچتے عسیل کی بے قراری حد سے بڑھ چکی تھی۔۔ سارے رستے وہ چپکے چپکے آنسو بہاتی رہی تھی۔۔۔حاذق کی بار بار مانگی گئی معافیاں اس کے دل میں بیٹھے پچھتاوے کو سوا کر رہی تھیں۔۔وہ اس حادثے کا ذمہ دار خود کو گردان رہی تھی۔۔۔وہ اس وقت اس کی بات سن لیتی تو شاید یہ سب نہیں ہوتا۔۔۔

گاڑی ہسپتال کے پارکنگ میں رکی تو وہ تیزی سے دروازہ کھولتی اتری۔۔ بنا ماہرہ اور شعیل کا انتظار کئے وہ تیز قدم اٹھاتی عمارت میں داخل ہو گئی۔۔۔اس کی نگاہیں بے چینی سے ادھر

ادھر دوڑ رہی تھیں۔۔۔سامنے ہی ایمرجنسی وارڈ کے سامنے اسے مہروز خالو اور بینا خالہ کھڑے نظر آ گئے۔۔۔وہ بھاگ کر ان کے نزدیک پہنچی۔۔۔

"خالو۔۔حاذق کہاں ہے؟ مجھے ان سے ملنا ہے۔۔۔"ان کا کندھا ہلاتی وہ بے چینی سے گویا ہوئی۔۔نگاہیں ایمرجنسی وارڈ کے دروازے پر ٹکی تھیں جیسے شاید حاذق ہنستا مسکراتا وہاں سے نکل آئے گا۔۔۔

"بیٹا۔۔۔اسے ذرا اسکین وغیرہ کے لئے ریڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ لے گئے ہیں۔۔۔گھبراؤ نہیں، وہ ٹھیک ہے۔۔تم تھوڑی دیر میں دیکھ لینا۔۔۔"مہروز خالو نے اس کا سر تھپکتے تسلی دی۔۔۔لیکن بجائے اس کے عسیل مطمئن ہوتی اس کا سانس حلق میں اٹکا تھا۔۔

"اسکین؟ کیا ہوا ہے حاذق کو؟ انہیں کہاں چوٹ آئی ہے؟"وہ حواس باختہ ہوئی تھی۔۔۔آنسوؤں کے بہنے میں مزید تیزی آئی تھی۔۔دماغ میں نہ جانے کون کون سے خدشات سر سرانے لگے تھے۔۔۔

"ارے آپ نے بچی کو پریشان کر دیا۔۔"تب ہی بینا خالہ اس کے نزدیک آئیں۔۔۔ان کے لہجے میں مہروز خالو کے لئے خفگی چھلک رہی تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرا چندا، کچھ نہیں ہوا۔۔۔یہ سب ٹیسٹ احتیاطاً ہو رہے ہیں۔۔حاذق الحمد للہ ٹھیک ہے۔۔کیا مجھے دیکھ کر تمہیں لگ رہا ہے کہ خدانخواستہ کوئی پریشانی کی بات ہے۔۔"بینا خالہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔۔وہ خود اندر سے بہت پریشان تھیں لیکن فی الحال عسیل کی حالت ایسی ہو رہی تھی کہ اسے سنبھالنا بہت ضروری تھا۔۔اور واقعی ان کی باتوں سے عسیل کو کچھ تسلی ہوئی تھی۔۔وہ ماں تھیں۔۔وہ جھوٹ نہیں بول سکتی تھیں۔۔اس کے رونے میں کمی آئی تھی۔۔وہ بھی وہاں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔۔اور تب اس کی نظر کونے میں بنے پرئیر ایریا تک گئی۔۔۔زینب خاموشی سے بیٹھی تسبیح پر کچھ پڑھ رہی تھی۔۔۔ترچھے رخ سے نظر آتے چہرے پر ایک ٹھہراؤ تھا۔۔یوں جیسے وہ ساری پریشانی اللہ کے سپرد کر چکی ہو۔۔۔فاطمہ اس کی گود میں بیٹھی تھی۔۔۔ایک تسبیح اس کے ہاتھ میں بھی تھی۔۔۔عسیل کو اس عورت کے صبر پر رشک آیا تھا۔۔۔وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں اس کی طرف بڑھی۔۔۔۔بینا خالہ کی آنکھوں میں خوف کی ایک لہر ابھری تھی۔۔۔۔انہوں نے ملامتی نظروں سے مہروز خالو کو دیکھا جو یہ فساد کی جڑ یہاں لے کر آ گئے تھے۔۔۔۔مگر ان کا کہنا تھا وہ بھی حاذق کی بیوی ہے۔۔۔۔اس کا بھی دل اتنا ہی اس کے لئے تڑپ رہا ہو گا جتنا کہ عسیل یا تمہارا خود۔۔۔۔اور بینا خالہ اس موقعے پر ویسے بھی ان سے بحث کی حالت

میں نہیں تھیں۔۔ لیکن اب عسیل کو وہاں جاتا دیکھ کر انہیں گھبراہٹ شروع ہوئی تھی۔۔ ان کی نگاہیں اب وہیں ٹک گئی تھیں۔۔ عسیل خاموشی سے جا کر زینب کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔ اس نے بھی زینب کی طرح وہاں رکھی تسبیح میں سے ایک تسبیح اٹھالی۔۔۔

"مما۔۔ بلی مما بھی آئی ہیں۔۔۔" اسے دیکھتے ہی فاطمہ چہکی تھی۔۔ بینا خالہ نے بے یقینی سے عسیل کو دیکھا جو اس کا گال تھپتھپا کر دھیما سا مسکرائی تھی۔۔۔ ان کے دماغ میں جھکڑ چلنے شروع ہو گئے۔۔۔ وہ کب سے یہ سب جانتی تھی؟ وہ بے یقین ہوئی تھیں۔۔ کتنے عرصے سے وہ اس بے کلی کی کیفیت میں تھیں کہ جب حقیقت کا ادراک عسیل کو ہو گا تو کیا ہو گا۔۔۔ لیکن وہ تو نہ جانے کب یہ طوفان سہہ چکی تھی۔۔ بھانجی کی محبت ان کے دل میں کچھ اور سوا ہوئی تھی۔۔

کوریڈور میں نرسز اور ڈاکٹرز کا آنا جانا لگا تھا۔۔۔ ہر بار کسی کے نکلنے پر وہ لوگ آس سے دیکھتے تھے۔۔۔ مگر ہر بار یہی سننے کو ملتا تھا کہ ابھی مزید ایکسرے اور ایم آر آئی وغیرہ ہو رہا ہے۔۔۔ سب کی تھکی ہاری نظریں پھر انتظار کی گھڑیاں گننے لگتیں۔۔۔

Clubb of Quality Content

"آپ لوگ پیشنٹ سے مل سکتے ہیں۔۔۔ان کی ڈریسنگ وغیرہ ہو گئی ہے اور اب وہ ہوش میں آ گئے ہیں۔۔۔" کچھ ہی دیر بعد ایک میل نرس نے باہر آ کر خبر دی۔۔اور یہ خبر کتنی جاں فزا تھی۔۔۔اس وقت کوئی باہر بیٹھے ان چند نفوس سے پوچھتا۔ جن کی جان سولی پر اٹکی ہوئی تھی۔۔۔سب اندر کی طرف بھاگے تھے سوائے زینب کے، جو حاذق کے ہوش میں آنے کا سن کر سجدہ شکر میں گر گئی تھی۔۔۔۔۔

اسپتال کے کوریڈور میں ایک عجیب بے چینی پھیلی تھی۔۔دیواروں پر مدھم روشنی کا عکس جھلملا رہا تھا۔۔۔کہیں نرسوں کی دھیمی سرگوشیاں اور کسی مشین کی مسلسل بیپ کی آواز ماحول کو اور زیادہ بوجھل بنا رہی تھی۔۔۔عسیل تیزی سے قدم بڑھاتی ایمرجنسی وارڈ میں داخل ہوئی۔۔مگر جیسے ہی اس کی نظر بیڈ پر پڑی، اس کے قدم زمین میں جیسے جم گئے۔۔۔۔

حاذق سفید چادر میں لپٹا، سر پر بینڈیج اور بازو پلستر میں جکڑے پڑا تھا۔۔۔اس کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی۔۔۔عسیل کا دل سکڑا تھا۔۔۔آنکھیں ایک بار پھر چھلکنے کو بے تاب

ہوئی تھیں۔۔۔اسے دیکھ کر حاذق کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔۔لگتا تھا جیسے وہ اس کے ہی انتظار میں تھا۔۔۔جبکہ اسے اس حال میں دیکھ کر عسیل نے بے ساختہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھا۔۔یوں جیسے اپنی آواز کو دبانے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔۔آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں پر پھسلنے لگے تھے۔۔۔۔

بینا خالہ اس کے سرہانے بیٹھ کر بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھیں۔۔جبکہ ماہرہ بھابھی اور شعیل بھائی اس سے مل کر خاموشی سے ایک طرف کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔مگر وہ اب بھی وہیں ساکت کھڑی تھی۔۔۔اس کی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس کے نزدیک جا سکے۔۔۔

"عسیل۔۔۔"اور تب ہی حاذق کی دھیمی کی آواز فضا میں بکھری۔۔۔

"ادھر آؤ۔۔۔"اسے روتا دیکھ کر وہ پریشان ہوا تھا۔۔۔عسیل کے بھی ضبط کی انتہا تھی۔۔وہ بھاگتی ہوئی اس کے نزدیک گئی۔۔۔اور اگلے ہی پل اس سے لپٹتی بلک بلک کر رونے لگی۔۔۔کتنے دن بعد اس نے حاذق کو محسوس کیا تھا۔۔ترس گئی تھی وہ اس کے لمس،اس کی خوشبو کے لئے۔۔اور آج،اس وقت،اس لمحے اسے یہ ماننے ہی پڑی تھی کہ وہ حاذق کے بنا

ادھوری تھی۔۔تشنہ تھی۔۔۔نامکمل تھی۔۔جبکہ اس کے یوں خود سے لپٹنے پر حاذق کی کراہ نکلی تھی۔۔۔وہ نادانستگی میں اس کے سینے پر لگی چوٹ پر دباؤ ڈال گئی تھی۔۔۔

"کیا زیادہ درد ہو رہا ہے۔۔۔"اس کے کراہنے پر وہ اس سے الگ ہوئی۔۔لہجے میں تفکر گھلا ہوا تھا۔۔حاذق نے اسے بغور دیکھا۔۔وہ نہ جانے کب سے رو رہی تھی۔۔اس کی آنکھیں سوج رہی تھیں۔۔۔۔ناک گلابی پڑی تھی۔۔اس پر اس کا یہ فکر کرتا انداز۔۔۔تکلیف میں بھی حاذق کو راحت محسوس ہوئی۔۔۔

"ڈاکٹر کہہ رہے تھے۔۔۔۔کہ اگر میری بیگم مجھ سے ناراض رہے گی تو یہ درد اور بھی بڑھ جائے گا۔۔۔۔"اس کے ہاتھ تھامتا وہ ایک بار پھر کراہا۔۔لہجے میں اب کی بار شرارت گھلی تھی۔۔عسیل کے چہرے پر خفت کے سائے لہرائے تھے۔۔وہ تو باقی سب بھی وہیں کھڑے تھے ورنہ وہ اسے ابھی اچھے سے بتاتی۔۔۔

تب ہی زینب اندر داخل ہوتی دکھائی دی۔۔۔۔اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا تھا۔۔۔دروازے کے کنارے کھڑی وہ نم آنکھوں سے حاذق کو دیکھے گئی۔۔۔مہروز خالو فاطمہ کو لے کر باہر نکل گئے۔۔۔زینب کچھ دیر انگلیاں مروڑتی وہیں کھڑی رہی۔۔۔۔۔جیسے فیصلہ

لینا چاہ رہی ہو کہ آگے بڑھے یا واپس مڑ جائے۔۔بینا خالہ نے ایک چور نظر عسیل پر ڈالی۔۔۔وہ بنا تاثر ساکت کھڑی تھی۔۔۔

"زینب۔۔" حاذق نے اسے آواز دی۔۔زینب کے وجود میں جنبش ہوئی تھی۔۔وہ دھیمے دھیمے چلتی اس کے نزدیک آئی۔۔اس کا چہرہ بھی آنسوؤں سے دھلا لگتا تھا۔۔۔عسیل جانے کے لئے پلٹنے لگی۔۔حاذق نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔عسیل وہیں تھم گئی۔۔زینب بیڈ کے نزدیک آچکی تھی۔۔دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھیں۔۔

"کیسے ہیں؟" اتنی دیر سے پڑھی ساری دعائیں اس پر دم کرتے وہ دھیمے سے مستفسر ہوئی۔۔ نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔۔ماہرہ بھابھی اور شعیل بھائی نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔وہ اب تک ساری حقیقت سے ناواقف تھے۔۔اس لئے اس خاموش منظر میں چھپی گہری حقیقت ان کے لئے معمہ بنی تھی۔۔۔وہ کون عورت تھی جو حاذق کے لئے اتنی فکر مند تھی۔۔ان کی الجھن زدہ نگاہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔تم کیسی ہو؟" حاذق کے سوال پر زینب نے سوں سوں کرتے گردن ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔آنسوؤں کا گولہ اس کے حلق میں اٹکا تھا۔۔۔وہ عسیل کی طرح سب

کے سامنے رو نہیں سکتی تھی۔۔اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔۔وہ بیڈ کے نزدیک اس سے چند انچ کے فاصلے پر کھڑی رہی۔۔دل چاہ رہا تھا اس کی بانہوں میں سما جائے۔۔۔ اسے ایک بار شدت سے محسوس کر سکے۔۔لیکن فی الحال یہ خواہش بس خواہش ہی رہ سکتی تھی۔۔۔

"آپ آرام کریں۔۔۔میں پھر آجاؤں گی۔۔"دھیمے سے بولتے وہ جانے کے لئے پلٹنے گئی۔۔

"کیا تم میرے ساتھ اپنا پیار نہیں بانٹ سکتیں؟؟"عقب سے آتی عسیل کی آواز پر وہ ٹھٹھکی۔۔۔کچھ لمحوں کے لئے کمرے میں ایکدم سناٹا چھا گیا۔۔۔بینا خالہ پلکیں جھپکنا بھول گئیں۔۔۔اور حاذق۔۔اسے تو لگ رہا تھا وہ شاید جنت میں پہنچا دیا گیا ہو۔۔زینب اور عسیل حوریں بن کر اس کے آس پاس ہوں۔۔کیونکہ دنیا میں یہ ہونا ناممکنات میں سے تھا۔۔۔ ماہرہ اور شرجیل ہنوز الجھن زدہ نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔وہ اب تک کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھے۔۔۔

"مجھے ان دو گھنٹوں میں احساس ہوا کہ حاذق کے بغیر میری زندگی میں سوائے اذیت کے کچھ نہیں رہے گا۔۔۔جب میں اور خالہ ان کا پیار بانٹ سکتے ہیں۔۔۔تم اور فاطمہ ان کا پیار بانٹ سکتی ہو تو ہم دونوں کیوں نہیں؟" وہ دھیمے دھیمے چلتی اس کے نزدیک آئی۔۔زینب کی آنکھ میں ٹھہری نمی بہہ نکلی تھی۔۔۔اگلے ہی پل وہ آگے بڑھ کر عسیل کے گلے لگ گئی۔۔ کتنی دیر دونوں ایک دوسرے کے گلے لگے دل ہلکا کرتی رہیں۔۔اس وقت ان کے ایک دوسرے کے لئے جذبات ان سے بہتر کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

"یار۔۔۔مجھے پتا ہوتا کہ میرا ایکسیڈنٹ تم دونوں میں اتنی محبت پیدا کر دے گا۔۔۔تو قسم سے کب کا گاڑی ٹھونک چکا ہوتا۔۔" اس جذباتی منظر نامے میں حاذق کی آواز نے خلل ڈالا۔۔دونوں مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے الگ ہوئیں۔۔۔

"اب ہم یوں بھی ایک ہیں۔۔آپ ویسے ہی اپنی خیر منائیے گا۔۔۔" حسبِ توقع عسیل کی جانب سے جواب آیا تھا۔۔زینب نے مسکرانے پر اکتفا کیا تھا۔۔ماحول ایکدم ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔۔۔جیسے کوئی ان دیکھا بوجھ سب کے دلوں سے اتر گیا ہو۔۔

"بھائی، بھابھی یہ زینب ہے۔۔میری بہن، دوست اور حاذق کی دوسری بیوی۔۔۔" عسیل ہکا بکا سے کھڑے شعیل بھائی اور ماہرہ بھابھی کی جانب بڑھی۔۔جن کا منہ اس تعارف پر ایک بار پھر بے یقینی سے کھلا تھا۔۔اس بات کو قبول کرنا سب کے لئے ہر گز بھی آسان نہیں تھا۔۔۔لیکن عسیل خوش تھی۔۔سو باقی کسی کے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں بچتی تھی۔۔۔

دراصل ہماری زندگی میں اچانک ہی وہ لمحہ ادراک آجاتا ہے جس کے بعد ہمیں سارے شکوے بے معنی لگنے لگتے ہیں۔۔۔ایسا ہی کچھ عسیل کے ساتھ ہوا تھا۔۔۔اب سے دو گھنٹے پہلے تک وہ خود ترسی کا شکار تھی۔۔۔خود کو بہت بے مول محسوس کر رہی تھی۔۔۔حاذق کو چھوڑنا چاہتی تھی۔۔۔مگر اچانک ایک پل میں اس کی دنیا پلٹی تھی۔۔۔جسے وہ چھوڑنا چاہتی تھی۔۔جب سچ میں اس کے چھوٹ جانے کا یقین ہونے لگا۔۔۔تو اسے احساس ہو گیا کہ اسے چھوڑ دے گی تو وہ جیئے گی کیسے؟؟؟وہ تو اس کی سانسوں میں بستا تھا۔۔خون میں گردش کرتا تھا۔۔اس کے روم روم میں بسا ہوا تھا۔۔اور تب اسے اِحساس ہوا تھا کہ محبت غیر مشروط ہوتی ہے۔۔۔حاذق کو صحیح سلامت دیکھ کر اسے جو خوشی ہوئی تھی اس کا کوئی مول نہیں تھا۔۔۔اسے احساس ہو گیا تھا وہ ہر گز بھی بد قسمت نہیں تھی۔۔اس کے پاس

نعمتیں تھیں۔۔جو نہیں تھیں،وہ شاید کبھی نہ کبھی مل جاتیں۔۔مگر جو تھا اس پر شکر ہی نعمتوں کو بڑھاتا ہے اور جس کو یہ گر پتہ لگ جائے اس کی زندگی خود بخود سہل ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔

حاذق کے ایکسیڈنٹ کو ایک مہینہ ہونے کو آرہا تھا۔۔اس کا پلستر ابھی اترا نہیں تھا مگر باقی زخم مندمل ہو گئے تھے۔۔۔۔زینب روز شام گھر آجاتی تھی۔۔۔پورے گھر میں فاطمہ کی باتوں سے رونق سی لگ جاتی تھی۔۔۔وہ جلد ہی سب سے گھل مل گئی تھی۔۔۔دن بھر یہاں سب کے ساتھ گزار کر وہ رات کو مہروز خالو کے ساتھ واپس چلی جاتی تھی۔۔۔ حاذق نے اسے ایک آدھ بار یہاں رکنے کا بھی کہا لیکن وہ راضی نہیں ہوئی۔۔۔اس کا ماننا تھا کہ سب نے اسے قبول کیا ہے تو اسے بھی سب کا خیال رکھنا چاہئیے۔۔یوں سر پر مسلط ہونا

ٹھیک نہیں۔۔۔وہ تو حاذق کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ورنہ وہ روز چکر بھی نہیں لگاتی۔۔۔

اس وقت سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے۔۔۔فاطمہ اور عسیل کی باتوں سے ماحول میں خوشگواریت پھیلی ہوئی تھی۔۔زینب حسب عادت مسکرانے پر اکتفا کر رہی تھی۔۔۔ساتھ ہی وہ حاذق کو چائے پینے میں بھی مدد کر رہی تھی۔۔۔حاذق کے زیادہ تر کام زینب ہی نمٹاتی تھی۔۔۔جب وہ آجاتی تو عسیل کا زیادہ وقت فاطمہ کے ساتھ گزرتا تھا۔۔۔

"ویسے خالہ میں سوچ رہی تھی کہ حاذق اور زینب کا ایک ریسیپشن تو ہونا ہی چاہیئے۔۔۔کیا خیال ہے؟"فاطمہ کو گدگداتے وہ بینا خالہ کی جانب پلٹی۔۔۔

"یہ اتنے نادر خیالات تمہارے دماغ میں آتے کیسے ہیں؟"چائے پیتے حاذق کو اچھو لگا تھا۔۔زینب نے بھی پریشان نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔وہ جس حالت میں تھی۔۔اس میں عسیل اس کے ریسیپشن کی بات کر رہی تھی۔۔وہ پریشان ہوئی تھی۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آئی ایم سیریس حاذق۔۔۔۔کیوں خالہ؟حاذق کی بیوی کو سب سے انٹروڈیوس نہیں کروانا چاہیئے؟"اس نے بیناخالہ سے حمایت چاہی۔۔جبکہ زینب نے مدد طلب نظروں سے حاذق کو دیکھا تھا۔۔اسے عسیل کے خلوص اور محبت پر کوئی شک نہیں تھا لیکن وہ فی الحال اس سب جھمیلے میں نہیں پڑ سکتی تھی۔۔۔

"بات تو صحیح ہے۔۔۔۔زینب کو عزت کے ساتھ اس کا مقام ملنا چاہیئے۔۔۔۔"جواب مہروز خالو کی جانب سے آیا تھا۔۔وہ کہیں باہر نکل رہے تھے۔۔لیکن اپنی رائے دینا نہیں بھولے تھے۔۔۔۔

"فی الحال زینب کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔۔مجھے نہیں لگتا کہ یہ اچھا آئیڈیا ہو گا۔۔"حاذق نے بے بسی سے عسیل کی جانب دیکھتے بولا۔۔۔اسے اس کے موڈ خراب ہونے کا ڈر تھا۔۔۔اس لئے ڈرتے ڈرتے اس کی بات رد کی تھی۔۔۔

"حاذق ٹھیک کہہ رہا ہے عسیل۔۔میرے خیال سے ہم اس بات کو کچھ ماہ کے لئے موخر کر دیتے ہیں۔۔"بیناخالہ کی حمایت پر زینب کے حلق سے سکون کا سانس خارج ہوا۔۔اس نے

ایک مسکراہٹ ان کی جانب اچھالی جیسے شکریہ ادا کرنا چاہتی ہو۔۔اور تب ہی بے خیالی میں چائے چھلک کر حاذق کے کپڑوں پر گر گئی۔۔۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"وہ حواس باختہ ہوتی کھڑی ہوئی۔۔

"ہاں۔۔۔اٹس اوکے۔۔"ٹراؤزر جھاڑتے حاذق نے ہولے سے گردن ہلائی۔۔وہ تو شکر تھا چائے زیادہ گرم نہیں تھی۔۔اسے کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑی تھی۔۔لیکن کپڑے خراب ہو گئے تھے۔۔۔

"مجھے چینج کرنا ہو گا۔۔"عسیل کی جانب دیکھتا وہ جگہ چھوڑ کر کھڑا ہوا۔۔زینب ہنوز کچھ پریشان دکھائی دیتی تھی۔۔۔

"زینب۔۔۔یہ لاؤنج سے رائٹ سائیڈ پر ہمارا بیڈ روم ہے۔۔تم ذرا حاذق کو ہیلپ کر دو۔۔"عسیل نے جھٹ زینب کو مخاطب کیا۔۔۔زینب تھوڑا ہچکچائی تھی لیکن حاذق کی آواز دینے پر وہ اس کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔۔۔بینا خالہ نے تاسف سے عسیل کو دیکھا تھا۔۔وہ کیسے زینب کو اپنے بیڈ روم تک رسائی دے سکتی تھی۔۔انہیں اس کی بیوقوفی پر جی بھر کر ملال ہوا تھا۔۔لاکھ وہ زینب کو قبول کر چکی تھیں۔۔۔لیکن انہیں لگتا تھا کہ عسیل کا حاذق کے ہر کام کے

لئے یوں زینب کو کہہ دینا۔۔اسے حاذق سے دور کر دے گا۔۔۔عسیل ان کی بھانجی تھی۔۔ ان کا جھکاؤ اس کی طرف زیادہ تھا۔۔وہ اس کے قدم اس گھر میں مضبوط دیکھنا چاہتی تھیں۔۔ لیکن لگتا تھا ایسا ممکن نہیں تھا۔۔۔حاذق کو باپ پر عہدے پر فائز کرنے والی بھی زینب تھی۔۔اور اب اس کی دیکھ بھال بھی وہ ہی زیادہ کرتی تھی۔۔قدرتی طور پر حاذق کا جھکاؤ اس کی طرف ہو جاتا۔۔لیکن عسیل شاید ان باریکیوں کو نہیں سمجھ رہی تھی۔۔۔

"تم اتنی بیوقوف کیوں ہو عسیل؟"زینب اور حاذق اندر چلے گئے تو بینا خالہ نے ناراضی سے اس کی جانب دیکھا۔۔جو فاطمہ کے ساتھ راک، پیپر، سیزر کھیلنے میں مگن تھی۔۔۔جیسے اسے احساس ہی نہیں ہو کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر کی اینٹیں ایک ایک کر کے کھینچ رہی تھی۔۔۔

"خالہ۔۔۔میں بیوقوف نہیں ہوں۔۔۔بس روایتی سوتن نہیں بننا چاہتی۔۔"ہاتھ روکتے اس نے جواب دیا۔۔لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔۔۔بینا خالہ نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس کی بات ابھی جاری تھی۔۔

Clubb of Quality Content

"میں جتنا ان دونوں کے درمیان آنے کی کوشش کروں گی۔۔اتنا میری اہمیت حاذق کی نظر میں کم ہو گی۔۔" وہ اُداس سا مسکرائی تھی۔۔۔بینا خالہ کا دل دکھا تھا۔۔۔انہیں اندازہ ہو رہا تھا وہ خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ چکی تھی لیکن اندر سے خوش نہیں تھی۔۔۔

"جتنا زینب ان سے دور ہو گی۔۔وہ اتنا اس کے لئے ہڑ کیں گے۔۔۔یہی انسانی فطرت ہے۔۔۔" بینا خالہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔وقت اور حالات نے اسے کتنی گہری باتیں سکھا دی تھیں۔۔۔

"آپ جانتی ہیں۔۔۔ پچھلے ایک ماہ سے وہ زینب سے ملنے نہیں گئے ہیں۔۔۔وہ یقیناً اس کے ساتھ کچھ وقت اکیلے گزارنا چاہتے ہوں گے۔۔۔اس سے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہوں گے۔۔۔میں نہیں چاہتی کہ وہ پاس میرے ہوں لیکن دل زینب میں اٹکا رہے۔۔۔مجھے وہ جب بھی میسر ہوں۔۔۔ مکمل ہوں۔۔بس اتنی سی خواہش ہے۔۔۔" بینا خالہ کی سمجھ ہی نہیں آیا وہ اسے کیا جواب دیں۔۔اس نے تو ان کے تجربے سے زیادہ بڑی بات کر دی تھی۔۔۔وہ بظاہر لا ابالی سی نظر آنے والی لڑکی واقعی بہت سمجھدار ہو گئی تھی۔۔۔۔وہ مٹھی

ڈھیلی چھوڑ کر اپنے شوہر کو مٹھی میں رکھنا چاہتی تھی۔۔۔وہ اس کی دور اندیشی کی قائل ہوئی تھیں۔۔۔

"خوش رہو ہمیشہ۔۔۔" وہ اسے دعا دیتیں خود بھی لاؤنج چھوڑ کر نکل گئیں۔۔۔شاید عسیل نے ان کے کہنے کے لئے کچھ چھوڑا ہی نہیں تھا۔۔۔پیچھے بیٹھی عسیل بھاری دل سے فاطمہ کے ساتھ دوبارہ کھیل میں مگن ہو چکی تھی۔۔کہ شوہر بانٹنا آسان ہر گز نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

پر سکون سہ پہر کا وقت تھا۔۔۔دھوپ کھڑکیوں کے شیشوں سے چھن کر کمرے میں ہلکی روشنی بکھیر رہی تھی۔۔ہلکی ہلکی خنکی نے فضا میں ایک خوشگوار احساس بھر دیا تھا۔۔۔۔

شارق چچا کے پورشن کا لاؤنج تازہ بنی چائے کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔۔سامنے صوفوں پر صفیہ،ماہرہ اور عسیل بیٹھی نظر آ رہی تھیں۔۔

"فلزہ۔۔آج میں تم سے کچھ مانگنے آئی ہوں۔۔۔" چائے کا کپ میز پر رکھتے صفیہ بیگم مسکرائیں۔ان کے لہجے میں اپنائیت اور آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔۔۔۔

"جی بھابھی، حکم کریں۔۔آپ کو اجازت کی کیا ضرورت ہے؟"چچی نے بھی خلوص بھرے لہجے میں جواب دیا۔۔۔عمرے سے واپسی کے بعد سے ان میں کافی بدلاؤ آگیا تھا۔۔۔عبادات کے ساتھ وہ اب لوگوں کے ساتھ اپنے رویئے کے معاملے میں بھی بہت محتاط ہو گئی تھیں۔۔۔اس وقت انہیں کچھ کچھ بات کی نوعیت کا اندازہ ہو رہا تھا اور اگر ان کا اندازہ درست تھا تو اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی۔۔۔۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔آج سے منال میری بیٹی ہوئی۔۔۔"عین اسی لمحے اندر داخل ہوتی منال ٹھٹھک کر رکی تھی۔۔۔وہ کچھ دیر تذبذب سے وہیں کھڑی رہی پھر سلام کرتی تیزی سے پلٹنے لگی۔۔۔۔اس سے پہلے وہ باہر نکلتی عسیل نے تیزی سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے بھی اندر کھینچ لیا۔۔۔۔

"یہ تو بہت بڑی خوشی ہے بھابھی۔۔۔شرجیل کے لئے تو شارق بھی فوراً ہامی بھر لیں گے۔۔۔۔اللہ دونوں کو نظرِ بد سے بچائے۔۔۔۔"چچی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔وہ فوراً صوفہ چھوڑتی کھڑی ہوئیں۔۔۔جبکہ منال کا چہرا گلنار ہوا تھا۔۔۔وہ گردن جھکائے اپنی دھڑکنیں قابو کرنے لگی۔۔۔۔

Clubb of Quality Content

"میری پیاری بہنیا بنے گی دلہنیا

سج کے آئیں گے شر جیل راجا۔۔۔"عسیل کی سرگوشی نما گنگناہٹ پر منال نے گھبرا کر اسے گھورا۔۔۔

"ڈاکٹر صاحبہ شرما رہی ہیں۔۔۔"عسیل نے اسے ٹہوکا دیا۔۔۔

"تم سے تو میں بعد میں نمٹتی ہوں۔۔۔"فلزہ چچی فرج سے چاکلیٹ نکال لائی تھیں اور اب صفیہ بیگم کو کھلانے میں مصروف تھیں۔۔۔سو وہ سرگوشی میں دانت پیستی گویا ہوئی۔۔۔

"سوچ لو۔۔اکلوتی نند ہوں۔۔۔"عسیل نے اسے مزید چھیڑا۔۔۔تب ہی صفیہ بیگم کی آواز نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

"ابھی تو میں بس منال اور تمہارا منہ میٹھا کروانے آئی تھی۔۔"صفیہ بیگم ساتھ لائے مٹھائی کا ڈبہ کھولتی مسکرائیں۔۔۔منال کا چہرا مزید گلابی ہوا تھا۔۔

"پچھلی بار تو بس شر جیل ہفتے بھر کے لئے آیا تھا۔۔اور ان کے پاپا کی طبعیت کی وجہ سے کوئی رسم کرنا بھی ممکن نہیں تھی۔۔چھ مہینے بعد وہ لمبی چھٹیوں پر آئے گا۔۔۔تو ہم دونوں کا نکاح کر دیں گے۔۔۔تاکہ منال کے ڈاکومینٹس بھی بن جائیں اور اگلے سال۔۔ان شاءاللہ، یہ

رخصت ہو کر کینیڈا چلی جائے۔۔۔"صفیہ بیگم نے باری باری منال اور فلزہ چچی کے منہ میں مٹھائی کا ٹکڑا ڈالا۔۔"بھابھی جیسا آپ کو مناسب لگے۔۔۔"فلزہ چچی نم آنکھوں سے مسکرائی تھیں۔۔کتنی خواہش تھی ان کی کہ منال اپنے گھر کی ہو۔۔لیکن یوں شرجیل کے لئے صفیہ اس کا ہاتھ مانگ لیں گی۔۔یہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔۔انہیں لگتا تھا منال کی کم صورتی کے باعث صفیہ ایسا نہیں کریں گی۔۔اسی لئے وہ مزنٰی کے لئے شرجیل کے خواب سجائے بیٹھی تھیں۔۔

شارق ٹھیک کہتے تھے۔۔۔جب منال کا نصیب ہو گا تو رشتہ بھی ہو جائے گا۔۔۔اور واقعی آج یوں اچانک سب ہو گیا تھا۔۔۔وہ دل ہی دل میں سوچتے اس مالک کی شکر گزار ہوئی تھیں کہ اس نے ان کی دعائیں سن لی تھیں۔۔۔۔۔

دن پر لگا کر اڑ رہے تھے۔۔۔یوں جیسے لمحے ہوا میں تحلیل ہو رہے ہوں۔۔۔۔حاذق مکمل صحت یاب ہو چکا تھا۔۔زینب کا گھر آنا پہلے کی نسبت کم ہو گیا تھا۔۔لیکن اب بھی زیادہ تر ویک اینڈز وہ یہیں گزارتی تھی۔۔چونکہ آج بھی چھٹی کا دن تھا سو مہروز خالو نے اسے رات

کے کھانے پر بلا لیا تھا۔۔حاذق کچھ دیر پہلے ہی اسے لے کر آیا تھا۔۔لاؤنج میں رونق اپنے عروج پر تھی۔۔سب باتوں میں مشغول تھے۔۔۔۔ہلکے قہقہوں کی بازگشت اور کھانے کی مہک ماحول میں چکراتی پھر رہی تھی۔۔لیکن کچھ ایسا ان دیکھا تھا جس سے وہ سب انجان تھے۔۔۔

آج کی شام اس گھر کے مکینوں کی زندگی ہمیشہ کے لئے بدلنے جا رہی تھی۔۔

"زینب تم ٹھیک ہو؟؟؟"حاذق بہت دیر سے محسوس کر رہا تھا کہ زینب کچھ پریشان دکھ رہی ہے۔۔وہ بظاہر مسکرا رہی تھی۔۔لیکن اس کے ہاتھ بار بار اپنا پیٹ سہلا رہے تھے۔۔زینب نے بمشکل چہرے پر مسکراہٹ طاری کرتے ہامی میں گردن ہلائی۔۔۔اگلے ہی پل مسکراتے ہوئے وہ دوبارہ عسیل کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔۔۔لیکن حاذق اندر سے پریشان ہو گیا تھا۔۔زینب ٹھیک نہیں تھی۔۔اس کے چہرے پر پھیلی تکلیف وہ صاف دیکھ سکتا تھا۔۔وہ بار بار بے چینی سے اس کی جانب دیکھتا۔۔لیکن وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔۔

"حاذق۔۔میرے پیٹ میں بہت شدید درد ہو رہا ہے۔۔۔"اچانک ہی وہ صوفہ چھوڑتی کھڑی ہوئی۔۔اٹھنے والے شدید درد کی لہر نے اس کے ضبط کا بند توڑ دیا تھا۔۔تکلیف اس کے

چہرے سے عیاں تھی۔۔وہ کئی دنوں سے وقتاً فوقتاً درد محسوس کر رہی تھی۔۔مگر پین کلر لے کر گزارا کر رہی تھی۔۔کہ حاذق کو طبعیت خرابی میں مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اس وقت بھی وہ گھر سے دوا کھا کر نکلی تھی۔۔اسے لگا تھا یہ درد تھوڑی دیر میں بند ہو جائے گا۔۔مگر اب اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔۔۔اس بار یہ کم ہونے کے بجائے شدت اختیار کر چکا تھا۔۔۔لاؤنج میں اچانک ہی سناٹا چھا گیا۔۔۔ہر شخص اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔جس کی سانسیں ایکدم بے ترتیب ہونے لگی تھیں۔۔۔

"عسیل پلیز تم فاطمہ کو دیکھنا۔۔"گود میں بیٹھی فاطمہ کو عسیل کو تھماتے حاذق تیزی سے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔کچھ ہی لمحوں میں وہ والٹ اور چابی لئے باہر نکلا۔۔۔زینب درد سے نڈھال صوفے پر سر ڈالے بیٹھی تھی۔۔۔

"حاذق میں بھی چلتی ہوں۔۔۔"زینب کو سہارا دیتا وہ باہر نکل رہا تھا جب پیچھے سے بینا خالہ کی آواز سنائی دی۔۔۔وہ گردن ہلاتا آگے بڑھ گیا۔۔۔زینب کا درد بڑھتا جا رہا تھا۔۔اس کا وجود پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔۔

"ماما آپ اسے سنبھال کر پیچھے بیٹھیں۔۔"زینب کا سر بینا خالہ کی گود میں رکھتا وہ تیزی سے دروازہ کھولتا ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہوا۔۔اس کے ہاتھ پیر پھول رہے تھے۔۔۔ دوران ڈرائیونگ وہ بار بار پیچھے بھی دیکھتا تھا۔۔زینب کا چہرا تکلیف کی شدت سے سفید پڑنے لگا تھا۔۔ساتھ ہی حاذق کا دل بھی ڈوبتا جا رہا تھا۔۔۔

"زینب۔۔بس ہم ہاسپٹل پہنچ رہے ہیں۔۔ابھی تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔ان شاءاللہ۔" ایسکیلیٹر پر دباؤ بڑھاتے اس نے زینب کو تسلی تھمانی چاہی۔۔۔لیکن شاید یہ اس سے زیادہ خود کو تسلی دینے کے مترادف تھا۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کس طرح اڑ کر ہسپتال پہنچ جائے۔۔آج لگتا تھا سارا شہر ہی باہر امڈ آیا تھا۔۔۔ہر جگہ ٹریفک جام تھا۔۔۔اللہ اللہ کر کے جس وقت وہ ہسپتال پہنچے زینب نیم بے ہوشی کی حالت میں جا چکی تھی۔۔۔اسے فوراً ایمرجنسی او بسٹیٹرک یونٹ میں لے جایا گیا۔۔جبکہ وہ دونوں وہیں باہر کھڑے رہ گئے۔۔۔

"حاذق پریشان مت ہو۔۔اللہ بہتر کرے گا۔۔۔"بینا خالہ نے اسے مسلسل بے چینی سے چکر لگاتے دیکھ کر تسلی دینی چاہی۔۔

"ماما پلیز بہت دعا کریں کہ زینب جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔۔۔"ان کے ہاتھ تھامتا وہ منت آمیز لہجے میں گویا ہوا۔۔۔اس وقت وہ چھوٹا سا بچہ لگتا تھا جسے اپنی پسندیدہ چیز کے کھو جانے کا ڈر ہو۔۔۔اس سے پہلے بینا خالہ کچھ جواب دیتیں۔۔ایک نرس نے اسے ڈاکٹر کے بلاوے کا پیغام دیا۔۔۔وہ دھڑکتے دل سے تیز قدم اٹھاتا ڈاکٹر کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

"مسٹر حاذق۔۔ہم نے ابھی الٹرا ساؤنڈ کیا ہے۔۔زینب کی اوویری میں ایک پیچیدہ سسٹ ہے۔۔۔۔ہمیں فوری طور پر ایم آر آئی اور بائیوپسی کروانی ہو گی تاکہ تصدیق ہو سکے کہ یہ بینائن (نقصان دہ نہ ہونے والی) ہے یا میلگننٹ۔۔۔(کینسر زدہ)۔"ڈاکٹر نے اسے کمرے میں یہ بلا کر یہ روح فرسا خبر سنائی تھی۔۔حاذق کا دل ایک لمحے کو رک سا گیا۔۔۔کتنی دیر وہ بولنے کے قابل ہی نہیں رہا۔۔

"مم۔۔۔مگر کیسے؟؟"وہ بے یقین تھا۔۔۔کچھ دیر پہلے تک تو وہ ٹھیک تھی تو یہ ڈاکٹر کیا کہہ رہی تھی۔۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

"دراصل کچھ سسٹ پریگننسی کے دوران خود ہی بن جاتے ہیں۔۔خاص طور پر corpus luteum cyst، جو زیادہ تر خود بخود ختم بھی ہو جاتی ہے۔۔۔۔لیکن کچھ کیسز میں سسٹ بڑھتے بڑھتے دوسرے یا تیسرے ٹرائیمسٹر میں مسائل پیدا کر سکتا ہے۔۔۔۔"

"یہ۔۔۔یہ۔۔زینب اور بچے کے لئے کتنا خطرناک ہو سکتا ہے؟" بڑی مشکل سے اس نے ہمت مجتمع کرتے سوال کیا۔۔۔اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اچانک یہ سب کیا ہوا تھا۔۔۔۔ وہ بے یقین تھا۔۔۔دماغ لگتا تھا کچھ بھی پراسس کرنے کی حالت میں ہی نہیں تھا۔۔۔

"فی الحال۔۔ہمیں مکمل رپورٹس کا انتظار کرنا ہو گا۔۔خدانخواستہ اگر یہ سسٹ رپچر ہو جائے۔۔تو یہ فوری سرجری کا کیس بھی بن سکتا ہے۔۔۔۔اس لئے ہم ابھی کے لئے زینب کو پین میجمنٹ اور کلوز مانیٹرنگ پر رکھ رہے ہیں۔۔" حاذق کی پیشانی عرق آلود ہوئی تھی۔۔۔وہ سفید پڑتے چہرے سے ڈاکٹر کو سن رہا تھا۔۔۔

"بٹ ڈاکٹر۔۔یہ آخر ہوا کیسے؟ زینب کا دوسرا ٹرائیمسٹر چل رہا ہے۔۔اسے اب تک یہ تکلیف کیوں نہیں پتا چلی؟ آپ لوگ تو ہر چیک اپ میں الٹراساؤنڈ کرتے ہیں۔۔پھر یہ سسٹ پہلے کیوں نہیں پکڑا گیا؟ کیا فائدہ ہر مہینے کے چیک اپس اور الٹراساؤنڈز کا۔۔کیا یہ

غفلت نہیں؟"اس کا لہجہ اب کی بار برہم ہوا تھا۔۔اسے لگنے لگا تھا یہ سب ڈاکٹر کی لاپرواہی سے ہوا ہے۔۔۔

"مسٹر حاذق میں سمجھ سکتی ہوں آپ پریشان ہیں۔۔لیکن یوں آپ ہم پر الزام تراشی نہ کریں۔۔۔"ڈاکٹر کو اس کے لہجے کی تندی بری لگی تھی۔۔

"پریگننسی کے دوران ہمارا فوکس زیادہ تر بچے کی نشوونما پر ہوتا ہے۔۔اوویریز اور دوسرے آرگنز پر تب تک تفصیلی معائنہ نہیں کرتے جب تک کوئی واضح علامت ظاہر نہ ہو۔۔۔اگر زینب کو پہلے کوئی شدید درد یا علامات ہوتیں۔۔۔تو ہم اضافی ٹیسٹ کرواتے۔۔۔۔بعض سسٹ Asymptomatic ہوتے ہیں۔۔۔یعنی بغیر کسی علامت کے موجود رہتے ہیں۔۔جب تک کہ وہ بڑے نہ ہو جائیں یا پیچیدگی پیدا نہ کریں۔۔۔جیسے کہ torsion (اوویری کا مڑ جانا) یا rupture (پھٹ جانا)۔۔۔"وہ اسے آسان الفاظ میں تفصیل سمجھا رہی تھیں۔۔۔

"مجھے بس یہ بتائیں کہ زینب کے لئے یہ کتنا خطرناک ہے؟"ان کی بات بیچ سے کاٹتا وہ بے چینی سے مستفسر ہوا۔۔

"جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ ابھی ہمیں زینب کے مزید ٹیسٹ کرنے ہوں گے۔۔۔اس کے بعد ہی کچھ کہا جا سکتا ہے۔۔زینب پریگننٹ ہے۔۔ ہمیں دونوں کی زندگی کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کرنا ہو گا۔۔۔"ڈاکٹر اپنے روایتی پیشہ ورانہ انداز میں تحمل سے گویا ہوئیں۔۔۔

"آپ بچے کی زندگی کی فکر مت کریں۔۔۔بس زینب کو بچا لیں۔۔۔"اس نے بنا کچھ سوچے لمحوں میں فیصلہ کیا تھا۔۔

"میں سمجھ سکتی ہوں کہ آپ کی زینب کی فکر فطری ہے۔۔ لیکن ہم پوری کوشش کریں گے کہ دونوں کی زندگیاں محفوظ رکھ سکیں۔۔۔فی الحال، ہمیں رپورٹس کا انتظار کرنا ہو گا۔۔۔تب تک آپ کو حوصلہ رکھنا ہو گا۔۔۔زینب کو آپ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔۔۔ایسے میں آپ یوں پینک کر جائیں گے تو اسے حوصلہ کون دے گا۔۔۔"ڈاکٹر کے لہجے میں اب اس کے لئے ترحم تھا۔۔۔حاذق لب بھینچے کمرہ چھوڑ کر نکل گیا۔۔اس کے دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے۔۔۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح وہ زینب کو اس تکلیف سے نکال سکے۔۔۔بینا خالہ کو بنا کچھ بتائے وہ پارکنگ کی طرف نکل گیا۔۔۔ کتنی دیر وہ وہاں ایک اندھیرے گوشے میں بیٹھا رہا۔۔۔ مسلسل زینب کا مسکراتا چہرہ نگاہوں کے سامنے گھوم رہا

تھا۔۔۔اتنی معصوم اور چھوٹی سی لڑکی اتنی بڑی تکلیف کیسے سہے گی؟؟سوچ سوچ کر اس کا سر دکھنے لگا تھا۔۔۔دماغ لگتا تھا جیسے پھٹ جائے گا۔۔بڑی مشکل سے خود کو قابو کرتے وہ دوبارہ ہسپتال کی عمارت میں داخل ہوا۔۔اسے زینب کے سامنے خود کو مضبوط ظاہر کرنا تھا۔۔جس وقت وہ اندر داخل ہوا،نرس نے انہیں زینب سے ملنے کی اجازت دی۔۔۔

"کیا ہوا حاذق۔۔ڈاکٹر کیا کہہ رہی تھیں؟"بینا خالہ اسے دیکھتے ہی فکر مندی سے مستفسر ہوئیں۔۔

"زینب ٹھیک ہو جائے گی ان شاءاللہ۔۔"انہیں کندھوں سے تھامے وہ کمرے میں داخل ہوا جہاں زینب پین کلر کے زیر اثر اب کافی سکون محسوس کر رہی تھی۔۔۔حاذق کو دیکھ کر اس کے زرد چہرے پر ایک مسکراہٹ امڈی۔۔

"کیسی ہو زینب؟"اس کے نزدیک جاتے وہ زبردستی مسکرایا۔۔۔آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ رہی تھیں۔۔۔۔دل رو رہا تھا لیکن اسے ہمت سے کام لینا ہی تھا۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں الحمدللہ۔۔بس مجھے گھر لے چلیں۔۔۔"اس کا ہاتھ تھامتے وہ بے بسی سے گویا ہوئی۔۔ہسپتال کے ماحول سے یوں بھی اسے وحشت ہوتی تھی۔۔۔اس سے پہلے حاذق

کوئی جواب دیتا۔۔۔ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوتی دکھائی دیں۔۔زینب کی خیریت دریافت کرتی وہ کچھ دیر وہیں کھڑی اس کی ساری رپورٹس دیکھتی رہیں۔۔انہیں فی الحال اسے روکنے کی خاص ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔انہوں نے اسے اگلے دن biopsy اور MRI کے لئے بلا کر چھٹی دے دی۔۔۔۔ساتھ ہی مزید پیچیدگیوں کے خطرے کے پیش نظر بیڈ ریسٹ تجویز کیا تھا۔۔۔حاذق اسے اپارٹمنٹ لے جانے کے بجائے سب کے درمیان گھر ہی لے آیا۔۔۔یہاں اس کی مکمل دیکھ بھال کی جاسکتی تھی۔۔ساتھ ہی فاطمہ کو سنبھالنے کا مسئلہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ سب سے ہی ہلی ہوئی تھی۔۔۔

گھر پہنچتے ہی زینب دواؤں کے زیر اثر فوراً سو گئی۔۔۔حاذق نے کسی کو فی الحال زینب کی تکلیف کی تفصیل نہیں بتائی تھی۔۔۔فاطمہ ہنوز عسیل کے ساتھ تھی۔۔۔اس نے اسے زیادہ نہیں ستایا تھا۔۔ایک ممنون نظر عسیل پر ڈالتا وہ باہر ٹیرس پر نکل گیا۔۔۔

رات گہری ہو چکی تھی۔۔سب اپنے کمروں میں گہری نیند میں تھے۔۔۔حاذق کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔۔وہ ساری رات صوفے پر بیٹھا انٹرنیٹ پر اویرئین سسٹ اور ان

کے خطرات کے متعلق پڑھتا رہا تھا۔۔۔ہر آرٹیکل میں کہیں نہ کہیں اویرئین کینسر کا ذکر تھا۔۔جو اس کے دل کی دھڑکنیں مزید بے ترتیب کر رہا تھا۔۔وہ ہر تھوڑی دیر بعد زینب کو جا کر دیکھتا تھا۔۔۔ہر بار اسے سکون سے سویا دیکھ کر اسے اطمینان ہوتا تھا۔۔۔ایک خوف تھا جو اس وقت اس کے اعصاب پر سوار تھا۔۔۔ساتھ ساتھ وہ عسیل کے کمرے میں بھی جھانکتا تھا کہ کہیں فاطمہ اسے ستا نہ رہی ہو۔۔مگر وہ بھی ساری رات بے خبر سوتی رہی تھی۔۔۔

فجر کے قریب وہ وضو کرنے کے ارادے سے کھڑا ہوا تو عسیل فاطمہ کو گود میں لئے باہر نکلتی دکھائی دی۔۔

"کیا ہوا؟" وہ پریشان ہوتا آگے بڑھا۔

"شاید یہ بھوکی ہے۔۔میں اس کا فیڈر بنانے نکلی تھی۔۔"

فاطمہ اس کے کندھے پر دوبارہ سر ڈالے نیند میں جا چکی تھی۔۔۔عسیل کی آنکھیں بھی نیند سے بوجھل تھیں۔۔۔حاذق کو اس لمحے اس کی بہت قدر محسوس ہوئی تھی۔۔اس نے اسے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کتنی بڑی ذمہ داری سے آزاد کر دیا تھا۔۔اس کے ماتھے پر پیار کرتے گویا اس نے اس کا خاموش شکریہ ادا کیا تھا۔۔۔

"لاؤ میں فیڈر بنا دیتا ہوں۔۔تم آرام سے لے کر اسے یہاں بیٹھو۔۔۔"اس کے ہاتھ سے فیڈر لیتا وہ کچن کی جانب بڑھ گیا۔۔کچھ دیر بعد وہ نیم گرم دودھ لئے باہر نکلتا دکھائی دیا۔۔۔ عسیل صوفے پر گہری سوچ میں ڈوبی بیٹھی تھی۔۔جبکہ فاطمہ نزدیک ہی لیٹی تھی۔۔وہ سو چکی تھی۔۔حاذق نے فیڈر اس کے منہ سے لگایا اور خود وہیں عسیل کے برابر بیٹھ گیا۔۔۔

"حاذق۔۔۔کیا آپ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں؟"عسیل نے اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے تفکر سے سوال کیا۔۔حاذق کی سوجی، سرخ آنکھیں اس کے دل کے حال کی غماز تھیں۔۔۔ شاید اسے اس وقت ایک کندھے کی ضرورت تھی جو اسے تسلی دے سکتا۔۔اور عسیل سے بہتر یہ کندھا کس کا ہو سکتا تھا۔۔اسے بانہوں میں بھرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔۔ عسیل ایکدم پریشان ہوئی تھی۔۔۔

"حاذق۔۔۔بتائیں تو کیا ہوا؟ کیوں مجھے ہولا رہے ہیں۔۔"عسیل کا دل پریشان ہوا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی بات ہر گز بھی عام نہیں تھی۔۔

"عسیل۔۔زینب کو اوویرین سسٹ ہے۔۔" عسیل سے الگ ہوتے وہ زکام زدہ آواز میں گویا ہوا۔۔آنکھیں آنسو بہا کر خاموش ہو گئی تھیں۔۔۔لیکن دل ہنوز بوجھل محسوس ہوتا تھا۔۔۔اس کے انکشاف پر عسیل کا سانس ایک پل کے لئے ساکت ہوا تھا۔۔۔کتنی دیر وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی۔۔۔وہ بے یقین سی حاذق کو دیکھے گئی۔۔جو ہتھیلیاں آنکھوں پر رکھے بیٹھا تھا۔۔عسیل کو اب اس کی بے کلی کا اندازہ ہوا تھا۔۔۔

"ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو گا حاذق۔۔آپ ہمت رکھیں۔۔" بڑی مشکل سے اس نے تسلی آمیز جملہ ادا کیا تھا۔۔جانتی تھی یہ تسلی اس کے لئے ناکافی تھی۔۔لیکن وہ تو خود بے یقین اور شاکڈ تھی۔۔۔وہ الفاظ ہی اس کے پاس نہیں تھے جو حاذق کے بے چین دل کو قرار دے سکتے۔۔

"ہمیں خوشیاں ہمیشہ ادھوری کیوں ملتی ہیں عسیل۔۔۔دو سال سے مجھے یہ خوف تھا کہ جس دن تم حقیقت جانو گی۔۔۔اسی دن میں تمہیں کھو دوں گا۔۔اور آج۔۔آج جب تمہارے ساتھ کا مجھے یقین ہو گیا تو زینب۔۔" بات ادھوری چھوڑ کر وہ آنکھیں میچ گیا۔۔ایک بار پھر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے عسیل کو خود میں سمویا تھا۔۔شاید اگر سکون کی کوئی رمق اس وقت اسے مل سکتی تھی تو وہ عسیل کا وجود تھا۔۔

"حاذق،زینب کو کچھ نہیں ہو گا۔۔آپ پریشان مت ہوں۔۔"عسیل نے نم آنکھوں سے اس کی پیٹھ سہلائی۔۔

"وہ اتنی معصوم اور سیدھی ہے۔۔۔کسی کا برا نہیں چاہتی۔۔اس کے ساتھ کچھ برا نہیں ہو سکتا۔۔"وہ حاذق سے زیادہ خود کو تسلی دے رہی تھی۔۔اس کی آواز بھیگ رہی تھی جبکہ اس کے الفاظ حاذق کو گھٹن میں کسی ہوا کے جھونکے کی مانند محسوس ہوئے تھے۔۔

"ان شاءاللہ۔۔چلو تم سو جاؤ۔۔میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔۔۔"ایک گہرا سانس بھرتے وہ صوفہ چھوڑتا کھڑا ہوا۔۔

کچھ آزمائشیں دعاؤں کے بعد بھی مقدر میں رہتی ہیں۔۔۔۔۔وہ سب زینب کے لئے دعا گو تھے۔۔لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ آنے والا وقت کون سا موڑ لینے والا ہے۔۔۔

زندگی کبھی کبھی انسان کو ایسے موڑ پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں ہر راستہ تکلیف سے ہو کر گزرتا ہے۔۔۔حاذق کے لئے زینب کی بیماری کسی بھیانک خواب سے کم نہ تھی۔۔ایک ایسا خوف جو حقیقت بن کر اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔بے رحم، سفاک، اور ناقابلِ تردید۔۔۔۔۔

ایم آر آئی اور بائیوپسی سے تصدیق ہو گئی تھی کہ زینب کو اوورین کینسر تھا۔۔۔۔چونکہ اس کا سیکنڈ ٹرائمسٹر ابھی شروع ہوا تھا، اس لئے فوری طور پر کیموتھراپی ممکن نہیں تھی۔۔۔۔

ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ زینب کی کنڈیشن کو مسلسل مانیٹر کیا جائے گا اور فیصلہ کیا جائے گا کہ علاج فوراً شروع کیا جائے یا ڈلیوری تک مؤخر کیا جائے۔۔۔۔۔یہ خبر ہر فرد پر بجلی بن کر گری تھی۔۔۔گھر میں ایک سوگ کی کیفیت چھا گئی۔۔۔۔سب ہی پریشان تھے۔۔۔خوف زدہ تھے۔۔۔امید و بیم کی کیفیت میں تھے۔۔۔ہر کھٹکا انہیں سہما دیتا تھا۔۔ہر آہٹ سانس روک دیتی تھی۔۔۔بس ایک زینب تھی جو حیران کن طور پر مطمئن اور پُرسکون دکھائی دیتی تھی۔۔۔ہاں، جب درد کی شدت بڑھتی۔۔۔تب اس کے صبر کی دیواریں لرزنے لگتی تھیں۔۔۔لیکن وہ جلد ہی خود کو سنبھال لیتی تھی۔۔۔وہ تو یوں بھی سب کے لئے بے ضرر تھی اور اب تو سب کی لاڈلی بن چکی تھی۔۔ہر دعا، ہر آہ، ہر امید میں اس کی صحت کا ذکر شامل تھا۔۔۔

زندگی کا کام چلتے رہنا ہے،اور وہ چل رہی تھی۔۔ہنستے،روتے،صبر کے گھونٹ پیتے۔۔۔۔

زینب کا تھرڈ ٹرائمسٹر شروع ہو چکا تھا۔۔۔ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ زینب کی سرجری ڈلیوری کے بعد ہو گی۔۔۔تاکہ بچے کی زندگی محفوظ رہے۔۔مگر جیسے جیسے دن گزرتے گئے۔۔۔اس کی تکلیف حد سے بڑھنے لگی۔۔۔شدید درد کی لہریں اس کے وجود کو جھنجوڑنے لگیں۔۔بالآخر محدود طریقے سے کیموتھراپی شروع کر دی گئی۔۔۔۔درد کی شدت کبھی ناقابلِ برداشت ہو جاتی۔۔مگر ہمیشہ کی صابر زینب ہمت اور حوصلے کا دامن تھامے رہی۔۔۔۔اس کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ اس کا بچہ صحیح سلامت اس دنیا میں آئے۔۔۔مگر تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔۔

ڈلیوری میں ابھی دو مہینے باقی تھے جب ایک صبح اس کی آنکھ شدید،چیر دینے والے درد کے ساتھ کھلی۔۔۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے اندر سے کوئی کاٹ رہا ہو۔۔۔اس کا سانس لینا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔۔آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے حاذق کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔مگر الفاظ اس کی زبان پر آکر دم توڑ گئے۔۔

حاذق کی آنکھ اچانک ہی کھلی تھی یوں جیسے کسی نے اسے جھنجھوڑ کر اٹھایا ہو۔۔۔وہ آج کل اتنی ہی کچی نیند سوتا تھا۔۔ہر دم یہی خیال ذہن پر سوار رہتا تھا کہ زینب کو اس کی ضرورت نہ پڑ جائے۔۔اس وقت اسے درد سے تڑپتا دیکھ کر وہ حواس باختہ ہوا تھا۔۔

"زینب کیا ہوا؟آنکھیں کھولو۔۔۔"وہ آہستہ آہستہ ہوش کھو رہی تھی۔۔حاذق کا دل پل بھر میں ساکت ہوا تھا۔۔۔وہ اسے فوراً بانہوں میں بھرتا پاگلوں کی طرح اسپتال بھاگا۔۔۔اس کا روم روم دعا گو تھا کہ زینب صحتیاب ہو جائے۔۔۔وہ سارے رستے دل ہی دل میں گڑگڑا کر دعائیں کرتا آیا تھا۔۔۔

اسپتال کے پر ہجوم کوریڈور میں اسٹریچر کے پہیوں کی آوازیں،مشینوں کی بیپ،نرس کی بھاگ دوڑ سب چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کہ کوئی زندگی اور موت کی جنگ لڑنے جا رہا تھا۔۔۔

زینب کو ایمرجنسی میں لے جایا گیا تھا۔۔۔جبکہ حاذق بے حال سا وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔۔وہ شدت سے اس کی زندگی کے لئے دعا گو تھا۔۔۔کچھ ہی دیر میں زینب کا الٹراساؤنڈ اور سی ٹی اسکین ہو گیا۔۔۔رپورٹ دیکھتے ہی ڈاکٹرز کی ٹیم نے فوری سرجری کا فیصلہ کیا۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مسٹر حاذق، ہمیں فوری طور پر سرجری کرنی ہو گی۔۔۔"ایک ڈاکٹر تیزی سے اس کے قریب آتے مخاطب ہوئی۔۔اس کے انداز سے عجلت واضح تھی۔۔حاذق نے ڈوبتے دل سے اس کے متفکر چہرے کو دیکھا۔۔

"کیا ہوا ڈاکٹر؟ زینب ٹھیک تو ہے نا؟"وہ مضطرب سا گویا ہوا۔۔اس کی آنکھوں میں خوف واضح تھا۔۔آواز شدت جذبات سے کانپنے لگی تھی۔۔۔

"زینب کی اووری میں موجود ٹیومر رپچر ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے انٹرنل بلیڈنگ ہو رہی ہے۔۔۔اگر ہم نے فوری اقدام نہ کیا تو یہ اس کی زندگی کے لئے جان لیوا ہو سکتا ہے۔۔" کبھی کبھار زندگی میں ہم جو نہیں سننا چاہتے وہ حقیقت بن کر ہمارے سامنے مجسم کھڑا ہو جاتا ہے۔۔حاذق کے ساتھ بھی اس وقت یہی ہوا تھا۔۔اس کا پورا وجود لرز اٹھا تھا۔۔اس نے کرب سے آنکھیں موندیں۔۔۔

"ہم سی سیکشن بھی ابھی کریں گے تاکہ بچے کو محفوظ نکالا جا سکے۔۔۔آپ کانسینٹ فارم پر سائن کر دیں۔۔۔"ساتھ کھڑی نرس نے ایک کاغذ اور قلم اس کی جانب بڑھایا۔۔حاذق نے دھندلائی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔وہ جانتا تھا کہ یہ لمحہ فیصلہ کن تھا۔۔چند لمحے وہ خالی

دماغ سے اسے دیکھتا رہا پھر بھاری دل سے دستخط کرتے وہ وہیں کاؤنٹر پر سر ڈالتا کھڑا ہو گیا۔۔

اس کا دل ایکدم خالی ہو رہا تھا۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے اپنی روح کھینچنے کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہوں۔۔۔ایمرجنسی میں موجود زینب کو فوراً اسٹریچر پر منتقل کیا گیا اور چند لمحوں میں وہ آپریشن تھیٹر کے دروازوں کے پار جا چکی تھی۔۔۔۔

تب تک باقی سب لوگ بھی ہاسپٹل پہنچ چکے تھے۔۔۔۔ہر شخص کی نگاہ ان بند دروازوں کو تک رہی تھی جہاں دو جانیں، موت اور زندگی کی کشمکش میں تھیں۔۔۔

مشینی بیپ کی مسلسل آواز، سرجیکل آلات کی کھڑپٹر اور تیز، روشن سرجیکل سیلنگ لائٹ کے نیچے زینب بے سدھ لیٹی تھی۔

ڈاکٹرز نے پہلے سی سیکشن کیا۔۔۔چند منٹوں بعد ایک کمزور سی رونے کی آواز آپریشن تھیٹر میں گونج اٹھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بیٹا ہے۔۔۔۔"نرس نے اطلاع دی۔۔ایک جان بچائی جا چکی تھی۔۔۔لیکن باہر والے انتظار کی مشکل ترین گھڑیوں سے گزر رہے تھے۔۔۔اندر وقت تیزی سے ہاتھ سے نکلتا جا رہا تھا۔۔۔

زینب کی نبض تیزی سے گرتی جا رہی تھی۔۔۔اس کا بلڈ پریشر خطرناک حد تک کم ہو چکا تھا۔۔۔اندرونی خون بہاؤ روکنے کے لئے ڈاکٹرز مسلسل محنت کر رہے تھے۔۔۔مگر ٹیومر کا پھٹ جانا اور بے تحاشہ خون کا بہنا پہلے ہی جسم کو بے حد کمزور کر چکا تھا۔۔۔۔

"ہمیں خون چاہیئے۔۔فورا او نیگیٹو بلڈ کا انتظام کریں۔۔"ڈاکٹرز چیخ رہے تھے۔۔۔آپریشن تھیٹر میں افراتفری کا سماں تھا۔۔

مانیٹر پر ہارٹ ریٹ مسلسل گر رہا تھا۔۔چالیس۔۔تیس۔۔۔

"نو پلس۔۔۔۔سی پی آر شروع کریں۔۔۔"ایک ڈاکٹر نے دل کے قریب ہاتھ رکھ کر جانچ کی۔۔۔۔مگر دھڑکن خاموش ہو چکی تھی۔۔۔

فلیٹ لائن۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایپینفرین دو فوراً۔۔۔"ڈاکٹر کی ہدایت پر نرس نے ایپینیفرین تیار کر کے انجکشن لگایا۔۔مگر دل نے کوئی رد عمل نہیں دیا۔۔

"ڈیفبریلیٹر آن کروں؟"نرس کی آواز پر ڈاکٹر کی گردن نفی میں ہلی۔۔

"ڈیفبریلیٹر کام نہیں کرے گا۔۔اے سسٹول ہے۔۔۔"(دل مکمل طور پر رک گیا تھا۔۔کوئی بے ترتیب دھڑکن موجود نہیں تھی۔)

مگر پھر بھی ایک آخری امید کے طور پر اسے ایک جھٹکا دیا گیا۔۔کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔۔سب کی نگاہیں مانیٹر پر جمی تھیں۔۔لیکن کچھ لمحے اکثر وقت کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں۔۔۔زینب کا جسم بھی سکون میں چلا گیا تھا۔۔آپریشن تھیٹر میں بوجھل پن چھا گیا۔۔

وہاں موجود سب نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔زندگی نے اپنی بازی ہار دی تھی۔۔۔۔

زینب کے ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ تھی۔۔جیسے وہ دنیا کو الوداع کہنے کے لئے پہلے سے تیار ہو۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آپریشن تھیٹر کے دروازے پر نصب بلب بند ہوتے ہی باہر بیٹھے تمام افراد کی نظریں دروازے پر جم گئیں۔۔۔۔ہر دل دعا کر رہا تھا۔۔۔ہر آنکھ نم تھی۔۔ہر زبان پر ورد تھا۔۔۔

دروازہ کھلا اور نرس سبز چادر میں لپٹے ایک بچے کو لئے باہر نکلی۔۔حاذق تیزی سے بھاگ کر اس کے نزدیک گیا۔۔۔

"آپ کا بیٹا ہوا ہے۔۔۔"نرس نے بچے کو اس کی جانب بڑھایا۔۔

"اور زینب۔۔۔" بچے کو تھامے بنا وہ بے چینی سے مستفسر ہوا۔۔۔سب کی نگاہیں نرس پر جمی تھیں۔۔تب ہی اندر سے ڈاکٹر نکلتی دکھائی دیں۔۔۔۔

"سوری۔۔ہم زینب کو نہیں بچا سکے۔۔۔"فضا میں جیسے سناٹا چھا گیا۔۔۔۔کتنی دیر وہاں بے یقینی کی کیفیت چھائی رہی۔۔حاذق کو لگا جیسے وقت تھم گیا ہو۔۔وہ بے یقینی سے ڈاکٹر کو دیکھے گیا۔۔۔پیچھے سے آتی عسیل اور بینا خالہ کی سسکیاں کوریڈور میں گونج رہی تھیں لیکن وہ سب سے بے نیاز خالی الذہنی کی کیفیت میں کھڑا تھا۔۔۔اس کا اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل ثابت ہو رہا تھا۔۔ گر وہ دیوار کا سہارا نہ لیتا تو یقیناً گر جاتا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"چند لمحوں بعد ایک سرسراتی ہوئی آواز اس کے حلق سے نکلی۔۔اس کے ذہن نے حقیقت کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔۔

"زینب۔۔۔"اس کے لڑکھڑاتے قدم تھیٹر کے دروازے کی جانب بڑھے۔۔۔

"سوری۔۔آپ یوں اندر نہیں جا سکتے۔۔۔"ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر اس کا رستہ روکا۔۔اس نے خالی نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھا۔۔۔

"مجھے زینب سے ملنا ہے۔۔وہ مجھے یوں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔۔"ڈاکٹر کو دیکھتا وہ غرایا۔۔۔

"آپ یہ بچہ لے جائیں۔۔مجھے بس زینب چاہیئے۔۔۔"وہ اس وقت اپنے حواس میں نہ لگتا تھا۔۔اس نے اندر جانے کی ایک اور کوشش کی لیکن تب تک ہسپتال کا عملہ جمع ہو چکا تھا۔۔۔انہوں نے اسے مضبوطی سے تھامتے دروازے سے دور کیا۔۔۔

"زینب۔۔۔"اس نے آپریشن تھیٹر کی جانب دیکھتے ایک زوردار آواز لگائی۔۔یوں جیسے زینب اس کی آواز پر باہر نکل آئے گی۔۔

"پلیز آپ انہیں یہاں سے لے کر جائیں۔۔ہم جانتے ہیں یہ بہت ڈپریسڈ ہیں۔۔لیکن یہاں اور بھی مریض ہیں۔۔"ڈاکٹر نے معذرت خواہانہ انداز میں مہروز خالو کو دیکھا۔۔

"حاذق۔۔بیٹا۔۔۔حوصلہ کرو۔۔۔"مہروز خالو اسے کندھوں سے تھامے بینچ تک لائے۔۔۔جہاں بیٹھی بینا خالہ اور عسیل کی دبی دبی سسکیاں سنائی دیتی تھیں۔۔وہ ڈھنے کے انداز میں بینچ پر بیٹھ گیا۔۔یوں جیسے بہت لمبی مسافت طے کر کے آیا ہو۔۔۔اور منزل پر پہنچنے سے پہلے اس کی ساری پونجی لوٹ لی گئی ہو۔۔

"پاپا۔۔۔زینب اندر ہے۔۔"نم آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھتا وہ بے بسی سے بولا۔۔۔مہروز خالو کا دل اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر کٹ گیا تھا۔۔وہ جانتے تھے کہ وہ کتنی راتوں سے سکون سے نہیں سویا تھا۔۔ہر لمحہ زینب کا سایہ بنا رہتا تھا۔۔اس کے خیال،اس کے علاج میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔۔۔اسے کسی بھی حال میں زینب کو بچانا تھا۔۔۔لیکن۔۔۔نصیب سے تو کوئی نہیں جیت سکتا۔۔۔وہ بھی ہار چکا تھا۔۔مہروز خالو اسے خود سے لگائے تھپکتے رہے۔۔۔جانتے تھے اسے سنبھلنے میں وقت لگنا تھا۔۔۔

"پلیز آپ بابا کو لے لیں۔۔۔"تب ہی نرس کی پریشان سی آواز سنائی دی۔۔اس سب میں کسی نے بچے کو دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔عسیل نے آگے بڑھ کر ننھے احمد کو بانہوں میں لیا۔۔

جو چیخ چیخ کر رو رہا تھا۔۔۔شاید وہ جانتا تھا وہ دنیا میں آتے ہی یسیر ہو گیا ہے۔۔۔اپنی ماں کی ممتا اور گود کی گرمی اس کے نصیب میں نہیں تھی۔۔۔

"تمہیں حاذق کی اور حاذق کو تمہاری ضرورت ہے۔۔۔اگر بات کسی ایک کو چننے کی ہی ہے۔۔۔تو میں تم دونوں کے بیچ میں آئی تھی۔۔۔مجھے ہی جانا ہو گا۔۔۔وہ تمہارے ہیں۔۔۔میں اس بے بی کی ڈلیوری کے بعد یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔" گزرے وقتوں میں کہے لفظوں کی بازگشت عسیل کے کانوں میں ہوئی تھی۔۔بچے کے گال سے گال مس کرتے اس کی آنکھیں مسلسل برس رہی تھیں۔۔۔

وہ بلاشبہ عہد کی پکی تھی مگر اتنی پکی؟ بچے کو خود میں بھینچتے اسے زینب کے ساتھ گزارے لمحے آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے تھے۔۔اسے تو وہ پہلے دن ہی سے بری نہیں لگی تھی۔۔۔مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس سے ایک ناطہ جڑ گیا تھا۔۔۔ایک عجیب سا رشتہ۔۔۔اس نے اس کی زندگی میں بہن کی کمی کو پورا کر دیا تھا۔۔۔مگر یہ ساتھ اس نے بہت کم نبھایا۔۔۔خوشیوں کو بانٹنے والی سب سے منہ موڑ کر جا چکی تھی۔۔۔

اس شہر میں کتنے چہرے تھے کچھ یاد نہیں سب بھول گئے

اک شخص کتابوں جیسا تھا وہ شخص زبانی یاد ہوا

(نوشی گیلانی)

زندگی میں کچھ جدائیاں ہمیشہ کے لئے دل پر نقش ہو جاتی ہیں۔۔۔کچھ چہرے نظروں سے اوجھل ہو کر بھی روح کے قریب رہتے ہیں۔۔۔زینب کی جدائی بھی ایسی ہی تھی۔۔۔

دھوپ میں چھاؤں جیسی، آنکھوں میں نمی جیسی، دل میں ایک سسکی کی صورت باقی رہ جانے والی۔۔۔۔حاذق کو تنہا ملنے والی آج اپنے پیچھے کتنے سوگوار چھوڑ گئی تھی۔۔۔اس کی تدفین پر ہر آنکھ اشکبار تھی۔۔۔

حاذق تو جیسے ایکدم بکھر گیا تھا۔۔۔زینب کے ساتھ گزارے لمحے کسی فلم کی مانند آنکھوں کے سامنے چلتے رہتے تھے۔۔۔اس نے اسے درحقیقت زندگی جینا سکھایا تھا۔۔اسے رشتے نبھانے سکھائے تھے۔۔۔۔وہ اس کی زندگی کا جزو لازم بن گئی تھی۔۔۔اور آج گئی تھی تو گویا اپنے ساتھ اس کا ایک حصہ لے گئی تھی۔۔وہ خود کو بہت ٹوٹا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔۔عسیل

نے دونوں بچے بہت خوش اسلوبی سے سنبھال لئے تھے۔۔اس کے لئے وہ اس کا ممنون تھا۔۔ورنہ شاید وہ یہ ذمہ داری اٹھانے کی حالت میں بالکل نہیں تھا۔۔۔

رات کافی گہری ہو رہی تھی۔۔گھر پر ایک بوجھل سی خاموشی اتری ہوئی تھی۔۔در و دیوار میں بھی وحشت سی اتری محسوس ہوتی تھی۔۔۔یوں جیسے وہ بھی زینب کے جانے کے غم میں نوحہ کناں ہوں۔۔۔۔اس کی تدفین ہوئے ایک دن گزر چکا تھا۔۔لیکن حاذق اب بھی بے یقین تھا کہ اسے منوں مٹی تلے دبا آیا ہے۔۔۔اس وقت بھی وہ کافی دیر سے زینب سے زیر استعمال کمرے میں کھڑا تھا۔۔آنکھیں ایکدم ویران محسوس ہوتی تھیں۔۔۔کمرہ بھائیں بھائیں کرتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔دھیمے دھیمے چلتا وہ الماری تک گیا۔۔۔بھاری دل سے اندر ڈرار میں رکھی ڈائری نکالی۔۔۔۔آنکھوں کے گوشے ایک بار پھر نم پڑے تھے۔۔۔۔چند دن پرانا منظر ذہن کے پردے پر چھم سے اترا تھا۔۔۔

وہ آفس سے واپس آیا تو سیدھا زینب کی خیریت لینے کمرے میں چلا آیا۔۔وہ بیڈ پر سامنے ڈائری پھیلائے بیٹھی تھی۔۔حاذق کو دیکھ کر نگاہیں اٹھائیں۔۔ایک گہرا سانس بھرتے ڈائری سے صفحہ پھاڑتی اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔

"کیسی ہو؟"وہ وہیں بیڈ پر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔زینب کو مسکراتا دیکھ کر اسے اچھا لگا تھا۔۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔آپ کے لئے ایک امانت چھوڑ کر جا رہی ہوں۔۔۔"کاغذ کو تہہ لگاتے اس نے ایک گہری نظر حاذق پر ڈالی۔

"مطلب؟کہاں جا رہی ہو تم؟؟"وہ کچھ الجھن کا شکار ہوا۔۔۔

"جہاں ایک دن سب نے جانا ہوتا ہے۔۔۔"کاغذ اس کی طرف بڑھاتے وہ دھیما سا مسکرائی۔۔حاذق کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔۔

"زینب تم نے اب مجھ سے ایسے بات کی تو یقین کرو۔۔میں تم سے بات کرنا چھوڑ دوں گا۔۔۔"وہ ناراض ہوتا بیڈ چھوڑ کر کھڑا ہوا۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"حاذق یہ خط عسیل کے لئے ہے۔۔۔مجھے پتہ ہے میں زیادہ عرصہ نہیں جیوں گی۔۔۔"
اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نظر آئے تھے۔۔حاذق نے تڑپ کر آگے بڑھتے اسے خود سے لگایا۔۔۔

"زینب۔۔مت کرو مجھ پر اتنا ظلم۔۔۔کیوں مجھے تکلیف دیتی ہو۔۔"اسے خود میں بھینچتے وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔۔اس کا بس چلتا تو اپنی سانسیں زینب کے نام کر دیتا۔۔لیکن انسان یہاں آکر بے بس ہو جاتا ہے۔۔۔

"حاذق۔۔۔۔جب مجھے دفنا کر آیئے گا تو یہ خط عسیل کو دے دیجئیے گا۔۔۔۔یہ میری آپ کے پاس امانت ہے۔۔۔"اس نے حاذق کو خود سے الگ کرتے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔ ہاتھ میں تھاما خط ڈائری میں رکھا اور ایک بے بس سانس بوجھل کی۔۔۔۔

"زینب۔۔۔اللہ تمہیں میری بھی زندگی۔۔۔۔"زینب نے بے ساختہ ہی اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

"اللہ نہ کرے حاذق۔۔آپ کو ابھی بہت لمبا جینا ہے۔۔ان شاءاللہ۔۔عسیل کے لئے۔۔ اپنے بچوں کے لئے۔۔۔اپنے ماں، باپ کے لئے۔۔۔سب کا بہت خیال رکھیے گا۔۔۔"اس

نے پہلی بار آگے بڑھ کر اسے خود سے گلے لگایا۔۔یوں جیسے وہ جانتی ہو کہ اس کے پاس مہلت کم ہے۔۔۔ کتنی دیر وہ اسے گلے لگائے محسوس کئے گئی۔۔حاذق کی آنکھیں برسنے لگی تھیں۔۔۔

"زینب۔۔۔مت کرو ایسی باتیں۔۔"اسے خود میں بھینچے وہ بے بسی سے بولا۔۔۔زینب نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔وہ جیسے اس کی خوشبو اپنے اندر اتارنا چاہتی تھی۔۔اسے پوری طرح محسوس کرنا چاہتی تھی۔۔۔جانے سے پہلے آخری بار اس کے مضبوط حصار میں خود کو محفوظ تصور کرنا چاہتی تھی۔۔۔کپکپاتے ہاتھوں سے ڈائری کھولتے حاذق کی آنکھیں ایک بار پھر برسی تھیں۔۔اندر خط جوں کا توں موجود تھا۔۔۔اسے نکال کر جیب میں ڈالتے وہ تیزی سے کمرہ چھوڑتا کمرہ نکل گیا۔۔۔کہ زینب کے بنا یہ جگہ ویران اور وحشت زدہ سی محسوس ہوتی تھی۔۔۔

جس وقت حاذق کمرے میں داخل ہوا۔۔عسیل ٹہلتے ہوئے احمد کو سلا رہی تھی۔۔فاطمہ سامنے بیڈ پر گہری نیند میں ڈوبی تھی۔۔حاذق کو دیکھ کر وہ ٹھٹھکی۔۔۔۔اس کی آنکھیں

شدت گریہ سے سرخ پڑ رہی تھیں۔۔بال الجھے تھے اور حلیہ بے ترتیب سا۔۔اس نے کبھی حاذق کو ایسے بے حال نہیں دیکھا تھا۔۔احمد کو کاٹ میں لٹاتی وہ اس کے نزدیک آئی جو ایک کنارے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔سر دونوں ہاتھوں میں گرایا ہوا تھا۔۔۔

"حاذق۔۔"اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی وہ نرمی سے گویا ہوئی۔۔اسے اچھے سے اس کی ذہنی حالت کا اندازہ تھا۔۔خود وہ بھی اندر سے بہت مضطرب اور بے چین تھی۔۔لیکن کسی حد تک بچوں کی ذمہ داری نے اس کا ذہن بٹا دیا تھا۔۔۔

"زینب کے لئے دعا کریں۔۔"وہ دھیمے سے بولی۔۔۔حاذق نے نگاہیں اٹھائیں۔۔ان میں بے بسی اور کرب جھلک رہا تھا۔۔۔

"عسیل۔۔۔۔مجھے صبر نہیں آ رہا۔۔۔"وہ اس کے گلے لگتے رو پڑا تھا۔۔ضبط کی انتہا ہو چکی تھی۔۔اور شاید عسیل سے بہتر اس کا دکھ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔۔۔

"آ جائے گا۔۔اللہ دے دیتا ہے صبر۔۔۔"اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی وہ نرمی سے بولی۔۔اس کی اپنی آنکھیں بھی اس پل نم ہو چلی تھیں۔۔حاذق کچھ دیر خاموشی سے اس سے لگ کر بیٹھا رہا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ لو۔۔۔زینب نے یہ خط مجھے چند دن پہلے دیا تھا۔۔۔"کچھ دیر بعد گیلی سانس اندر کھینچتے اس نے جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکالا۔۔عسیل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔۔

"زینب نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ اس کے مرنے کی صورت میں یہ خط صرف تم ہی کھولو گی۔۔"ایک بار پھر اس کی آواز بھیگی تھی۔۔عسیل نے کانپتے ہاتھ آگے بڑھا کر کاغذ تھاما۔۔۔حاذق دروازہ دھکیلتا ٹیرس میں چلا گیا۔۔شاید وہ زینب کی وصیت کا احترام کرنا چاہتا تھا۔۔گر وہ عسیل سے تنہائی میں کوئی بات کرنا چاہتی تھی۔۔تو وہ عسیل کو یہ موقع دینا چاہتا تھا۔۔۔حاذق چلا گیا تو عسیل نے دھڑکتے دل سے خط کھولا۔۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

میری پیاری عسیل۔۔۔

امید ہے تم خیریت سے ہو گی۔۔۔۔جس وقت تم یہ خط پڑھ رہی ہو گی۔۔۔میں تم لوگوں کے بیچ نہیں ہوں گی۔۔۔۔مجھے اندازہ ہے میرے پاس بہت کم وقت بچا ہے۔۔۔مگر مجھے بہت خوشی ہے مجھے زندگی میں اتنے پیارے رشتے ملے۔۔۔۔۔میں نے تم سے کہا تھا نا کہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حاذق تمہارے ہیں۔۔۔تو انہیں تمہارے لئے چھوڑے جا رہی ہوں۔۔۔مگر ہاں اس دنیا میں وہ صرف تمہارے ہیں۔۔۔جنت میں ان کے لئے موجود ستر حوروں کے ساتھ ایک میں اور تم بھی ہوں گے۔۔۔میں تم سے پہلے وہاں جا کر ان کا انتظار کروں گی اس لئے میرا پہلا حق ہو گا۔۔۔۔یہ باتیں ہم ابھی طے کر لیتے ہیں تاکہ بعد میں لڑائی نہ ہو۔۔۔" عسیل نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔۔۔اس کی نظروں کے سامنے زینب کا سراپا گھوما تھا۔۔۔وہ یہ جملہ لکھتے ہوئے خود بھی مسکرا رہی ہو گی۔۔۔وہ اچھی طرح جانتی تھی۔۔۔

"تم دونوں ماشاءاللہ ایک دوسرے کے ساتھ بہت جچتے ہو۔اللہ پاک تمہاری جوڑی کو ہمیشہ سلامت رکھے۔۔۔۔آمین۔

میری وجہ سے تم نے اپنی لائف کا ایک فیز بہت ٹینشن میں گزارا۔۔۔ہو سکے تو اس کے لئے مجھے معاف کر دینا اور میری مغفرت کی دعا کرنا۔۔۔وہ سب کچھ نادانستہ طور پر ہوا تھا۔۔ حاذق کو دل سے معاف کر دینا۔۔وہ بے وفا نہیں ہیں۔۔۔بس بہت نرم دل انسان ہیں۔۔۔" وہ آج ایک بار پھر اس کے سامنے حاذق کا مقدمہ لڑ رہی تھی۔۔۔عسیل کی آنکھیں جھلملانے لگی تھیں۔۔۔

"کہتے ہیں مرنے والے کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔۔۔میں آج کل صرف تمہاری اور حاذق کی اولاد کی دل سے دعا مانگتی ہوں۔۔۔مجھے اللہ پاک کی ذات پر پورا بھروسہ ہے وہ تمہیں اس نعمت سے نوازے گا۔۔۔ان شاءاللہ۔۔۔مجھے ہمیشہ سے بہت سارے بچوں کی چاہت رہی تھی۔۔لیکن اللہ نے مجھے اتنی مہلت نہیں دی۔۔۔دعا ہے کہ تمہارے آنگن میں یہ قلقاریاں گونجتی رہیں۔۔۔"عسیل کی آنکھیں اب برسنا شروع ہو چکی تھیں۔۔۔زینب ان کے درمیان نہ ہو کر بھی ان سب کے لئے فکر مند تھی۔۔۔

"میں یہ سوچ کر بہت سکون سے مروں گی کہ اپنا بہت ہی قیمتی اثاثہ بہت ہی محفوظ ہاتھوں میں دے کر جا رہی ہوں۔۔۔انہیں میری نہیں اپنی اولاد سمجھ کر پالنا۔۔۔ان پر تمہارا حق مجھ سے زیادہ ہو گا۔۔۔کیوں کہ پیدا کرنے والی ماں سے پالنے والی ماں کا حق زیادہ ہوتا ہے۔۔۔اس خط کو پڑھنے کے بعد تمہاری مجھ سے ملاقات اگلے جہاں میں ہی ہو گی۔۔۔۔

تب تک کے لئے اللہ حافظ۔

حاذق اور اپنے بچوں کے ساتھ ہمیشہ سکھی اور آباد رہو۔

تمہارے لئے ہر وقت دعا گو۔۔۔۔

زینب نور۔۔۔۔۔۔"

خط ختم ہوتے ہوتے عسیل کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔۔۔آخر کا خط اس نے دھندلی آنکھوں سے پڑھا تھا۔۔۔اس کے آنسوؤں کی وجہ سے جگہ جگہ سے الفاظ مٹ گئے تھے۔۔۔۔خط موڑ کر وہ اس کو سینے سے لگائے سسکتی رہی۔۔۔کتنی ہی دیر وہ زینب کی یادوں میں کھوئی رہی تھی۔

"اور اگر میں کہوں کہ وہ کل بھی تمہارے تھے۔۔۔۔آج بھی تمہارے ہیں اور کل بھی تمہارے ہی رہیں گے تو تم کیا کہو گی؟"اس کی یادداشت میں ایک اور جملہ مسکراتے ہوئے لبوں سے ادا ہوا تھا۔۔۔عسیل نے ایک بار پھر ہچکی لی تھی۔۔۔۔زینب نور۔۔۔کیا تھی وہ عورت۔۔۔جب تک زندہ تھی۔۔کسی کو رونے نہیں دیتی تھی۔۔۔اور اب مر گئی تھی تو سب کو رلا گئی تھی۔۔۔۔۔عسیل گھٹنوں پر سر رکھے روتی گئی۔۔۔اس کی سوچوں کا حصار احمد کے رونے کی آواز سے ٹوٹا۔۔۔وہ بھاگ کر اس کے پاس گئی۔۔۔اسے اٹھا کر وہ دیوانہ وار پیار کرنے لگی۔۔۔۔یہ اس کی زینب کا اسے تحفہ تھا۔۔۔۔انمول تحفہ۔۔۔۔۔

وہ واقعی نور تھی۔۔۔سب کی زندگیوں کو منور کر کے چلی گئی تھی۔۔۔احمد اس کی آغوش میں آ کر خاموش ہو گیا تھا۔۔۔عسیل نے پیار سے اس ننھے وجود کو دیکھا اور بانہوں میں بھینچے بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

رخصت ہوا تو بات مری مان کر گیا

جو اُس کے پاس تھا وہ مجھے دان کر گیا

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا(خالد شریف)

آج زینب کا سوئم تھا۔۔عسیل نے گھر میں قرآن خوانی کے ساتھ ایک درس کا بھی انتظام کروایا تھا۔۔۔اس وقت بلائی گئی معلمہ اپنا درس شروع کر چکی تھیں۔۔۔۔لاؤنج میں خواتین خاموشی سے بیٹھی تھیں۔۔فضا میں ہلکی ہلکی خوشبو بسی ہوئی تھی۔۔۔جو شاید جلتے ہوئے عود کی تھی یا تازہ گلاب کی پتیاں جو پانی میں بھگو کر کونے میں رکھی گئی تھیں۔پردے ہلکی ہوا سے

جنبش کر رہے تھے۔۔۔اور باہر سہ پہر کا سورج زینب کے سوئم کے سوگ میں شاید کچھ مدھم لگ رہا تھا۔۔معلمہ کی پر سوز آواز فضا میں گونج رہی تھی۔۔۔

"جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ :

"ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔۔۔۔پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔(صحیح بخاری ۱۳۱۹)

مطلب یہ ہوا کہ جب پیدا ہوتا ہے تو فطرتاً وہ مسلمان ہی ہوتا ہے۔۔۔۔اور جب تک وہ بالغ نہیں ہو جائے۔۔۔اس پر کسی شرعی احکام کی پابندی نہں ہوتی۔۔۔۔ہاں بلوغت کے بعد اب وہ اپنی عقلِ سلیم استعمال کرتے ہوئے کس دین کو چنتا ہے؟ کون سی راہ اختیار کرتا ہے۔۔۔یہ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور اسی پر اس کا حساب کتاب ہو گا۔۔۔۔اور یہ حساب کتاب انسان کے مرنے کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے۔۔۔۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ حساب کتاب انسان کے جسم سے ہو گا یا روح سے؟"سوال کر کے انہوں نے توقف کیا۔۔نگاہ حاضرین ہر دوڑائیں۔۔جن کے چہروں پر سوالیہ نشان بکھرے تھے۔۔سب کی آنکھوں میں الجھن ٹھہری ہوئی تھی۔۔معلمہ دوبارہ بولنا شروع ہوئیں۔۔

"دراصل جب انسان مرتا ہے۔۔۔تو اس کی روح فرشتوں کے قبضے میں ہوتی ہے۔۔۔۔اور غسل، کفن، لوگوں کا رونا دھونا سب دیکھ رہی ہوتی ہے۔۔۔۔ مگر انسان کو دفناتے ہی روح واپس انسان کے اندر داخل کر دی جاتی ہے۔۔۔۔۔جہاں اس سے سوال جواب ہوتے ہیں۔۔۔۔انسان کو مرنے کے بعد جو بھی راحت یا تکلیف پہنچے گی اس کا احساس روح کو بھی ہو گا۔۔۔۔ کیوں کہ انسان جو بھی عمل کرتا ہے اس میں جسم اور روح دونوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔۔۔اور روح سے تو اللہ پاک نے عالمِ ارواح میں ہی توحید اور اُلوہیت کا عہد لیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانے گی۔۔۔۔اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لائے گی اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گی۔۔۔۔اسی کو "عہدِ الست" بھی کہتے ہیں۔

یہ عہد اللہ پاک نے مقامِ عرفات پر تمام انسانوں سے لیا تھا۔ جس وقت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان تمام انسانوں کی روحوں کو نکالا گیا جو قیامت تک دنیا میں پیدا ہونے والے تھے۔۔۔اور اُنہیں روحوں کی شکل دے کر آدم علیہ السلام کے سامنے لایا گیا۔۔۔۔پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے سامنے اُن سب انسانی روحوں سے خطاب کیا اور فرمایا:

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے سر تسلیم خم کیا اور جواب دیا:

ہاں۔۔ باری تعالیٰ تو ہی ہمارا رب ہے۔۔۔۔۔

یہ عہد پوری نسلِ بنی آدم سے تھا۔۔۔ جب انہوں نے اقرار کر لیا تو حدیث میں آتا ہے کہ ملائکہ نے اس کے اوپر گواہی دی اور تمام فرشتوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے گواہ بنایا۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ پوری زمین و آسمان کو گواہ بنا دیا۔

تاکہ اپنے اپنے وقت پر جب یہ لوگ دنیا میں پیدا ہوں گے۔ تب اللہ پاک کے معبوث ہوئے نبی اور رسول آئیں گے اور انہیں توحید کی دعوت دیں گے۔۔۔۔ مگر اکثر لوگ منکر ہو جائی گے۔۔۔۔ کئی ایمان نہیں لائیں گے اور کئی روحیں اپنا اقرار بھول جائیں گی۔۔۔۔ کافی لوگ شرک کریں گے۔ انبیاء کو تسلیم نہیں کریں گے۔۔۔۔ اُن کی دعوت قبول نہیں کریں گے۔۔۔۔ مگر روزِ قیامت وہ اِس بات سے منکر ہوں گے تو اُن کے انکار کے عذر کو قبول نہ کرنے کے لئے یہ گواہی دلوائی تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں اس کا پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔۔"

ماحول میں ٹھہری خاموشی کو اچانک ہی احمد کے رونے کی آواز نے توڑا۔۔۔ سب کی نظریں بے ساختہ ہی اس جانب اٹھی تھیں۔۔۔ عسیل نے جلدی سے احمد کو کاٹ سے نکال کر گود میں اٹھایا۔۔۔ وہ اسے ہلکے سے جھلا کر چپ کرانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ مگر اس کا رونا

تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔درس دینے والی معلمہ کی آواز اب بھی پُر سوز لہجے میں جاری تھی۔۔۔مگر حاضرین کی توجہ کا مرکز کچھ لمحوں کے لئے احمد بن گیا تھا۔۔۔

"دلشاد اس کا فیڈر لاؤ۔۔۔" وہ لاؤنج سے نکل کر کچن کی طرف چلی آئی۔۔۔پیچھے سے معلمہ کی آواز ہنوز آ رہی تھی۔۔

"اسی لئے جب انسان مرے گا تو خالی جسم کو عذاب یا ثواب نہیں ہو گا۔۔۔بلکہ اس روح سے بھی ہو گا۔۔۔جو عہد کر کے دنیا میں آئی تھی۔۔۔

جب انسان کی موت کا وقت آتا ہے۔۔تو نیک روحوں کے پاس روشن چہروں والے فرشتے آتے ہیں۔۔جن کی پاس جنت سے لایا خوشبودار کفن ہوتا ہے۔۔۔پھر ملک الموت آتے ہیں اور فرماتے ہیں۔۔

"اے پاکیزہ روح اپنے رب کی مغفرت اور اس کی رضا کی طرف چل۔۔۔پھر یہ روح جسم سے ایسی نکلتی ہے جیسے مکھن سے بال۔۔۔اس روح کو ملک الموت اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جوں ہی ملک الموت روح قبض کرتے ہیں۔۔فرشتے پلک جھپکنے سے پہلے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔۔۔اور ساتھ لائے کفن میں رکھ لیتے ہیں۔۔۔دنیا کے کفن کی طرح انسان کی روح کے لئے بھی کفن آسمان سے آتا ہے۔۔۔

ارشاد باری تعالٰی ہے۔۔۔۔ہمارے فرشتے اس کی جان لے لیتے ہیں اور ذرہ برابر بھی کوتاہی نہیں کرتے ﴿سورہ الانعام آیت 61﴾

اس پاکیزہ روح سے روئے زمین پر موجود مشک کی سب سے بہترین خوشبو پھوٹتی ہے۔۔۔ فرشتے اس روح کو لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں۔۔فرشتوں کی جس جماعت سے ان کا گزر ہوتا ہے۔۔وہ کہتے ہیں۔۔اس قدر پاکیزہ روح کس کی ہے۔۔۔ساتھ لے جانے والے فرشتے جواب میں بہترین نام اور ولدیت بتاتے ہیں۔۔۔جس سے اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا۔۔۔"عسیل احمد کو لئے دوبارہ لاؤنج میں آگئی۔۔فیڈر ملتے ہی وہ چپ ہو گیا تھا۔۔۔وہ دوبارہ انہماک سے انہیں سننے لگی۔۔۔

"یہ فرشتے اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں۔۔۔آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔۔دروازہ فوراً کھول دیا جاتا ہے۔۔ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ہمراہ اگلے آسمان تک جاتے ہیں۔۔یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک رسائی ہو جاتی ہے۔۔۔۔

اس وقت حکم الٰہی ہوتا ہے۔۔۔۔

"میرے بندے کے نامہ اعمال کو علیین (جنت میں ایک بالا مقام) میں لکھ دو۔۔۔

علیین کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بے شک نیکوکاروں کے اعمال نامے علیین میں ہیں۔۔۔

اور تجھے کیا پتہ علیین کیا ہے؟

وہ تو لکھی ہوئی کتاب ہے۔۔۔۔

مقرب فرشتے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔۔۔۔

یقیناً نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے۔۔۔(سورہ المطففین ۱۸۔۲۲)

اس کے اعمال نامہ کا اندراج علیین میں کر دیا جاتا ہے۔۔۔پھر ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس روح کو زمین پر واپس کر دو۔۔۔اس لئے کہ ہمارا ان سے وعدہ ہے کہ ہم نے انہیں اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم انہیں لوٹائیں گے۔۔پھر اسی سے ہم انہیں دوبارہ نکالیں گے۔"

روح قبر میں موجود جسم کے اندر واپس کر دی جاتی ہے۔۔تدفین کے بعد جب لوگ واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے۔۔۔پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔۔۔ جنہیں کتابوں میں منکر، نکیر کہا جاتا ہے۔۔

"وہ سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟

مومن بندہ جواب دیتا ہے۔۔۔میرا رب اللہ ہے۔۔پھر سوال کرتے ہیں۔۔۔تیرا دین کیا ہے؟

وہ جواب دیتا ہے۔۔۔میرا دین اسلام ہے۔۔۔پھر اس سے وہ دونوں فرشتے سوال کرتے ہیں۔۔۔اس بندے (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں دنیا کے اندر تم کیا کہا کرتے تھے؟(یعنی تمہارا عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ جواب دیتا ہے۔۔۔وہ اللہ کے رسول ہیں۔۔۔۔فرشتے اس سے کہتے ہیں۔۔ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے قرآن مجید کو پڑھا۔۔۔اس پر ایمان لایا۔۔۔اس کی تصدیق کی۔۔۔۔

اس وقت اسمان سے ندا آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بستر لگا دو۔۔۔۔اسے جنت کا لباس پہنا دو۔۔۔۔اور اس کے لئے ﴿قبر میں﴾ جنت کا ایک دروازہ کھول دو۔۔۔۔نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔۔

دروازہ کھلتے ہی جنت کی خوشبو اور اس کی تروتازہ ہوائیں اس کے پاس آنے لگتی ہیں۔۔۔اس کی قبر تاحد نظر کشادہ ہو جاتی ہے۔۔۔۔

جب وہ جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھے گا تو کہے گا۔۔۔

"اے رب قیامت جلدی قائم کر تاکہ میں اپنے اہل و عیال اور مال و متاع سے جا ملوں۔۔۔۔

اس سے کہا جائے گا۔۔۔ابھی ٹھہر و جا کے آرام کرو ﴿تا آنکہ قیامت قائم ہو جائے﴾۔۔۔"

یہ مومن روح کا عالم برزخ کا سفر ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اللہ پاک ہم سب کو ایسا ہی سفر نصیب فرمائے۔۔۔آمین۔۔۔"معلمہ نے دعا کر کے ہاتھ منہ پر پھیرے تھے۔۔۔

احمد کو گود میں تھپکتے عسیل سوچ رہی تھی ان شاءاللہ زینب کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا ہو گا۔۔۔وہ بھی تو ایک نیک روح تھی۔۔۔جو اپنا عہدِ الست نہیں بھولی تھی۔۔۔آنسو ٹپک کر اس کے دوپٹے میں جذب ہوا۔۔۔معلمہ بھی دوبارہ بولنا شروع ہو گئی تھیں۔۔۔

"جب منافق یا کافر کے دنیا چھوڑ کر آخرت کی طرف جانے کا وقت ہوتا ہے۔۔۔تو اس کے پاس آسمان سے سخت گیر کلام سیاہ فام فرشتے آتے ہیں۔۔۔ان کے ہمراہ جہنم کا ٹاٹ ہوتا ہے۔۔۔پھر ملک الموت آتے ہیں اور کافر کے سرہانے بیٹھ کر کہتے ہیں۔۔۔

"اے ناپاک خبیث روح۔۔اللہ کی ناراضگی اور اس کے غضب کی طرف چل۔۔۔"یہ سن کر روح جسم میں ادھر ادھر بھاگتی ہے۔۔۔جسے ملک الموت اس طرح کھینچتے ہیں۔۔۔جس طرح خاردار جھاڑی پر کپڑا کھینچا جاتا ہے۔۔۔

قرآن پاک میں اللہ پاک فرماتا ہے:

"اور اگر تو دیکھے جس وقت فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں۔۔۔ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں،اور (کہتے ہیں) جلنے کا عذاب چکھو۔"(سورہ الانفال ۵۰)

اس وقت آسمان وزمین کے درمیان اور آسمان پر موجود تمام فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔۔۔آسمان کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔۔۔تمام دروازوں پر حاضر ملائکہ اپنی طرف سے اس روح کے اوپر نہ چڑھانے کی اللہ سے دعا کرتے ہیں۔۔۔ملک الموت جیسے ہی روح قبض کرتے ہیں۔ساتھ آئے فرشتے پلک جھپکنے سے پہلے اسے لے لیتے ہیں۔۔۔اور ساتھ لائے ہوئے ٹاٹ میں اسے لپیٹ لیتے ہیں۔۔۔روئے زمین پر موجود سب سے بدترین متعفن لاش کی اس سے بدبو نکلتی ہے۔۔۔پھر وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔۔۔فرشتوں کے جس گروہ سے ان کا گزر ہوتا ہے۔۔وہ سب یہی کہتے ہیں اس قدر بری روح کس کی ہے؟جواب میں بد سے بدتر نام اور ولدیت بتاتے ہیں جس سے دنیا میں اسے پکارا جاتا تھا۔۔۔یہاں تک کہ اس روح کو لے کر آسمان دنیا پر پہنچ جاتے ہیں۔۔۔آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن وہ نہیں کھولے جاتے۔

اس وقت ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔۔۔اس بندے کا نامہ اعمال زمین کی نچلی تہہ میں موجود سجین میں لکھ دو۔۔۔اس کی روح کو زمین پر واپس کر دو کیونکہ میرا ان سے وعدہ ہے کہ میں نے انہیں اسی زمین سے پیدا کیا اسی میں انہیں واپس کریں گے۔۔۔۔اور دوبارہ اسی سے ہم انہیں نکالیں گے۔۔۔۔پھر اس کی روح زمین پر جھٹک کر پھینک دی جاتی ہے۔۔

اب اس کی روح قبر کے اندر اس کے جسم میں واپس کر دی جاتی ہے۔۔۔۔تدفین کے بعد واپس ہونے والوں کے جوتوں کی وہ چاپ سنتا ہے۔۔۔۔پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔۔۔۔جو اسے ڈانٹتے ہیں اور بٹھاتے ہیں۔۔۔اور اس سے سوال کرتے ہیں۔۔۔۔"تیرا رب کون ہے؟"

وہ جواب میں کہتا ہے۔۔"ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔۔۔"پھر وہ سوال کرتے ہیں۔۔

"تیرا دین کیا ہے؟"

وہ جواب دیتا ہے۔۔"ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔۔۔"پھر فرشتے سوال کرتے ہیں۔۔۔

"تمہارا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جنہیں تمہارے درمیان مبعوث کیا گیا تھا؟"تو وہ نبی آخری الزماں حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام نہیں بتا سکے گا۔۔۔۔

پھر آسمان سے آواز آئے گی۔۔۔اس نے جھوٹ کہا اس کے لئے جہنم کا بستر بچھا دو۔۔۔
اور اس کے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو۔۔۔دروازہ کھلتے ہی جہنم کی گرمی اور زہریلی ہوائیں قبر میں آنے لگتی ہیں اور اس کی قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں آپس میں جڑ جاتی ہیں۔۔۔

پھر اس پر ایک فرشتہ مسلط کر دیا جاتا ہے۔۔۔اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گھن ہوتا ہے۔۔۔جس سے اگر کسی پہاڑی پر مار دیا جائے۔۔۔تو وہ مٹی ہو جائے گا۔۔۔فرشتہ اسے مارتا ہے۔۔۔جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے۔۔۔پھر اللہ تعالیٰ اسے پہلے کی حالت میں لوٹا دیتا ہے۔۔۔فرشتہ دوبارہ اسے مارتا ہے۔۔۔شدت کرب سے وہ ایسی چیخ مارتا ہے۔۔۔
جسے انسانوں اور جناتوں کو چھوڑ کر دنیا کی ہر مخلوق سنتی ہے۔۔۔پھر اس کی قبر میں جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔۔۔اور جہنم کا بستر بچھا دیا جاتا ہے اس وقت مردہ کہتا ہے۔۔۔
"اے رب قیامت نہ قائم کر۔۔۔"مگر انہیں تا قیامت اس میں رہنا ہو گا۔۔۔

"اللہ پاک ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔۔۔ہماری آخری منزل کو آسان بنائے۔۔۔
ہمیں قبر کے عذاب سے بچائے۔۔۔آمین ثم آمین۔"

معلمہ روتے ہوئے دعا مانگ رہی تھیں۔۔۔ہر آنکھ اشکبار ہو کر اللہ پاک سے اپنے خاتمہ بالخیر کی دعا کر رہی تھی۔۔۔لیکن ایمان پر خاتمہ اس کا ہوتا ہے جس نے زندگی ایمان پر گزاری ہوتی ہے۔۔

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے

طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

جب سے بنی ہے یہ دنیا، لاکھوں کروڑوں آئے

باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے

اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

آنکھوں سے تو نے اپنے کتنے جنازے دیکھے

ہاتھوں سے اپنے تو نے دفنائے کتنے مردے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انجام سے تو اپنے اتنا بے خبر کیوں ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

یہ اونچے اونچے محل کچھ کام کے نہیں ہیں

یہ عالی شان بنگلے کچھ کام کے نہیں ہیں

دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

مخمل پہ سونے والے مٹی پہ سو رہے ہیں

شاہ گدا یہاں پہ سب ایک ہو رہے ہیں

دونوں ہوئے برابر یہ موت کا اثر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

مٹی کے پتلے تو نے مٹی میں ہے سمانا

اک دن یہاں تو آیا اک دن یہاں سے جانا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رہنا نہیں جہاں پر جاری تیرا سفر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

اے فانی عرفاں! اپنے مولا سے دل لگا لے

کر لے رب کو راضی، کچھ نیکیاں کما لے

ساماں تیرا یہی ہے تو صاحب سفر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے۔

وقت سب سے بڑا مرہم ہے۔۔۔وہ انسان کو دکھوں کے ساتھ جینا، ہنسنا، بولنا سب سکھا دیتا ہے۔اگر انسان پر اللہ کا یہ کرم نہ ہوتا تو شاید اپنے پیاروں کی موت کے ساتھ ہی ہر شخص ایک زندہ لاش بن کر رہ جاتا۔۔باقی احسانوں کی طرح اس کا ہم پر یہ احسان بھی ہے کہ وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہمیں صبر جمیل عطا کر دیتا ہے۔۔۔جس سے ہم اپنے معمولاتِ زندگی میں واپس آ جاتے ہیں۔۔۔۔

آج زینب کے انتقال کو ایک مہینہ ہونے کو آ رہا تھا۔۔۔شرجیل کینیڈا سے واپس آ گیا تھا۔۔۔۔

آج منال اور شرجیل کا نکاح تھا۔۔۔جو انتہائی سادہ سی تقریب میں ادا ہونا تھا۔۔۔تقریب کا اہتمام گھر کے اندر ہی کیا گیا تھا۔۔۔۔

منال وائٹ نیٹ کی بھاری فراک اور سلک کے چوڑی دار کے ساتھ لال شفون کے کام دار دوپٹے کا گھونگٹ نکالے بیٹھی تھی۔۔۔۔وہ زندگی میں پہلی بار اتنا تیار ہوئی تھی۔۔۔۔اس لئے اس پر روپ بھی خوب جم کر آیا تھا۔

ابھی نکاح شروع ہونے میں تھوڑا وقت تھا۔۔۔عفان صاحب کی فیملی شارق صاحب کے پورشن میں موجود تھی۔۔۔۔سادگی کے باوجود گھر میں بہت رونق تھی۔۔۔۔ہر شخص کے چہرے پر ایک اطمینان اور سکون تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"فاطمہ۔۔۔ مما بھائی کو لیں گی نا۔۔آپ میرے پاس آجاؤ۔۔" حاذق نے فاطمہ کو پچکارتے ہوئے کہا۔۔۔ مگر وہ بضد تھی کہ اسے عسیل کی گود میں ہی بیٹھنا ہے۔۔۔۔

"حاذق آپ احمد کا کیری کاٹ کسی کو بھیج کر منگوالیں۔میں اپنی بیٹی کو گود میں لوں گی۔۔۔" عسیل نے احمد کو حاذق کی گود میں پکڑاتے ہوئے فاطمہ کے پھولے ناراض گالوں کو کھینچا۔۔ فاطمہ کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ عود آئی تھی۔۔وہ لپک کر اس کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گئی۔۔۔

دونوں ماں بیٹی کے اس والہانہ پیار پر حاذق کے چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا عسیل کی وجہ سے فاطمہ بہت جلدی سنبھل گئی تھی۔۔۔ورنہ شاید اس کے لئے یہ سب بہت مشکل ہو جاتا۔۔۔

جب ہی مولوی صاحب کے آنے کی اطلاع ملی۔۔۔۔ عسیل فاطمہ کو سنبھالے فوراً منال کے پاس اندر چلی گئی۔۔۔۔ جبکہ حاذق احمد کو بینا خالہ کو پکڑاتا مردانے کی طرف مڑ گیا۔۔۔۔

---

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمرے میں پر سکون سی خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی عسیل اور حاذق نکاح سے واپس آئے تھے۔۔۔دونوں بچے وہاں پر ہی بے خبر سو گئے تھے۔۔حاذق ڈریسنگ روم میں کپڑے تبدیل کر رہا تھا جبکہ عسیل آئینے کے سامنے کھڑی اپنا میک اپ صاف کر رہی تھی۔۔۔وہ بہت آہستگی سے ہر چیز اٹھا رہی تھی کہ بچوں کی نیند میں خلل نہ پڑے۔۔۔

"یار۔۔میں تو بہت۔۔"تب ہی پیچھے سے حاذق کی آواز آئی۔۔

"شششش!"عسیل تیزی سے پلٹی تھی۔۔ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے بیچ میں ہی حاذق کو خاموش کروایا۔۔۔حاذق نے بھی زبان دانتوں تلے دبائی۔۔مسکراتے ہوئے وہ اس کے نزدیک چلا آیا۔۔۔

"آئی لو یو عسیل۔۔۔"اسے کندھوں سے تھامے وہ آنکھوں میں جھانکتے گویا ہوا۔۔۔عسیل کا منہ پر کلینزر ملتا ہاتھ تھما تھا۔۔آج کتنے دنوں بعد وہ اسے یوں پر سکون سا دیکھ رہی تھی۔۔

"تم نہ ہوتیں تو شاید میں، بچے۔۔۔"ایک نظر بچوں پر ڈالتے اس نے لب بھینچے۔۔۔کچھ دیر وہ گردن جھکائے کھڑا رہا۔۔۔

"تمہارے بنا میں نہیں سنبھل سکتا تھا۔۔۔"چند لمحوں بعد اس نے نگاہیں اٹھائیں تو وہ نم تھیں۔۔اس کے ماتھے پر پیار کرتے وہ دھیمے سے مسکرایا۔۔۔عسیل کی بھی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔وہ بنا کچھ بولے گردن جھکا گئی۔۔۔

"پتہ ہے مجھے لگتا ہے میں نے زندگی میں کوئی بہت بڑی نیکی کی تھی۔۔۔مجھے دنیا میں ہی نیک عورتیں عطا کر دی گئیں۔۔۔"نم آنکھوں سے بولتا وہ ہولے سے ہنسا۔۔پیچھے فاطمہ کسمسائی تھی۔۔۔عسیل اس کے پاس جانے کے لئے بے چین ہوئی۔۔

"مجھے آج بول لینے دو۔۔"اس کا ہاتھ تھامتے اس نے عسیل کے بڑھتے قدم روکے۔۔۔وہ حیران ہوتی پلٹی۔۔۔فاطمہ دوبارہ گہری نیند میں چلی گئی۔۔۔

"مجھے میری زیادتیوں کے لئے معاف کر دو۔۔۔مجھے اندازہ ہے تم نے اپنی محبت میں مجھے نہیں چھوڑا تھا۔۔لیکن تمہارے دل میں کہیں یہ بات اب بھی موجود ہے کہ میں نے تمہیں دھوکا دیا۔۔۔"وہ لب کاٹتے بوجھل لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔

"حاذق اب تو یہ سب باتیں بالکل ہی بے معنی ہیں۔۔جو ہوا وہ نصیب میں لکھا تھا۔۔شاید آپ زینب سے شادی نہ کرتے تو میری گود آج بھی سونی ہوتی۔۔۔"وہ بولی تو آواز نم تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حاذق نے بے یقینی سے گردن اٹھائی۔۔۔اس کے لہجے کا ٹھہراؤ،انداز میں بردباری، معاملہ فہمی۔۔۔وہ کتنی جلدی بدل گئی تھی۔۔

"عسیل یہ بھی تمہاری اعلیٰ ظرفی ہے کہ تم نے ان بچوں کو اپنالیا۔۔۔سوتن کے بچے کون اتنے لاڈ سے پالتا ہے۔۔"آنسوؤں کا گولہ اس کے حلق میں اٹکا تھا۔۔زینب کی شبیہ ایک بار پھر آنکھ کے پردے پر لہرائی تھی۔۔۔

"زینب کو میں نے کبھی سوتن نہیں سمجھا حاذق۔۔یا شاید اس نے مجھے سمجھنے ہی نہیں دیا۔۔۔"وہ اداس سا ہنسی۔۔۔

"یہ بچے میرے پاس زینب کی امانت ہیں۔۔۔میں کوشش کروں گی کہ ان کی پرورش میں کوتاہی نہ ہو۔۔تاکہ روز قیامت میں اس کے سامنے سرخرو ہو سکوں۔۔"ایک نظر معصوم، بے خبر سوئے ننھے فرشتوں کو دیکھتی وہ مسکرائی۔۔

"میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں اتار سکوں گا۔۔تم سے محبت کرنا میرے خون میں شامل ہے۔۔لیکن اب تمہاری عزت کرنا مجھ پر فرض ہو گیا ہے۔۔۔"اسے خود میں بھینچتے وہ ایکدم جذباتی ہوا تھا۔۔۔

"آئی لو یو عسیل۔۔زینب کے نام کا دیا میرے دل میں ٹمٹاتا رہے گا۔۔یہ میرے بس میں نہیں۔۔"اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے وہ سرگوشی میں گویا ہوا۔۔

"لیکن میری اور تمہاری محبت کا گواہ اس گھر کا ہر کونا ہو گا۔۔۔میں تمہارے ساتھ ہمارے ہر اس خواب کو مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔۔۔جنہیں کبھی ہم نے مل کر بنا تھا۔۔"اس کے کندھے پر محبت بھرا لمس چھوڑتا وہ اس سے الگ ہوا۔۔۔

"آئی لو یو ٹو حاذق۔۔"آنکھ سے گرے موتی کو انگلی کی پور سے چنتے وہ دھیما سا مسکرائی۔۔۔تب ہی احمد نے رونے کا شغل شروع کیا۔۔۔

"جاؤ۔۔۔تم چینج کر لو۔۔تھک گئی ہو گی۔۔۔"نرمی سے کہتا وہ خود بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔۔عسیل کے لبوں پر مسکراہٹ امڈی تھی۔۔وہ بہت ہی اناڑی طریقے سے اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"چھوڑ دیں حاذق۔۔۔آپ اتنے بھی پرفیکشنسٹ نہیں کہ ہر ذمہ داری بخوبی نبھا سکیں۔۔"تیزی سے اس کے ہاتھ سے احمد کو لیتے وہ ناراضی سے بولی۔۔جس کی گردن پیچھے کو ڈھلک رہی تھی۔۔حاذق نے ایک گہرا سانس لیتے بالوں میں ہاتھ پھیرے۔۔

"آئی ایم سوری۔۔۔"بیڈ پر لیٹتے وہ مسکرایا۔۔۔احمد کو ٹہلاتے عسیل کے لبوں پر بھی مسکراہٹ امڈی تھی۔۔۔

بیس سال بعد۔۔۔

کمرے میں ہلکی زرد روشنی بکھری ہوئی تھی۔۔جو سائیڈ ٹیبل پر رکھے لیمپ سے نکل کر دیوار پر نرم سائے بنا رہی تھی۔۔۔۔باہر رات گہری ہو چکی تھی اور کھڑکی کے پار درختوں کی سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی۔۔۔جیسے وہ بھی کسی بھید بھری سرگوشی میں مصروف ہوں۔۔۔۔کمرے میں گلاب اور موتیا کی بھینی خوشبو پھیلی تھی۔۔۔شاید ان گجروں سے نکل کر وہ فضا کو معطر کر رہی تھی جو کچھ دیر پہلے تک عسیل کے ہاتھوں میں تھے۔۔۔

سامنے رکھی ڈریسنگ ٹیبل پر چند چمکتی چوڑیاں،ایک سنہری گھڑی اور کچھ انگوٹھیاں رکھی نظر آتی تھیں۔۔۔بستر پر حاذق کروٹ کے بل لیٹا تھا۔۔۔شاید نیند اور جاگنے کے درمیان کہیں۔۔۔۔ایک دو بار وہ عسیل کو آواز دے چکا تھا۔۔وہ جانتی تھی وہ کیوں جاگ رہا تھا۔۔۔اسے اس کے بنا نیند نہیں آتی تھی۔۔۔

"آتی ہوں۔۔۔"اس کے ماتھے پر پیار کرتی وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔۔الماری کے نزدیک جا کر وہ ٹھہری۔۔ایک گہرا سانس بھرتے سیف کا دروازہ کھولا۔۔اندر سے کالے سرورق کی ڈائری باہر نکالتے اس کی آنکھیں جھلملائی تھیں۔۔۔کچھ دیر وہ اسے تھامے کھڑی رہی۔۔۔انگلیوں کا لمس کاغذ کے ان صفحات پر ٹھہرا بہت کچھ محسوس کر رہا تھا۔۔اس میں اس کی زندگی کے بیس سال درج تھے۔۔۔محبت، یادیں، خوشیاں، دکھ، سب کچھ۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ ڈائری پر جھکی کچھ لکھنے میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔

"میری پیاری زینب!!!

آج ہماری بیٹی فاطمہ اپنے گھر کی ہو گئی ہے۔۔۔۔وہ بالکل تمہارا عکس ہے۔۔۔تمہاری ہی پرچھائیں۔۔۔۔میں نے اس کی پرورش ویسی کرنے کی کوشش کی ہے جیسے شاید تم کرتیں۔۔۔سچ کہوں تو، کوئی بھی اسے دیکھ کر پہچان سکتا ہے کہ وہ زینب نور کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج ایک بہت بڑا فرض مکمل ہو گیا۔۔۔۔اور ہمیشہ کی طرح،اس اہم دن کی یہ اہم بات تم سے شیئر کرنے بیٹھی ہوں۔۔۔۔احمد اور محمد (عسیل کا بیٹا،جو زینب کے انتقال کے ڈیڑھ سال بعد ہوا تھا) بہت اداس ہیں۔۔بہنیں تو ہوتی ہی ہیں گھر کی رونق۔۔۔میں احمد کے لئے بھی تمہاری جیسی لڑکی تلاش کروں گی۔۔۔کیونکہ میں سمجھ گئی ہوں کہ جب عورت صراطِ مستقیم پر چلتی ہے۔۔۔تو نسلیں سنور جاتی ہیں۔۔۔۔

زینب۔۔۔تم یہاں سے گئی نہیں ہو۔۔۔اس گھر کے ہر فرد میں تمہاری جھلک ہے۔۔۔۔ تمہاری ہنسی،تمہاری خوشبو،تمہاری عادتیں۔۔۔۔سب کہیں نہ کہیں بسی ہوئی ہیں۔۔۔۔ سچ کہتے ہیں،اچھے لوگ کبھی نہیں مرتے۔۔۔

اچھا۔۔ان شاءاللہ پھر بات ہو گی۔۔۔۔اس وقت رات کے دو بج رہے ہیں۔۔۔ابھی عشاء کی نماز بھی پڑھنی ہے۔۔۔حاذق کافی دیر سے آوازیں دے رہے ہیں مگر انہیں کیا معلوم کہ میں اپنی سب سے پیاری دوست سے باتوں میں گم ہوں۔۔۔میری اور تمہاری ہر کہانی کی گواہ یہ چوتھی ڈائری،جو شاید میرے بعد سب کو ملے گی۔۔۔۔میں ہمیشہ کی طرح پر یقین ہوں کہ تم بہت اچھی جگہ پر ہو گی۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تمہاری عسیل!!!

ایک لمبی سانس بھر کر اس نے ڈائری بند کر کے واپس سیف میں رکھی۔۔۔سامنے لگے قد آدم آئینے میں اپنی پرچھائیں کو دیکھا۔۔۔روشنی کی لکیر اس کے چہرے پر ہلکی سی چمک چھوڑ رہی تھی۔۔جیسے سکون کا ایک ہالہ اس کے گرد پھیل گیا ہو۔۔۔اس نے آہستگی سے اسکارف کی پن کھولی۔۔۔جو وہ شادی میں پہن کر گئی تھی۔۔۔چہرے پر بلا کا اطمینان اور سکون پھیلا تھا۔۔۔وہی اطمینان جو اسے کبھی زینب نور کے چہرے پر دکھتا تھا۔۔۔کیوں کہ دلوں کا سکون اللہ کے ذکر میں ہے اور جو زبانیں ذکر الٰہی کرتی ہیں۔۔۔ان کے چہرے اس کے گواہ ہوتے ہیں۔۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ تمام کاموں سے فارغ ہو کر کمرے میں گئی تو حاذق ہنوز کچی نیند میں تھا۔۔۔

"کہاں رہ گئی تھیں۔۔"اس کا ہاتھ تھامتے وہ نیند میں ڈوبی آواز میں گویا ہوا۔۔عسیل نے بنا جواب دیئے اس کا بازو کھولا اور اس پر اپنا سر ٹکاتے آنکھیں موند لیں۔۔حاذق نے اسے مزید خود میں سمیٹا۔۔۔

کمرے میں گہری خاموشی چھا چکی تھی۔۔ صرف مدھم سانسوں کی تال گونج رہی تھی۔۔ نیند نے آہستہ آہستہ اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی۔۔۔ دونوں آج بہت پر سکون اور گہری نیند سونے والے تھے۔۔۔۔۔

ختم شد۔

پیارے ریڈرز۔۔۔ مجھے معلوم ہے یہ ناول پڑھ کر آپ میں سے بہت سارے لوگوں کا دل ٹوٹا ہو گا۔۔۔ کسی کا ناول کے بیچ میں تو کسی کا آخر میں۔۔۔ مگر ہر کہانی لکھنے کا ایک مقصد ہوتا ہے۔۔۔ آپ نے زندگی میں اکثر مردوں کو کہتے سنا ہو گا کہ ایک سے زائد شادی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ والہٰ وسلم ہے۔۔۔ مگر کیا واقعی اکثریت سنتِ رسول صلی اللہ علیہ والہٰ وسلم ادا کر رہی ہوتی ہے؟

میرا جواب ہے۔۔۔ نہیں!!!

آپ صلی علیہ والہٰ وسلم کی گیارہ ازواج میں سے دس مطلقہ یا بیوہ تھیں۔۔۔ سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔۔۔ تو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ والہٰ وسلم در حقیقت کسی بے

سہارا، یتیم، مطلقہ یا بیوہ کو سہارا دینے کا نام ہے۔۔۔ فیس بک، آفس، خاندان یا محلے کی کسی لڑکی سے چکر چلا کر، اس کے ساتھ دن و رات چیٹ کر کے حرام رشتے کو حلال بنا کر، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منسوب کرنا قطعی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ پھر دوسری بات یہ آتی ہے کہ اگر آپ نے دوسری شادی بالفرض کر بھی لی تو کیا آپ واقعی اسے ویسا نبھا رہے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہدایت دی گئی ہے۔۔۔

"تو ان عورتوں سے نکاح کرو۔۔ جو تمہارے لئے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے)، پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے نکاح کرو۔ (سورہ النساء ۳)"

مطلب واضح الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ اگر آپ دونوں کے ساتھ عدل نہیں کر سکتے تو آپ دو شادیاں مت کریں۔۔۔ مگر ہمارے یہاں کیا ہوتا ہے کہ دوسری شادی کرتے ہی پہلی بیوی، بچوں کی طرف سے مکمل آنکھ بند کر لی جاتی ہے۔۔۔ جو لوگ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حوالہ دے کر شادی کرتے ہیں وہ قرآن پاک کے اس شرعی حکم سے روگردانی کرنے لگتے ہیں۔۔۔ کیونکہ ہم سب کو بس اپنے مطلب کا دین آتا ہے۔۔۔ ورنہ دیکھا

جائے تو ایک سے زائد شادیوں کی اجازت در حقیقت عورتوں کے حق میں ہے کہ ہمارے یہاں ہندوؤں کی طرح ایک شوہر کے مر جانے پر عورت پر ساری خوشیوں اور حقوق پر پابندی نہیں لگائی گئی۔۔۔بلکہ عدت کی معینہ مدت پوری کر کے وہ دوبارہ شادی کر کے ایک اچھی زندگی گزار سکتی ہے۔۔۔مگر ہمارے مرد ایسی کسی بھی عورت کا ہاتھ تھامنا ہی نہیں چاہتے۔۔۔اور اسی لئے یہ حکم ہمارے معاشرے میں ایک منفی تاثر قائم کر چکا ہے۔۔۔اس ٹاپک پر لکھنا میرے لئے بہت مشکل کام تھا۔۔۔مجھے اندازہ تھا کہ ہیرو کو دو عورتوں کے ساتھ انوالو دیکھ کر کسی کو اچھا نہیں لگے گا۔۔۔مگر مجھے ایسا ہی دکھانا تھا۔۔۔کہ دوسری شادی کن حالات میں ہوئی اور پھر اس کو کس طرح نبھایا۔۔۔یا در اصل سنتِ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کیا ہے؟

جہاں تک بات زینب کی موت کی ہے تو ہر انسان کو ایک دن دنیا سے جانا ہے۔۔۔مگر کچھ لوگ واقعی دنیا میں اپنے حصے کا کام کرنے آتے ہیں اور بہت کم مدت میں اپنی روشنی سے سب کو منور کر کے مر کر امر ہو جاتے ہیں۔۔۔زینب کا شمار بھی ان ہی لوگوں میں ہوتا ہے جو مر کر بھی سب کے دلوں میں زندہ تھی۔۔۔میں ایسا اینڈ نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔۔ جس سے کہیں سے بھی زینب کا منفی تاثر قائم رہے۔۔۔اس کی موت کے سین کو لکھتے وقت

اور بعد میں پروف ریڈنگ کے لئے پڑھتے وقت میں بھی بہت روئی ہوں۔۔۔۔زینب کو مارنا واقعی بہت تکلیف دہ تھا۔۔۔۔ مگر مجھے ایسا کرنا پڑا۔۔۔۔کیونکہ میرے لئے ہیرو زینب ہی تھی۔۔۔۔دراصل کچھ لوگ اپنی زندگی میں خود کو ثابت نہیں کر پاتے۔۔۔ مگر ان کی موت کافی لوگوں کو اندر سے جھنجھوڑ دیتی ہے۔۔۔۔جیسے زینب کی موت نے عسیل کو سرتاپا بدل دیا تھا۔۔۔۔پورے ناول میں ریڈرز کی طرف سے زینب پر کی گئی لعن طعن اس کی موت کے ساتھ ختم ہو گئی ہو گی۔۔۔اس پر کسی کا گھر توڑنے کا جو الزام تھا وہ خود بخود سب کے ذہن سے محو ہو گیا ہو گا۔۔۔۔تو بس زینب جن ریڈرز کے لئے ہیرو تھی وہ خوش رہیں کہ زینب اب سب کے دل میں ایک homewrecker بن کر نہیں رہے گی۔۔۔۔مر کر وہ سب کے دلوں سے اپنے لئے موجود نفرت مٹا گئی۔۔۔

امید ہے آپ لوگوں کی جو بھی شکایات تھیں۔۔وہ دور ہو گئی ہوں گی اور اگر اب بھی آپ مطمئن یا خوش نہیں ہیں تو میری طرف سے بہت معذرت کہ آپ کا بہت سا قیمتی وقت میری وجہ سے ضائع ہوا۔۔۔۔

ان شاءاللہ اگلے ناول کے ساتھ بہت جلد حاضر ہوں گی۔۔۔۔تب تک کے لئے اللہ حافظ۔۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842